جلد اول
فتوحات مکیہ
تصنیف لطیف
شیخ اکبر محی الدین ابن العربی
علی برادران تاجران کتب ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آ

١

جلد اوّل

فتوحاتِ مکیہ

تصنیف لطیف: حضرت امام الموحدین سید المکاشفین شیخ اکبر محی الدین محمد بن علی اندلسی المعروف بہ ابنِ عربی حاتمی قدس اللہ سرہ

ترجمہ

حضرت علامہ صائم چشتی فیصل آباد،

ناشران

علی برادران تاجران کتب

نزد جامعہ رضویہ ارشد مارکیٹ جھنگ بازار۔ فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام تالیف	فتوحات مکیہ
مولف	شیخ محی الدین ابن العربیؒ
مترجم	علامہ صائم چشتی
پہلی بار	دسمبر سنہ ۱۹۸۶
تعداد	گیارہ سو
طابع	فضل کریم نقشبندی
مطبع	
کتابت	اللہ دتہ جمیل رقم
سائز	۲۳/۳۶ ۱۶
ہدیہ	۱۲۰/-
صفحات مع متن	۴۱۶
ناشر	علی برادران فیصل آباد

ملنے کے پتے

علی برادران ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد

چشتی کتب خانہ ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد

انتساب

بصد عجز و نیاز محبوبِ حقیقی جلّ و علاَ کے نام

بندۂ ناچیز صائم چشتی

نذرِ عقیدت

بصد احترام بحضور حقیقت الحقائق صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

گر قبول اُفتد زہے عزو شرف

بندۂ کمترین
صائم چشتی

وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ

لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ
وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ

مَا يَكُونُ مِن نَّجْوَىٰ ثَلَٰثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ

وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا أَدْنَىٰ مِن

ذَٰلِكَ وَلَا أَكْثَرَ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَ مَا كَانُوا

فہرست مضامین

مضمون — صفحہ

مضمون — صفحہ

مضمون	صفحہ

معبود و عابد

خُدا خواہ کتنا نزول فرمائے خدا ہے
بندہ خواہ کتنا عُروج پائے بندہ ہے

"ابن عربی"

رب حق ہے بندہ حق ہے کاش مجھے معلوم ہوتا مکلف کون ہے"
اگر تو کہے بندہ تو وُہ مرنے والا ہے اگر کہے خدا تو وُہ کیونکر مُکلف ہے؟

"ابن عربی"

اعترافِ عجز

از مترجم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدُ للہِ ربِّ العٰلمین والصلوٰۃ والسلامُ علی رسولہِ الکریمِ الامین وعلی آلہِ الطاھرین وصحبہِ اجمعین

اَمّا بعدُ! کُلَّ فَوْقَ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْم یعنی ہر علم والے کے اُوپر ایک علم والا ہے، نصِ قُرآنی سے منصوص یہ کُلیہ ناقابلِ تغیر ہے، امتدادِ زمانہ اور علوم جدیدہ کا ارتقاء اِس فرمانِ ایزدی میں تبدیلی نہیں لاسکتا اور اس کے بالعکس قائم کردہ تصورات از خود دم توڑ دیتے ہیں۔

صرف اور صرف ایک اقدس و اعلیٰ ذات ایسی ہے جس کے اوپر کوئی علم والا نہیں اور وُہ ذاتِ مُنزّہ و مُقدس خالقِ کائنات معبودِ برحق اللہ جل شانہٗ ہے اور یہی اُس کی شانِ معبودیت ہے کہ وُہ، تمام تر رفعتوں سے بلند تر ہے اور ہر بلندی اُس کے حضور میں پست ہے

اُس ذاتِ اقدس و اعلا اور علیم و خبیر کے بعد سب سے زیادہ علیم و خبیر، سب سے زیادہ جاننے والے، سب سے زیادہ علوم پر احاطہ کرنے والے مُعلّم و مقصودِ کائنات حضرت محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔

وُہ شہریارِ مملکتِ رسالت جنہیں عَلَّمَہُ الْبَیَان کا تاج پہنایا گیا۔

وُہ تاجدارِ سلطنتِ علوم جنہیں، وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ۔ کے خلعت سے سرفراز کیا گیا۔

وہ صاحبِ قرآن وحی اور قرآنِ ناطق جن کے علوم کے بیکراں سمندر سے قرآن مجید کے علوم ایک قطرہ ہیں، باوجود یہ کہ قرآن خود میں تفصیلِ کلِّ شیئ کا مدعی ہے۔

نٓ وَالْقَلَمِ اور اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ الْقَلَمَ کی وہ حقیقت صادقہ جسے مَا کَانَ وَمَا سَیَکُوْن کو تحریر کرنے کا حکم ہوا تھا۔

وہ عالم مَا کَانَ وَمَا یَکُوْن جن کے نورِ علوم کی برکت سے حضرت آدم علیہ السلام اَسْمَاءَ کُلَّھَا کے عالم قرار پائے۔

وہ کلماتِ الٰہیہ کے جامع جن کا ارشاد ہے کہ میں جامع الکلم دیا گیا ہوں۔

وہ مدینۃ العلم کہ لوح و قلم کا علم جن کے علوم کا ایک حصہ ہے۔

وہ مبداء و مرکزِ علوم اپنی دعائے نیم شب میں سب سے بڑے علیم و عالم کے حضور عرض کرتے ہیں، رَبِّ زِدْنِیْ عِلْماً۔

آپ کی یہ پاکیزہ و محترم دعا اُسی کے فرمانِ عالی شان کی تعمیل تھی جس کے اُوپر کوئی علم والا نہیں۔ جب عطا فرمانے والا خود کہے مجھ سے فلاں چیز مانگ تو یقیناً وہ مائل بہ کرم ہے اور وہ چیز عطا فرمانے کے درپے ہے، اندریں صورت آپ کی افزونیٔ علم کا کیا اندازہ کیا جاسکتا ہے، تاہم شانِ عبودیت قائم ہے اور حجرۂ عائشہؓ سے رب زدنی علماً کی صدائے کیف آفریں مسلسل آرہی ہے۔

زیادہ سے زیادہ اور پھر زیادہ سے زیادہ بھی حدود و تعینات ہیں، اور امکان و تعین کے لئے تعین کا تقرر بدیہی امر ہے، خالقِ کائنات، واجب الوجود لامتناہی و لاتعین ہے، اس لئے یہ تعین صرف اور صرف اُس کے نزدیک ہے رہا مخلوق کے نزدیک اُس جانِ جہاں کے علوم تو وہ لامتناہی اور غیر متعین ہیں سوائے خالقِ کائنات کے کوئی بھی آپ کے علوم کا احاطہ نہیں کرسکتا، ایک رحمٰن ہے جو آپ کو سکھانے والا ہے باقی سب آپ سے سیکھتے ہیں خواہ وہ انبیاء ہوں

یا ملائکہ آپ ہی کی درسگاہ قدس کے طالب علم ہیں اور علوم قدیمہ و جدیدہ کا ہر طالب علم طوعاً و کرہاً آپ سے ہی اکتساب فیض کرتا ہے بہر کیف ہمارے آقائے نعمت اللہ تبارک و تعالیٰ کی دیگر نعمتوں کی طرح علم کی دولت بھی تقسیم فرماتے ہیں اور سبھی مخلوقات اسی قاسم العلوم کی دریوزہ گر ہے اگر کوئی شوریدہ سر اس مسلّمہ حقیقت کا انکار کرتا ہے تو یہ اُس کی اپنی محرومی ہے، ہمیں اُس سے کچھ غرض نہیں، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہر صورت اُستاد کُل ہیں اور آپ کے سوا تمام مخلوق کے لئے "جائے اُستاد خالی است" کا قول علی الاطلاق صادق ہے۔

آپ کے غلاموں کے علوم غرناطہ کی لائبریری سے یورپ کے ممالک میں پہنچے تو سائنسی کمالات کا ظہور شروع ہو گیا، آپ کے علوم اسرار کی تجلیات قلوب صالحین پر پڑیں تو جنیدؒ و شبلیؒ جیسے علمبرداران روحانیت کا سکہ جاری ہو گیا، آپؐ کے کلام بلاغت نظام کے اثرات رازیؒ و غزالیؒ پر پڑے تو یونانی اور غیر اسلامی فلسفے کی دھجیاں فلک بسیط پر اُڑنے لگیں، بہر نوع دُنیا کا کوئی علم ایسا نہیں جو تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وساطت کے بغیر دُوسروں کی طرف منتقل ہوا ہو۔

صاحب فتوحات مکیہ الشیخ الاکبر محی الدین ابن عربیؒ بھی آپ ہی کے گلستان علم کے خوشہ چین ہیں، اُن کو علم انوار کے ساتھ ساتھ علم اسرار بھی عطا کیا گیا تھا یہ کتاب فتوحات مکیہ ان دونوں علوم کی جامع ہے، شیخ اکبرؒ کے کلام میں خاص طور پر جو چیز پائی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ اُنہیں جب مکاشفہ کے ذریعے کسی سربستہ راز سے آگہی حاصل ہوتی ہے تو وہ اُس کی دلیل علوم انوار یعنی علوم شرعیہ میں تلاش کرتے ہیں اور حتی الامکان اپنے مکاشفہ کو نصوص سے مدلل کر

لیتے ہیں بایں ہمہ اکثر مشاہدات و مکاشفات اُن علوم اسرار سے ہیں جن کا تعلق کتابوں سے نہیں دل سے ہے جو مادی سیاحی سے نہیں بلکہ رُوحانی سَیر سے تعلق رکھتے ہیں، اِن مکاشفات و مشاہدات کو بیان کرنے کے لئے اُنکے پاس یقیناً قوتِ بیانیہ بھی موجود ہے اور یہ بھی یقینی امر ہے کہ اُن کی عبارات سے بہت زیادہ پڑھے لکھے لوگ اُن کے مفہوم و مطالب تک رسائی حاصل کرلیں مگر یہ امر بھی مُسلّم ہے کہ اُن کیفیات کو الفاظ کا جامہ نہیں پہنایا جاسکتا جو محض ذوق و وجدان سے تعلق رکھتی ہیں اِس کا اعتراف خود شیخؒ نے بھی علم الاحوال اور علم الاسرار کی بحث میں کیا ہے، تاہم قاری پر کیفیتِ وجدان نہ سہی کیفیت تحریر کے اثرات بہر حال مرتب ہوتے ہیں۔

میں پُورے خُلوص و دیانت اور نہایت ایمانداری سے اِس امر کا معترف ہُوں کہ کم از کم میں اپنی اس علمی کم مائیگی اور بے بضاعتی کے سبب ہرگز ہرگز اس قابل نہ تھا کہ اِس مکاشفات رُوحانیہ اور منامات صادقہ پر مشتمل کتاب کا ترجمہ کرنے کی جسارت کرتا مگر اِسے تائید ایزدی کہہ لیں یا میری جسارت سمجھ لیں کہ میں نے اپنے برادرِ عزیز شیخ فضل کریم نقشبندی کے شب و روز کے اصرار پر اِس بحرِ ناپیدا کنار میں چھلانگ لگادی، میں نہیں جانتا کہ اِس جُراَت رندانہ کا انجام کیا ہوگا تاہم اِس قدر جان گیا ہُوں کہ اگر کوئی غیبی قوت میری راہنما نہ ہوتی تو اِس سمندر کی گہرائیوں میں دفن ہو چکا ہوتا اس کے ساتھ ہی مجھے پُوری دیانت سے اِس امر کا بھی اعتراف ہے کہ مجھ سے بعض مقامات پر لغزش قلم بھی واقع ہو گئی ہو گی اِس لئے کہ اِس امر کا احتمال آخر تک قائم رہا ہے اور ہمیشہ دل کو یہ دھڑکا رہا کہ اب بھُولا کہ بھُولا، اِس سے قبل میں دس سے زیادہ عربی کتابوں کو اُردو زبان میں ڈھال چکا ہُوں مگر یہ صُورت

کبھی سامنے نہیں آئی کہ بعض مقامات پر ترجمہ کی بجائے ترجمانی سے کام چلانا پڑا ہو، اندریں صورت اہلِ علم و فن حضرات سے درخواست ہے کہ اگر وہ اس ترجمہ میں کہیں لغزشِ قلم یا تساہل دیکھیں تو حرف گیری کرنے کی بجائے براہِ راست مجھے آگاہ فرما دیں بصورتِ دیگر چشم پوشی فرمالیں اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کی پردہ پوشی فرمائے گا آمین! ثم آمین،

اِس اعترافِ عجز کے بعد قارئین کرام سے ملتمس ہوں کہ وہ دِل کی گہرائیوں سے میرے لئے دُعا فرمائیں کہ میں تصوف کے اِس بحرِ بیکنار سے مزید درِ نایاب آپ کو اُردو زبان کے جواہر پاروں کی صورت پیش کر سکوں اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ سے میری اِس محنت کو قبول و منظور فرما کر اِس ترجمہ کو میرے لئے توشۂ آخرت اور اہلِ ذوق حضرات کے لئے مفید اور کار آمد بنائے۔

آمین بحرمتِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم

دُعا گو
صائم چشتی

تعارف

تصنیف و مُصنّف

از محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحٰق قریشی مدظلہ العالی انچارج شعبہ عربی گورنمنٹ کالج فیصل آباد

شیخ محی الدین ابوبکر محمد بن علی الطائی، الحاتمی الاندلسی، دُنیائے علم و ادب میں ابن عربی کی کنیت اور محافلِ صوفیاء میں الشیخ الاکبر کے لقب سے معروف ہیں، آپ ایک قابلِ فخر عالم اور لائقِ استفادہ صوفی ہیں جن کے خیالات و نظریات نے عُلماء اور صُوفیاء پر یکساں اثر کیا ہے اور جن کی تصنیفات ہر دور میں اور ہر مکتبۂ فکر کے ہاں قدر و منزلت کی نظر سے دیکھی گئی ہیں، شائد آپ عالمِ اسلام کی وہ واحد شخصیت ہیں جن کے خیالات موافق و مخالف ہر صاحبِ علم کی توجہ جذب کرتے رہے ہیں اور جن کے نظریات کی توضیح و تشریح پر ان گنت کتب تصنیف ہوئی ہیں۔

شیخ ابن عربی اندلسِ اسلامی کے ایک شہر مرسیہ میں سترہ رمضان المبارک ۵۶۰ھ/۲۸ جولائی ۱۱۶۵ء کو بروز پیر پیدا ہوئے۔ آپ مشہور عرب سخی، سردار اور شاعر حاتم الطائی کے بیٹے عبداللہ جو حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حقیقی بھائی تھے کی نسل میں ہونے کی وجہ سے کبھی الطائی اور کبھی الحاتمی نسبت سے یاد کئے جاتے رہے، عُمرِ عزیز کے آٹھ ابتدائی سال مرسیہ میں گزارے اور اپنے خاندان اور ہم عصر اساتذہ سے کسبِ فیض کی ابتداء کی ۵۶۸ھ میں آپ کا خاندان اندلس کے مشہور شہر اور علمی مرکز اشبیلیہ میں منتقل ہو گیا، اشبیلیہ علوم و فنون کا مخزن اور متعدد اساتذۂ فن کا وطن تھا، ہونہار

طلبہ اور محنتی متلاشیانِ علم کے لئے اشبیلیہ میں حصولِ علم کے بہتر مواقع تھے، شیخ اکبر کا بچپن انہیں علمی فضاؤں میں گزرا۔ آپ نے قرآن، حدیث اور فقہ کی تعلیم اور درسیات کی تحصیل کا حق ادا کیا اور جلد ہی مروجہ علوم و فنون میں نام پیدا کر لیا، اُندلس کی درسگاہوں میں ادبیات عربی پر توجہ زیادہ تھی، شیخ کی حساس طبیعت پر ادب کا رنگ نمایاں ہونے لگا، نظم و نثر میں ماہرانہ دسترس حاصل ہوئی تو اشبیلیہ کے حکمرانوں کے قریب ہونے کے مواقع بھی ملے اور کچھ عرصہ بطور کاتبِ دربار خدمات بھی انجام دیں مگر یہ مَنصب طبیعت اور مزاج کی عمومی روش کے مطابق نہ تھا اس لئے جلد ہی کنارہ کش ہو گئے، قدرت اپنا فیصلہ کر چکی تھی جس کے اثرات جلد نمایاں ہونے لگے، علم و ادب کی ہر شاخ پر اُن کی نظر تھی مگر نظر پھر بھی متلاشی ہی تھی اس لئے کہ متجسس طبیعت کسی صاحبِ نظر کی تلاش میں تھی، اصحابِ طریقت سے راہ و رسم بڑھنے لگی اور وقت کا جید عالم بتدریج تصوف کے دام میں اسیر ہوتا گیا، مقامی صوفیاء سے کسبِ فیض نے طبیعت کو اور مضطرب کر دیا، ایک بے قراری، خود فراموشی اور وارفتگی ہمہ وقت طاری رہنے لگی، نابغۂ عصر کی جولان گاہ کے لئے اُندلس کی سرزمین سمٹنے لگی تو اس تنگ نائے سے نکلنے کا ارادہ کر لیا اور بالآخر اشبیلیہ کو چھوڑ دیا، یہ صرف جغرافیائی حدود کی تبدیلی نہ تھی روحانی سفر کی ابتدا بھی تھی،

شیخ نے اڑتیس سال کی عمر میں یعنی ۹۸ ھ میں سفر کا آغاز کیا، اگرچہ بعض روایات کے مطابق وہ اس سے چند سال پیشتر تونس گئے تھے، سفر کے آغاز ہی میں مصر آئے اور وہاں کے عُلماء سے علمی، ادبی اور روحانی علوم و مشاہدات پر تبادلہ خیال کیا پھر مکہ مکرمہ تشریف لے گئے، یہ آپ کے سفر کا نقطۂ ارتقاء تھا، بیت اللہ کی ضیا پاشیوں نے قلب و نظر کو مستنیر کیا اور

یقین و اعتماد کی دولت عطا کی، مکہ مکرمہ کی پاکیزہ فضا اور روحانی ماحول نے فکر و نظر کے زاویے بدل ڈالے، وہاں آپ کی علمی و ادبی صلاحیتوں کو نئی جہت ملی روحانی قوتیں جلا پانے لگیں اور آپ اِن فضاؤں میں کھو گئے، اپنی خدا داد صلاحیت اور فطری تڑپ کے باعث وجود مہبطِ انوار بن گیا، ان تجلیات کا پہلا ظہور "الفتوحات المکیہ" کے ذریعے نمایاں ہونے لگا، آپ نے الفتوحات المکیہ کی ابتداء کی جو آپ کے ذہنی سفر اور علمی و روحانی عظمتوں کی امین ہے،

مکہ مکرمہ میں طویل قیام رہا، دو مرتبہ یعنی ۶۰۱ھ اور ۶۰۸ھ میں بغداد کا سفر بھی کیا، ۶۱۱ھ میں شیخ دوسری مرتبہ مکہ مکرمہ تشریف لائے۔ بلادِ شام کا سفر کیا، موصل اور حلب میں قیام رہا، دُنیائے اسلام کے تمام علمی مراکز دیکھے ہر شہر میں مجلسیں برپا ہوئیں، علماء اور اُن کی نگارشات سے آگاہی ہوئی، صوفیا اور اُن کے مشاہدات و مجاہدات کا بنظرِ غور مشاہدہ کیا، دِلِ زندہ ہر نقش محفوظ کرتا گیا اور آپ بالآخر تمام بلادِ اسلامیہ سے اخذ و استفادہ کرتے کرتے دمشق پہنچ گئے اور اس کو دائمی وطن بنا لیا، ۲۲ ربیع الآخر ۶۳۸ھ/۱۲۴۰ء کے جمعہ المبارک کی رات دمشق ہی میں آپ اپنے خالقِ حقیقی سے واصل ہوئے اور جبل قاسیون میں دفن کئے گئے،

شیخ ابن عربی علیہ الرحمۃ کثیر التصانیف بزرگ تھے، علم کی وسعت، تجرباتِ حیات کی کثرت اور ذہنی بالیدگی و متانت نے اُن کے قلم میں علمی وقار، ادبی اندازِ اظہار اور ابلاغ کی بے پناہ قوت پیدا کر دی تھی،

اُن کی تحریر میں بلا کی روانی بھی ہے اور معانی و مطالب کی حیران کُن جولانی بھی، تصوّف کے گداز نے اُن کے قلم کو شہبازِ فکر کا ہم رکاب کر دیا ہے، اُن کی تصنیفات و تالیفات کا ہر ہر حرف اُن کی عظمت کا شاہد اور اُن

کے مخصوص طرزِ تحریر کا غماز ہے، ہر کلمہ اور ہر جملہ بر ملا اعلان کرتا ہے کہ وُہ شیخ کے قلم کا موتی ہے، اُن کے اندازِ تحریر اور اسلوب نگارش نے اُن کو منفرد مقام عطا کر دیا ہے، اس عظمت و رفعت کے باوصف بعض اوقات یہ شکایت بھی سننے میں آتی ہے کہ شیخ کے کلام کی تفہیم میں دقت محسوس ہوتی ہے اور بسا اوقات اُن کے مفاہیم قاری کے ذہن پر نہیں اُترتے۔

یہ دبی دبی شکایت متقدمین نے بھی کی اور عصرِ حاضر کے ادباء نے بھی، یہ تسلیم کر لینے میں کوئی امر مانع نہیں کہ شیخ علم معرفت کے شناور اور عالم تصوف کے سیار ہیں، علم معرفت یا علم تصوف ایک ریاض چاہتا ہے، یہ علم سے زیادہ واردات ہے اور اس کا ایقان کتابوں کے مطالعے سے زیادہ مظاہر و اعیان کے مشاہدے سے ممکن ہے، ایک بینا انسان ایک کور در نظر والے کو حوالوں یا کتابوں سے ہی اپنا مشاہدہ بتا سکتا ہے، قوت متخیلہ کی صلاحیت ہی وُہ جوہر ہے جو ابلاغ کی راہیں واضح کرتا ہے، انسان عادۃً اپنی کوتاہیوں کو دُوسروں کے سر دے کر مطمئن ہونے میں عافیت پاتا ہے، شیخ اکبر کے خیالات تک رسائی میں بھی یہ مرحلہ درپیش ہے، قاری اپنے اندر کو بیدار کئے بغیر اور رُوحانی قوّتوں کو بروئے کار لائے بغیر ان خیالات کو اپنانے کی کوشش کرتا ہے، تو ناکام ہوتا ہے اور اپنی ناکامی کو اپنی ذات کی طرف راجع کرنے کے بجائے کلامِ شیخ کے سُقم تلاش کرنے لگتا ہے۔

مگر صورت حال یہی ہے کہ اس میں چشمۂ آفتاب کا کیا قصُور، کورنگاہی کا دسماں چاہئے۔

تصانیف : تصانیف کی تعداد کے بارے میں اختلاف ہے، مولانا جامی علیہ الرحمۃ نے یہ تعداد پانچ سو بتائی ہے جو حقائق و آثار کے حوالے

سے مبالغہ آمیز محسوس ہوتی ہے یا شاید اجزاء کو مکمل کتُب کے طور پر شمار کر لیا گیا ہے، علامہ الشّعرانی نے اپنی تصنیف الیواقیت والجواہر میں شیخ کی تصنیفات کی تعداد چار سو لکھی ہے، بر دکلمن نے تاریخ ادب عربی میں اڑھائی سو مطبوعہ یا غیر مطبوعہ کتب کا حوالہ دیا ہے، بر دکلمن شیخ علیہ الرحمۃ کے علم و فضل کا مداح ہے اور اُس نے اعتراف کیا ہے کہ تصنیفات کی کثرت کے ساتھ ساتھ شیخ کی تحریریں وفورِ عقل اور وُسعتِ خیال موجود ہے، محمد رجب حلمی نے شیخ اکبر کے مناقب میں ایک مستقل کتاب تحریر کی جس کا نام البرھان الازھر فی مناقب الشیخ الاکبر۔ ہے اس میں حلمی نے شیخ کی ۲۸۴ تصنیفات شمار کی ہیں، شیخ علیہ الرحمۃ نے اپنی وفات سے چھ سال قبل ۶۳۲ھ میں اپنی تصنیفات کو شمار کیا اور ۲۹۰ سے زیادہ کا ذکر کیا، ان شہادتوں کی بنیاد پر کہا جاسکتا ہے کہ آپ کی تصنیفات کی تعداد تین سو سے بہر حال زیادہ ہے کہ آخری چھ سال آپ نے تصنیف و تالیف ہی میں گزارے ہیں"

علمِ تصوف! شیخ اکبر علیہ الرحمۃ کی تصنیفات ہم عصر ادبی، علمی اور دینی موضوعات کا احاطہ کئے ہوئے ہیں لیکن جس موضوع پر شیخ کی گرفت سب سے زیادہ ہے اور جو آپ کی پہچان ہے وُہ علمِ تصوّف ہے، نثر ہو یا نظم شیخ کا سیال قلم تصوّف کے رموزِ غواض سے پردے ہٹاتا جاتا ہے اور ایسے ایسے علوم و معارف کی نشاندہی کرتا ہے جس کی صرف تفہیم ہی علم کا سرمایہ ہے شیخ نے اپنی ابتدائی زندگی ہی سے قلم تھام لیا تھا اور وقت کے ساتھ ساتھ اس پر آپ کی گرفت مضبُوط ہوتی گئی لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ عالمِ بالا کا یہ راہی جس قدر بلند تر ہوتا گیا قاری کے لئے مسائل اور دِقتیں پیدا ہوتی گئیں، "فصوص الحِکَم" جو آپ کے دورِ آخر کی یادگار ہے عُلماء و طلباء

نے لئے چیلنج ہے اور صدیوں سے ارباب بصیرت اس کی توضیحات میں مستغرق ہیں، پختہ فکر، کے رشحات قلم پختگی فکر کے طالب ہیں اور ہر کہ دمہ کو اس لاہوتی سفر کی قوت حاصل نہیں ہے۔

شیخ کا خواب! شیخ علیہ الرحمۃ کی تمام تصنیفات لائق مطالعہ ہیں لیکن ان میں فصوص الحکم، الفتوحات المکیہ، مفاتیح الغیب، شجرۃ الکون، محافرۃ الابرار و مسامرۃ الاخیار، مواقع النجوم اور دیوان شعر کو بہت پذیرائی حاصل ہوئی ہے، کہتے ہیں کہ ۶۲۷ھ کو شیخ علیہ الرحمۃ نے ایک خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی، آپ کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی، شیخ علیہ الرحمۃ کے استفسار پر آپ نے اُس کا نام فصوص الحکم بتایا، آپؐ نے یہ کتاب شیخ ابن عربی کو دی اور فرمایا اسے لوگوں تک پہنچا دو، یہ ایک اشارہ تھا جس کی تعمیل میں شیخ نے فصوص الحکم تحریر کی، خواب، شیخ کی زندگی میں بڑی اہمیت کے حامل ہیں اور آپ نے اپنی تالیفات میں متعدد مقامات پر خوابوں کا ذکر کیا ہے، علامہ المقری نے نفح الطیب میں لکھا ہے کہ،، ومن تالیفہ مجموع فمنہ منامات رای فیھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم وما سمع منہ ومنامات قد حدث بھا عمن راہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ یعنی آپ کی تالیفات میں ایک کتاب ایسی بھی ہے جس میں آپ نے اُن خوابوں کا ذکر کیا ہے جن میں آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا وہ اور جو اُن سے سُنا درج کیا ہے اور ایسی خوابیں بھی درج کی ہیں جن میں اُن اصحاب کا ذکر ہے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا،،

الفتوحات المکیہ۔ شیخ اکبر کی وہ ضخیم تصنیف ہے جو بڑے سائز کی ۸ جلدوں پر محیط ہے، اس کتاب کی تصنیف شیخ کی مکہ مکرمہ آمد کے ساتھ ہی شروع ہو

گئی تھی ۹۸ھ میں فتوحات کی ابتداء ہوئی اور سفر و حضر میں جاری رہی تیس سال کے طویل عرصے میں جب کہ شیخ نے عالم اسلام کے ہر اہم تعلیمی و تہذیبی مرکز کی سیاحت کر لی تھی اور ہر قابل ذکر عالم و صوفی سے استفادہ کیا تھا یہ کتاب مکمل ہوئی، ۶۲۹ھ اور بعض کے خیال کے مطابق ۶۳۵ھ تک کتاب کی تکمیل ہوئی، بعض عارفان حال کا بیان ہے کہ آپ اس تمام عرصے میں ہر روز تین ورق لکھا کرتے تھے اور یہ معمول سفر و حضر میں ترک نہ ہوتا تھا، الفتوحات المکیہ شیخ کے نظریات کی حامل کتاب ہے جس میں علمی فوائد اور دینی مباحث کو اچھوتے مگر دلپذیر انداز سے پیش کیا گیا ہے، پوری کتاب پر متصوفانہ نظریات کی چادر تنی ہوئی ہے، علم تصوف کے بنیادی حقائق اور ضروری مباحث پر شرح و بسط کے ساتھ بحث کی گئی ہے۔

شیخ اپنی علمی جلالت اور روحانی عظمت کے تمام مظاہر کے ساتھ کتاب میں جلوہ گر ہیں بسا اوقات اشہب قلم محو پرواز ہو جاتا ہے، اور ذہنی حوالہ معدوم ہونے لگتا ہے۔ شیخ کی ذاتی صلاحیت کے حوالے سے یہ زمینی سفر ہو یا آسمانی پرواز اُن کی رفتار میں کہیں کمی نہیں آتی مگر قاری جو زمین کا باسی اور جہات و مظاہر کا اسیر ہے اِن تعینات کے پردوں سے ورے جھانکنے کی کم ہمت پاتا ہے اس لئے لغزش قدم کا خطرہ اُسے ہراساں کر دیتا ہے، یہی وہ مقامات ہیں جہاں عقل و شعور کی بھرپور قوت اور روحانی بالیدگی کا مستقل ساتھ چاہیئے انہیں مقامات کی وجہ سے بعض قاری دل برداشتہ بھی ہو جاتے ہیں اور کبھی کبھی بھٹکنے کا خطرہ بھی لاحق ہوتا ہے اس لئے مطالعے میں احتیاط چاہیئے اور توفیق کی دعا بھی، شیخ جب اپنے روحانی سفر میں مادیت کے خول سے نکلتے ہیں تو لفظ معانی کا احاطہ کرنے میں ناکام رہتے ہیں، حرف و صوت کی

دنیا سے بے تصوریت کی فضائے لاہوت میں یہ شناختی استعارے بے کار ہو جاتے ہیں، یہ مشاہدات کی دنیا ہے، یہ واردات کا ہنگام ہے اس لئے قاری تفہیم مطالب میں حرفی حوالوں سے تسکین نہیں پاتا، یہ تحریر کا الجھاؤ نہیں لفظوں کی بے بسی ہے اور قاری کو ایسی ژولیدگی کے لئے پہلے سے تیار ہونا چاہیئے مگر بعض کوتاہ بین اپنی کوتاہیوں کو شیخ کی تحریر کے سقم کی شکل میں دیکھنے کے عادی ہیں اور چاہتے ہیں کہ مادہ گزیدگی کے باوجود مشاہداتِ ازلیہ اُن کے حیطۂ نظر میں سما جائیں۔ یہی وُہ بُعد ہے جو بعض قاری شیخ کے کلام میں محسوس کرتے ہیں حالانکہ شیخ کے اسلوبِ نگارش کی ائمہ فن نے جی بھر کر تعریف کی ہے ابن مسدی کہتے ہیں " انہ کان جمیل الجملۃ والتفصیل، محصلاً لفنون العلم اخص تحصیل وله فی الأدب الشاء الذی لایلحق والتقدم الذی لایسبق"

(نفح الطیب الجزالثانی ص ۳۶۳)

کہ مجموعی طور پر با تفصیل میں وُہ صاحب جمال ہیں علم کے تمام فنون میں مہارت خاصہ رکھتے ہیں، ادب میں وُہ بلند مقام ہے کہ کوئی وہاں تک نہیں جا سکتا اور ایسی سبقت اُنہیں حاصل ہے جس کے آگے نہیں جایا جا سکتا، امام ذہبی اُنہیں قائلین وحدۃ الوجود کا سالار کہتے ہیں، وحدۃ الوجود کا تصوّر اپنے اندر جو قوت استدلال رکھتا ہے شیخ اُس سے بخوبی آگاہ ہیں بلکہ یہ کہا جائے کہ اس تصوّر کو وقار آپ کی ذات سے ملا ہے تو مبالغہ نہ ہوگا۔

دلدادگانِ فتوحات! "الفتوحات المکیہ" کی تصنیف نے دمشق میں ایک ہنگام بپا کر دیا، اہلِ علم کھنچے چلے آئے، اربابِ اقتدار نے نوازشوں کی بارش کر دی، اصحاب دولت نذرانے لئے حاضر ہوئے، فتوحات نے ہر دل کو مسخر کر لیا اور شیخ کا گھر مال و دولت کی کثرت سے خزانہ شاہی سے چشمک کرنے لگا

علامہ المقری کا بیان ہے کہ گورنر حمص اس تالیف کے دَوران میں ہر روز سو درہم نذر کرتا رہا اور ابن الزکی ہر روز تیس (۳۰) درہم حاضر کرتا رہا لیکن ” فما ادّخر منہا شیئا“ ان میں سے آپ نے کچھ ذخیرہ نہ کیا بلکہ ”فکان یتصدق بالجمیع“ سب کا سب صدقہ کر دیا، صاحب فتوحات مکیہ کو بھلا اس دولتِ دنیا کی کیا حرص ہو سکتی تھی، صاحبِ اسرار و انوار مائلِ درہم و دینار نہیں ہوتا۔

ابواب و فصُول الفتوحات المکیہ پانچ سو ساٹھ ابواب پر مشتمل کتاب ہے جس کو چھ فصلوں میں منقسم کیا گیا ہے تاکہ موضوعات کی ترتیب میں منطقی اور استدلالی پیش رفت قائم رہے فصل اوّل علمِ تصوف کے بنیادی مباحث یعنی معارف کو محیط ہے اس میں روح کی ماہیت کے بیان سے ھبُوطِ روح کی منازل اور اجساد کی تخلیق و تشکیل کے بارے میں نہایت قابلِ قدر فکر انگیز معلومات مہیا کی گئی ہیں، یہ فصل درحقیقت کائنات و ربِ کائنات کے بارے میں اُن اسرار و غوائض کے بیان کے لئے وقف ہے جن سے مخلوق و خالق کے رابطوں کا ادراک اور ان کی عظمت کا احساس اُبھرتا ہے۔

فصل ثانی اعمالِ باطنہ اور انسانی قلب و نظر پر اُن کے اثرات کی اہمیت کے بیان کے لئے مخصُوص ہے، خصائص حسنہ اور شمائل ذات کے ہر پہلو کو اس میں شامل کیا گیا ہے، اس طرح یہ فصل جوہرِ انسانیت کے لئے دستور العمل بن گئی ہے۔

فصل ثالث میں احوال کا بیان ہے، اس میں ذات کے احوال اور اُن پر مرتّب ہونے والے اثرات کا تذکرہ ہے۔

فصل رابع میں منازلِ حقیقت پر بحث ہے، یہ دراصل حقائقِ ذات کے مختلف مظاہر ہیں جن میں حقیقۃ الحقائق جاری و ساری ہے، فصل خامس

میں منازلات کی وضاحت ہے، یہ احوالِ ذات کے مقامات ہیں جہاں اُوصاف صُورتِ ظاہرہ میں مُشکل ہوتے ہیں، آخری فصل میں مقامات کا تذکرہ ہے، سالک راہ حقیقت کے مقامات اُس کی صلاحیت کے حوالے سے متُعین ہوتے ہیں اور آخر وہ اُس بلند ترین مقام محسوس کرنے لگتا ہے جو مقام محمّدی ہے جو مطلوب و مقصودِ کائنات ہے۔

فصُول کی ترتیب میں نزولی نُقطۂ نظر کا لحاظ رکھا گیا ہے کہ حقیقتِ مُطلقہ جو ماورائے فہم و ادراک اور وجدان ہے، کی مظہریت کس طرح قدم قدم وجود کے قریب آتی جاتی ہے اور پھر کیسے وجُود ممکن، ان واجب حقیقتوں کے واسطے سے بلند تر ہو کر ارفع ترین مقام حاصل کر لیتا ہے، الفتوحات المکیہ کے معارف انسان کے ہر پہلو کو محیط ہیں، مادی وجُود، لاہوتی مظہر اور حقائقِ اشیاء کی معرفت اور اس کے ہر مُمکن تعیّن کی معرفت ایک مُشکل مرحلہ تھا شیخ ان معارف، منازل اور مقامات سے بالفعل مُستنیر ہو کر اپنے تجربات کو شواہد و حقائق کی زبان میں بیان کرتے جاتے ہیں، مسائل دقیق بھی ہیں اور ان کی معرفت ذاتی حوالے بھی چاہتی ہے اس لئے ان کے مطالعہ میں عام قاری دِقّت محسُوس کرتا ہے، شیخ چونکہ عالمِ بالا کے راہی ہیں اُن کی نظر فلسفیانہ مباحث اور مادی عوائق پہ بھی ہے اور سب سے بڑی بات کہ اُن کا مطمعِ نظر کسی جدلیاتی بحث میں اُلجھنا یا فلسفۂ الٰہیات کے مدارج کا شمار نہیں ہے۔
اُن کا طریق اخذ نظریاتی نہیں وارداتی ہے، ذاتی تجربات اور مشاہدات نے اُن کی نظر کو صیقل کر دیا ہے اس لئے اُن کا طریقِ فکر فلسفیانہ نہیں متصوفانہ ہے، اُن کی رُوحانی پرواز میں اُن کی ذات کی جھلک نمایاں ہے اسلئے معرفت کا بیان ہو یا منازل اُن کی توجہ [illegible] ہے، قاری ایسے اعتماد سے عاری

ہے اِس لئے لغزشِ قدم کا خطرہ اور اس بے یقینی سے عدم تفہیم کا گلہ پیدا ہونا بدیہی ہے اسی لئے کہا جاتا ہے کہ شیخ کی کتب کے مطالعہ کے لیئے سالہا سال کی ذہنی تیاری درکار ہے، مبتدیوں کے لئے اس میں خطرہ بھی ہے اور بدظنی پیدا ہونے کا امکان بھی کہ یہ منتہی اصحاب کے مطالعے کی چیز ہے، شیخ علیہ الرحمۃ اپنے سفرِ رُوحانی میں طائرِ لاہُوت کی طرح سرگرمِ پرواز ہیں اور بعض اوقات وُہ اِس پرواز میں اس قدر دُور نکل جاتے ہیں کہ مادیّت گزیدہ ذہن اُسے نقطۂ موہُوم سمجھنے لگتا ہے، یہ کوتاہ بینی ہے اس سے طائرِ ملکُوت کی پرواز تو مُتاَثر نہیں ہوتی۔"

کم نظری الزامات کو جنم دیتی ہے

کم نظری قاری کی وُسعتِ نظر کا نقص ہے مگر انسانی فطرت ہے کہ وُہ جہاں تک جاننے سے قاصر ہوتا ہے، اُس پر تشکیک کے تیر پھینکنے لگتا ہے اور اپنی کوتاہیوں کی پردہ پوشی کے لئے بھیانک الزامات بھی تراشتا ہے۔

شیخ کے بعض قارئین کا اندازِ تحکیم بھی ایسا ہی ہے، مقامِ شیخ کی رفعت سے ناآشنا لوگ شیخ کے عقائد و تصورات میں خودساختہ اُلجھنیں تلاش کرنے لگے، کبھی اُن کے فلسفہ وحدۃ الوجود کی آڑ میں اُن کے عقائد کو باطل قرار دیا گیا، تو کبھی موجودات کے تعین میں بے راہ روی کا طعنہ دیا گیا، کبھی ذاتِ الٰہی پر ایمان میں شیخ کو مضطرب بتایا گیا تو کبھی مقامِ رسالت کے اِدراک میں کوتاہ نظری یا بے باکی کا الزام لگایا گیا۔ حملہ کرنے والے وہ بھی تھے جو اُن کے

ارفع خیالات تک بلند نہ ہو سکتے تھے اور وُہ بھی جو اپنی علمی بے بضاعتی کا کفارہ ادا کر رہے تھے، اس بات سے انکار نہیں کہ راہِ سلوک میں مشاہدات کا تفاوت عین ممکن ہے اور مُسافر کی ذاتی صلاحیت کو بھی اِس میں دخل حاصل ہے، اِس لئے اختلاف فطری ہے ایسا ہونا چاہیئے تھا اور ہُوا۔

بعض ہم منصب بزرگوں نے کئی مقامات میں رائے کے اختلاف کا حق استعمال کیا ہے، مگر یہ علمی مناقشت کے علاوہ روحانی پیش رفت کا تفاوت تھا۔

مگر حیرت اُن ساکن وجُودوں پر ہے جو زمین اور زمینی حوالوں سے بلند نہ ہو سکے جب کہ صاحبِ اسرار اور بلند بام سیّار شش جہات پر حرف گیری کرتے رہے۔"

شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام الزامات سے ماورئ ہیں اور اُن کے فکر سے آشنا متعدد اصحاب نے اُن کے دفاع کا حق بھی ادا کیا ہے۔

متشرقین کی مادی نگاہیں

الفتوحات المکیہ کو متشرقین کی مادی نگاہوں نے بھی اپنے مخصوص ماحول کے حوالے سے جانچنے کی کوشش کی ہے چنانچہ دائرہ معارفِ اسلامیہ (انگریزی) کا مقالہ نگار اسے Allegory قرار دیتے ہوئے اسے انسان کے بہشت تک سفر کی داستان بتاتا ہے اس لئے دانتے (DANTE) کی الہامی طربیہ (Divine Comedy) پر اس کی گہری چھاپ کا تذکرہ کرتا ہے، یہ فتوحات کی تدریس وتعلیم کا مادی حوالہ ہے اور مغربی ذہن اسی حوالے کو معتبر گردانتا ہے،

حالانکہ شیخ کی سیرِ روحانی تمثیلاتی نہیں، یہ شیخؒ کے وجدان کا سفر ہے جس میں اُن کی باطنی قوتیں سر بسر ہم رکاب ہیں، فتوحات کا ورق ورق شہادت دے رہا ہے کہ شیخ نے یہ سفر قرآن و حدیث کے سایوں میں کیا ہے اور کہیں بھی "انا" یا خود نگری حدود سے متجاوز نہیں "الکلمۃ" کے مفاہیم اور مراد میں اُن کا فکر قرآن کی تعلیمات کا محتاج ہے اور کہیں بھی غلط استنباط نے "واجب الوجود" کے حضور غلط روش اختیار نہیں "انسان کامل" کا تصور بھی متعدد مُفکّرین کے ہاں مبہم ہے، شیخ اکبر کا انسان کامل فوق البشر ہرگز نہیں ہاں آپ اُسے حقیقۃ الحقائق" یا "الحقیقۃ المحمدیہ" ضرور قرار دیتے ہیں اس طرح یہ فوق البشر کے بجائے خیر البشر کا روپ دھار لیتا ہے"

یہ ترجمہ اور ترجمہ نگار

"الفتوحات المکیہ" ان امتیازی اوصاف کی بنا پر ہر دور میں عُلماء و صُوفیاء کی توجہ کا مرکز رہی ہے۔ درسگاہوں اور روحانی تربیت گاہوں میں اس کی باقاعدہ تدریس ہوتی رہی ہے، بّرِ صغیر کے قارئین بھی اسکی لطافتوں سے آشنا ہیں لیکن وہ طبقہ جو عربی زبان سے کما حقہٗ واقف نہ تھا احساسِ محرومی کا شکار رہا، چاہت کے باوجود اور محبت کے بے پناہ جذبات کے

باوصف زبان کی غرابت سدِ راہ رہی، ضرورت تھی کہ اس عظیم علمی و روحانی سرمائے کو اردو داں اصحاب کے لئے پیش کیا جائے، بحمد اللہ یہ سعادت ہمارے دوست اور کرم فرما جناب صائم چشتی کو حاصل ہوئی، فتوحات کا ترجمہ ایک بہت بڑی جرأت ہے اس کے لئے ایسے انسان کی ضرورت تھی جو علم وادب کی وادیوں کا راہی اور تصوف و دین کے نشیب و فراز سے آگاہ ہو، صائم چشتی پنجابی زبان کے نمائندہ شاعر ہیں، اردو نظم و نثر میں اُن کا قلم بے تکان کئی مشکل مراحل سے گذر چکا ہے، چشتی نسبت سے اور ذاتی میلان کی وجہ سے اُن میں تصوف کے رموز و اوقاف کے سمجھنے کی صلاحیت ہے انہوں نے نظم و نثر میں متعدد کتابیں تالیف کی ہیں جن میں فنی مسائل سے علمی وادبی نگارشات تک سب شامل ہیں، فقہ، تاریخ، سیر میں اُن کے قلم سے کئی الجھے ہوئے مسائل پر ضخیم کتب تحریر ہوئی ہیں، عمر بھر کے تجربے اور گداز کے بعد انہوں نے یہ بیڑا اٹھایا ہے کہ شیخ اکبر کی نمائندہ کتاب الفتوحات المکیہ کو اُردو قالب میں ڈھال دیا جائے، پہلے ایک سو کے قریب صفحات پر مشتمل پہلی جلد زیورِ طبع سے آراستہ ہو رہی ہے، صائم چشتی کا ترجمہ رواں دواں ہے، الفاظ کے انتخاب میں نہائت احتیاط سے کام لیا گیا ہے تاکہ مفہوم واضح بھی ہو اور متن سے قرب کا احساس بھی رہے، صائم چشتی کا یہ ترجمہ قاری کی کس حد تک راہنمائی کرتا ہے اور اردو داں طبقہ اُن کی اس کاوش سے شیخ اکبر کے خیالات کو اخذ کرنے میں کہاں تک کامیاب ہوتا ہے یہ تو قارئین کا حق ہے کہ اس پر رائے دیں، میں نے جستہ جستہ ترجمے کا مطالعہ کیا ہے اور مجھے اس احساس کے باوجود کہ میں اس میدان میں مبتدی ہوں تفہیم مطالب میں زیادہ دقت محسوس نہیں ہوئی متن کی

علمی وجاہت اور فنی رفعت بار بار احساسِ ندامت کو ابھارتی ہے مگر اپنی کوتاہ فہمی کا الزام ترجمے کو نہیں دیا جاسکتا، کتاب کے متن میں اصطلاحاتِ تصوف کی کثرت ہے جس کے مکمل ترجمے کی اُردو متحمل نہیں ہوسکتی اس لئے چند مترادفات کے سوا اصطلاحات ترجمے میں بھی باقی ہیں، بہتر ہوگا کہ آخر پر مُصطلحات پر وضاحتی نوٹ شامل کر دیئے جائیں تاکہ قاری کو مطالب تک پہنچنے میں سہولت ہو، الفتوحات المکیہ ضخیم کتاب ہے جس کے مختصر حصے کا ترجمہ پیش کیا جارہا ہے دِلی خواہش ہے کہ پُوری کتاب اُردو ترجمے کے ساتھ شائع ہوتا کہ اس سے استفادہ کے در کھل جائیں۔

شیخ اکبر کے نظریات وعقائد پر بعض حلقوں کی طرف سے اعتراضات کئے جاتے رہے ہیں، بہتر ہوگا کہ ان گذارشات کے آخر پر اُن کے نظریات پر مشتمل چند اقتباسات نذرِ قارئین کر دیئے جائیں اس سے بعض شکوک کا ازالہ بھی ہوگا اور ترجمے کے انداز اور مترجم کی محنت کا اندازہ بھی ہوسکے گا۔

ترجمے میں سے چند اقتباس

ذاتِ باری تعالےٰ کے بارے میں شیخ اکبر کے نظریات کی ایک جھلک ملاحظہ ہو،

اللہ تبارک وتعالیٰ واحد معبود ہے، الُوہیت میں اُسکا کوئی ثانی نہیں، وہ بیوی اور اولاد سے مُنزہ اور پاک ہے،

وہ بذاتہٖ موجُود ہے اور اُس کا وجود مُوجد کی طرف احتیاج کے بغیر ہے، اُس کے لئے نہ زمان کی حد قائم کی جاسکتی ہے اور نہ انتقالِ مکانی کی بلکہ وُہ تھا اور مکان نہ تھا، وُہ اوّل وآخر اور ظاہر وباطن ہے اور وہ ہر چیز

پر قادر ہے،

وُہ ہمیشہ سے تمام اشیاء کا علم رکھتا ہے اور نئی چیز کو پیدا کرتے وقت اُس کے لئے اُس چیز کا علم نیا نہیں"۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ ہمیشہ سے اپنے ارادے کی صفت سے موصوف ہے اور عدم و غیر موجود کو جانتا ہے۔

وُہ کسی کو نعمتوں کے ساتھ نوازتا ہے تو یہ اُس کا فضل ہے، اگر وُہ کسی پر عذاب کرتا ہے تو یہ اُس کا عدل ہے

اُس کے فضل میں عدل اور اُس کے عدل میں فضل حکم نہیں کرتا،

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں شیخ علیہ الرحمۃ کے نظریات:

"جنہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُن کے وجود سے چنا اور پسند کیا اور برگزیدہ فرمایا وہ ہمارے سردار حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں اللہ تبارک و تعالےٰ نے اُنہیں تمام لوگوں کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا۔ چنانچہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جو کچھ بھی لائے اُس پر ایمان رکھتا ہوں، آپ جس چیز کے ساتھ آئے اُس میں سے جسے میں جانتا ہوں اُس پر ایمان رکھتا ہوں اور جسے نہیں جانتا اُسے بھی تسلیم کرتا ہوں"۔

چند دیگر معتقدات:

اقرار کرتا ہوں کہ قبر میں حساب کتاب پوچھا جائے گا اور یہ حق ہے،

عذابِ قبر اور قبروں سے جسموں کا اُٹھایا جانا حق ہے"۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف لوٹنا اور حوضِ کوثر حق ہے"۔

میزان اور اعمال ناموں کا ملنا اور پُل صراط حق ہے"۔

جنت و دوزخ حق ہے، ایک فریق کا جنت میں اور ایک فریق کا دوزخ میں جانا حق ہے"

ملائکہ و انبیاء کرام اور مومنین کی شفاعت حق ہے"

کبیرہ گناہ کرنے والے مومنوں کا جہنم میں داخل ہونا اور پھر انہیں شفاعت و احسان کے ہاتھ اُس سے نکالا جانا حق ہے"

واجب اور ممکن کا ارتباط،

اللہ تبارک و تعالےٰ کا عالم کے ساتھ ربط واجب کے ساتھ ممکن کا اور صانع کے ساتھ مصنوع کا ارتباط ہے، تو عالم کے لئے یہ مرتبہ ازل سے نہیں یقیناً یہ مرتبہ ذات کے لئے واجب ہے اور وہ ذات اللہ تبارک و تعالےٰ ہے اور اُس کے ساتھ کوئی چیز نہیں خواہ عالم موجود ہو خواہ معدوم،

قرآن مجید کے بارے میں عقیدہ و رویّہ

اگر تو وسیع نفس رکھتا ہے تو قرآنِ عزیز کے سمندر میں غوطہ زنی کر اور اگر تو نے اس کے ظاہر کے لئے مفسرین کی کتابوں کے مطالعہ پر ہی اکتفاء کر لیا اور غوطہ نہ لگایا تو ہلاک ہو جائے گا، پس یقیناً قرآن مجید کا سمندر عمیق ہے، اگر ساحل کے قریبی مقامات کو مقصد بنا کر اِس سمندر میں غوطہ زنی نہیں کی جائے گی تو تمہارے لئے کبھی کچھ نہیں نکلے گا ، پس انبیائے کرام اور وراثتِ حفظ وہ لوگ ہیں جو عالم کے ساتھ ان مقاماتِ رحمت کا قصد رکھتے ہیں، ہاں وہ لوگ واقف ہیں اور پہنچ کر خاموش ہو جاتے ہیں اور واپس نہیں لوٹتے نہ ان کے ہاتھ کوئی نفع ہے اور نہ ہی وہ کوئی نفع حاصل کرتے ہیں، پس قصد کرتے ہیں بلکہ سمندر کے بڑے حصے میں اترنے کا قصد اُن کے ساتھ ہے تو وہ ابد تک غوطہ زن رہتے

ہیں اور کبھی نہیں نکلتے۔

ان چند اقتباسات سے شیخ اکبر کے خیالات کی پختگی اور نظریات کی حقانیت واضح ہے اور ادائے مطلب کے لئے ترجمے کی پختگی بھی نمایاں ہے۔ علم معرفت کا ہر متلاشی اور عقائد و نظریات کی راستی کا ہر متمنی شیخ علیہ الرحمۃ کی "الفتوحات المکیہ" کے ترجمے سے سکون پائے گا اور خواہش رکھے گا کہ یہ سلسلہ حسن و خوبی انجام کو پہنچے میں ان تمہیدی گذارشات کیساتھ جناب صائم چشتی کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک دیرینہ ضرورت کے ازالے کی سعی کی ہے۔ دعاگو ہوں کہ آپ اس میں یوں کامیاب ہوں کہ تکمیل کا حق بھی ادا ہو اور ترجمے کا بھی۔

اللہ تعالیٰ ان علمی آثار سے استفادہ کا شوق اور ہمت عطا فرمائے، آمین

مورخہ ۹۔ نومبر ۱۹۸۶ء

پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
گورنمنٹ کالج فیصل آباد

خطبہ

تمام تعریفیں اُس اللہ تعالیٰ کے لئے جو اشیاء کو وجود میں لایا اور اُسے معدوم کر دیا اور اِن اشیاء کا وُجود اپنے کلمات کی توجہ پر منحصر کر دیا، تاکہ اِس کے ساتھ ان اشیاء کے حُدوث و قدم کا راز اُس کے قِدم کے باعث ثابت ہو جائے اور ہم اُس کی سکھائی ہُوئی تحقیق کو پیشِ نظر رکھتے ہُوئے اُس کے قِدم کی صداقت پر وقُوف حاصِل کریں۔

پس اللہ سُبحانہ، تعالیٰ نے ظہُور فرمایا اور خود ظاہر ہو کر دوسروں کو ظاہر فرمایا، اور وُہ پوشیدہ نہیں اگر پوشیدہ ہُوا تو دُوسروں کو بھی چھپا دیا،

اسم اول نے عبد کی ذات کے وجُود کا اثبات کیا اور وُہ ثابت ہو گیا اور اُس کے لئے اِسم آخر نے فناء و فقدان کی تقدیر کا اثبات کر دیا اور یہ اِس سے پہلے ثابت تھا،

اگر عصر و معاصر اور جاہل و عالم نہ ہوتے تو کسی کو بھی اُس کے اوّل و آخر اور ظاہر و باطن کے معنی کا علم نہ ہوتا،

اگرچہ اُس کے اسمائے حسنیٰ اِس روشن طریق پر ہیں لیکن اِن کے درمیان منازل میں مباینت ہے، اور یہ بات اُس وقت ظاہر ہو گی جب کہ حلُولِ نوازل کے وسائل اختیار کئے جائیں،

پس کوئی عبد الحلیم عبد الکریم نہیں اور نہ ہی کوئی عبد الغفور عبد الشکور ہے، ہر عبد کا ایک اسم ہے اور وُہ اُس کا رب ہے، اور وُہ خود اُس اِسم کا

وجود اور قلب ہے،

وہی سُبحانہ تعالیٰ علیم ہے جس نے بذاتِ خود جانا اور دُوسروں کو سکھایا،
جو بذاتِ خود حاکم ہے اُس نے خود حُکم دیا اور حاکم بنایا، وُہ جو غالب ہُوا اور دُوسروں
کو غالب کیا.

وُہ قادر ہے اُس نے مقدر کیا اور کسب کو تقدیر نہ کیا.

وُہ باقی ہے اور اُس کے ساتھ بقاء کی صفت قائم نہیں

وُہ مشاہدہ کے وقت آمنے سامنے ہونے سے پاک ہے، بلکہ
عبد اِس مقدس ترین مقام پر مُنزّہ ہو جاتا ہے اور ایسا کبھی نہیں ہوتا
کہ اللہ سُبحانہٗ تعالیٰ کو اِس عظیم موقع پر تشبیہ لاحق ہو جاتی ہو،

حضُوری کے اِس مقام پر عبد سے جہات زائل ہو جاتی ہیں
اور اس پر نظر قائم ہونے سے اِلتفات معدوم ہو جاتا ہے،

میں اُس ذاتِ حمید کی اِس حیثیت سے حمد بیان کرتا ہوں کہ
اللہ تعالیٰ سُبحانہ اپنی صِفات میں بلند تر ہے اور بلند فرماتا ہے"

اور وُہ اپنی ذات میں بہت ہی جلیل القدر اور عظیم تر ہے اور
عظمت عطا فرماتا ہے کیونکہ اُس کے سامنے عزت و عظمت کا پردہ
کھنچا ہُوا ہے، اور اُس کی ذات کی معرفت سے واقفیت حاصل کرنے
کا دروازہ پُورے طور پر بند ہے"

اگر وُہ اپنے بندے سے خطاب فرمائے تو وُہی سُننے اور سنانے
والا ہے اب اگر بندہ اُس کے حُکم کی تعمیل کرے تو وُہی مطیع و مطاع
ہے جب مجھے اِس حقیقت نے متحیّر کر دیا تو حکم طریقہ کیمطابق خلیفہ یعنی
انسان کے لئے یہ شعر پڑھے"

الرب حق والعبد حق　　یالیت شعری من المکلف
ان قلت عبد فذاك میت　　او قلت رب أنى یکلف

یعنی رب حق ہے اور بندہ حق ہے کاش مجھے معلوم ہوتا کہ مکلّف کون ہے،،
اگر تو کہے عبد تو وُہ مرنے والا ہے، اگر کہے او رب تو وُہ کیسے مکلّف ہو سکتا ہے۔

پس وُہ مقدّس ذات جب چاہے مخلوق سے اپنی اطاعت کرواتا ہے اور شعبن وجوبِ حق میں اُس کی ذات انصاف کرتی ہے، یہ محض خالی اشباح ہیں جو اپنی چھتوں پر گرے پڑے ہیں،

خَاوِیَۃٌ عَلیٰ عُرُوشِہَا[1]

اور پہاڑوں کی بازگشت میں ہمارا راز موجود ہے جس کی طرف ہم نے اُس شخص کے لئے اشارا کیا ہے جو ہدایت حاصل کرنا چاہتا ہے اور اُس شخص کی طرح شکر کرتا ہے، جیسے یہ ثابت ہے کہ مکلّف بنانے سے معبود کا نام ظاہر ہوتا ہے اور لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ کے حقیقی وجود کے باعث جُود ظاہر ہے۔
پس اگر تو جنت کو اعمال کی جزاء سمجھتا ہے تو وُہ جُود و کرم کہاں گیا جسے تو جانتا ہے؟

---

[1] الکہف آیت ۴۲

یہ بات تجھے معلوم ہے کہ تو اپنی ذات کے لئے موہوب ہے اور اپنے اصلِ نفس کی وجہ علم سے محجوب ہے، بایں ہمہ اگر تو اُس جزاء کا طالب ہے جو تیرے لئے نہیں تو تُو اپنے عمل کو کیسے دیکھ سکتا ہے،
پس تو اشیاء اور اُس کے خالق کو ترک کر، مرزوقات اور اُس کے رازق کو چھوڑ دے اب وُہ حق تعالیٰ بخشش فرمانے والا ہے جسے ملال نہیں آتا وُہ بلند و برتر بادشاہ اور اپنے بندوں کے لئے لطیف و خبیر ہے"

لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ

اُس کی مثل کوئی چیز نہیں اور وُہ سمیع و بصیر ہے"

درود و سلام ہو اُس ذات پر جو عالم کا راز اور اس کی تخلیق کا نقطہ ہے"

جو غایت و مقصودِ کائنات اور سیّدِ صادق ہے،

وُہ ذاتِ اقدس جن کے لئے ساتوں راستے کھل جاتے ہیں اور ذاتِ خداوندی انہیں رات کی سیر کراتی ہے تاکہ اُنہیں اُس کی تخلیق کی آیات و اسرار معلوم ہو جائیں"

وُہ جنہیں میں نے بھی حقائقِ امثال کے عالم میں یہ خطبہ ارشاد فرماتے وقت دیکھا"

میرا یہ مشاہدہ بارگاہِ خداوندی میں اور اُس کے غیب کی حضوری میں مکاشفۂ قلبی تھا جب میں نے اُس عالم میں حضورِ رسالتماب صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کا مشاہدہ کیا تو آپ معصوم المقاصد، محفوظ المشاہد، نصرت دیئے گئے اور تائید کئے گئے سردار تھے، اور آپ کے سامنے تمام رسول اور چُنے ہوئے لوگ موجود تھے "

آپ کی خیر الامم اُمت آپ کی طرف متوجہ تھی اور ملائکہ تسخیر آپ کے عرش مقام کے اِرد گرد حلقہ بنائے کھڑے تھے، اور وُہ ملائکہ جو نیک اعمال سے پیدا ہوتے ہیں آپ کے سامنے اخلاص کے ساتھ ایستادہ تھے "

حضرت ابو بکر صدیق رضؓ آپ کے دائیں ہاتھ اور فاروق اعظم رضؓ بائیں مُقدّس ہاتھ کھڑے تھے اور ختم آپ کے سامنے حدیث اُنثیٰ سُنانے کے لئے دو زانو بیٹھا تھا، اور حضرت علی علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی زبان سے آپ کے ختم کی ترجمانی کر رہے تھے، اور جناب ذوالنورین رضؓ اپنی حیاء کی چادر زیب بدن کئے آپ کی شان کی طرف متوجہ تھے "

اب کشفِ اجلیٰ کے نور، چشمہ اعلیٰ کے مؤرد سردارِ اعلیٰ نے ختم کے پیچھے میری طرف توجہ فرمائی کیونکہ میرا ختم کے حُکم میں اشتراک تھا، پس اُسے سردار نے کہا یہ تیرا عدیل تیرا بیٹا اور تیرا خلیل ہے میرے سامنے اِس کا منبر نصب کر، پھر میری طرف اشارہ کیا اے محمد "ابن العربی" اُس پر کھڑا ہو جا جو میں نے بھیجا ہے اور جو مجھ پر ہے، بیشک تجھ میں مجھ سے شعور رہے مجھ سے اُس کے لئے صبر نہیں ہوتا، یہی تیری ذات میں سُلطان رہے، پس اپنی کُلّیات کے سوا میری طرف رُجوع نہ کر، اور رُجوع سے اُس کی طرف لازماً

لقاء ہے تو بے شک یہ عالم شقاء سے نہیں، پس میرے لئے اُٹھنے کے بعد بلندی کے علاوہ کوئی چیز نہ تھی، میں ملاءِ اعلیٰ میں حمد اور شکر کرتا تھا،

چنانچہ ختم نے اس عظیم مشہد میں منبر نصب کر دیا جس کی ایک طرف لکھا ہوا تھا یہی پاکیزہ مقام محمدی ہے جو اس پر چڑھ گیا وہ اس کا وارث ہو گیا۔

اللہ تعالےٰ نے اسے حرمت شریعت کے لئے بھیجا اور کھڑا کیا ہے اور اُسے اسی وقت حکم کے انعامات عطا کر دیئے ہیں گویا مجھے اب جوامع الکلم عطا ہو گئے تھے، میں نے اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا اور اُس منبر پر چڑھ گیا اور مجھے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ٹھہرنے اور استوا فرمانے کا مقام حاصل ہو گیا،

اور میں جس درجہ میں تھا وہاں مجھے سفید قمیص کی آستین بچھادی گئی جس پر میں نے وقوف کیا تاکہ میں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے احترام و اکرام کی بنا پر اُس جگہ کو استعمال نہ کر سکوں جسے آپ استعمال فرماتے تھے اور یہ امر مجھے اِس معاملہ میں خبردار کرنے کے لئے تھا۔

اِس کا مطلب یہ تھا کہ جس مقام پر حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے رب کا مشاہدہ کیا ہے وہاں آپؐ کے وارث چادر کے پس پردہ رہ کر ہی اُسے دیکھ سکتے ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو ہم بھی وہ چیز دیکھ لیتے جو آپؐ نے دیکھی تھی اور آپؐ ہی کیطرح معرفت حاصل کرتے،،

کیا تُو نہیں دیکھتا جو آپؐ کی اتباع کرتا ہے وُہ اُس کی خبر پا لیتا ہے لیکن آپؐ کے طریق پر چل کر اللہ تبارک وتعالیٰ کا اُس طرح مشاہدہ نہیں کر سکتا جس طرح آپؐ نے کیا تھا۔

اور تُو نہیں جان سکتا کہ آپؐ سلب اوصاف سے کس طرح خبر حاصل کرتے تھے مثال کے طور پر وُہ مٹی پر چلے اور اُس کا مشاہدہ کیا مگر تو صرف اُن کے نقشِ قدم دیکھ سکے گا اس کے سوا کچھ نہیں یہاں ایک پوشیدہ بھید ہے ہاں! تُو اگر اُسے تلاش کرے تو اُس کو معلوم کر سکتا ہے۔ اس لئے کہ وُہ امام ہے، جب کہ اُسے بھی امام حاصل ہے جو نہ تو کسی اثر کا مشاہدہ کرتا ہے اور نہ اُسے پہچانتا ہے اور اُس پر ایسی چیز مکشوف ہوگی جسے وُہ کثیف نہیں کرتا۔

اور یہ مقام مُوسیٰ صَلَی اللّٰہ علی سَیّدِ نَا مُحَمّدٍ وعلیہ وَعلی الخِضر کے انکار سے ظاہر ہوا جب میں نے اِس بلند مقام پر وقوف کیا تو میرے سامنے وُہ تمام نقشہ موجود تھا جو شبِ اَسریٰ میں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قَابَ قَوسَینِ اَوْ اَدْنیٰ میں دیکھا تھا۔

چُنانچہ میں شرمندہ ہو کر اور مُنہ ڈھانپ کر اُٹھ کھڑا ہوا پھر مجھے رُوح القدس کی تائید حاصل ہُوئی تو میں نے فی البدیہہ یہ شعر پڑھے۔

یامنزل الآیات والانباء	انزل علی معالم الاسماء
حتی اکون لحمد ذاتك جامعا	بمحامد السراء والضراء

اُسے آیات وانبیاء کے نازل فرمانے والے مجھ پر اسماء کے معالم نازل فرما۔

"تاکہ میں تیری حدِ ذات کا جامع ہو جاؤں جس میں راحت و کلفت دونوں تعریفیں موجود ہیں۔"

پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اشارا کرتے ہوئے کہا!

ویکون ھذا السید العلم الذی　　جردتہ من دورۃ الخلفاء
وجعلتہ الاصل الکریم وآدم　　مابین طینۃ خلقہ والماء
ونقلتہ حتی استدار زمانہ　　وعطفت آخرہ علی الابداء
وأقتہ عبدا ذلیلا خاضعا　　دھرا یناجیکم بغار حراء
حتی أتاہ مبشرا من عندکم　　جبریل المخصوص بالانباء
قال السلام علیک أنت محمد　　سرّ العباد وخاتم النبآء
یاسیدی حقا أقول فقال لی　　صدّ نطقت فانت ظل ردائی
فاحمد وزدنی حمد ربک جاھدا　　فلقد وھبت حقائق الاشیاء
وانثر لنا من شأن ربک ما انجلی　　لفؤادک المحفوظ فی الظلماء
من کل حق قائم بحقیقۃ　　یأتیک مملوکا بغیر شراء

یہ علم کے وُہ سردار ہیں جنہیں دورۂ خُلفاء سے تجرّد حاصل ہے۔
جب آدم علیہ السلام مٹی اور پانی کے درمیان تھے انہیں اصلِ کریم سے بنایا گیا تھا۔
آپؐ ہمیشہ ادوارِ زمانہ میں مُنتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ آخری زمانہ پر عطف ہُوئے۔
آپؐ نے خشُوع و خضُوعِ عبدیت کے ساتھ ایک عرصہ تک غارِ حِراء میں قیام فرمایا۔

یہاں تک کہ تمہارے پاس سے جبریل علیہ السلام مخصوص خبر دل کے ساتھ اُن کے پاس بشارت لے کر آئیں "

میں نے کہا! آپ پر سلام ہو آپ محمدؐ "تعریف کے گئے" خیر العباد اور خاتم النبیین ہیں"

اَے میرے سردار! کیا میں نے حق کہا ہے؟ آپ نے فرمایا! تُو نے سچ بولا ہے پس تُو میری رداء کے سائے میں ہے"

پس حمد بیان کر اور اپنے رب کی حمد بیان کرنے میں زیادہ کوشش کرے گا تو تجھے حقائق الاشیاء عطا کئے جائیں گے"

اپنے رب کی طرف سے تجھ پر جو ظاہر ہو اُسے ہمارے لئے بکھیرے گا تو تیرا دل اندھیروں سے محفوظ ہو جائے گا"

ہر حق سے بیان کر جو حقیقت سے قائم ہے تیرے پاس بغیر خریدنے کے غلام آئیں گے"

پھر میں نے لِسان علام سے آغاز کلام کیا اور حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف اشارا کرتے ہوئے کہا!

میں اُس اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں جس نے آپ پر وہ کتاب مکنون نازل فرمائی جسے غیر طاہر اور ناپاک ہاتھ نہیں لگا سکتے"

لَا يَمَسُّهُ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ

یہ کتاب آپؐ کے عمدہ اخلاق و عادات کی تعریف و تقدیس بیان کرنے اور آپؐ کو ہر قسم کی آفات سے محفوظ رکھنے کے لئے اُتاری

---

۵ الواقعہ آیت ۷۹

گئی ہے جیساکہ سورۂ نون میں ہے ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۚ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۚ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ[1]

نٓ اور قلم اور اُن کے لکھنے کی قسم آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں اور ضرور آپ کے لئے بے انتہا ثواب ہے اور بے شک آپ کی خو بو بڑی شان کی ہے، اب کوئی دم جاتا ہے کہ آپ بھی دیکھ لیں گے اور وُہ بھی دیکھ لیں گے ۔

پھر اُس نے ارادہ کا قلم علم کی روشنائی میں ڈبویا اور دستِ قُدرت سے جو تھا، جو ہونے والا ہے ۔

جو ہوگا یا نہ ہوگا جو اللہ تعالیٰ چاہے گا یا نہ چاہے گا کہ وُہ ہو لوحِ محفوظ و مصئون پہ تحریر کر دیا ۔

اور یہ سب کچھ ویسے ہی ہوگا جیسے اللہ تبارک و تعالےٰ کی موزون و معلوم قدر اور اُس کے مخزون و کریم علم کا اقتضاء ہوگا ۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ[2]

پس تیرا رب عزت والا پروردگار ان چیزوں سے پاک ہے ۔
یعنی وُہ اللہ تعالیٰ واحد و اَحد ہے اور مشرکوں کے شِرک سے بُلند ہے ۔

---

[1] نٓ والقلم آیت ۱ تا ۵ [2] صافات آیت ۱۸۰

سب سے پہلے لوح پر کیا تحریر ہوا

پس تمام تر اسماء میں سے سب سے پہلا اسم جو اُس قلم جلی نے لکھا یہ تھا یا محمدؐ میں چاہتا ہوں آپ کے لئے ایسا جہان پیدا کردں جو آپ کی ملکیت ہو چنانچہ میں نے پانی کا جوہر پیدا کیا۔

پس میں نے بغیر حجاب کے پانی پیدا فرمایا اور میں اُسے ہی مستور تھا کہ کوئی چیز اِس مقام غیب میں میرے ساتھ نہ تھی۔

پانی کیسے بنا

پس اللہ سبحانہ نے پانی کو ایک منجمد ٹھنڈک کی شکل میں پیدا فرمایا جو گولائی اور سفیدی میں موتی کی طرح تھی اور اُس میں اجسام و اعراض والی قوتیں ودیعت کیں۔

پھر عرش کو پیدا فرما کر اُس پر اپنے اِسم رحمٰن کو مُستوی فرمایا اور کرسی نصب کر کے "بلا تشبیہ و کیف" اُس پر اپنے پاؤں لٹکا دیئے پھر اپنی نگاہِ جلال سے منجمد جوہر کی طرف دیکھا تو وُہ شرم کے مارے پگھل گیا اور اُسکے کے اجزاء تحلیل ہو کر پانی کی طرح بہہ گئے۔

زمین و آسمان سے قبل اُس کا عرش پانی پر تھا۔

كَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ[1]

---

[1] ھود آیت ۷

پس اُس وقت سوائے محل استواء صاحبِ استواء اور محل استواء کے کچھ موجود نہ تھا

زمین کیسے بنی

پس اُس نے پھونکا تو اُس کے ارتعاش سے پانی میں تموّج پیدا ہُوا اور جھاگ اُڑنے لگی اور محمُود و حق حمد کی آواز دی جب وُہ ساحلِ عرش سے ٹکرائی تو عرش کے پائے ہلنے لگے اور آواز آئی انا احمد یعنی میں احمد ہوں"

پانی شرمندہ ہو کر اُنگلیوں کے بل چلتا ہُوا اُلٹے پاؤں واپس آ گیا اور جھاگ ساحل پر چھوڑ آیا جو اُس نے پیدا کی تھی"

اب وُہ جھاگ اس پانی کی تلچھٹ یا چھاچھ تھی جو اکثر اشیاء پر حادی تھی چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُس جھاگ سے زمین کو پیدا فرمایا جو گول اور طول و عرض والی تھی۔

آسمان کیسے بنے

پھر زمین پھٹتے وقت اُس کی رگڑ سے جو آگ پیدا ہُوئی اُس سے دھُواں پیدا کیا اور اُس میں سے بلند آسمان نکالے، پھر اِن آسمانوں کو نزولِ انوار کا مقام اور ملاءِ اعلیٰ کی منازل بنا دیا، اور اُنکی تزئین کے لئے اُن میں روشن ستارے جڑ دیئے جب کہ زمین کی تزئین و آرائش کے لئے اُسے نباتات اور پھل پھول عطا فرمائے"

خود خُدا کس کے لئے ہے؟

پھر ذاتِ حق تعالےٰ نے خود کو حضرت آدم علیہ السلام اور اُن

کی اولاد کے لئے وجود قدرت کیساتھ مخصوص و منفرد کر لیا۔

بعد ازاں ایک نئی پیدائش تیار کی اور اُس کو دو طریقوں سے راست کیا ایک درستی انقضاء مدت کی اور دوسری قبول ابدیت کی تھی اِس پیدائش کا مسکن نقطۂ کرہ وجود بنایا اور اُس کی ذات کو چھپا دیا۔

پھر اپنے بندوں کو بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا[1] آیت کریمہ کے ذریعہ خبردار کیا یعنی آسمان کو دیکھ رہے ہو کہ بغیر ستون کے قائم ہے۔

تو جب انسان دارِ حیات سے برزخ کی طرف منتقل ہوا تو آسمان زور زور سے ہلنے لگا اور پھٹ گیا اور بہتی ہوئی آگ کا ایک شعلہ بن گیا جیسا کہ سرخ چمڑہ ہوتا ہے

فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ[2]

آسمان بغیر ستون کے کیسے قائم ہے

جس شخص نے حقائق اضافات کو سمجھ لیا وہ ہمارے اشارات کو پہچان لے گا اور وہ قطعی طور پر جان لیتا ہے کہ بغیر ستون کے قبہ قائم نہیں رہ سکتا جس طرح کوئی شخص والد نہیں ہو سکتا جب تک اُس کا بیٹا نہ ہو۔

پس ستون ماسک یعنی قوتِ ماسکہ ہیں اگر آپ پسند نہیں کرتے کہ یہ انسان سے منسوب ہو تو اسے مالک کی قدرت تصور کر لیں۔

پس ثابت ہوا کہ قبہ کو روکنے کے لئے ماسک ضروری ہے اور یہ

---

[1] الرعد آیت ۲

[2] الرحمٰن آیت ۳۷

ایک ایسی مملکت ہے جس کے لئے مالک کا ہونا ضروری ہے چنانچہ جس کی وجہ سے کوئی چیز رُک گئی وُہی اُس کا ماسک ہے اور جس کا وجود کسی سبب سے ہو وُہ سبب اُس کا مالک ہے۔

اہلِ سعادت اور اہلِ شقاوت کی تخلیق

جب میں نے سعیدوں اور شقیّوں کے حقائق کو عدم و وجود کے درمیان اُس کے قبضِ قُدرت یعنی حالتِ تخلیق کے وقت دیکھا تو جس کا انجام اچھا تھا اُس نے موافقت اور ہدایت حاصل کر لی تھی اور جس کا انجام بُرا تھا اُس نے گمراہی اور سرکشی کی راہ اختیار کر لی۔

سعید تخلیق تیزی سے وجود کی طرف منتقل ہوئی اور شقی تخلیق وہیں کی وہیں جمی رہی یا واپس ہو گئی۔

لہٰذا اللہ تبارک و تعالےٰ نے اہلِ سعادت کا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

أُولَٰئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ [۱]

یہ لوگ بھلائیوں میں جلدی کرتے ہیں اور یہی سب سے پہلے اُنہیں پہنچے۔

یہ اسی سُرعت کی طرف اشارا ہے اور اشقیاء کے حق میں فرمایا۔

فَثَبَّطَهُمْ وَقِيلَ اقْعُدُوا مَعَ الْقَاعِدِينَ [۲]

تو ان میں کاہلی بھر دی اور فرمایا گیا بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ

---

[۱] المومنون آیت ۶۱ [۲] التوبہ آیت ۴۶

بیٹھ رہو"

اور یہ اُسی رجعت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

اپنی ذات کی معرفت اپنے اسم سے حاصل کرو

اگر اجساد پر یہ جھونکے نہ چلتے تو اِس عالم میں گمراہی اور ہدایت کا وجود نہ ہوتا حضور رسالتمآب پر اللہ کی رحمت ہو آپ نے اِسی شرعت وجوُد کی خبر ہمیں اِس حدیث میں دی ہے۔

ان رحمۃ اللہ سبقت غضبہ (الحدیث)

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت اُس کے غضب پر سبقت لے گئی"

راوی نے اسی طرح یہ بات آپ سے منسوب کی ہے"

پھر اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنے اسماءِ حقّہ کی تعداد کے مطابق حقائق کو ظہور پذیر کیا اور ملائکۂ تسخیر کو اپنی مخلوق کی تعداد کے مطابق پیدا کیا"

اُس کے اپنے اسماء سے ہر حقیقت کے لئے ایک نام مقرر ہے جو اُس کی عبادت کرتا ہے وُہ اِسے جانتا ہے"

ہر رازِ حقیقت کے لئے ایک فرشتہ مقرّر فرمایا جو اس کی خدمت کرتا ہے اور ہمیشہ اُس کے پاس رہتا ہے"

چُنانچہ یہ حقیقت ہے کہ جس شخص نے اپنی ذات کو اُسکے اِسم سے معلوم نہ کیا وُہ اس کا مکلف نہ رہا اور اُس کے حُکم سے خارج ہو کر مُنکرین میں شامل ہو گیا"

اللہ تبارک و تعالیٰ نے جن لوگوں کو ثابت قدم رکھا اُنہوں نے اُسکے اسم کو اپنا امام بنالیا اور اُس کے اور اپنے درمیان علامت کو مضبُوط کر لیا تو وُہ ساجدین سے ہو گئے۔

اقطاب و اوتاد کا ظہُور

بعد ازاں اُس نے مصدرِ اوّل سے اقطاب کے انوار نکالے اور یہ سُورج تھے جو مقامات کے افلاک میں تسبیحیں پڑھتے تھے۔ پھر نجباء کے انوار نکالے تو یہ ستارے تھے جو کرامات کے افلاک پر تسبیحیں پڑھتے تھے۔

اور ارکان اربعہ کے لئے چار اَوتاد ثابت کئے اور اُن کے ذریعہ جنوں اور انسانوں کو محفوظ کر دیا۔ اِن اوتاد نے زمین کے میلان و حرکات کو زائل کر دیا تو زمین ساکن ہو کر پھولوں کے زیور سے آراستہ ہو گئی۔ اور نباتات کو پیدا کیا اور اپنی برکتیں ظاہر فرمائیں۔ چنانچہ مخلوق کی آنکھیں اِن خوبصورت مناظر سے لُطف اندوز ہونے لگیں، اِن کے مشام ان کی معطّر خوشبوؤں سے اور اُن کے حلق اُن کی خوشگوار لذّات سے بہرہ ور ہونے لگے۔

سات ابدال

پھر اُس نے سات ابدال بھیجے اور ایک حکیم و علیم کی حیثیت سے اُنہیں سات مملکتوں کا بادشاہ بنایا اور ہر بدل یعنی ہر ابدال کو ایک اقلیم عنایت فرمائی۔

قطب کے لئے دو امام وزیر بنائے اور اُنہیں دو زمانوں پر امام بنا دیا جیسا کہ ابو حامد غزالی نے الامکان میں بیان کیا۔

دیکھنے کی چیز

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُس نے عیان کے لئے آپ کا جسدِ اطہر نمودار فرمایا اور راوی نے آپ سے روایت کی کہ ایک روز آپ نے اپنی مجلس میں فرمایا تھا۔

اِنَّ اللّٰہَ کَانَ وَلَا شَیْیٔ مَعَہٗ بَلْ ھُوَ عَلٰی مَا عَلَیْہِ کَانَ

یعنی اللہ تھا اور اُس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی بلکہ وُہ اسی پر تھا۔

اور اسی طرح آپ نے حقائقِ اکوان سے یہ تمام چیزیں بیان فرمائیں اللہ تعالیٰ کا آپ پر سلام ہو۔

اُس کے ساتھ کوئی چیز نہیں

پس یہ حقیقت جمیع حقائق پر زائد نہیں، سوائے اِس کے کہ یہ اکوان پر سابق ہے اور لواحق ہیں، کیونکہ جو کسی چیز کے ساتھ نہیں اُس کے ساتھ کوئی چیز نہیں اور جب دوسرے پر حقائق ظاہر ہوں گے تو اُس پر علم کے حکم میں ہونگے جب کہ حقیقت مُنزّہ اِس حکم میں نہیں۔

پس حقائق اِس وقت حکم میں اِس طرح ہیں جس طرح علم ہمیں کہنا چاہیئے کہ حقائق موجود ہیں اور اُن کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی

اور یہ اب بالکل اس طرح ہے جیطرح وُہ اپنے معبود کے علم میں تھے "

جناب نے یہ جو خبر حق پر بیان کی ہے وُہ تمام مخلوق کو شامل ہے چنانچہ: اسباب اور سبب کی تعداد کی زیادتی اس پر معترض نہیں ہو گی کیونکہ وُہ اسماء وصفات کے وُجود سے تم پر وارد ہو گا۔

نیز یہ کہ وُہ معانی جن پر مختلف خبریں دلالت کرتی ہیں "

اگر ابتداء و انتہاء کے مابین کوئی سبب رابطہ اور کسب ضابطہ نہ ہوتا تو اُن دونوں میں سے کوئی بھی ایک دُوسرے کے ذریعے سے نہ پہچان سکتا، اور یہ بات نہیں کہی جا سکتی ہے کہ پہلے کا حُکم دوسرے کو ثابت کر رہا ہے "

اپنے نفس کی پہچان

چُنانچہ بندے اور رب کے سوا اور کچھ نہیں اور یہ کافی ہے اس امر میں اُس شخص کے لئے جو عالم وجود میں اپنے نفس کی معرفت حاصل کرنا چاہتا ہے "

کیا آپ نہیں دیکھتے کہ خاتمہ بالکل سابقہ ہے اور یہ بات واجب وصادق ہے "

اِنسان کو کیا ہو گیا ہے کہ وُہ جاہل اور اندھا بن کر ایسے اندھیروں میں چل رہا ہے جہاں نہ پانی ہے نہ سایہ "

عالم ترکیب کا دُرست تجزیہ

سب سے دُرست چیز فلک محیط کا وجود اور عالم مُرکب وبسیط

کا موجود ہونا ہے جس کا نام ھباء یعنی بکھرے ہوئے ذرات ہے اور یہ خبر ہیں نے نبوت سے سُنی ہے اور اسے فہم کا ہُدہُد ملکِ سبا سے لایا ہے اور اس کے ساتھ زیادہ مشابہت رکھنے والی چیز پانی اور ہوا ہے اگرچہ وُہ بالکل وُہی صُورتیں ہیں جو اُن پر ظاہر ہے چونکہ یہ فلکِ وجود کی اصل ہے لہٰذا اُس کے ظہور کے لئے حضرتِ جُود سے نُور کا اِسم متجلّی ہو رہا ہے"

اِس فلک نے اس نُور کو حاصل کر کے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صُورت قبول کر لی "

اب ایک صُورتِ مثلیہ ظاہر ہو گئی جس کے مشاہدات عینی ہیں اور مشارٌ الیہ غیبی ہے"

اِس کی جنت عدنیہ اور اس کے معارف قلبیہ ہیں"

ہر نتیجے کے دو مقدمے ہیں

اُس کے علوم یمنی، اسرار مددی، ارواح نوحی اور طینت انسانی ہے پس جس طرح آپ کے اشارے کے مطابق اِس جمع میں آدم علیہ السلام ہمارے جسمانی باپ ہیں اسی طرح آپؐ ہمارے رُوحانی باپ ہیں، اور عناصر کے لئے ماں بھی ہے اور باپ بھی، جیسا کہ الھباء یعنی بکھرنے والے کی حقیقت کا اصل واحد کے ساتھ ہے، تو ایسا کوئی امر نہیں جو دو امروں سے نہ بنتا ہو اور نہ ہی ایسا نتیجہ ہے جس کے لئے دو مقدمے نہ ہوں"

کیا تیرا وجود حق سبحانہ تعالیٰ سے نہیں؟ اور اُس کا قادر ہونا

یقینی ہے، تیرے احکام اُس کے عالم ہونے پر موقوف ہیں"۔

تیرا کسی دُوسری چیز کے باوجود کسی امر کے ساتھ مخصوص ہونا اس کا مزید مخصوص ہونے سے تجھ پر جائز ہے، پس یکتا ذات سے کسی معدوم کا وجود درست نہیں"۔

جب ثابت ہوا کہ اَین کہاں سے سمجھا جا سکتا ہے تو ضروری ہو گیا کہ کسی چیز کی ذات کسی وجہ سے عین ہو، اور اِس بات کو وُہ شخص نہیں سمجھ سکتا جس کی آنکھ حقائق سے نابینا ہے"۔

آپؐ کی کسی حقیقت کو جان لینا

صفت اور موصوف کی معرفت میں اَین مصروف کی حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے ورنہ تُو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اَین کا سوال کس طرح کر سکتا ہے اور مسئول سے ظرف کی فائ کس طرح قبول کی جا سکتی ہے"۔

پھر اُس کے لئے خالص ایمان کی گواہی دینا، تیری شہادت حقیقت ہے مجاز نہیں اور واجب ہے جواز نہیں"۔

اگر تو حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی طرح کی حقیقت سے نہ سمجھتا تو تُو اُس چیز کا قول کبھی قبول نہ کرتا جو آسمانوں کی پُوری کائنات میں گونگی ہے"۔

مُدّت جہان کی

پھر جب اُس نے لطیف و کثیف عالم ایجاد کر لئے اور مملکت

کی بنیاد رکھ دی اور اعلیٰ مرتبہ تیار کر لیا تو سب سے پہلے دَور سے میں خلیفہ کو اُتارا. اِسی لئے اللہ سُبحانہ تعالیٰ نے دُنیا میں ہماری مدّت سات ہزار سال بنائی، اِس کے آخر میں ہم پر نیند اور اُونگھ کی حالت میں حالتِ فناء طاری ہو جائے گی اور پھر وُہ ایسے برزخ کی طرف مُنتقل ہو جائے گی جو تمام طرائق کا جامع ہے، اُس میں تمام مخلوقات پر طاری ہو جانے والے جمیع حقائق غلبہ حاصل کر لیتے ہیں، چنانچہ حکومت ارواح کی طرف پھر جاتی ہے اُس وقت چھ سَو پَروں والا طائر اُس کا خلیفہ ہوتا ہے اور صُورتیں ارواح کے تابع ہو جاتی ہیں،

بعدازاں اِنسان جس صُورت میں چاہتا ہے چلا جاتا ہے (پس) اُس کے لئے حقیقت قبروں سے اُٹھنے کے بعد درُست ظاہر ہوتی ہے اور یہ امر جنت اور لطائف و احسان کے بازار پر مُوقُوف ہے۔

ان اِشاروں کو دیکھیں

اللہ تبارک و تعالےٰ آپ پر رحم فرمائے اُس امر کو دیکھیں جس کا میں نے زُمردہ بیضاء میں حضرت آدم علیہ السلام کی طرف اشارا کیا جسے اللہ سُبحانہ نے پہلا باپ بنایا ہے پھر اُس نُورِ مبین کی طرف دیکھیں جس نے ہمارا نام مسلمان رکھا اور میں نے دُوسرے باپ کے نام سے اُس کی طرف اشارا کیا ہے،

پھر اُس جین (خالص چاندی) کی طرف دیکھیں جو اللہ تعالےٰ کے حُکم سے کوڑھی اور گنجے کو شفایاب کرتا تھا جیسا کہ نص کے ساتھ آیا ہے،

أُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِ الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ[1]

پھر اُس کے یاقوتِ نفس کی سُرخی کے جمال کو دیکھیں اِس سے میں نے اُس ذات کی طرف اشارا کیا ہے جسے حقیر پیسوں کے عوض فروخت کیا گیا تھا،

پھر ابریز کی سُرخی کی طرف دیکھیں اِس میں مَیں نے خلیفہ عزیز کی طرف اشارا کیا ہے۔

پھر ظلمتوں میں یاقوتِ زرد کی روشنی ملاحظہ فرمائیں اِس سے میں نے بذریعہ کلام فضیلت پانے والے کی طرف اشارا کیا ہے۔

جو شخص اِن انوار کی طرف کوشش کرے گا وہ اُن اسرار کی طرف پہنچ جائے گا جو راستے تیرے لئے کھولے گئے ہیں۔

جس نے اُس کا مرتبہ پہچان لیا اُسے مقام اولیٰ حاصل ہو گیا اور اُس کے سامنے سجدہ ریز ہو گیا کیونکہ وہ رب بھی ہے اور مربوب بھی، طالب بھی ہے اور مطلوب بھی۔

انظر الی بدء الوجود وکن به	فطنا تر الجود القدیم المحدثا
والشیٔ مثل الشیٔ الا انه	أبداه فی عین العوالم محدثا
ان أقسم الرائی بان وجوده	ازلا فبرّ صادق لن یحنثا
أو أقسم الرائی بانّ وجوده	عن فقده أحری وکان مثلثا

ابتدائے وجود کی طرف دیکھیں اور اسے سمجھنے کی کوشش

---

[1] آل عمران آیت ۴۹

کریں گے تو جُود و کرم کو قدیم اور مُحدَث پائیں گے "

اور شَے شَے کی مانند ہے مگر اِسے جہانِ عوالم میں حادث بنا کر ظاہر کیا گیا ہے "

اگر مشاہدہ کرنے والا قسم اُٹھائے کہ اُس کا وجود ازلی ہے تو یہ قسم بالکل سچی بات ہے جو کبھی ٹوٹ نہیں سکتی "

یا مشاہدہ کرنے والا قسم اُٹھائے کہ اُس کے گُم ہونے سے اُس کا وجود زیادہ مناسب اور مُثلّث بن گیا ہے تو وُہ بھی سچ کہتا ہے "

پھر میں نے کئی اسرار ظاہر کئے اور خبریں بیان کیں جن کے اِیراد کی فُرصت نہیں اور اکثر لوگ ایجادِ خلق کو نہیں سمجھتے اِس لئے ان اُمور کو خوفِ طوالت سے مہیع کے سر پر موقوف چھوڑ دیا اِس خوف سے کہ حکمت نامناسب جگہ پر نہ آ جائے۔ پھر میں خواب کے اِس مشہدِ اعلیٰ سے عالمِ سفلی کی طرف لوٹ آیا تو اِس حمد مقدّس کو کتاب کا خطبہ مُقرر کیا اور اس کو اِس کا دیباچہ بنایا۔ پھر اِس کے بعد کے کلام میں ترتیب ابواب پر اس کی شرح کی اور تمام تعریف اللہ غنیٰ وہاب کے لئے ہے پس اِس رسالہ کو اِسکے ساتھ لکھا اما بعد "

لما انتهى للكعبة الحسناء	جسمى وحصل رتبة الامناء
وسعى وطاف وثم عند مقامها	صلى وأبتسه من العتقاء
من قال هذا الفعل فرض واجب	ذاك المؤمّل خاتم النبآء
ورأى بها الملأ الكريم وآدما	قلبي فكان لهم من القرناء
ولآدم ولدا تقيا طائعا	منعم الدسيعة أكرم الكرماء
والكل بالبيت المكرم طائف	وقد اختفى فى الحلة السوداء
يرخى ذلاذل برده لبريك فى	ذاك التبختر نخوة الخيلاء
وأتى على الملأ الكريم مقدّم	يمشى باضعف مشية الزمناء

والعبد بين يدى أبيه مطرق   فعل الاديب وجبرئيل ازائى
يبدى العالم والمناسك خدمة   لابى ليسو رنها الى الابناء
فعجبت منهم كيف قال جميعهم   بفساد والدنا وسفك دماء
اذ كان يحجبهم بظلمة طينه   عما حوته من سنا الاسماء
وبدا بنور ليس فيه غيره   لكنهم فيه من الشهداء
ان كان والدنا محلا جامعا   للاولياء معا وللاعداء
ورأى المويهبة والنويرة جاءتا   كرها بغير هوى وغير صفاء
فينتقص ماقامت به أضداده   حكموا عليه بخلقة وبذاء
وأتى يقول أنا المسيح والذى   مازال عندكم صباح مساء
وأنا المقدس ذات نور جلالكم   وأتوا فى حق أبى بكل جفاء
لما رأوا جهة الشمال ولم يروا   منه يمين القبضة البيضاء
ورأوا نفوسهم عبيدا خشعا   ورأوه ربا طالب استيلاء
لحقيقة جمعت له اسماء من   خص الحبيب بليلة الاسراء
ورأوا منازعه اللعين بجنده   يرنو اليه بمقلة البغضاء
ربذات والدنا منافق فانه   حمل العصاة وشهونا حوّاء
علموا بان الحرب حتما واقع   منه بغير تردد واباء
فلذاك مانطقوا بما نطقوا به   فاعذرهم فهم من الصلحاء
فطروا على الخير الاعم جبلة   لايعرفون مواقع الشحناء
ومتى رأيت أبى وهم فى مجلس   كان الامام وهم من الخدماء
وأعلا قولهم عليهم ربنا   عدلا فانزلهم الى الاعداء
خزانة الملأ الكريم عقوبة   اقامهم فى أول الآباء
أوماترى فى يوم بدر حربهم   ونبينا فى نعمة ورخاء
بعريشه متعلقا متضرعا   لا لهم فى نصرة الضعفاء
لمارأى هذى الحقائق كلها   معصومة قلبى من الاهواء
نادى فاسمع كل طالب حكمة   يطوى لها بشملة وجناء
طى الذى يرجو لقاء مراده   فيجوب كل مفازة بيداء
يا راحلا يقص المهامه قاصدا   نحوى ليلحق رتبة السمراء

قل للذى تلقاه من شجرائى ... عنى مقالة أنصح النصحاء
واعلم بانك خاسر فى حيرة ... لما جهلت رسالتى وندائى
ان الذى مازلت أطلب شخصه ... ألفيته بالربوة الخضراء
البلدة الزهراء بلدة تونس ... الخضرة المزداناة الغراء
بمحله الاسنى المقدّس تربه ... بحلوله ذى القبلة الزوراء
فى عصبة مختصة مختارة ... من صفة النجباء والنقباء
يمشى بهم فى نور علم هداية ... من هديه بالسنة البيضاء
والله كرسيى والمعارف تنجلى ... فيه من الامساء للاصباء
بدر الاربعة وعشر لا يرى ... أبدا منوّر ليلة قمراء
وابن المرابط فيه واحد شانه ... جلت حقائقه عن الافشاء
و بنوه قد حفوا بعرش مكانه ... فهو الامام وهم من البدلاء
فكأنه وكأنهم فى مجلس ... بدر تحف به نجوم سماء
واذا أتاك بحكمة علوية ... فكانه يلبى عن العنقاء
فلزمته حتى اذا خلت به ... أنى لها نجل من الغرباء
حبر من الاحبار عاشق نفسه ... سر الجانة سيد الظرفاء
من عصبة النظار والفقهاء ... لكنه فيهم من الفضلاء
دافى وعندى للتنفل نية ... فى كل وقت من دجى وضحاء
فتركته ورحلت عنه وعنده ... متى كتغير غيرة الادباء
وبدا يخاطبنى بانك خنتنى ... فى تركى وعا بنى القدماء
وأخذت تائبنا التى قامت به ... دارى ولم تخبر به سجرائى
والله يعلم نيتى وطويتى ... فى أمر تائبه وصدق وفائى
فانا على العهد القديم ملازم ... فوداده صاف من الاقذاء
ومتى وقعت على مفتش حكمة ... مستورة فى النفحة الحورا
متحير متشوّف كلناله ... ياطالب الاسرار فى الاسراء
أسرع فقد ظفرت يداك بجامع ... لحقائق الاموات والاحياء
نظر الوجود فكان تحت نعاله ... من مستواه الى قرار الماء
مافوقه من غاية يخفوها ... الاهو فهو مصرف الاشياء

لبس الرداء تنزها وازاره ... لما أراد تكوّن الاشياء

فاذا أراد تمتعا بوجوده ... من غير ما نظر الى الرقباء

شال الرداء فلم يكن متكبرا ... وازار تعظيم على القرناء

فبدا وجود لا تقيده لنا ... صفة ولا اسم من الاسماء

ان قيل من هذا ومن تعني به ... قلنا المحقق آمر الامراء

شمس الحقيقة قطبها وامامها ... سر العباد وعالم العلماء

عبد تسود وجهه من همه ... نور البصائر خاتم الخلفاء

سهل الخلائق طيب عذب الجنى ... غوث الخلائق أرحم الرحماء

جلت صفات جلاله وجماله ... وبهاء عزته عن النظراء

يمضي المشيئة في البنان مقسما ... بين العبيد الصم والاجراء

مازال سائس أمة كانت به ... محفوظة الانحاء والارجاء

ثرى اذا نازعته في ملكه ... أرى اذا ما جئته لحباء

صلب ولكن لين لعفاته ... كالماء يجري من صفا صماء

يغني ويفقر من يشاء فامره ... يحيي الولاة ومهلك الاعداء

لا انس اذ قال الامام مقالة ... عنها يقصر أخطب الخطباء

كا بناو رداء وصلى جامع ... لنوا تنا فأنا بحيث ردائي

فانظر الى السر المكتم درة ... مجلوة في اللجة العمياء

حتى يحار الخلق في تكييفها ... عينا كبيرة عودة الابداء

عجبا لها لم تخفها اصدافها ... الشمس تنفي حندس الظلماء

فاذا أتى بالسر عبد هكذا ... قيل اكتبوا عبدي من الامناء

ان كان يبدي السر مستورا لما ... تدري به أرضي فكيف سمائي

لما أتيت ببعض وصف جلاله ... اذ كان عيني واقفا بحذائي

قالوا لقد لحقته بالمنا ... في الذات والاوصاف والاسماء

فبأي معنى تعرف الحق الذي ... سواك خلقا في دجى الاحشاء

قلنا صدقت وهل عرفت محققا ... من موجد الكون الاعم سوائي

فانا سلحت فانما في على ... نفسي فنفسي عين ذات ثنائي

لقالنا من أجله وظهورنا ... من أجلنا فسناء عين سنائي

ثم التفت بالعكس رمز اثانيا ... جلت عوارفه عن الاحصاء

واذا اردت تعرفا بوجوده — قسمت ماعندى على الغرماء
وعدمت من عينى فكان وجوده — لظهوره وقف على اخفائى
جل الاله الحق أن يبدو لنا — فردا وعينى ظاهر وبقائى
لوكان ذاك لكان فردا طالبا — متجسسا متجسسا لتنائى
هذا محال فليصح وجوده — فى غيبتى عن عينه وفنائى
فمتى ظهرت اليكم أخفيته — اخفاء عين الشمس فى الأنواء
فالناظرون يرون نصب عيونهم — سحبا تصرفها يد الاهواء
والشمس خلف الغيم تبدى نورها — للسحب والابصار فى الظلماء
فيقول قد بخلت على وانها — مشغولة بتحلل الاجزاء
لتجود بالمطر الغزير على الثرى — من غير ما نصب ولا اعياء
وكذاك عند شروقها فى نورها — تمحو طوالع نجم كل سماء
فاذا مضت بعد الغروب بساعة — ظهرت لعينك أنجم الجوزاء
هذا لميتها وذاك لحيها — فى ذاتها وتقول حسن رآء
فخفاؤه من أجلنا وظهوره — من أجله والرمز فى الافياء
فكأننا سيان فى أعياننا — كصفا الزجاجة فى صفا الصهباء
فالعلم يشهد مخلصين تألفا — والعين تعطى واحدا للرائى
فالروح ملتذ بمبدع ذاته — وبذاته من جانب الاكفاء
* والحس ملتذ برؤية ربه — فان عن الاحساس بالنعماء
فالله أكبر والكبير ردائى — والنور بدرى والضياء ذكائى
والشرق غربى والمغارب مشرقى — والبعد قربى والدنو تنائى
والنار غيبى والجنان شهادتى — وحقائق الخلق الجديد امائى
فاذا أردت تنزها فى روضتى — أبصرت كل الخلق فى مرائى
واذا انصرفت أنا الامام وليس لى — أحد أخلفه يكون ورائى
فالحمد لله الذى أنا جامع — لحقائق المثنى والانشاء *
هذا قريضى منبئ بعجائب — ضاقت مسالكها على الفصحاء
فاشكر معى عبد العزيز الهنا — ولتشكروا أيضا الى العذراء
شرعا فان الله قال اشكر لنا — ولوالديك وأنت عين قضائى

جب میرا جسم حسین و جمیل کعبہ تک جا پہنچا اور امین لوگوں کا رتبہ حاصل کر لیا۔

اور سعی و طواف کے بعد مقام خاص پر نماز پڑھی اور اپنے آپ کو کعبہ کے مقدس لوگوں میں سے ثابت کیا۔

جس شخص نے کہا تھا کہ یہ فعل فرض اور واجب ہے وہ امید وار تمام خبروں کا خاتم ہے۔

وہاں پر میں نے ملاء اعلیٰ کو دیکھا اور حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھیوں میں شامل ہو گیا۔

وہاں پر حضرت آدم علیہ السلام کا ایک بیٹا بھی دیکھا جو بڑے بڑے کریموں میں سے اکرم، وسیع بخشش کا مالک صاحبِ تقویٰ اور فرماں بردار تھا۔

یہ سب لوگ سیاہ پوش تھے اور بیتِ مکرم میں سرگرم طواف تھے۔

یہ لوگ رداؤں کے پلو اس طرح لٹکائے ہوئے چل رہے تھے کہ ان کے ناز و انداز میں اہل فخر و غرور کی نخوت پائی جاتی تھی۔

اور میرے باپ یعنی حضرت آدم علیہ السلام بزرگ ملائکہ کے آگے آگے کمزور رفتار سے آہستہ آہستہ چل رہے تھے۔

اور بندہ یعنی ابن العربی مؤدب شخص کی طرح خمیدہ گردن اپنے باپ کے سامنے کھڑا تھا اور جبریلؑ میرے سامنے تھے۔

اپنے باپ کی خدمت کے لئے میں نے ہاتھ میں معالم و مناسک لے رکھے تھے تاکہ وہ اپنے بیٹوں کے سپرد کر سکیں۔

مجھے اپنے باپ کا یہ جاہ و جلال دیکھ کر تمام فرشتوں پر، تعجب

ہوا کہ انہوں نے اس پر زمین میں فساد کرنے اور خون بہانے کا الزام کیسے لگایا تھا،

جب کہ وہ اپنی طین کی ظلمت کے باوجود اُس چیز کو چھپا رہا تھا جو اُن پر اسماء کی روشنی میں چھا گئی تھی،

اُس نے اب نور ظاہر کیا جس میں اُس کے سوا کوئی نہ تھا لیکن وہ لوگ اُس کے مشاہدین تھے،

جب کہ ہمارے والدِ گرامی اپنے دوستوں اور دشمنوں کو جمع کرنے والے مقام پر تھے،

اُس نے موہبہ اور نوبرہ کو دیکھا وہ بغیر خواہش اور دوستی کے مجبوراً ہمارے سامنے آگیا تھا،

چونکہ حضرت آدم علیہ السلام کا خمیر، ایسی چیز سے اُٹھا تھا جس میں مختلف اضداد قائم تھیں، اسلئے، انہوں نے اس کی سختی کا الزام دیا،

اور کہا! ہم صبح شام تیری تسبیح و تحمید کرتے رہتے ہیں،

اور کہا! ہم آپ کے نورِ جلال سے پاکیزہ ہیں اور میرے باپ کے بارے میں ہر قسم کی سختی کا اظہار کیا،

فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں جانب کو دیکھا اور دائیں طرف کو نہ دیکھا جو روشن اور منور تھی، یعنی تاریک پہلو دیکھا اور روشن پہلو سے صرفِ نظر کی،

اب فرشتوں نے خود کو غلام اور عاجز محسوس کیا اور حضرت آدم

علیہ السلام کو مالک اور آقا تصوّر کیا جو اُن پر تسلّط اور غلبہ حاصل کرنا چاہتا تھا۔

کیونکہ جس نے اپنے محبوب "صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کو شبِ اسریٰ کے لئے مخصوص فرمایا تھا اُس نے حضرت آدم علیہ السلام میں تمام اسماء کو جمع فرما دیا تھا۔

اور فرشتوں نے شیطان لعین کا جھگڑا دیکھا جو حضرت آدم علیہ السلام کی طرف خشمگیں اور غضبناک نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

اُس کی ہمارے والد کے ساتھ منافقت عصات و خواہشاتِ حواء کی "صورت میں ظاہر ہوئی"۔

فرشتوں نے جان لیا تھا کہ شیطان اور حضرت آدم علیہ السلام کی جنگ ناگزیر ہے اِس میں اِشتباہ و انکار کی گنجائش نہیں۔

اُنہوں نے جو کہا اِس وجہ سے کہا تھا اِس لئے اللہ تبارک و تعالےٰ نے اُن کو معاف فرما دیا اور وہ صالحین میں شامل ہو گئے۔

چونکہ فرشتوں کی فطرت و جبلّت خیر پر اُستوار کی گئی ہے اس لئے وُہ دشمنی اور عداوت کا تصوّر بھی نہیں کر سکتے۔

اب میں دیکھ رہا تھا کہ فرشتے اور میرے والدِ گرامی ایک ہی مجلس میں جلوہ افروز ہیں جب کہ میرے والد سردار اور ملائکہ اُن کے خادم تھے۔

گویا اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُن کے اعتراض کا اِعادہ بصُورتِ عدل کر دیا اور "اُن کو خادم بنا کر" بمنزلہ اِعادہ قرار دیا تھا۔

گویا فرشتوں کو پہلے دِن کے اعتراض کی سزا کے طور پر حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت پر مامُور کیا گیا تھا۔

تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ بدر کے دن حضور رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محوِ استراحت تھے اور فرشتے اُن کی جگہ جنگ لڑ رہے تھے،
آپؐ اپنے عریشہ میں خشوع وخضوع اور تفرّع کے ساتھ کمزور اور بے بس لوگوں کے لئے "اللہ تعالیٰ سے" نصرت طلب کر رہے تھے"
جب میں نے یہ تمام حقائق ملاحظہ کئے تو میرا دل ہر قسم کے تصوّارت و تخلیات سے پاک ہو گیا،
وُہ زور سے پکارا تو اُس کی طرف جوش وخروش سے سفر کرنے والے ہر طالب حکمت نے سُن لیا"
جو اپنی مُراد حاصل کرنے کے لئے بڑے بڑے گھنے جنگلوں کی مسافتیں طے کرتا ہے اُس نے بھی سُن لیا"
(وُہ آواز یہ تھی) اے وُہ مسافر! جو میرے ہم نشینوں میں شامل ہونے کے لئے گھنے جنگلوں اور وادیوں کو عبُور کر کے میری طرف آ رہا ہے"
تو میرے نیاز مندوں میں سے جس کسی کو ملے اُسے میری بات بتا دے جو انتہائی نصیحت آموز ہے،
اُس کو یہ بتا دے کہ اگر تجھے میرا پیغام اور میری آواز معلوم نہیں تو تُو انتہائی خسارے اور حیرت کا شکار ہے۔
میں جس شخص کی تلاش وجستجو میں مدّتوں سرگرداں رہا اُسے میں نے ایک سرسبز وشاداب ٹیلے پر پا لیا۔
یہ شاداب وسرسبز زمین اور چمکتا ہُوا علاقہ تونسؔ ہے،

اس کے بزرگ ترین مقام پر جس کی مٹی بھی مقدس ہے اور جو
ایک بابرکت قبلہ کا حامل ہے"

ایک خاص قطعۂ زمین پر جو مخصوص اور پسندیدہ ہے اور اس کے
باشندے نجیب الاصل اور شریف ہیں"

وُہ اِن لوگوں کے ساتھ نورِ ہدایت کا علم لیکر چلتا ہے جو اُسے
سُنتِ بیضاء سے حاصل ہُوا"

اور اُس کا ذِکر وردِ زبان رہتا ہے جس سے صُبح شام ہر وقت
معارف تجلّی پذیر ہوتے ہیں"

وُہ چودھویں کا چاند ہے جو ہمیشہ روشن چاند کی طرح رات
کو منوّر کرتا ہے"

وُہ اُس شخص کا بیٹا ہے جس کی شان یکتا ہے اور جس کے حقائق
اظہار سے بلند ہیں"

اُس کے عالی قدر بیٹے اُس کے جاہ وجلال کے اردگرد گھومتے
رہتے ہیں وُہ خود امام ہے اور اُس کے بیٹے ابدال ہیں"

گویا وُہ خود چودھویں کا چاند ہے اور اُس کے بیٹے آسمان کے
ستارے ہیں جنہوں نے اُسے گھیرا ہُوا ہے"

جب وُہ کوئی آسمانی بلند حکمت بیان کرتا ہے تو گویا وہ عالم
عنقاء سے خبریں لاتا ہے"

میں اُن کی ملازمت میں تھا کہ ایک بزرگ خاتون باہر سے آکر
اُن کے پاس آکر قیام پذیر ہوگئیں"

وُہ اُحبار میں سے ایک دانا، اپنی ذات کے عاشق، مجانت

کے راز، داناؤں کے سردار"
گروہِ محققین و فقہا کے فردِ فرید مگر اُن سب سے زیادہ فاضل
شخصیت کے حامل تھے،
میں اُن کے پاس صبح شام رہ کر اُنکے قرب کا فیضان حاصل کرتا رہا"
بعد ازاں میں اُنہیں چھوڑ کر اُن سے رُخصت ہونے لگا تو اُنہیں
اِس بات کا شدید دُکھ ہُوا جیسے ایک ادیب کو ہوتا ہے"
اُنہوں نے مجھے مخاطب کرتے ہُوئے فرمایا! میرے خاندان اور
پرانے دوستوں میں سے تُونے مجھ سے خیانت کی ہے،
تونے ہمارے نائب کو اخذ کیا جس سے میرا گھر قائم تھا اور اُس
سے تُونے میرے ساتھیوں کو بے خبر رکھا"
اُن کے نائب اور میری وفاء کی سچائی کے بارے میں اللہ تبارک و
تعالیٰ میری نیت اور حالت کو خُوب جانتا ہے"
میں تو اَب بھی اپنے پُرانے عہد پر قائم ہُوں اور میرے دِل میں
اُن کی محبت ہر قسم کی کدُورت سے پاک صاف ہے"
جب میرا واسطہ کسی ایسے شخص سے پڑا جو حکمت کی کسی بات کو
انتہائی دقیق اور سنگلاخ وادیوں میں تلاش کرتا ہے تو میں حیرت کا
شکار ہو جاتا ہوں،
میں اُسے کہتا ہوں، اے طالب اسرار! جلدی کر لے تُو
ایسے شخص کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے جو زندہ اور مُردہ
دونوں طبقوں کے حقائق کو جانتا ہے"
جب مَیں نے وجُودِ کائنات کو دیکھا تو اپنے مقام سے لیکر پانی کی

تہہ تک اُس کے قدموں میں تھا،

سوائے اُس کی ذات کے اُس کے اُوپر کوئی غایت نہیں جس کا وُہ قصد کرے کیونکہ وُہ اشیاء میں ہر قسم کا تصرف کر سکتا ہے،

جب اُس نے عالم تکوین کی پیدائش کا ارادہ فرمایا تو پاکیزگی کی چادر اوڑھ لی اور ازار سنبھال لیا،

پس جب اپنے وجود سے تمتع کا عزم کیا تو بغیر اپنے رقیبوں کی طرف غور و خوض کرنے کے تھا،

اُس کا ازار و رداء کو پاؤں کے نیچے تک گرانا اپنے ساتھیوں پر بڑائی اور بلندی ثابت کرنے کے لئے نہیں تھا،

ان اُمور کے بعد ہمارے سامنے ایک ایسا وجود نمودار ہوا جس کا احاطہ نہ کوئی اسم کر سکتا ہے اور نہ کوئی صفت اُس پر محیط ہو سکتی ہے، یعنی اُس کے لئے کسی اسم و صفت کا تعین ممکن نہیں،

اگر کوئی سوال کرے کہ وُہ کون ہے جس کی تو مدح و ثناء بیان کرتا ہے تو میں کہوں گا! میرے ممدوح امیر الامراء محقق ہیں،

وُہ جو حقیقت کے درخشاں سورج اور قطب دا امام ہیں، وُہ جو سر العباد اور عالم العلماء ہیں،

وُہ ایسے عبد ہیں جن پر اُن کی سرداری کے آثار نمایاں ہیں، وُہ آنکھوں کے نور اور خاتم الخلفاء ہیں،

وُہ پاکیزہ اور عمدہ سے اخلاق کے مالک، شیریں مقال، مخلوقِ خدا کی پناہ گاہ اور رحم و کرم والوں کے سردار ہیں،

اُن کے جلال و جمال کی صفات اور عزت و عظمت کی قدر و قیمت

عام دیکھنے والوں کی نظر سے بلند تر ہے،

وُہ مُستقل طور پر ایک قوم کے سردار ہیں جسکا ہر پہلو اور ہر گوشہ اُن کی وجہ سے محفوظ و مصُوّن ہے۔

اگر تُو اُن کے مُلک کے بارے اُن سے لڑائی جھگڑا کرے گا تو اُنہیں سخت دِل اور سخت مزاج پائے گا لیکن اگر تو اُن کے پاس کسی مطلب کے حصُول کے لئے جائے گا تو اُنہیں نہایت نرم دِل پائے گا،

وُہ سخت ہیں لیکن اپنے نیاز مندوں کے لئے نرم ہیں جیسے پانی سخت پتھر سے جاری ہو کر جسے چاہتا ہے غنی کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے فقیر بنا دیتا ہے۔

اُن کا امر دوستوں کو زندگی دیتا ہے اور دشمنوں کو ہلاکت آشنا کر دیتا ہے،

وُہ امام جب کوئی حُکم دے دیں تو بڑے سے بڑا خطیب بھی اُس کو بجا لانے میں کوتاہی نہیں کر سکتا،

وُہ ہمارے ساتھ چادر اوڑھے ہوُئے جمع ہو کر نماز پڑھتے ہیں اور ہماری ذوات کے لئے چادر کی حیثیت سے ہیں۔

پس اُس پوشیدہ بھید کی طرف دیکھ جو ایسے موتی کی طرح ہے جو گہرے دریا میں جلوہ افروز ہو،

یہاں تک کہ اُس کے صوُرت پذیر ہونے پر لوگ حیرت زدہ ہو جائیں، جیسے اُس شخص کی حیرت جو جہاں سے چلا ہو وہیں واپس آ جائے،

تعجب ہے کہ اُس موتی کو اُس کے صدف نے بھی نہیں چھپایا

"کیونکہ سُورج سخت اندھیری رات کی تاریکیوں کو ختم کر دیتا ہے"
اسی ہی اگر کوئی بندہ کسی راز کو ظاہر کرتا ہے تو اُسکے بارے میں کہا جاتا ہے اسے میرے امینوں میں لکھ لو"
اگر وُہ کسی پوشیدہ بھید کو کھولتا ہے تو اُسے زمین و آسمان بھی نہیں جان سکتے"

اگرچہ میری زبان کی لکنت میرے بیان میں حائل تھی یعنی میں بیان کرنے سے عاجز تھا پھر بھی میں نے اُس کے چند اوصاف بیان کر دیئے ہیں"

لوگوں نے کہا! تُو نے اُسے ذات، اسماء اور صفات میں ہمارے معبود سے مِلا دیا ہے اب تو حق تعالیٰ کی تعریف کیسے کرے گا جس نے تجھے عُمدہ طریقے پر پیدا فرمایا اور پیٹ کی تاریکیوں میں تیری تخلیق کی تکمیل فرمائی، (یا یہ کہ تو حق کو کیسے پہچانتا ہے جس نے تیری تخلیق انتڑیوں کے اندھیروں میں مکمل فرمائی)

ہم نے کہا! تُو نے سچ کہا! کیا تُو نے میرے اُمّ کے سوا کائنات کے مُوجد سے تحقیقی معرفت حاصل کر لی ہے۔

تو بیشک جب تو نے تعریف بیان کی تو وُہ دُوسرے پر میری ذات ہے تو میری ذات کی عین دُوسری ذات ہے۔
جب تُو اُس کے وجود کی معرفت چاہے گا جو میرے نزدیک ہے تو اُسے غُرماء پر تقسیم کرنا ہو گا"

پس جو میری عین سے عدم ہے وُہ اُس کا وجود ہے پس اُس کا ظہور میرے اِخفاء پر موقوف ہے۔

وُہ ظاہر ہے مگر اپنے حق کے لئے ہمارے لئے اکیلا ظاہر ہے اور
میری عین ظاہر اور میری بقاء ہے،
اگر وُہ اکیلے طالب کی جستجو کرتا تھا تو وُہ دوسرے کے لئے متجسّس تھا،
یہ محال ہے اور میرے اِخفاء وفناء میں اُسکی عین سے اُس کا وجود درست ہے،
پس تمہاری طرف اُسکا اِخفا کب ظاہر ہے سُورج کی ذات کا اخفاء انوار میں ہے،
ناظرین کا اپنے عیون نصب کا بادل دیکھنے میں خواہش کے ہاتھ کا تصرف ہے،
ابر آلود آسمان کے پیچھے بادل کے لئے آفتاب کا نور ظاہر ہوتا ہے
اور الصار اندھیرے میں ہیں،
پس کہتے ہیں کہ بے شک وُہ خلوت میں ہے اور وہ تحلیلِ اجزاء کے
ساتھ مشغول ہے،
تجرّد کے لئے زمین پر بارش برسنے کے ساتھ دُوسرے کے
لئے نہ نصب ہے اور نہ اعیاء ہے،
جیسا کہ آفتاب کے طلوع کے وقت اُس کی روشنی میں آسمان
کے تمام چمکتے ہوئے ستارے محو ہو جاتے ہیں،
پس جب غروب آفتاب کے بعد ایک ساعت گذرتی ہے تو
تیری آنکھ کے لئے ستارے آسمانی بُرج میں ظاہر ہو جاتے ہیں،
مُردہ اور زندہ دونوں کے لئے یہ امر اُس کی ذات میں ہے اور
کیا خُوب دیکھا ہے،
پس اُس کا اخفاء ہم سے ظاہر ہے اور اُس کا ظہور اُس سے
اور اُخفاء میں رمز ہے،

ہمارا اخفاء اس کی وجہ سے ہے اور ہمارا ظہور روشنی ہماری وجہ سے ہے چنانچہ اس کی روشنی ہماری عین ہے۔

پھر میں نے اس کے بالعکس دوسری رمز کی طرف توجہ دی تو معلوم ہوا کہ اُس کے معارف حد و شمار سے باہر ہیں۔

گویا کہ اعیان کے سلسلہ میں ہم دونوں برابر ہیں جس طرح مصفا شیشے میں مصفا شراب برابر ہے۔

علم تالّف کے اخلاص کی گواہی دیتا ہے اور آنکھ مشاہدین کو حرف واحد اکو پیش کرتی ہے۔

چنانچہ رُوح اپنے پیدا کرنے والے سے اور اپنے ہمجنسوں کو چھوڑ کر اپنی ذات سے لذت پذیر ہوتی ہے۔

اور حِس بھی اپنے رب تعالیٰ کی رؤیت سے لذت حاصل کرتی ہے اور نعمتوں کے احساس سے فنا پذیر ہے۔

پس اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے اور اُس کی کبریائی میری رداء ہے اور نُور میرا ابدر ہے اور ضیاء میری ذکا ہے۔

مشرق میرا مغرب اور مغرب میرا مشرق ہے بعد میرا قُرب اور قُرب میرا بُعد ہے۔

آگ میرا غیب ہے اور جنت میرا شہود ہے، خلقِ جدید کے حقائق میرے غلام ہیں۔

جب تو میرے گلستان میں سیر و تفریح کرنا چاہے گا تو میرے اندر تمام مخلوق کو موجود پائے گا۔

جب میں امامت سے مُنہ موڑ لوں گا تو ایسا کوئی شخص نہیں

ہوگا جو میرے بعد میری خلافت کو سنبھال سکے،

الحمد للہ کہ میں پیدا کرنے والے اور پیدا ہونے والوں دونوں کے حقائق کا جامع ہوں،

میرے یہ اشعار عجائب و غرائب کا مظہر ہیں جنہوں نے بڑے بڑے فُصحاء اور بُلغاء کا ناطقہ بند کر دیا ہے،

اَے عبد العزیز! ہم دونوں مل کر اپنے پروردگار کا شکریہ ادا کریں اور اِس کے ساتھ ہی عذرا کا بھی شکریہ ادا کریں"

کیونکہ شرعی طور پر اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہی حکم ہے کہ ہم اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکریہ ادا کریں اور اپنے والدین کا شکریہ ادا کریں اور یہی اُس کا فیصلہ ہے"

اشعار کا ترجمہ تمام ہوا

اللہ تعالیٰ کی اُس حمد کے بعد جس حمد سے کسی اور کی حمد نہیں کی جاسکتی اور اُس ذاتِ اقدس پر تمام صلواۃ وسلام کے بعد جسے وہ سیر کرانے کے لئے اپنے اِستوا پہ لے گیا،

اَے عقلمند ادیب، دوست، حبیب! جان لے کہ جب حکیم اپنے ساتھی سے بچھڑ جائے اور دونوں کے درمیان گردشِ زمانہ حائل ہو جائے تو اُس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے دوست کو اُن تمام باتوں سے آگاہ کرے جو اُس نے اُس سے علیحدگی کے دوران حاصل کی ہوں اور اُس کی عدم موجودگی میں حاصل ہونے والے سامانِ حکمت کے بارے میں بتائے، تاکہ اُس کے دوست کو اُن لطائف و معارف اور حکمتوں کے ملنے سے خوشی حاصل ہو جو خدائے محسن و رحیم نے اُسے عطا کئے اور جو کلمات اُسے سکھائے ہیں اور یُوں معلوم ہو کہ اُس کا دوست اُس سے الگ ہُوا ہی نہیں اِس لئے کہ اُس کا دوست اُس کی کچھ باتیں سُن چکا ہے، اللہ تعالیٰ اُس کے دوست کو باقی رکھے ایسی صورت میں یہ سب کچھ بتانا اور بھی ضروری ہو جاتا ہے جب اُس کے دوست کے دِل میں دوستی کا خلوص مکدّر ہو چکا ہو اور انقباض پیدا ہو گیا ہو"

بہر کیف! اُس کے دوست نے اُس سے تنقید کی آنکھیں بند کر لی ہیں اور دوست کے بارے میں اُسے اچھا عقیدہ حاصل ہو گیا ہے، کیونکہ تیرے بارے میں وُہی شخص اہتمام کرے گا جو تیرے متعلق سوال کر سکتا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ دوست کو دوام بخشے اُسے مبارک ہو کہ قلب سلامت

ہے اور پہلو میں اُس کی محبت قائم و دائم ہے"

اللہ تعالیٰ اُسے باقی رکھے وُہ جانتا ہے کہ اُس کی محبت غرض و غایت اور خواہشات پر مبنی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور بغیر کسی علّت کے قدیمی طور پر اُس کے دِل میں موجود ہے، جس میں نہ تو اِضافہ ہوتا ہے اور نہ ہی وُہ کم ہوتی ہے، نہ کسی جزا کی تمنا ہے نہ سزا سے بچنے کی خواہش"

اللہ تعالیٰ میرے دوست کی حفاظت فرمائے میں نے پہلی مرتبہ اُن کی طرف ۵۹۰ھ میں سفر کیا تھا، جب کہ اُن کا میری طرف عدمِ التفات تھا اور وُہ میرے مقاصد و مذاہب پر چلنے سے مُتنفر تھے۔

کیونکہ وُہ اِس میں نقص دیکھتے تھے خُدا اُن سے راضی ہو اور میں اُنہیں اِس میں معذور پاتا تھا"

وُہ جو کچھ بھی سمجھتے تھے وُہ میرے ظاہری حال اور بیرونی احوال کے مشاہدہ سے تھا، کیونکہ مجھ پر جو حالت طاری تھی وُہ میں نے اُن سے اور اُن کے بیٹوں سے چھپا رکھی تھی اور اُن پر اپنی بدحالی اور شرِ حِس کا اظہار کیا کرتا تھا"

بسا اوقات میں اُن کو خبردار کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ ظاہر بھی کر دیتا تھا مگر اللہ تبارک و تعالیٰ کو یہ منظور نہ تھا کہ اُن میں سے کوئی ایک بھی مجھے اچھی نظروں سے دیکھے"

ایک دِن وُہ دوست مجلس میں صدر نشین تھے تو میں نے اُن کے گوشِ سماعت کو کھٹکھٹانے کیلئے یہ شعر پڑھے۔

انا القرآن والسبع المثانی　　وروح الروح لا روح الاوانی
فؤادی عند معلومی مقیم　　یشاهده وعند کم لسانی
فلا تنظر بطرفك نحو جسمی　　وعدّ عن التنعم بالمغانی
وغص فی بحر ذات الذات تبصر　　عجائب ماتبدّت للعیان
واسرارا تراءت مبهمات　　مستّرة بأرواح المعانی

میں قرآن اور سبع مثانی ہوں، میں رُوحوں کی رُوح ہوں جسموں کی رُوح نہیں"

میرا دِل میرے معلوم کے پاس اقامت گزین ہے اور اُس کا مشاہدہ کرتا ہے تمہارے پاس میری زبان ہے"

تُو اپنی نظر سے میرے جسم کو نہ دیکھ اور مغانی سے نعمت حاصل کرنے سے گریز کر"

تُو ذات کی ذات کے سمندر میں غوطہ زن ہو گا تو ایسے عجائبات دیکھے گا جو واضح طور پر ظاہر ہونگے"

اور ایسے اسرار بھی دیکھے گا جو مُبہم نظر آتے ہیں اور معانی کی رُوحوں میں پوشیدہ ہیں"

خُدا کی قسم جب میں نے اِس قطعہ سے ایک شعر پڑھا تو مجھے معلوم ہوا جیسے میں کسی میّت کو سُنا رہا ہوں اور اِس کا باعث وہ حکمت تھی جس کی رضا مجھے مطلوب تھی اور نفس یعقوب میں ایک حاجت تھی جو اُس نے پُوری کر لی"

مجھے اِس اجتماع مکرّم میں اُن کے کلیم ظاہر اور مقدّم ابُو عبداللہ بن مرابط نے محسُوس کیا لیکن یہ احساس کامل نہیں تھا بلکہ اِس میں قدرے

شکوک و اشتباہ بھی شامل تھا، البتہ شیخ مُسن مرحوم جراح کے سامنے میں پُوری طرح کھُل گیا تھا، میں اُس کے پاس موجود رہا اور حضرت دوست کی مفارقت کے بعد اُسے نہیں چھوڑا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے ذکر اور اُس کے اپنے احوال پر شکر کرنے کے لئے اُسے باقی رکھے اور اُس نُطق کو بھی قائم رکھے جو اُس کے مناقب بیان کرتا ہے اور اُس کے آداب کا عاشق ہے۔

میں نے جب کبھی اُس دوست کے بارے کتابوں میں تحریر کیا تو سواروں کے ذریعہ مختلف شہروں میں اُس کی شہرت ہوگئی اور دوست بھی اِس امر سے واقف ہوگیا۔

یقیناً اُس سبب کے اقتضاء سے قبل میری محبت جلد یا بدیر اُس پر ثابت ہو گئی۔

تاہم وُہ اِسے اپنی ذات میں قائم بھی رکھتا ہے اور چھوڑ بھی دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ میرے دوست کو اپنا دوست بنائے رکھے اس واقعہ کے کئی سال بعد اُس کے مکان پر اُس سے مُلاقات ہوئی تو چند یوم کے علاوہ نو ماہ کا عرصہ عیش و راحت اور رُوح و بدن کی مسرتوں کے ساتھ اُس کے پاس گذارا اور ہم میں سے ہر ایک نے اپنے دوست کے لئے خلوص و سماحت کی کوشش کی۔

وُہ میرا بھی رفیق تھا اور اُس کا بھی رفیق تھا اور ہم دونوں کا دوست ابو عبداللہ بن مرابط تھا جو ایک عقلمند بزرگ، محصل و ضابط غیور النفس، پسندیدہ کردار و عادات اور پاکیزہ اعمال کا مالک اور ہمیشہ تسبیح و تلاوت قرآن میں وقت گذارنے والا شخص تھا۔

اور میرا دوست عبداللہ بدر حبشی تھا خدا اُسے گہن سے بچائے وہ خالص ضیاء اور نور محض تھا، وہ ہمیشہ پوشیدہ اور اعلانیہ ذکرِ خدا میں مشغول رہنے والا، میدانِ معاملات کا پہلوان، صاحبِ منازل، وِرد و منازلات سے واقف، اپنے حال میں منصف، حق و باطل میں تفریق کرنے والا، اپنے اہل کا حق پہچان کر اُسے ادا کرنے والا، حق لینے والوں سے مخالفت کی بجائے موافقت کرنے والا تھا، اُس نے درجۂ امتیاز حاصل کر لیا تھا اور وہ کٹھالی میں گلایا جانے کے بعد خالص سونا بن کر نمودار ہوا تھا۔ اُس کا کلام حق اور اُس کا وعدہ سچا تھا، پس ہم چار ارکان تھے اِن پر پورا جہان اور انسان قائم تھے، پھر وہاں پیدا ہونے والے چند حالات کی بنا پر ہم چاروں الگ الگ ہو گئے اور اب تک اِسی حالت پر قائم ہیں

چنانچہ میں نے حج اور عمرہ کی نیت کی اور تیزی کے ساتھ اِس مجلس کریم کی طرف چل پڑا۔ اور اُم القریٰ میں پہنچ کر اپنے خلیل علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوا جس نے میزبانی کو سنت کا درجہ دیا، پھر میں نے صخرہ اور اقصیٰ میں نماز ادا کی پھر اپنے اور اولادِ آدم کے سردار دیوانِ احاطہ واحصاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کیا،

بعد ازاں اللہ تبارک وتعالیٰ نے میرے دل میں ڈال دیا کہ معارف کے اُن فنون کو اپنے دوست کی خدمت میں پیش کروں جو میں نے اُس سے مخفی اور الگ رہ کر حاصل کئے اور علم کے اُن جواہرات کا ہدیہ اُس کی نذر کروں جو میں نے دورانِ سفر حاصل کئے،

چنانچہ میں نے یہ کتاب تیار کی جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے جہالت سے منہ موڑنے کے لئے تعویذ بنا دیا ہے۔

اس دوست کے علاوہ، ہر مخلص دوست، محقق، صوفی اور میرے حبیب، ولی، ذہین و فہیم بھائی، نیک اخلاق برخوردار عبداللہ بدر حبشی یمنی، معتق ابی غنائم ابن ابی الفتوح حرانی کے لئے، اللہ تعالےٰ اِسے مفید بنائے۔

میں نے اِس کتاب کا نام "فتوحاتِ مکیہ فی معرفت اسرار المالکیہ والملکیہ" رکھا، اِس لئے کہ میں نے اِس کتاب میں اکثر وُہ باتیں بیان کی ہیں جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے بیتِ مکرّم کے طواف اور حرم شریف میں مراقبہ کے دوران عطا فرمائیں، میں نے اِس کے ابواب شریفہ مقرّر کئے اور اس میں لطیف معانی بھر دیئے۔

کیونکہ جب تک انسان اپنی انتہاء کو نہ پہچان لے اُس پر ابتداء کی مشکلیں آسان نہیں ہوتیں، بالخصوص جب وُہ اِس پھل کا ذائقہ چکھ لے یا اُسے اپنی غایت و تمنا بنالے۔

جب کسی کی بصارت کا دروازہ محصور ہوجاتا ہے تو بصیرت کی آنکھ وا ہوجاتی ہے اور وُہ شخص جواہرات اور موتی نکالنے لگتا ہے، یہ دروازہ اُسے اُس کی عقل و فہم اور قوّت ارادی کے مطابق رُوحانی حکمتیں اور رَبّانی نکات عطا کرتا ہے، اور اُس کے علم کے سمندروں کی گہرائیوں میں غوطہ زن ہونے سے اُسے نفس کی وُسعت عطا کرتا ہے۔

لما لزمت قرع باب الله — كنت المراقب لم أكن باللاهي
حتى بدت للعين سبحة وجهه — والى هلم لم تكن الاهي
فاحطت علما بالوجود فمالنا — فى قلبنا علم بغير الله
لو يسلك الخلق الغريب محجتي — لم يسألوك عن الحقائق ماهي؟

جب میں نے اللہ تعالیٰ کے دروازے کو کھٹکھٹانے کا فیصلہ کیا
اُس وقت میں مراقبہ میں وقت ضائع کر رہا تھا "
یہاں تک کہ میری آنکھوں کے سامنے اُس کا چہرہ نمودار ہوا تو
میرے سامنے اُس کے سوا کوئی نہ تھا "
میں نے علم وجود کا احاطہ کر لیا اب میرے سینے میں اللہ تعالےٰ
کے بغیر کوئی علم نہیں اگر غریب مخلوق میرے طریق پہ چلے تو وُہ تجھ سے
کبھی نہ پوچھے کہ یہ کیا چیز ہے ؟ "

بعد ازاں اِس کتاب کے ابواب شروع کرنے سے پہلے میں نے
اِس کتاب کی فہرست کے ابواب کا باب مقرر کیا، پھر علوم اسرار الٰہیہ کے
ضمن میں تمہیدی مقدمہ بیان کیا انشا اللہ العزیز فہرست کے باب کے
مطابق اِس کے ابواب میں کلام کیا جائے گا، اور اللہ تعالیٰ ہی حق کہلاتا
اور سیدھے راستے پر چلاتا ہے "

الحمد للہ پہلی جزء تمام ہوئی انشا اللہ العزیز اُس پر دوسری[1] جزء
پڑھی جائے گی وصلی اللہ علیٰ محمد و علیٰ آلہ الطاہرین "

---

[1] شیخ اکبرؒ کی صراحت کے مطابق اِس کتاب کی دوسری جزء کتاب کی فہرست پر مشتمل ہے لہٰذا اب
مقدمہ کی صورت میں تیسری جزء کا آغاز کریں۔ مترجم

مُقدّمہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بسا اوقات میرے خیال میں آیا کہ اِس کتاب کی پہلی فصل اُن عقائد پر مقرّر کردوں جن کی تائید اُدلّہ قاطعہ اور براہین ساطعہ سے ہوتی ہو، پھر میں نے دیکھا کہ یہ اُس شخص کیلئے مشکلات کا باعث ہوگا جو اسرارِ وجود کے زیادہ سے زیادہ عقائد کی تلاش پر آمادہ اور الطافِ جُود و سخی کے درپے ہو اگر طالب خلوت و ذکر کو لازم قرار دے کر اور فکر سے فارغ ہو کر فقیر بن کر بیٹھ جائے گا تو اُس کے لئے اُس کے پروردگار کے دروازے پر کچھ نہیں جب تک اللہ تبارک و تعالیٰ اُسے وہ معارفِ ربانیہ اور اسرارِ الٰہیہ قلم سے نہ عطا فرمائے جو اُس نے اپنے بندے حضرت خضر علیہ السلام کو عطا کرکے فرمایا!

فَوَجَدَا عَبۡدًا مِّنۡ عِبَادِنَاۤ اٰتَیۡنٰہُ رَحۡمَۃً مِّنۡ عِنۡدِنَا وَ عَلَّمۡنٰہُ مِنۡ لَّدُنَّا عِلۡمًا[1]

ترجمہ: ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت عطا فرمائی اور علم اسرار سکھایا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے مزید فرمایا!

وَاتَّقُوا اللّٰہَ ؕ وَ یُعَلِّمُکُمُ اللّٰہُ[2]

ترجمہ: اور اللہ سے ڈرو، اور اللہ تمہیں علم سکھاتا ہے

---

[1] الکہف آیت ۶۵ [2] البقرہ آیۃ ۲۸۲

إِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا[1] ترجمہ: اگر تم اللہ سے ڈرتے رہے تو تمہارے لئے ایک قوتِ امتیاز پیدا کر دے گا

وَيَجْعَلْ لَكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ[2] ترجمہ: اور اللہ تمہارے لئے ایک نور بنائے گا جس کی روشنی میں تم چلو گے۔

کسی نے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا آپ نے جو پایا کیسے پایا؟ آپ نے فرمایا! میں اِس درجہ کے نیچے تیس سال ساتھ بیٹھا ہوں،

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں تم لوگوں نے اپنا علم مُردے سے مُردے نے سیکھا ہے جبکہ ہم نے اپنا علم اُس ذات سے حاصل کیا ہے جو حیّ لایموت ہے تو یہ علم صاحب ہمت کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خلوت میں حاصل ہوتا ہے اور اس کے ساتھ اُس کی جلالت رُعب اور عظمتِ احسان ہے علوم میں سے ظاہر طور پر مشکل کی کوئی چیز اُس سے غائب ہو بلکہ ہر صاحب نظر و برہان کو یہ کیفیت حاصل نہیں ہوتی اور یہ علم اُس کی نظرِ عقلی کے ماورٰی ہے جبکہ علوم کے تین مرتبے ہیں۔

پہلا علم عقلی علم ہے

یہ ہر علم تجھے فی البدیہہ یعنی بغیر غور و فکر کے حاصل ہو سکتا ہے یا دلائل جیسی کسی اور چیز میں غور و فکر کرنے سے بھی ہو سکتا ہے مگر اُس میں لغزش کا خطرہ ہے اور یہ امر علوم میں سے اِس فن کے لئے مجمع و مختص ہے، اِسی لئے نظر کے بارے میں کہتے ہیں کہ اِس سے صحیح بھی ہے اور فاسد بھی ہے،

---

[1] انفال آیت ۲۹ [2] الحدید آیت ۲۸

دوسرا علم علم الاحوال ہے

بلم الاحوال کی طرف سوائے اہلِ ذوق کے کوئی راستہ نہیں، عاقل نہ تو اِس کی حد پر قادر ہے اور نہ ہی اِس کی معرفت پر دلیل قائم کر سکتا ہے، جیسا کہ شہد کی مٹھاس، ایلوے کی تلخی، لذت جماع، عشق، وجد و شوق، اور اِس قسم کی دوسری شکلوں کا علم ہے۔

تو کسی شخص کا اِن علوم کو جان لینا محال ہے سوائے اِس کے وہ اُسکے ساتھ اور اُسکی جنس سے اہلِ ذوق میں اُسکے ذوق و شباہت سے متصف ہو جیسا کہ کسی نے کڑوا زرد رنگ کھایا اور ایک مرتبہ اُس نے شہد پایا جو اُس جیسا نہیں تو اگر وُہ شخص کھانے کے وقت کہے یہ وہی کڑوا زرد رنگ ہے،

تیسرا علم علم الاسرار

علوم اسرار وُہ علم ہے جو طورِ عقل کے اُوپر ہے اور یہ علم روح میں پاکیزہ رُوح پھونکنا ہے جو کہ نبی اور ولی کے لئے مختص ہے، اِس علم کی دو قسمیں ہیں،

پہلی قسم! عقل سے اِدراک کرنا جیسا کہ پہلا علم انہی اقسام سے ہے مگر اِس عالم کو یہ علم نظر سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ اُسے علم کا یہ مرتبہ عطا کر دیا جاتا ہے

دُوسری قسم! دو ضربوں پر مشتمل ہے اِن میں سے ایک ضرب دُوسرے علم سے ملتی ہے مگر اِس کا حال اُس سے اعلیٰ ہے،

اور دُوسری ضرب علوم اخبار پر مشتمل ہے اور اِس میں سچی اور جھوٹی دونوں قسم کی خبریں داخل ہیں۔

اِس صُورت میں اگر مخبر بہ کے نزدیک خبر دینے والا صادق اور صاحب عصمت

ہو اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبریں دیتا ہو جیسا کہ اُنھوں نے جنت اور جو کچھ اُس میں ہے کی خبریں دی ہیں، مثلاً اُن کا جنت کی جگہ بتانا تو یہ علمِ خبر ہے، اور قیامت میں کہنا کہ وہاں حوض ہے اور وہ شہد سے میٹھا ہے تو یہ علمِ احوال ہے اور یہی علمِ ذوق ہے،

اور یہ ارشاد کہ خدا تھا اور اُس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی اور اس کی مثل دُوسرے علوم ہیں جن کا ادراک عقل نظر سے کر سکتی ہے، تو یہ تیسری صنف ہے جسے علم الاسرار کہتے ہیں، اس علم کا جاننے والا تمام علوم کو جانتا ہے اور اُن میں ڈوبا ہوتا ہے، دُوسرے کسی علم کو جاننے والا اس جیسا نہیں اور نہ ہی کوئی علم اِس علم سے اشرف اور اعلیٰ ہے،

اور یہ علم بقیہ تمام معلومات پر حاوی اور محیط ہے،

اندریں صورت مُخبر بہ کا سامعین کے نزدیک صادق اور معصوم ہونا ہے جبکہ اُس کی یہ شرط عوام کے نزدیک ہے،

رہا وہ عاقل و زیرک جس کا نفس پاک طینت ہے لیکن وہ کہتا ہے کہ فلاں چیز میرے نزدیک جائز ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ یہ سچ ہے یا جھوٹ تو اس کا قول میرے نزدیک جائز ہے،

جیسا کہ ہر عاقل کو پتہ ہے کہ اُسے یہ علوم غیر معصوم سے پہنچے ہیں اور وہ نفس الامر میں ان خبروں کے دینے میں سچا ہو" لیکن اس سے سُننے والے پر لازم نہیں آتا کہ وہ اُس کی تصدیق یا تکذیب کرے مگر اُس کی صداقت میں تامّل کرے اور اس میں کچھ اُسے نقصان نہیں کیونکہ اُس کی خبر میں جو آیا ہے اُس میں عقلوں کا حیلہ نہیں بلکہ اُس کا جواز موجود ہے یا پھر اُس کے نزدیک توقف ہے

پس جب ایسا امر آجائے جو عقلاً جائز ہے اور شارع اُس سے خاموش ہے تو ہمیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ اُسے بالکل ہی رَد کر دیں اور ہمیں اُسے قبول کر لینے میں

اختیار ہے۔

پس اگر مخبر بہ کا حال اُس کے عادل ہونے کا مقتضی ہے تو ہمیں اُسے قبول کرنے میں نقصان نہیں جیساکہ اُس کی گواہی قبول کرنا اور اُس کے ساتھ اموال و ارواح میں حکم دینا اور اگر وہ شخص ہمارے علم میں عادل نہیں تو اُس پر غور کریں اگر اُس کی خبر ہمارے نزدیک دوسری صحیح وجوہات پر جائزات کے باب میں سچی ہے تو اُسے قبول کرلیں ورنہ چھوڑ دیں، اور اُس کے قائل کے بارے میں کسی چیز پر کلام نہ کریں کیونکہ یہ شہادت مکتوبہ ہے جس کے بارے میں اُس سے پوچھا جائے گا،

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْئَلُونَ[1] ترجمہ اب اُن کی گواہی لکھ لی جائے گی اور ان سے جواب طلب کیا جائے گا۔

اور ہم اِس میں اخلاصِ نفس کے زیادہ حق دار ہیں، اور اگر یہ مخبر معصوم کی لائی ہوئی خبر کے سوا خبر نہیں دیتا تو ہم اُس کی اُس روایت سے مقابلہ کریں گے جو ہمارے پاس ہے تو ہمارا اُس کی خبر کے ساتھ زیادہ کرنا بے فائدہ ہے

اور بے شک صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اسرارِ شریعہ سے اسرار و حکم کے ساتھ ایسی خبر لائے ہیں جو کہ (انسان کی) قوتِ فکر و کسب سے خارج ہے اور سوائے مشاہدہ اور اِلہام کے اس تک کبھی نہیں پہنچا جاسکتا،

---

[1] الزخرف آیت ۱۹

علمِ اسرار کا ثبوت

بقول علیہ السلام ان یکن فی امتی محدثون منهم عمر

وقوله فی ابی بکر فی فضلہ بالسر غیرہ،

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری اُمت میں محدثین ہونگے جن میں ایک عمرؓ ہیں اور آپ کا ارشاد ہے کہ ابو بکرؓ سِر کے ساتھ دوسروں سے افضل ہیں،

اور اگر ان علوم سے وجود میں انکار واقع نہیں ہوتا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول کچھ فائدہ نہیں دیتا

عن ابی هریرة رضی الله عنهُ حفظت من رسول الله علیه وآله وسلم وعاءین فاما احدهما فبثثته واما الآخر فلو بثثته قطع منی هذا البلعوم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علم کے دو تھیلے سیکھے یعنی دو قسم کا علم حاصل کیا ایک کو میں نے لوگوں میں پھیلا دیا ہے اور اگر میں دوسرے علم کو پھیلاؤں تو میرا یہ نرخرا کاٹ دیا جائے "

راویانِ حدیث

۵۸۹ھ میں فقیہ ابو عبداللہ محمد بن عبیداللہ حجری نے مجھ سے اپنے گھر میں اس کے ساتھ کی حدیث بیان کی اور ایسے ہی دوسری حدیث ۵۹۲ھ میں ابو ولید احمد بن محمد بن عربی نے اپنے گھر اشبیلیہ میں مجھ سے بیان کی سبھی کہتے ہیں ابو ولید

لہ بخاری کتاب العلم

ابن عربی کے علاوہ بھی ہم سے یہ حدیث بیان کی گئی ہے، تو بے شک اُس نے کہا
مَیں نے اباحسن شریح بن رعینی سے سُنا اُنہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے
ابی ابو عبداللہ اور ابو عبداللہ محمد بن احمد بن منظور القیسی نے دونوں پر کر سنا حضرت
ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابی محمد عبداللہ بن احمد بن حمویہ سرخسی حموی و ابی
اسحٰق مستملی اور ابی الہثیم محمد بن مکی الکشمیہنی سے اِس حدیث پر دونوں نے سنا،
انہوں نے کہا ابو عبداللہ محمد بن یوسف بن مطر فربری نے ہم سے اور اُن سے
ابو عبداللہ بخاری نے حدیث بیان کی ایسے ہی مجھ سے ابو محمد یونس بن یحییٰ
بن ابی الحسین بن البرکات ہاشمی عباسی نے مکہ معظمہ حرم شریف میں کعبہ معظمہ کے
رُکن یمانی کے پاس ۵۹۹ھ جمادی الاول میں ابی الوقت عبدالاول بن عیسٰی سجزی
ہروی سے حدیث بیان کی اُنہوں نے ابی الحسن عبدالرحمٰن بن مظفر الداودی سے
اُنہوں نے ابی محمد عبداللہ بن حمویہ سرخسی سے اُنہوں نے ابی عبداللہ الفربری
سے اُنہوں نے بخاری سے بخاری نے صحیح بخاری میں کہا: حدیث بیان کی
مجھ سے اسمٰعیل نے اُنہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے میرے بھائی نے
ابن ابی ذئب سے اُنہوں نے سعید مقبری سے اُنہوں نے حضرت ابو ہریرہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے"

(اِس حدیث شریف اور بلعوم کی شرح ابی عبداللہ بخاری نے کتاب العلم
میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے ضمن میں کی ہے اور
بیان کرتے ہیں کہ بلعوم گذرگاہِ طعام ہے) مترجم

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے،

اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَھُنَّ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَھُنَّ

اللہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور ان کے برابر زمینیں بنائیں اُن کے درمیان حکم اترتا

لِتَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ[1] ہے تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے

تو اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ قول فائدہ نہیں دے گا کہ!

اگر اس کی تفسیر بیان کروں تو مجھے سنگسار کر دیتے اور ایک روایت میں ہے تم کہتے میں کافر ہوں۔

مجھ سے یہ حدیث ابُو عبداللہ محمد بن عیشون نے ابی بکر قاضی سے محمد بن عبداللہ بن عربی معافری سے اُنھوں نے ابی حامد محمد بن محمد طوسی غزالی سے بیان کی ہے اور حضرت علی ابن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نواسے جناب رضی کے اس قول کا کیا مطلب ہو گا جو اُنہوں نے فرمایا ہے کہ

یارب جوهر علم لو أبوح به لقیل لی أنت ممن یعبد الوثنا
ولاستحل رجال مسلمون دمی یرون اقبح ما یأتونه حسنا

اے پروردگار اگر میں علم کے جوہر ظاہر کر دوں تو مجھے کہا جائے گا کہ تو صنم پرستوں میں سے ہے"

اور مسلمان میرا خون حلال قرار دے دیں گے جبکہ "میرا خون بہانا، بہت ہی بُرا کام ہو گا مگر وہ اِسے اچھا سمجھیں گے"

پس یہ تمام حضرات نیکوں کے سردار اور اِس علم کے جاننے والے ہیں انہی سے یہ علم مشتہر ہوا ان میں بہت سے اِس علم کے عالم اور اِس کے مرتبے اور منزلت کو جانتے ہیں جب کہ بہت سے لوگ اس کا انکار کرتے ہیں، عاقل و عارف کو چاہیئے کہ اُن کے انکار میں اُن پر مواخذہ نہ کرے بیشک حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حضرت خضر علیہ السلام کے قصے میں اُن کے لئے گشادگی ہے اور

---

[1] الطلاق آیت ۱۲

دونوں گروہوں کے لئے محبت ہے، اگرچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انکار اُن کی شرط کے مطابق نسیان سے تھا اور اللہ تعالیٰ نے اُسکی تعدیل کردی یہ بعینہ منکرین پر حجت ہے لیکن اس میں ان سے جھگڑنے کی ضرورت نہیں بلکہ ! ہم یہ کہتے ہیں جیسا کہ نیک بندے نے کہا ہذا فراق بینک وبینی یعنی یہ میرے اور تیرے درمیان جدائی ہے،

فلسفی کے مذہب کے بارے میں

وصل! اے ناظر تجھ سے یہ صنف پوشیدہ نہیں یہی وُہ علم ہے جو انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا علم ہے اور اُن کی وراثت ہے۔

جب تو مسائل میں سے کسی مسئلہ سے یعنی اِس علم کے بارے میں واقفیت حاصل کرلے جس کا تذکرہ فیلسوف متکلم یا اہل نظر کرتے ہیں تو تُو یہ کہے گا !

کہ یہ بات کہنے والا محقق صُوفی ہے اور وُہ فلسفی بھی ہے چونکہ فلسفی نے اِس کا ذکر کیا ہے تو وُہ اِس کا معتقد بھی ہوگا اور فلسفیوں سے ہی نقل کیا اور یہ اُسکا دین ہے تو بے شک فلسفی کے ساتھ کہا گیا کہ اُس کا دین نہیں، تو اے بھائی اُس بات سے کام نہ رکھ جس بات سے کچھ حاصل نہ ہو، فلسفی کا سارے کا سارا علم باطل نہیں،

پس تُو اُس کے اُس علم کے قریب ہو جو اُس کے پاس حق میں سے ہے بالخصوص وُہ جو ہم نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پایا خاص طور پر وُہ جسے وُہ شہوات اور نفس کی مکاریوں سے بریت کے حکم کے لئے وضع کرتا ہے اور اس پر برے ضمائر نہیں پہنچتے،

تو اگر ہم عرفانِ حقائق نہیں رکھتے تو ہمیں چاہیئے کہ اس مُتعینہ مسئلہ میں فلسفی کے قول کا اثبات کریں اور بے شک یہ حق ہے، جب کہ وُہ اِس میں رسُول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان یا صحابی یا امام مالک یا امام شافعی یا حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا قول بیان کرے۔

مگر تیرا یہ کہنا کہ میں نے یہ فلسفی سے سُنا ہے یا اُن کی کتابوں میں پڑھا ہے تو بے شک یہ تجھے اکثر طور پر کذب وجہل میں لے جائے گا، کذب یُوں کہ تو نے اُس کی بات سُنی یا پڑھی مگر اُس کا مشاہدہ نہیں کیا اور جہل یُوں کہ تو اِس مسئلہ میں حق و باطل کے درمیان فرق نہ کر سکے۔ مگر تیرا یہ قول کہ فلسفی بے دین ہے تو اِس پر دلیل قائم نہیں ہو سکتی کہ وُہ بے دین ہے اگرچہ اُس کے پاس باطل ہی باطل ہو اور ہر عاقل اِس کا پہلے عقل کے ساتھ ادراک کر سکتا ہے"

پس اِس قسم کے مسائل میں صوفی پر اعتراض کرنے سے تُو علم و صدق اور دین سے باہر نکل گیا اور جاہلوں، جھوٹوں، بہتان تراشی کرنے والوں، دین و عقل کی کمی والوں، فساد نظر اور انحراف کرنے والوں کے ساتھ منسلک ہو گیا۔

کیا تو نے دیکھا اگر خواب میں تجھے کچھ دیا جانے تو سوائے تعبیر اور تلاش معنی کے کیا تھا، تو ایسے ہی جو تجھے اس صُوفی سے ملے، لے لے اور اپنے نفس پر تھوڑی سی ہدایت دے کر فارغ ہو جا جب کہ تیرے مقام کے ساتھ عطا کرے یہاں تک کہ تجھ پر اُس کے اچھے معنے ظاہر ہوں اور یہ اِس سے بہتر ہے کہ تو قیامت کے دن کہے کہ ہم اِس سے غافلوں میں تھے بلکہ ظالموں میں تھے" الآیۃ

عقلِ نظری کا علم

ہر علم کی عبارت جب اپنے حسن و فہم کے معنوں میں کھُلتی ہے یا سامع کے فہم کے قریب و بعید ہوتی ہے تو وُہ عقلِ نظری کا علم ہے کیونکہ وُہ ادراک کے تحت ہے اور اگر نظر ہے تو سوائے علم اسرار کے اِس کے ساتھ مستقل ہے۔

تو جب اُس عبارت کا اخذ کرنا فہم و ادراک پر سخت اور ناگوار ہو اور اکثر اوقات کمزور اور متعصب عقلیں اس کی حقیقت جاننے سے گریزاں ہو جاتی ہیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے نظر و بحث کی صُورت اس میں رکھی ہیں، اس لئے بہت زیادہ علم رکھنے والا فہموں کے قریب تر پہنچنے کے لئے ضرب المثلوں اور اشعار سے کام لیتا ہے۔

علم احوال علم اسرار کے قریب ہے

علم اسرار اور علم عقول کے درمیان علم احوال ہے جس پر اکثر وہی لوگ ایمان لاتے ہیں جو اہل تجربہ ہوں اور یہ علم عقلی اور نظری علم کی نسبت علم الاسرار سے زیادہ قریب ہے لیکن علم عقلی ضروریہ کی صنف سے قریب تر ہے بلکہ اصل میں یہ وہی علم ہے، جب کہ عقول اس تک سوائے اس علم کی خبروں کے نہ پہنچ پائیں یا اس کی نبی یا ولی سے گواہی نہ ملے۔ اس لئے علم بدیہی کی تمیز ہے بشرطیکہ وہ اس کے شاہد کے نزدیک ضروری ہو

جان لے کہ جب تیرے نزدیک یہ اچھا ہو اور تو اُسے قبول کرے اور اس پر ایمان لے آئے تو پھر تجھے اس سے کشف بدیہہ کی بشارت دی جاتی ہے اور تو نہیں جانتا اور سوائے سینے کی ٹھنڈک کے اس دلیل کو کوئی راستہ نہیں مگر ساتھ اس کے کہ یہ اپنی صحت کے ساتھ قطع ہو اور عقل اس میں داخل ہو کیونکہ یہ اُس کے ادراک میں نہیں سوائے اس کے کہ یہ خبر لانے والا معصوم ہو اُس وقت عاقل کا سینہ ٹھنڈا ہوتا ہے۔ اگر خبر لانے والا غیر معصوم ہے تو اُس کے کلام سے سوائے اہل ذوق کے لذت حاصل نہیں کر سکتا۔"

اگر تو کہے کہ میرے لئے مدّعی اس طریق کا خلاصہ پیش کرے تو بے شک یہ بہ طریقہ شریفہ سالک کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف واصل کرتا ہے اس پر یہ

کہ اِسے حقائق سے مقامات کے لئے قریب تر عبارت اور مختصر الفاظ کے ساتھ پیٹا نہیں جا سکتا یہاں تک کہ تو اِس پر عمل کرے اور بلانے والے تک پہنچ جائے بیشک تو اُس کی طرف داصل ہو گا اور مجھے خدا کی قسم وُہ تجھ سے تجربہ اور خبروں کی بنا پر نہیں لے گا بلکہ وُہ تجھ سے صدق پر اخذ کرے گا، میرا تیرے ساتھ نیک گمان ہے کیونکہ یہ خبر مجھے عقل کے عطا کردہ حصّہ سے ملی ہے اور بے شک یہ اُس سے ہے جس کے جواز و امکان کو عقل کاٹ دیتی ہے یا دُوسرے حُکمِ معیّن سے وہاں ٹھہر جاتی ہے "

پس اِس پر تُو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر اور تجھے تیرا آمال و نفع اور تیرے ساتھ نفع پہنچ چکا ہے،

یہ راستہ کس کے لئے ہے

جان لے کہ یہ طریق اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف اُس شخص کے لئے ہے جو مومنین اور نجات کے طالبوں میں سے خاص طور پر اِس راستہ پر چلتا ہے علاوہ اُن لوگوں کے جو اپنے نفسوں میں مشغول رہتے ہیں سوائے اس کے کہ اس کے لئے چار شعب بواعث، دوائع، اخلاق اور حقائق پیدا کئے گئے ہیں اور کوئی شخص اُنہیں اِس دوائی و بواعث اور اخلاق و حقائق کی طرف بلائے تو اُن پر یہ تین حقوق فرض ہو جاتے ہیں "۱۔ اللہ کا حق، ۲۔ اُن کی جانوں کا حق ۳۔ مخلوق کا حق۔

اللہ تعالیٰ کا اُن پر یہ حق ہے کہ وہ اُس کی عبادت کریں اور کسی چیز کو اُس کا شریک نہ ٹھہرائیں۔

مخلوقات کا اُن پر یہ حق ہے کہ اُنہیں کسی بھی قسم کی ایذا دینے سے باز رہیں

سوائے اس کے کہ اُس کے ساتھ حد قائم کرنے کا شریعت نے حکم دیا ہو،

حسب استطاعت و ایثار اس نیکی اور حد کے ساتھ رہے جن سے شریعت نے منع نہ کیا ہو کیونکہ موافقتِ غرض کی طرف سوائے شریعت کی زبان کے کوئی راستہ نہیں۔"

اپنی جانوں کا حق

اُن پر اپنی جانوں کا یہ حق ہے کہ سوائے سعادت و نجات کے کسی رستہ پر نہ چلیں اگر نفس اس سعادت و نجات کے راستہ کو اختیار کرنے سے انکار کرے تو اس کا باعث جہالت ہوگی جو اس پر مسلط ہے یا طبعی خرابی کیونکہ نفس کی خرابی کو دین اور مروّت دو چیزیں اخلاق فاضلہ میں تبدیل کرتی ہیں تو جہالت دین کی ضد ہے کیونکہ وُہ علوم سے ایک علم ہے اور خرابیٔ طبعیت مروّت کی ضد ہے۔

پھر چوتھی شعب کی طرف لوٹیں جسے دواعی کہتے ہیں جب کہ پانچویں شعب یا جس یہی ہے جس کا نام نفرالخاطر ہے، پھر ارادہ پھر ہمت اور پھر نیت ہے بواعث کے لئے دواعی میں سے تین اشیاء ہیں اول رغبت دوم رہبت سوم تعظیم،

رغبت، دو رغبتوں پر مشتمل ہے ۱ رغبت فی المجاورۃ ۲۔ رغبت فی المعائنہ یعنی قربت میں رغبت اور معاینہ میں رغبت،

اگر تو چاہے تو! کہہ دے کہ اِس میں اُس کے پاس جو کچھ ہے اُس میں رغبت ہے۔

رہبت، دو راہبتوں پر مشتمل ہے، رہبت من العذاب اور رہبت من الحجاب یعنی عذاب سے ڈرنا اور حجاب سے ڈرنا۔

تعظیم یہ ہے کہ تو خود کو ان سے الگ کر دے اور تو اس کے ساتھ تبع کر دے

اخلاق کی تین قسمیں ہیں ۱۔ خُلقِ متعدی ۲۔ خُلقِ غیر متعدی ۳۔ خُلقِ مشترک۔

خُلقِ متعدی دو قسموں پر مشتمل ہے۔

۱۔ منفعت کے ساتھ متعدی جیسا کہ بخشش و فتوت

۲۔ نقصان دُور کرنے سے متعدی جیسا کہ جزاء و تمکنت کی قدرت رکھنے کے باوجود ایذا نہ دینا اور عفو و درگذر سے کام لینا

خُلقِ غیر متعدی: جیسا کہ تقویٰ و زہد اور توکل۔

خُلقِ مشترک: بسطِ وجہ اور خلقت کی طرف سے ایذاء پر صبر کرنے کی مانند ہے۔

حقائق چار ہیں

۱۔ ذاتِ مقدسہ کی طرف لوٹنے والے حقائق

۲۔ صفاتِ منزہ کی طرف لوٹنے والے حقائق اور یہ نسب ہے۔

۳۔ افعال کی طرف لوٹنے والے حقائق اور یہ کُن اور اُس کے قبیل سے ہیں

۴۔ مفعولات کی طرف لوٹنے والے حقائق اور یہ اکوان و مکوّنات ہیں اور اِن حقائق کونیہ کے تین مرتبے ہیں:

۱۔ علویہ اور یہ معقولات ہیں۔

۲۔ سفلیہ اور یہ محسوسات ہیں

۳۔ برزخیہ اور یہ تخیلات ہیں۔

حقائقِ ذاتیہ: ہر وہ مشاہد جو تجھے حق پر قائم رکھے اور یہ تشبیہ و کیفیت سے پاک ہیں، نہ ان کے لئے وُسعتِ عبارت ہے اور نہ ہی ان کی طرف اشارا

کیا جا سکتا ہے۔

حقائقِ صفاتیہ! ہر وہ مشہد جو تجھے حق پر قائم رکھے اور ان میں اللہ سبحانہ! قادر و عالم، مرید و حیّ صفات کے علاوہ اسماء و صفات مختلفہ، متقابلہ اور متماثلہ کے ہونے کی اطلاع ہے۔

حقائقِ کونیہ! ہر وہ مشہد ہے جو تجھے حق پر قائم رکھے اور ان میں ارواح و بسائط، مرکبات و اجسام اور اتصال و انفصال کی معرفت کی اطلاع حاصل کرے۔

حقائقِ فعلیہ! یہ تمام مشہد تجھے کُن اور قدرت کے ساتھ مقدور کے تعلق کی اطلاع دیتے ہیں اِس ضرب خاص کے ساتھ کہ بندے کے کون کے لئے فعل نہیں اور نہ اُس کی قدرت کے لئے موصوف بہا کا اثر ہے۔

حال اور مقام کا فرق

یہ تمام اُمور جو ہم نے ذکر کئے ان کا نام احوال و مقامات ہے۔ مقام وہ صفت ہے جس کا راسخ ہونا ضروری ہے اور اس کا منتقل ہونا درست نہیں جیسا کہ توبہ اور حال وہ صفت ہے جو بغیر وقت کے وقت میں ہو جیسا کہ سکر و محویت اور غیبت و رضا۔

اِن اُمور کی دو قسمیں ہیں۔

قسمِ اول! جیسا کہ بظاہر انسان اور اُس کا باطن اور جیسا کہ تقویٰ اور توبہ،

قسمِ دوم! جیسا کہ بباطن انسان تو پھر اگر اُس کی ظاہری اتباع ہو تو کچھ حرج نہیں جیسا کہ زہد و توکل اور پھر اللہ تعالیٰ کے طریق مقام یکون باطن

کے علاوہ ظاہر میں نہیں۔

پھر ان مقامات سے ایک وُہ مقام ہے جس کے ساتھ انسان دنیا و آخرت میں متصف ہوتا ہے جیسا کہ مشاہدہ۔ جلال و جمال اُنس، و ہیبت، اور بسط ہے

تین مقامات

ان مقامات میں سے ایک مقام وُہ ہے جس سے انسان موت سے قیامت تک اور جنت میں پہلا قدم رکھنے تک متصف ہوتا ہے اور وُہ یہ کہ اس سے خوف و قبض اور حزن و رجا زائل ہو جاتا ہے۔

ان مقامات میں سے ایک مقام وُہ ہے جس سے انسان موت کے وقت طریق قربت پر متصف ہوتا ہے جیسا کہ زہد، توبہ، تقویٰ، مجاہدہ اور تخلی و تحلی ہے۔

ان میں سے ایک مقام کی شرط ہمیشہ زوال و رجوع کی طرف لوٹتا ہے جیسا کہ صبر، شکر اور تقویٰ و ورع ہے اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے بے شک یہ آپ کے لئے حقائق و معانی کے مرتبہ و منازل کا انتہائی مختصر ترین اور درمیانی راستہ ہے اگر تو اس راستے پر گامزن ہوگا تو واصل باللہ ہو جائے گا اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں اور تجھے ہدایت نصیب فرمائے

معرفت کے سات مقام

فصل: علم کا وُہ مدار جو اہل اللہ کے ساتھ مخصوص و مختص ہے سات مسئلوں پر ہے جو انہیں پہچان لیتا ہے وُہ علمِ حقائق میں سے کسی چیز کا انکار نہیں کرتا۔ اور یہ علم ان معرفتوں پر مشتمل ہے۔

۱. اللہ تبارک و تعالیٰ کے اسماء کی معرفت

۲. تجلیات کی معرفت

۳. زبانِ شریعت سے اُس کے بندوں کے خطابِ حق کی معرفت

۴. وجود کے کمال اور نقص کی معرفت

۵. انسان کی اُس کے حقائق کی جہت سے معرفت

۶. کشفِ خیالی کی معرفت

۷. علل و اسباب کی معرفت

ہم نے اِن مسائل کا ذکر اِس کتاب میں معرفت کے باب میں کیا ہے جو انشاءاللہ تعالیٰ سامنے آجائے گا۔

عامۃ المسلمین کا راستہ درست ہے

تتمہ: پھر آپ اُس سبب کی طرف متوجہ ہوں جو ہم نے صحتِ عقائد میں علم کلام کی جہت سے مذاہب کے دِل پر بذریعہ نظر تجلّیٔ حق کے بارے میں بیان کیا ہے تو یہ بلا اختلاف تمام صحیح العقل متشرع اور عقائد سلیمہ رکھنے والے وہ عام مسلمان ہیں جنہوں نے نہ تو علم کلام کا مطالعہ کیا اور نہ ہی وہ لڑائی جھگڑے والے مذاہب کو پہچانتے ہیں، بلکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُنہیں صحتِ فطرت پر باقی رکھا ہے اور وُہ وجودِ باری تعالیٰ کا علم ہے جو اُنہیں متشرع باپ کی تلقین و تربیت سے حاصل ہوتا ہے

اللہ تبارک و تعالیٰ کی معرفت اور تنزیہہ جو قرآن مبین میں تنزیہہ و معرفت کے حلم میں وارد ہے ان لوگوں پر ظاہر ہے اور بحمدِاللہ یہ لوگ اِس مسئلہ میں صحت و صواب پر ہیں اور ان میں سے کوئی شخص بھی تاویل کا راستہ نہیں اپناتا اور

اگر کوئی شخص تاویل کے راستے پر چلتا ہے تو وہ عام مسلمانوں کے حکم سے خارج ہے اور اہل نظر و تاویل کی صنف سے ملا ہوا ہے۔ اگر یہ تاویل اللہ تعالیٰ کی طرف سے القا ہوئی ہے تو وہ صواب پر ہے ورنہ خود شریعہ میں تناقض ظاہری کے ساتھ نظر سے غلطی کا امکان موجود ہے۔

پس، بحمد اللہ تعالیٰ عامۃ المسلمین کے عقائد سلامتی والے ہیں وہ جیسا کہ ہم نے اس کا ذکر ظاہر کتاب عزیز سے کیا

علم قرآن اصلِ علم ہے

اور یہ اتصال علم کا متواتر راستہ ہے اور سوائے علوم پر قطعیت کے علم کا کوئی مقصد نہیں تو یہ یقیناً ہمارے اُس علم پر حد ہے جس میں شک و ریب ہے جب کہ قرآن عزیز یقیناً ہمارے نزدیک تواتر سے ثابت ہے کیونکہ اسے لانے والے اللہ کی طرف سے رسول ہونے کے مدعی ہیں اور یقیناً یہ قرآن مجید کی صداقت کی دلیل ہے اور اس میں کسی بھی شخص کو معارضہ پیدا کرنے کی ہرگز ہرگز استطاعت نہیں، بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قرآن عزیز کے ساتھ ایک روز ہمارے پاس تشریف لائے اور اُنہوں نے بتایا کہ بے شک یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا کلام ہے۔

تو یہ سب کچھ ہمارے نزدیک تواتر سے ثابت ہے اور بیشک قول وفصل اور سمعیہ عقلیہ دلائل کے ساتھ اس علم کا خبر حق ہونا ثابت ہے اور جب حکم کے ساتھ کسی امر پر حکم ہو تو اُس حکم پر شک کی کوئی گنجائش نہیں اور جب حکم اس امر پر ہوگا جو ہم کہتے ہیں تو متابعت کو چاہیئے کہ وہ اپنا عقیدہ قرآن عزیز سے اخذ کرے کیونکہ وہ دلالت کے طور پر بمنزلہ دلیل عقلی کے ہے اور سچ ہے اُس کے سامنے

یا حکیم حمید کے نازل کئے گئے ہے ماوری تو وہ اِس اصل ثبوت کی موجودگی میں دلائلِ عقلیہ کا محتاج نہیں جو اُس کے نزدیک متحقق اور اُس پر سیف معلق و اصغاق ہے۔

یہودیوں کے سوال کا جواب

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں یہودیوں نے عرض کی ہم آپ کے رب کا کیا تصور کریں؟

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن کے جواب میں سورہ اخلاص نازل فرمائی اور اُن کے دلائل سے ایک بھی دلیلِ نظری قائم نہیں فرمائی بلکہ فرمایا!

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ آپ فرما دیں کہ اللہ ایک ہے۔ اس جملے سے اللہ تبارک وتعالیٰ کا ایک وجود ثابت ہو گیا اور تعداد کی نفی ہو کر اللہ سبحانہ کے لئے احدیت کا اثبات ہو گیا۔

اللّٰهُ الصَّمَدُ، یعنی اللہ بے نیاز ہے تو اس سے اللہ تعالےٰ کے جسم کی نفی ہو گئی،

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ، یعنی نہ اُس نے کسی کو جنا اور نہ اُس کو کسی نے جنا تو اِس سے اُس کے باپ ہونے اور بیٹا ہونے کی نفی ہو گئی۔

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ، اور نہ اُس کا کوئی کفو ہے۔ تو اس سے اللہ تعالیٰ کی بیوی ہونے کی نفی ہو گئی جیسا کہ اُس کا شریک نہ ہونے کے بارے میں اُس کا ارشاد ہے،

لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا   اگر آسمان و زمین میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو دونوں یعنی زمین و آسمان ضرور تباہ ہو جاتے

لہ الانبیاء آیت ۲۲

پس عقلی دلیل رکھنے والا اِس کے معنوں کی صحت پر عقل کے ساتھ بُرہان طلب کرے گا اور بیشک اِس کی صحت پر یہ لفظ دلالت کرتا ہے۔

کیا وُہ مُسلمان ہے

کاش مجھے معلوم ہوتا کہ یہ شخص دلیل کی جہت سے اللہ تعالیٰ کو پہچانتا ہے اور جو نظر نہ آئے اُس کا انکار کرتا ہے اور اُس کی نظر سے پہلے کیا حالت تھی اور حالِ نظر میں کیا وُہ مُسلمان ہے یا نہیں؟ اور کیا وُہ نماز روزے کا پابند ہے یا اُس کے نزدیک محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اُس کی طرف آنا ثابت ہے یا اللہ تعالیٰ موجود ہے؟

اگر وُہ اِن تمام اُمور پر اعتقاد رکھتا ہے تو یہ عوام کی حالت ہے اور اُن کو اِس حال پر چھوڑ دیں اور اِن میں سے کسی کی تکفیر نہ کریں،

اور اگر وُہ بغیر دیکھنے کے اِن اُمور پر اعتقاد نہیں رکھتا اور علم کلام پڑھتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں ایسے مذاہب سے پناہ میں رکھے اُس کی یہ نامعقول وناپسندیدہ بات اور بدنظری اُسے ایمان سے خارج کر دیتی ہے۔

عِلم کلام کیوں وضع کیا گیا

علم کلام کو جاننے والے عُلماء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اِس علم کو وضع کیا اور اِس میں کتابیں تصنیف کیں اور وُہ اِس سے اپنے لئے علم باللہ کا اثبات کرتے ہیں اور بے شک اُنھوں نے اِس علم کو لڑائی جھگڑے کو روکنے کے لئے وضع کیا ہے۔

مگر جو لوگ اِس علم سے اللہ تعالیٰ کا یا اُس کی صفات کا یا اُسکی بعض صفات

کا یا رسالت کا یا رسالت محمدیہ علیٰ صاحبہا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یا حدوث عالم کا اور موت کے بعد روحوں کے جسموں میں لوٹنے کا یا حشر و نشر اور اس صنف سے اُس کے متعلقات کا انکار کرتے ہیں تو وُہ کافر ہیں اور وُہ قرآن مجید کی تکذیب کرتے ہیں، پس منکرین اس کے لئے علمائِ علم کلام کو تلاش کرتے ہیں اور اُن پر اپنے مزعومہ طریقہ پر دلیل قائم نہیں کر سکتے۔ بے شک یہ لوگ ناپسندیدہ اور باطل نواز ہیں جبکہ ہم اُس کی صحت خاص کے مدعی ہیں یہاں تک کہ عوام پر اُن کے عقائد سے کچھ تشویش نہیں، کیونکہ یہ دونوں گروہ میدانِ مجادلہ میں برسر پیکار ہیں ان کے مقابلہ میں اشعری یا دُہ لوگ ہیں جو صاحب علم و نظر ہیں اور اُن میں سیف رغبت پر کوئی کمی واقع نہیں ہوتی، اور وُہ حرص کرتے ہیں کہ اس بُرہان کے ساتھ ان میں سے ایک شخص ہی اُمت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لڑی میں ایمان و انتظام کی طرف لوٹ آئے جب کہ ایک شخص امرِ معجز کے ساتھ اور سچائی کے دعوے کے ساتھ آیا ہے تو بیشک یہ دعوےٰ کرنے والے اللہ کے رسُول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں ان کے حق میں جو کچھ اُن لوگوں نے پہچانا اُن کے پاس اس معجزہ کے قائم مقام برہان ہے تو جو شخص اس برہان کی طرف رجوع کرتا ہے اُس کا اسلام بہترین ہے اور جو شخص تلوار سے خوفزدہ ہو کر رجوع کرتا ہے تو اُس کی منافقت کے احتمال کا امکان ہے پس یہ شخص صاحب برہان جیسا نہیں ہو سکتا،

بلا تاویل قرآن مجید سے اخذ کریں

علمائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے سوائے دوسرے کے علم جوہر و عرض وضع کیا اس سے شہر میں ایک ہی عالم کافی ہے، پس جب کوئی شخص قرآن کے ساتھ ایمان لایا کہ یہ قطعی طور پہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے تو وُہ بغیر تاویل اور

ملاوٹ کے اسی سے عقیدہ اخذ کرے گا اللہ تعالیٰ سُبحانہ، بنفسہ منزہ ہے مخلوقات میں سے کوئی چیز اُس کے مشابہ نہیں یا وہ کسی چیز کے مشابہ نہیں جیسا کہ اُس کا فرمان ہے:

۱- لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ[۱] — اُس کی مثل کوئی چیز نہیں اور وہ دیکھتا سُنتا ہے

۲- سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ[۲] — پاکیزگی ہے تمہارے رب کو عزت والے رب کو ان باتوں سے

اور قیامت کے دن ظاہر طور پر رویتِ باری تعالیٰ کا اُس کے اِس فرمان سے اثبات ہوتا ہے

۱- وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ اِلٰی رَبِّھَا نَاظِرَۃٌ[۳] — اُس روز اپنے رب کو دیکھتے کچھ منہ تروتازہ ہوں گے

۲- کَلَّآ اِنَّھُمْ عَنْ رَّبِّھِمْ یَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ[۴] — ہاں بے شک وہ اُس دن اپنے رب کے دیدار سے محروم و محجوب ہیں۔

اور اُس کے ادراک کا احاطہ نہ کر سکنے کے بارے میں اُس کا یہ فرمان ہے،

لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ[۵] — آنکھیں اُسے احاطہ نہیں کر سکتیں اور سب آنکھیں اُس کے احاطہ میں ہیں،

اور اللہ تعالیٰ کا اپنی کائنات پر صاحبِ اقتدار ہونا اُس کے اِس فرمان سے ثابت ہے،

وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ[۶] — اور وہ ہر چیز پر قادر ہے

اور اُس کا اپنی کائنات کا عالم ہونا اُس کے اِس فرمان سے ثابت ہے

---

[۱] الشوریٰ آیت ۱۱ [۲] الصافات آیت ۱۸۰ [۳] القیامۃ آیت ۲۲ [۴] المطففین آیت ۱۵ [۵] الانعام آیت ۱۰۳
[۶] ھود آیت ۴

وَاَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا[۱] اور اللہ کا علم ہر چیز کو محیط ہے

اور اُس کی کائنات میں اُس کے ارادے کا اثبات اُس کے اِس فرمان سے ہوتا ہے،

فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ[۲] ہمیشہ جو چاہے کرنے والا ہے

اور اُس کا اپنی کائنات کا سمیع ہونا اُس کے اِس ارشاد سے ثابت ہے

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰہُ قَوْلَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا[۳] بیشک اللہ نے اُن لوگوں کی بات سن جو کہتے تھے

اور اُس کا اپنی کون میں بصیر ہونا اُس کے اِس فرمان سے ثابت ہے.

اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی[۴] تو کیا حال ہوگا نہ جانا کہ اللہ دیکھ رہا ہے،

اور اُس کا اپنی کائنات میں مُتکلّم ہونا اُس کے اِس ارشاد سے ثابت ہے،

وَکَلَّمَ اللّٰہُ مُوْسٰی تَکْلِیْمًا[۵] اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے حقیقتاً کلام فرمایا،

اور اُس کا صاحبِ حیات ہونا اُس کے اِس فرمان سے ثابت ہوتا ہے

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ[۶] اللہ ہے جس کے سوا کسی کی عبادت نہیں آپ زندہ اور اوروں کو قائم رکھنے والا ہے

اور اُس کی طرف سے رسولوں کو بھیجنے کا اثبات اُسکے اِس ارشاد سے ہوتا ہے

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْھِمْ[۷] اور ہم نے آپ سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب ہی مرد تھے جنہیں ہم وحی کرتے

---

[۱] یوسف آیت ۱۰۹ [۲] الطارق آیت ۱۶ [۳] آل عمران آیت ۱۸۱ [۴] العلق آیت ۱۴ [۵] النسآ آیت ۱۶۳
[۶] آل عمران آیت ۱ [۷] یوسف آیت ۱۰۹

اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا اثبات فرامین خداوندی
اِنہٗ آخر الانبیاء و خاتم النبیینؐ سے ہوتا ہے۔

اور اُس کے سوا تمام خلقت کا تخلیق ہونا اللہ تبارک و تعالےٰ کے اِس
فرمان سے ثابت ہوتا ہے۔

اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ وَّھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَّکِیْلٌ [1] — یعنی اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز کا مختار ہے

اور جنوں کا تخلیق ہونا اُس کے اِس فرمان سے ثابت ہے

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ [2] — اور اللہ نے جنوں اور انسانوں کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے

اور اجسام کا نشر اُس کے اِس فرمان سے ثابت ہوتا ہے،

مِنْھَا خَلَقْنٰکُمْ وَفِیْھَا نُعِیْدُکُمْ وَمِنْھَا نُخْرِجُکُمْ تَارَۃً اُخْرٰی [3] — ہم نے زمین ہی سے تمہیں بنایا اور اِسی میں تمہیں پھر لے جائیں گے اور اِسی سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے

چنانچہ حشر و نشر، قضا و قدر، جنت و دوزخ، قبر و میزان، حوض و صراط
اور دیگر عقائد ضروریہ کا اعتقاد رکھنے والے کے لئے یہ مثالیں محتاج الیہ ہیں،
اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے

مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ ثُمَّ اِلٰی رَبِّھِمْ یُحْشَرُوْنَ [4] — ہم نے اِس کتاب میں کچھ اُٹھا نہ رکھا پھر اپنے رب کی طرف اُٹھائے جائیں گے

---

[1] زمر آیت ۶۲ [2] الذاریات آیت ۵۱ [3] طٰہٰ آیت ۵۵

[4] الانعام آیت ۳۸

قرآن پاک نبی کریم کا معجزہ

اور یہ قرآن مجید حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا معجزہ ہے اس میں معارضہ تلاش کرنے والا عاجز آجاتا ہے فرمان خداوندی ہے۔

قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ[1]

آپ فرمائیں تو اس جیسی ایک سورۃ لے آؤ اور اللہ کو چھوڑ کر جو مل سکیں سب کو بلالو۔

پھر یہ کہ اس میں کبھی معارضہ نہیں ہو سکتا فرمان الٰہی ہے!

قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَن يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ[2]

آپ فرمادیں اگر آدمی اور جن سب اس پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لا سکیں گے اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو

پھر ان لوگوں کے عاجز آنے کی خبر دی گئی جو اس میں معارضہ تلاش کرنے کا عزم کئے ہوئے تھے تو ان لوگوں کا اقرار عجز اس میں امر عظیم ہے بقول اللہ تعالیٰ کے کہ انہوں نے خوب سوچنے اور پورا زور صرف کرنے کے بعد کہا کہ یہ جادو ہے، تو قرآن مجید میں صاحب عقل کے لئے بہت بڑا خزانہ ہے شدید بیمار کے لئے دوا اور شفاء ہے جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ[3]

اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لئے شفا اور رحمت ہیں۔

یہ قرآن مجید ایسے شخص کے لئے کافی اور شافی ہے جو نجات کے راستے کا

---

[1] یونس آیت ۳۸ [2] الاسرا آیت ۸۸ [3] الاسرا آیت ۸۲

عزم رکھتا ہے اور بلندئ درجات میں رغبت رکھتا ہے، اور ایسے علوم کو ترک کر دیتا ہے جن میں شکوک و شبہات وارد ہوتے ہیں اور تضیع اوقات اور دشمنی کا باعث ہیں،

جب یہ راستہ کشادہ ہوتا ہے تو تشغیب و فساد اور ریاضت تہذیب نفس کے شغل سے نجات مل جاتی ہے، کیونکہ اس میں لڑائی جھگڑے سے باز رکھنے میں جن لوگوں کے لئے عین نہیں پائی جاتی، استغراق اوقات ہے اگر جھگڑا کرنے والے کے لئے شبہ واقع ہو تو اس کا دور کرنا ممکن ہے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ نہ واقع ہو تو یقیناً واقع ہوگا اور یقیناً نہ واقع ہوگا اور جب واقع ہوگا تو شریعت کی تلوار اسے روک دے گی اور اُسے کاٹ دے گی۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لوگوں سے جنگ کرو یہاں تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کہدیں اور مجھ پر اور جو میرے ساتھ آیا ہے اُس پر ایمان لائیں،

اور ہم اُن کی جنگ کی مدافعت نہیں کر سکتے جب تک عناد رکھنے والے کیلئے اس میں جو کہا گیا ہے یعنی جہاد اور تلوار سے کام نہ لیں تو متوہم جھگڑا کرنے والے کے ساتھ زمانے کو کیسے قطع کریں گے جب کہ نہ تو ہم اُس کے لئے عین دیکھتے ہیں اور نہ ہی اُس نے ہمارے لئے کوئی چیز کہی ہے اور بے شک ہم صرف اُس کے ساتھ ہیں جو ہمارے لئے اور ہماری جانوں کے لئے واقع ہو چنانچہ ہمارا اپنے سوا دُوسروں کے ساتھ اور اس شخص کے ساتھ اُلجھنا خیالی بات ہے۔

پس اللہ تعالیٰ اُن لوگوں سے راضی ہو جنہوں نے سامان تیار کیا اور بہتری کا ارادہ کیا اور اگر یہ لوگ ایسے شخص کو چھوڑ دیتے ہیں تو ان کے لئے

ضروری ہے کہ اس کے ساتھ اپنے آپ میں مشغول ہوں خدا کی قسم اُس کے ارادے سے کامل نفع ہے اگر خوفِ طوالت نہ ہوتا تو علوم کے مقامات و مراتب پر مزید گفتگو کی جاتی اور اگر علمِ کلام اِس شرف کے ساتھ ہے تو بہت سے لوگوں کو اُس کی ضرورت نہیں بلکہ شہر میں طبیب کی طرح ایک ہی شخص کافی ہے۔"

مقامِ شریعت

فقہاء و علماء فروعِ دین کے ساتھ ہیں اور اُس جیسے نہیں بلکہ لوگوں کی اکثریت عُلمائے شریعت کی مُحتاج ہے اور بحمداللہ شریعت میں غُنیہ اور کِفایت ہے۔

چنانچہ اگر انسان فوت ہو جائے اور وہ علم نظری مثلاً جوہر و عرض، جسم و جسمانی، رُوح و روحانی کے قائلین کی اصطلاح کو نہیں جانتا تو اللہ تبارک و تعالیٰ اُس سے یہ نہیں پُوچھے گا اور بے شک لوگوں سے وہی پُوچھے گا جو اُن پر خاص تکلفات سے واجب ہے اور اللہ تعالیٰ ہم زندوں کو اُس سے رزق عطا فرمائے۔"

اسلام کا بنیادی عقیدہ اور گواہی

وصل اِس ضمن میں کہ جو عقیدہ عموم میں پہنچا ہے، تو وہ بغیر دلیل و بُرہان کی طرف نظر کرنے کے مسلمانوں کا مُسلمہ عقیدہ ہے۔"

تو اے میرے مومن بھائیو! اللہ تعالیٰ ہمارا اور تمہارا خاتمہ بالخیر فرمائے

"اِس سے جو اللہ تبارک و تعالیٰ کے ارشاد میں اُس کے نبی حضرت ہُود علیہ السلام سے سُنا وہ یہ ہے کہ جب اُنہوں نے اپنی اور اپنی رسالت

کی تکذیب کرنے والی اپنی قوم سے فرمایا!

قَالَ اِنِّیْۤ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْۤا اَنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ

کہا میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم سب گواہ ہو جاؤ کہ میں سب سے بیزار ہوں جنہیں تم اللہ کے سوا اس کا شریک ٹھہراتے،

تو حضرت ہود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی اَحدیت کا اقرار کرنے اور اُس کے ساتھ اپنی شرک سے علیحدگی کے بارے میں جسے آپ جانتے تھے اپنی قوم کو جو تکذیب کرنے والوں کے گواہ بنایا،

تو بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنے سامنے کھڑا کرکے اُن کے لئے یا اُن پر حجت قائم کرنے کے لئے پوچھے گا جب کہ وہ سب کچھ جانتا ہے یہاں تک کہ ہر گواہ پر اُس کی گواہی لوٹائی جائے گی.

اور حدیث میں مؤذن کے لئے آیا ہے کہ اُس کی آواز پر خشک و تر سے اور ہر سننے والے سے گواہی ہے اِس لئے شیطان اذان کے وقت پشت پھیر لیتا ہے اور اُس کے لئے حصاص ہے اور ایک روایت میں ضراط ہے یہاں تک کہ وہ گواہی کے ساتھ مؤذن کی اذان نہیں سُنتا اُس کے لئے ضروری ہے کہ اس گواہی کی گواہی دے من جملہ جو سعادت مشہود لہ، میں کوشش کرتا ہے اور وہ شیطان محض دُشمن ہے اُس کے لئے ہماری طرف خیر نہیں البتہ اُس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے، اور جب کہ وہ دشمن ہے تو لازماً وہ تیرے ساتھ بھی گواہی دے گا جو اپنے لئے دے گا، تو وہ تیرے لئے اور تیرے دوست اور حبیب کے لئے گواہی کم کرے گا اور اُس کی بھی جو تیرے دین اور ملت پر ہو گا،

اور تو اپنے آپ پر دُنیا میں وحدانیت اور ایمان کے ساتھ اُس کی گواہی

ھود آیت ۵۴

کم کرے گا"

اللہ تعالیٰ کے بارے میں عقیدہ

تو اے میرے بھائی اور دوست! اللہ تعالیٰ تم پر راضی ہو تم ہر لحظ اور ہر پل اللہ تعالیٰ کی طرف فقیر، کمزور اور مسکین بنے یعنی اس کتاب کے مؤلف شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں گواہی دو اور یہ تمہیں اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کے بعد اپنے آپ پر گواہ بناتا ہے" اور جو مومنین سے حاضر ہے اور جو اسے سنے اس قول کی گواہی دے اور عقیدہ سیکھے کہ!

اللہ تبارک و تعالیٰ واحد معبود ہے، الوہیت میں اُس کا کوئی ثانی نہیں

وُہ بیوی اور اولاد سے منزّہ اور پاک ہے۔

وُہ بلا شرکت غیرے مالک ہے اُس کے لئے بادشاہی ہے اور اُس کا کوئی وزیر نہیں۔

وُہ صانع ہے اور اُس کے ساتھ کوئی مُدبّر نہیں۔

وُہ بذاتہٖ موجود ہے اور اُس کا وجود مُوجد کی طرف احتیاج کے بغیر ہے، اُسے دِل سے اور آنکھوں سے دیکھا جا سکتا ہے۔

وُہ جب چاہے عرش پر غلبہ فرماتا ہے جیسا کہ اُس کا ارشاد ہے اور اس معنے میں اُس کا ارادہ ہے، جیسا کہ عرش اور اس کے ماسوا کے ساتھ اِستوا یعنی غلبہ فرماتا ہے"

اوّل و آخر اُسی کے لئے ہے نہ اُس کے لئے مثل معقول ہے اور نہ ہی اس پر عقول دلالت کر سکتے ہیں۔

اُس کے لئے نہ زمان کی حد قائم کی جا سکتی ہے اور نہ انتقال مکانی کی بلکہ

وُہ تھا اور مکان نہ تھا،

وُہ مکان و مکین اور زمین کو بنانے والا ہے،

اُس نے فرمایا میں واحد حیّ ہُوں اُس کے لئے مخلوقات کی حفاظت گراں نہیں،

اور اُسکی طرف صفت رُجعت نہیں کرتی نہ ہی اللہ تعالیٰ کی مصنوعات سے کوئی صفت اس پہ ہے بیشک صنعت پہ حوادث ہے اور حوادث ہر صنعت یا اُسکے بعد یا اس سے پہلے جائز ہوگا،

بلکہ کہتے ہیں وُہ تھا اور اُس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی پس وُہ بعد زمان کے صیغے سے ہے وُہ اسے بنانے والا ہے،

وُہ قیّوم ہے اُس کے لئے نیند نہیں وُہ قہار ہے اسکی بارگاہ میں مجال دم زدنی نہیں

اُس کی مثل کوئی چیز نہیں اُس نے عرش کو پیدا کیا اور اُس کے لئے حدِ استواء قائم فرمائی،

اُس نے کرسی کو بنایا اور اُسے زمین اور بلند آسمانوں پر وسعت دی،

اُس نے لوح اور اعلیٰ قلم کی اختراع فرمائی اور فصل و قضا کے دن تک خلقت میں اُس کے علم کے ساتھ اجراءِ کتابت فرمایا،

اُس نے تمام خلقت کو پہلے مثال موجود ہونے کے علاوہ پیدا فرمایا،

اُس نے خلقت کو پیدا فرمایا،

اُس نے رُوحوں کو اجسام میں اتارا اور اجسام کو ارواح کی منزل بنایا،

زمین میں خلفاء بنائے اور ہمارے لئے زمین و آسمانوں کی ہر چیز کو مسخر کیا، اس کے حُکم اور اُس کی طرف کے سوا کوئی ذرّہ حرکت نہیں کرتا،

اُس نے بغیر خلقت کی طرف حاجت کے خلقت کو پیدا فرمایا اور یہ اس پر موجب واجب نہیں مگر اس کے پہلے علم کے مطابق پیدا ہُوا جو پیدا ہُوا،

وُہ اول و آخر اور ظاہر و باطن ہے اور وُہ ہر چیز پر قادر ہے،

اُس کے علم نے ہر چیز کا احاطہ کر رکھا ہے اور ہر چیز کو شمار کر رکھا ہے۔

اُسے پوشیدہ اور اخفار کا علم ہے اور وُہ آنکھوں کی خیانت اور سینے میں چھپی ہوئی باتوں کو جانتا ہے اور اُسے اُس چیز کا علم کیسے نہ ہو جسے اُس نے پیدا فرمایا ہے۔

وُہ مخلوق کو جانتا ہے اور وُہ لطیف و خبیر ہے۔

وُہ چیزوں کو اُن کے وجود میں آنے سے پہلے جانتا ہے پھر اُس نے انہیں اُن کے علم کی حد پر وجود عطا فرمایا،

وُہ ہمیشہ سے تمام اشیار کا علم رکھتا ہے اور نئی چیز کو پیدا کرتے وقت اُس کے لئے اُس چیز کا علم نیا نہیں،

وُہ اشیار کو حکم کرتا ہے اور اُن کا حاکم ہے ساتھ اِس کے وُہ اُنہیں جو چاہے حکم کرے،

اہل نظر کے صحیح اور متفق علیہ اجماع کے مطابق اُسے علی الاطلاق کلیات کا ویسے ہی علم ہے جیسے جزئیات کا وُہ ہر نہاں و عیاں کو جاننے والا ہے تو اُسے اُن کے شرک سے بلندی ہے[1]۔

وُہ جو چاہتا ہے کرتا ہے پس وہ زمین و آسمان کے عالم میں کائنات کا ارادہ فرمانے والا ہے،

اُس کی قدرت کے ساتھ کسی چیز کا تعلق نہیں یہاں تک کہ اُس کا ارادہ جیسا کہ وُہ نہیں ہوتا یہاں تک کہ اُس کے علم میں ہوتا ہے، جبکہ عقل میں محال ہے،

---

[1] المومنون آیت ۹۲

کہ اُس چیز کا ارادہ کرے جس کا علم نہ ہو یا کسی کام کا اختیار و تمکین رکھنے والا اس کام کو چھوڑ دے جس کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔ جیسا کہ ان حقائق کا بغیر حق میں پایا جانا محال ہے۔ جیسا کہ اُن صفات کا بغیر اُس ذات کے قائم رہنا محال جو ان صفات سے موصوف ہے، تو جو کچھ وجود میں ہے اطاعت اور نافرمانی، نہ نفع نہ خسارہ نہ غلام نہ آزاد، نہ ٹھنڈک نہ گرمی، نہ حیات نہ موت، نہ حصول نہ ضیاع، نہ دن نہ رات، نہ اعتدال نہ جھکاؤ، نہ خشکی نہ سمندر، نہ جوڑا نہ اکیلا، نہ جوہر نہ عرض، نہ صحت نہ بیماری، نہ خوشی نہ غم، نہ رُوح نہ جسم، نہ ظلمت نہ روشنی نہ زمین نہ آسمان نہ ترکیب نہ تحلیل، نہ کثیر نہ قلیل، نہ صبح نہ شام، نہ سفید نہ سیاہ۔ نہ نیند نہ بیداری، نہ ظاہر نہ باطن، نہ متحرک نہ ساکن، نہ خشک نہ تر، نہ چھلکا نہ مغز یا انکے خلاف یا انکی مثل کوئی نسبت ایسی نہیں جسکا مقصود اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی ذات نہ ہو اور وہ کیوں مقصود نہ ہو جب کہ اُسے اُس نے ایجاد فرمایا ہے اور مختار کے نہ چاہنے سے وہ کیسے وجود پاتی نہ اُس کے امر کو کوئی رد کر سکتا ہے اور نہ اُس کے حکم کو روک سکتا ہے وہ جسے چاہے بادشاہی عطا فرمائے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لے جسے چاہے ذلت دے جو چاہے کرے اور جسے چاہے ہدایت دے جسے چاہے گمراہ کرے جسے چاہے راستہ دکھائے، اُس نے جو چاہا وہ ہو گیا اور جو نہ چاہا نہ ہُوا اگر تمام مخلوق جمع ہو کر کسی چیز کا ارادہ کرے تو وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے ارادے کے خلاف نہیں کر سکتی یا مل کر ایسا کام کرے جو اس کے ارادے میں نہ ہو تو نہیں کر سکے گی، مخلوق اُس کے ارادے کے سوا کسی ارادے اور کسی فعل کی استطاعت نہیں رکھتی اور نہ ہی اُسے سوائے اُس کی مشیت حکم اور ارادے کے کفر و ایمان اور اطاعت و نافرمانی میں قدرت حاصل ہے،

اللہ سبحانہ تعالیٰ ہمیشہ سے اپنے ارادے کی صفت سے موصوف ہے

اور عدم و غیر موجود کو جانتا ہے اور اُس کے علم اور نگاہ میں معدوم غیر موجود ثابت تھا، پھر وُہ بغیر تفکر و تدبر کے عالم کو جہل یا عدم علم سے وجود میں لایا اور اُسے تفکر و تدبر کا علم عطا فرمایا"

زمان و مکان اور اکوان و الوان میں سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے جو کچھ بھی پیدا فرمایا ہے اِس سے وُہ ناواقف نہیں تھا بلکہ اُس نے اُسے اپنے سابق علم کے مطابق اپنے ازلی فیصلہ شدہ ارادۂ پاک کے تعین سے وجود عطا فرمایا ہے، تو وجود میں حقیقتاً اُس کے ارادے کے سوا کوئی چیز نہیں، اور جب وُہ اللہ سبحانہٗ کے قائل ہوئے تو وُہ وہی چاہیں گے جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ اور بیشک اللہ سبحانہٗ اپنے علمِ خاص کے مطابق حکم و ارادہ فرماتا ہے اور اپنی قدرت سے پیدا فرماتا ہے جیسا کہ دیکھنا اور سُننا جو حرکت کرتا ہے یا ساکن ہے یا عالم اسفل و اعلیٰ کے پیچھے بولنا اُس کے لئے دُور سے سُننا حجاب میں نہیں تو وُہ قریب ہے اور نہ قریب سے دیکھنا اُس کے لئے حجاب میں ہے تو وُہ دور ہے، وُہ کلام نفس کو نفس میں سُنتا ہے اور مَس کرتے وقت مس کی پوشیدہ آواز کو سُنتا ہے، وُہ اندھیرے میں سیاہی کو اور پانی کو پانی میں دیکھتا ہے، اُس کے لئے ملی جُلی چیزیں پردے میں نہیں اور نہ روشنی اور اندھیرا اُس کے لئے حجاب میں ہے اور وُہ سُننے والا دیکھنے والا ہے۔"

اللہ تبارک و تعالیٰ ازلی اور قدیم کلام کے ساتھ گفتگو فرماتا ہے نہ کہ پہلی خاموشی اور نہ سکوتِ واہمہ ہے"

جیسا کہ اُس کے علم و ارادہ اور قدرت کی تمام صفات ہیں،، اُس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ گفتگو فرمائی اُس کی گفتگو کا نام تنزیل، زبور، توراۃ اور انجیل ہے نہ اُس کے لئے حروف ہیں نہ آوازیں اور نہ ہی نغم و نغمات

ہے۔ بلکہ وُہ آوازوں، حرفوں اور لُغات یعنی زبانوں کا خالق ہے۔

تو اُس اللہ سبحانہ تعالیٰ کا کلام بغیر حرُوف و لسان کے ہے ایسے ہی اُس کی سماعت بغیر کانوں اور اذان کے ہے ایسے ہی اُس کی آنکھ بغیر آنکھ کی سیاہی اور پلکوں کے ہے، ایسے ہی اُس کا ارادہ بغیر قلب اور جان کے ہے۔ ایسے ہی اُس کا علم بغیر اضطرار کے ہے اور بُرہان میں نظر نہیں، ایسے ہی اُس کی حیات دِل کے اندر کی گرمی اور امتزاجِ ارکان کے بغیر ہے، ایسے ہی اُس کی ذاتِ اقدس زیادتی اور کمی کو قبول نہیں کرتی یعنی زیادہ یا کم ہونے سے پاک ہے، پس وُہ سُبحانہ تعالیٰ قُرب و بُعد سے پاک بہت بڑا بادشاہ احسان فرمانے والا اور اپنے تمام ماسوا سے جسیم الامتنان ہے اُس کا جُود فیض دینے والا ہے اُس کا فضل اور عدل اُس کے لئے باسط اور قابض ہے۔

جب اُس نے دُنیا کی اختراع و تخلیق کی تو کمال تر صنعت گری ظاہر فرمائی اُس کی بادشاہی میں کوئی اُس کا شریک نہیں اور نہ ہی اُس کی سلطنت میں کوئی اُس کے ساتھ تدبیر کرنے والا ہے وُہ کسی کو نعمتوں کے ساتھ نوازتا ہے تو یہ اُس کا فضل ہے۔

اگر وُہ کسی پر عذاب کرتا ہے تو یہ اُس کا عدل ہے۔

اِس کے سوا اُس کی مملکت میں کوئی تصرّف نہیں کر سکتا۔

پس جو وحیف کی طرف منسوب کرتا اور نہیں توجہ کی جائے گی اُس کے سوا کے لئے حُکم کی تو وُہ ڈر اور خوف سے متصّف ہوگا۔

اُس کے ماسوا سب کچھ اُس کے غلبۂ سلطانی کے تحت ہے اور اُس کے ارادہ و حُکم کے زیرِ تصرّف ہے۔

وُہی لوگوں کے دِلوں میں پرہیزگاری اور بدکاری الہام فرماتا ہے۔

وُہ چاہے تو اَب اور قیامت کے دِن در گذر فرمائے اور چاہے تو گرفت فرمائے۔

اُس کے فضل میں عدل اور اُس کے عدل میں فضل حُکم نہیں کرتا۔

اُس نے کائنات کو دو مٹھیوں سے پیدا فرمایا اور اُس کے لئے دو منزلیں بنائیں تو فرمایا یہ جنت کے لئے ہے اور مجھے اِس کی پرواہ نہیں اور یہ دوزخ کے لئے ہے اور مجھے اس کی پرواہ نہیں، اور اِس امر پر کوئی معترض اعتراض نہیں کر سکتا جب کہ وُہ اِس کے سِوا لاموجود تھا پس سب کچھ اُس کے اَسمار کے تحت گردانے۔

اُس کے اَسماء کی ایک مُٹھی کے تحت مصیبتیں اور اسمار کی ایک مٹھی کے تحت نعمتیں ہیں۔

اگر وُہ پاک اور سُبحان چاہتا کہ تمام عالم سعید ہو تو تمام عالم سعید ہوتا اور اگر وُہ چاہتا سب دُنیا شقی ہو تو سب دُنیا شقی ہوتی لیکن اُس نے ایسا نہیں چاہا اور وُہی ہوا جو اُس نے چاہا تھا۔

اب بھی اور قیامت کے دِن بھی اِن میں سعید اور شقی دونوں قسم کے لوگ ہوں گے پس اُس کے امرِ قدیم میں تبدیلی کا کوئی راستہ نہیں۔

اُس نے فرمایا کہ نمازیں پانچ ہیں اور فرمایا نمازیں پچاس ہیں تو ہم اُس کا فرمان تبدیل نہیں کر سکتے اور نہ ہی ہم اپنے مُلک میں اپنی خواہش کا نفاذ کرنے کے سِلسلے میں سرکشوں کے ساتھ اندھیروں میں رہیں۔

اِس حقیقت کو جاننے کے لئے ابصار و بصائر نابینا ہیں اور سوائے عطائے الٰہی اور جُودِ رحمانی کے اِس پر افکار و ضمائر مُطلع اور خبردار نہیں ہو سکتے البتہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے بعض بندوں کو اِس حقیقت سے رُوشناس کرواتا ہے

اور یہ اُس کے لئے حاضری کے ساتھ پہلی گواہی ہے، پس جب یہ علم جان لیا تو فہم تسم عطا ہوا ہے اور بیشک قدیم رمزوں سے ہے پس اللہ سبحانہ کے سوا کوئی فاعل نہیں اور نہ ہی اُس کے سوا کوئی بنفسہ موجود ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے تمہیں اور تمہارے اعمال کو پیدا فرمایا ہے۔ وہ جو بھی کرتا ہے اُس کے بارے میں اُس سے سوال نہ کیا جائے گا اور اُن سے پوچھا جائے گا، پس یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے حُجت بالغہ ہے تو اگر وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت نصیب فرماتا۔

حضور رسالتمآبؐ کے متعلق عقیدہ

دُوسری گواہی! جیسا کہ مَیں نے اللہ تبارک و تعالیٰ کی توحید کے بارے میں اپنے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ کی اور اُس کے فرشتوں کی تمام مخلوق کی آپ لوگوں کی گواہی طلب کی ہے ایسے ہی میں اللہ تعالیٰ سبحانہ کو اُس کے فرشتوں کو تمام مخلوق کو اور آپ کو اپنے ایمان کے لئے گواہ بناتا ہوں کہ جنہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُن کے موجود سے چُنا اور پسند کیا اور برگزیدہ فرمایا وہ ہمارے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُنہیں تمام لوگوں کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا اور آپ اُس کے حُکم سے اللہ کی طرف بلانے والے اور سراجِ مُنیر ہیں تو حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو اُن کے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا تھا پہنچا دیا اور اُس کی امانت لوٹا دی، اور اپنی اُمت کو نصیحت فرمائی،

حجۃ الوداع کے موقع پر آپ نے اپنی اتباع کرنے والے تمام حاضرین کو خطاب فرماتے ہوئے خوف و حذر تبشیر و انذار، وعدہ و وعید اور تحدید فرمائی

اور اذنِ خداوندی سے اِس وعظ و تذکیر کو کسی ایک کے ساتھ مخصوص نہیں فرمایا، پھر اہلِ اجتماع سے کہا کیا میں نے تمہیں پہنچا دیا؟ لوگوں نے کہا! ہاں یا رسول اللہ تو آپ نے فرمایا! یا اللہ اِس پر گواہ ہو جا۔

مزید شرائط ایمان

چنانچہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کچھ بھی لائے ہیں اُس پر یمان رکھتا ہوں، آپ جس چیز کے ساتھ آئے اُس میں سے جسے میں جانتا ہوں اُس پر ایمان رکھتا ہوں اور جسے نہیں جانتا اُسے بھی تسلیم کرتا ہوں،

اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں موت کا وقت مقرر ہے جب وہ آتی ہے تو موخر نہیں ہوتی،

پس ہم اِس ایمان کے ساتھ مومن ہیں اور اِس میں کوئی شک وریب نہیں ایسے ہی میں ایمان لایا اور اقرار کرتا ہوں کہ قبر میں حساب کتاب پوچھا جائے گا اور یہ حق ہے،

عذابِ قبر اور قبروں سے جسموں کا اُٹھایا جانا حق ہے،

اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف لوٹنا اور حوضِ کوثر حق ہے،

میزان اور اعمال ناموں کا مِلنا اور پُل صراط حق ہے،

جنت اور دوزخ حق ہے، ایک فریق کا جنت میں اور ایک فریق کا دوزخ میں جانا حق ہے،

قیامت کے دِن ایک گروہ کے لئے کرب اور ایک گروہ کو حزن وملال نہ ہونا حق ہے،

ملائکہ وانبیاء کرام اور مومنین کی شفاعت حق ہے،

اور وُہ ارحم الرحمین جسے چاہے گا شفاعت کے بعد دوزخ سے نکالے گا، حق ہے،

کبیرہ گناہ کرنے والے مومنوں کا جہنم میں داخل ہونا اور پھر اُنہیں شفاعت واحسان کے ساتھ اُس سے نکالا جانا حق ہے،

مومنین وموحدین کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے باغ نعیم اور جنت میں قیام حق ہے

اہل جہنم کا ہمیشہ ہمیشہ آگ میں رہنا حق ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں سے علم یا جہل کی صُورت میں جو بھی اُس کے رسُولوں اور کتابوں کے ساتھ آیا حق ہے،

پس یہ میری ذات پر ہر اُس شخص کی گواہی اور امانت ہے جس کے پاس یہ پُہنچے جب بھی اُس سے پُوچھا جائے وُہ یہ امانت واپس کرے اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اور آپ کو اِس ایمان کے ساتھ نفع عطا فرمائے اور اِس دُنیا سے دارِ حیات کی طرف انتقال کرتے وقت ہمیں اِس پر ثابت قدم رکھے، اور اِس سے دارِ کرامت ورضوان ہمارے لئے نازل فرمائے،

ہمارے اور اُن کے گھر کے درمیان پردہ ہو جن کے کُرتے بدبودار روغن یا رال کے ہونگے یعنی ہمارے اور جہنمیوں کے درمیان فاصلہ رکھے اور ہمیں ایمان کے ساتھ کتابوں سے اخذ کرنے کی دستاریں پہنائے اور ہمیں حوضِ کوثر سے تر وتازہ اور سیراب کرکے لوٹائے اور اُس کے ساتھ میزان کا

بھاری فرمائے اور اُس کے لئے پلصراط پر دونوں پاؤں کو مضبوط فرمائے بیشک وُہ نعمتیں عطا کرنے والا اور احسان فرمانے والا ہے، تو شکر ہے اُس ذات کا جس نے ہمیں ہدایت نصیب فرمائی اِس لئے کہ اگر اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں ہدایت نصیب نہ فرماتا تو ہمیں ہدایت نہ ملتی، بے شک ہمارے پروردگار کی

طرف سے حق کے ساتھ رسول تشریف لائے۔

تو یہ عوام اہل تقلید اور اہلِ نظر مسلمانوں کے عقیدے کا خلاصہ اور اختصار ہے۔

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے چاہا تو میں نے مختصراً عقیدہ ناشیہ شادیہ یعنی حیران کن ظاہر ہونے والے عقیدہ کے بارے میں ایک رسالہ لکھا جس میں اس ملت کیلئے دلیل سے اخذ کیا گیا ہے، اسکا نام "رسالۃ المعلوم من عقائد اہل الرسوم"۔ اسکا حفظ کر لینا طالب علم کے لئے آسان ہے پھر اللہ تعالےٰ کے راستے پر چلنے والے اہل اللہ اور اہل کشف ووجود محققین کا عقیدہ بیان ہوگا اور پھر اسے دوبارہ آخری جزء میں جس کا نام ہم نے معرفت رکھا ہے بیان کیا جائے گا اور اس کے ساتھ کتاب کا مقدمہ اپنی نہایت کو پہنچ جائے گا، ہاں عقیدے کے خلاصہ کی صورت میں تعین پر تفرد کی صراحت میں مشکلیں اور پیچیدگیاں ہیں۔

لیکن ہم نے اسے تشنہ نہیں چھوڑا بلکہ اس کتاب کے ابواب میں پورا کر دیا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں جو فہم عطا فرمایا ہے اور اس امر کی معرفت اور اُس کے غیر میں تمیز سکھائی ہے، پس یہ علم حق اور سچی بات ہے علاوہ ازیں میرا کوئی مقصد نہیں یعنی ہر تہمت سے بری ہے، اس میں بینا اور نابینا دونوں کے لئے راہنمائی ہے، یہ عقیدہ بعید کو قریب سے ملاتا ہے اور اسفل کو اعلیٰ سے جوڑتا ہے اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے اور اُس کے سوا کوئی پالنے والا نہیں۔"

ناشیہ وشادیہ عقائد کے بارے میں

وصل اشادیہ نے کہا: خطِ استوا کے نیچے قبۂ ارین میں چار عالم جمع

ہوئے۔"

اُن میں مشرقی، ایک مغربی، ایک یمنی اور ایک شامی تھا۔ انہوں نے علوم و اسماء اور رسوم کے فرق کے بارے میں گفتگو شروع کر دی، اور اُن میں سے ہر ایک نے ایک دوسرے کو کہا اُس علم میں خیر نہیں جو اپنے ساتھی کو ابدی سعادت اور دائمی تاثیر کا تقدس نہ عطا کرے۔"

چنانچہ ہمارے سامنے اُن علوم میں بحث ہونا چاہیئے جن کا حصول باعثِ عزت اور جس کا اکتساب افضل، روشن اور زیادہ لائق افتخار ہو

مغربی نے کہا! میرے پاس اِس علم سے وہ علم ہے جو حاملِ قائم کے ساتھ ہے،

مشرقی نے کہا! میرے پاس وہ علم ہے جو حامل محمول لازم کے ساتھ ہے،

شامی نے کہا! ان علوم سے میرے پاس ابداع و ترکیب کا علم ہے

یمنی نے کہا! اِس علم سے میرے پاس تلخیص و ترتیب کا علم ہے

پھر اُن میں سے ہر ایک نے کہا یہ سب کچھ ہمیں خواب میں نظر آیا ہے، تو اِس سے مدعی اپنے دعوے کی حقیقت پیش کرے۔

پہلی فصل

عربی کی زبان سے معرفتِ حامل قائم

مغربی امام کھڑا ہوا اور مجھے کہا! چونکہ میرا علمی مرتبہ بڑا ہے اس لئے پہلے میں حکم کروں"

حاضرین نے اُسے کہا! مختصر اور بلیغ و معجز کلام کر"

حادث کے لئے سبب

اُس نے یعنی مغربی نے کہا! جان لو کہ کچھ نہ تھا پھر ہوگیا اور اُسکے حق میں زمانے قائم ہوئے چنانچہ دونوں حال، برابر ہیں تو اس وقت اُس کا پیدا کیا جانا لازم آئے گا"

حوادث سے نہ نکلنے والا

پھر کہا جو کسی امر سے مستغنی نہیں یعنی جسے احتیاجِ امر ہے اُس کا حکم اُس امر کے حکم میں ہے مگر یہ حکم اُس وقت ہوگا جب وہ خلق دامر کے عالم میں تھا تو طالب کو اس کی طرف نگاہ رکھنا چاہیئے اور تلاش کرنے والا اس پر اعتماد کرے"

اثبات بقا اور استحالہ عدم قدیم

پھر کہا! جس کا وجود اُس کے لئے لازم ہے تو بے شک اُس کا عدم محال ہے اور جو موجود ہے اور نہ تھا اُس کا قدم محال ہے، اور جب اُس پر عدم محال نہیں تو قدم میں اپنے ساتھی کے مقابل رہے، پس اگر مقابل نہ تھا تو یہ صاحب سکونت مقابل میں عجز سے ہے اور اگر تھا تو اِس پر دُوسرے کا ہونا محال ہے اصحت ختر وادہ دبطِ احکام کے لئے بذاتہٖ زوال محال ہے۔

اخفاء و ظہور

پھر کہا! یہ سب کچھ جو بعینہٖ ظاہر ہے اور اس کا حکم بدیہی نہیں تو اِس کا ظاہر ہونا محال اِس لئے اِس کا علم فائدہ نہیں دیتا،

ابطالِ انتقال عرض اور اُس کا عدم

پھر کہا! اس پر رہائش گاہوں کی تعمیر محال سے ہے کیونکہ اُس نے اپنی وفات کے وجود کے زمانوں میں سے دُوسرے زمانے میں رحلت کرتا ہے اور رہائش گاہ کو بقا نہیں اور اگر بنفسہٖ قیام کے لئے انتقال جائز اور مقام و محل سے مستغنی ہو اور صفات کے لئے گم ہونے اور فاعل کے ساتھ عدم ضد نہیں، پس اگر تیرا قول یہ ہے کہ فعل کوئی چیز نہیں تو یہ بات عقلمند نہیں کہتا،

حوادث کے لئے اوّلیت نہیں

پھر کہا! جس چیز کی فنا پر اُس کا وجود متوقف ہو تو اُس کا وجود نہیں یہاں

تک کہ وہ فنا ہو جائے پس اگر اس چیز کو فنا میں گم پائے تو اُس پر توقف کرے اور اُس چیز کے تقدم سے معنیٰ حاصل کرے تو بے شک اُس کے سوا پر قید اور حصر ہے اور اُس کے لئے یہ وصف ضروری ہے، اور اگر ہمیشگی ہے تو بغیر جھوٹ کے عین ثابت ہے۔

بابُ القدم

پھر کہا! اگرچہ خبر کے مُبتداء کی طرف خبر کا حکم ہے تاہم اُس کے لئے انتہائے عدد نہیں اور نہ وجد سے وجود درست ہے۔

جوہر کے ساتھ نہیں

پھر کہا! اگر ہم اُسے خالی اور بھرا ہُوا ثابت نہ کریں تو وہ پرانا ہو گا جبکہ وہ پُرانا نہیں۔

جسم کے ساتھ نہیں

پھر کہا! اگر ترکیب کو قبول کرے گا تو اُس میں تحلیل بھی ہو سکتی ہے اگر تالیف کو قبول کرے گا تو مضمحل ہو گا اور جب مماثلت واقع ہو گی تو فضیلت ساقط ہو جائے گی

عرض کے ساتھ نہیں

پھر کہا! اگر اُس کا وُجود اپنے سوا کے ساتھ قیام کا خواہشمند تھا تو یہ منسوب الیہ کے برابر نہ تھا اور اُس کی طرف نسبت درست ہے تو اُس کے وجود پر موافقت باطل ہے اور بے شک اُس کی قید اور ایجاد ہے پھر یقیناً اُس کا وصف الوصف محال ہے تو اس جوڑ کے حال کی طرف کوئی راستہ نہیں۔

باب نفی الجہات

پھر کہا! اگر کرّہ فانی ہے تو اُس کے لئے کنارہ نہیں جب اُس کی طرف جہات ہیں تو وہ اُس کے حکم پر ہیں اور ہم اُس سے خارج ہیں اور اگر ہم نہ تھے تو مشکلات و مصائب اور رنج و بلا کا کیا معنیٰ ہے۔"

باب الاستوا

پھر کہا! ہر رہائش گاہ رکھنے والے کی اُس مکان سے رحلت جائز ہے اور اُس کا انتقال یعنی نقل مکانی ثابت ہو جو بذاتہٖ کسی چیز پر حاوی ہے پس اگر تثلیث ہو گی تو اُسے محدود و مقدور کر دے گی اور یہ عقل کی پہلی تقریر کی نقیض ہو جائے گی

باب الاحدیت

پھر کہا!

یہ حقیقت ہے کہ کوئی چیز نہیں پائی جاتی جو ان مسلّمات سے نہ ہو تو یہ اتفاق ہو گا یا اختلاف اگر یہ بات درست ہے تو ہم وجود میں اتفاق و اختلاف کیوں نہیں پاتے مقدر کا حکم حکمِ حقیقی ہے

باب فی الرؤیت

پھر کہا! جب عین میں کسی چیز کو پایا تو جائز ہے کہ ظاہر چہرے کے ساتھ اُسے بعینہٖ قید میں دیکھے اور اکثر اشعریہ کے مذہب میں وجوب رؤیت پر علت گناہ ہے، سوائے ساتھ وجود بنیادی اور غیر بنیادی کے اور بنیادی سے لازمی ہے،

اور اگر رؤیت مرئی میں اختیار کی گئی تھی تو ہمارے لئے جائز نہیں تو بے شک اِن مطالب کے لئے دلائل ہیں جیسا کہ ہم نے ذکر کیا،

پھر اُس مغربی نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود و سلام پڑھا اور بیٹھ گیا "

حاضرین نے اُس کے اختصارِ عبارت اور استیفاءِ معانی اور دقیق اشاروں کا شکریہ ادا کیا،

دوسری فصل

حامل و محمول لازم کی معرفت میں مشرقی کی زبان سے

باب القدرت

پھر مشرقی اٹھا اور اُس نے کہا! کسی چیز کا کسی چیز سے وجود میں آنا بوجہ میلان ہے اور کوئی مادہ چیز سے نہیں اقتدار ازلی سے ہے، تو وُہ چیز جسے روک نہیں سکتا اُس پر غالب آجائے گا اور وُہ ہمیشہ رہے گی،

باب العلم

پھر کہا! مُحکم میں احکام کا ایجاد ہونا علم مُحکم کے وجود کے ساتھ اُس کے حُکم سے ثابت ہے،

باب الحیات

پھر کہا! اور حیاتِ عالم میں ایک شرطِ لازم اور وصفِ قائم ہے۔

باب الارادت

پھر کہا! جب کوئی چیز تقدم و مناص کو قبول کرے تو لازمی ہے کہ وُہ

وقوع اختصاص کے لئے خاص کی گئی ہو اور عقل و عادت کے حکم میں یہی عین ارادہ ہے۔

باب ارادۃ الحادث

پھر کہا! اگر ارادہ کرنے والے کے ساتھ ارادہ نہ تھا البتہ وُہ تھا اور مراد نہ تھی تو وُہ نہ تھا۔

ارادہ مقام میں نہیں

پھر کہا! خبر دینے والے کے ساتھ اقامت کئے بغیر اُس خبر کے احکام کے معانی کا واجب یعنی یقینی یا ضروری ہونا محالات میں سے ہے۔

باب الکلام

پھر کہا! جو شخص اپنے ساتھ گذرنے والی بات خود ہی بیان کرتا ہے تو یہ بات اُس کے ارادے سے نہیں اِس کے ساتھ کلام و قضا پر حکم دلیل ہے

قدم عالم

پھر کہا! قدیم جدید کو قبول نہیں کرتا اِس میں شک نہ کر اور اگر کوئی بنفسہٖ حادث ہے تو وُہ اس میں سے نہیں البتہ وُہ عدم عدم کے ساتھ ہے کیونکہ یہ صفت ناقصہ اُس سے ہے، اور قدیم کے لئے جو کمال عقل اور نقل سے ثابت ہے وُہ اِس نقص سے منسوب نہیں ہو سکتا،

باب سمع و بصر

پھر کہا! اگر تو جہل کی وجہ سے نہ دیکھ سکے اور نہ سُن سکے تو یہ امر تجھ سے اکثر طور ظہور میں آتا ہے۔

اور اس کی طرف جہل کی نسبت محال ہے تو سوائے اِن صفتوں کی حال کے ساتھ نفی کرنے کے کوئی راستہ نہیں،

اور جو اپنی بات سے اِن دونوں کی نفی کا ارتکاب کرتا ہے تو وُہ معمول کو ڈرانے کیلئے کرتا ہے،

جو ایفائے عہد کے لئے اُس کی کون کی طرف لوٹتا تھا،

اثباتِ صفات کے باب میں

پھر کہا! حکم کیلئے معنیٰ ضروری ہے اور معنیٰ کیلئے اُس چیز کی ضرورت ہے جس سے وُہ قائم ہو سکے تو اُے جھگڑا کرنے والے تو کب تک مشقت برداشت کرے گا یہ تو کچھ بھی نہیں سوائے تیرے گنتی کے خوف کے اور یہ واحد واحد کی حقیقت کا بطلان نہیں کر سکتا اور اگر تو جان لے عدد اَحد ہے تو تجھے کسی سے جھگڑا کرنے کی ضرورت نہیں پس یہ ان معالم کی تقاسیم میں حامل و محمول عارض و لازم سے ظاہر ہے پھر وُہ بیٹھ گیا۔

تیسری فصل

شامی کی زبان سے ابداع و ترکیب کی معرفت

عالم خلق اللہ

پھر شامی کھڑا ہوا اور اُس نے کہا! جب محدثات میں مماثلت ہے اور قدرت کا تعلق انکی ذات کے ساتھ ہے تو اس سے بعض ممکنات کو کون سی دلیل خارج کرے گی "

باب الکسب

پھر کہا! امر او حقیقت کے ساتھ جو کچھ تعلق تھا اگر حادثے کی قدرت نہیں رکھتا اُس کی مثل طریقہ میں خلل ہے، تو یہ وُہ کسب ہے جو بندے اور تقدیر الٰہی کا کسب ہے یہ حرکت اختیاریہ اور رعدِ اضطراریہ کے ساتھ واضح ہوتی ہے

باب کسب مراد اللہ

پھر کہا! قدرت کی شرطِ ایجاد ہے جب اُسکے ساتھ علم وارادہ کا تعاون ہو اب تو اپنے آپکو اس عادت سے بچا تو جو چیز نقصِ اُلوہیت کی طرف لوٹے وُہ مردود ہے

اور وُہ چیز وجُودِ حادث میں مؤثر کرے جو اللہ کی مراد نہیں تو وُہ معرفت کے معاملے میں مردود ہے اور اُس کی وجہ میں توحید کا دروازہ بند ہے، اور کبھی اس کا ارادہ ہوتا ہے اور مامور بہ اُس سے مقصود نہیں ہوتا یہی دُرست ہے اور یہی اِس صراحت کی غرض ہے۔"

خلقِ عالم واجب نہیں

اور یہ صحیح مذاہب میں اللہ تعالیٰ پر محال ہے، اور جو کہتا ہے علم سابق کے بنے وجُوب ہے، تو وُہ واجب میں عُلماء کے ہاں معرُوف حُکم سے نکل گیا اور یہی صحیح حُکم ہے"

طاقت نہ رکھنے پر تکلیف

پھر کہا! جس کی طاقت نہ ہو اُس سے مُکلّف ہونا عقلاً جائز ہے اور یہ امر مشاہدہ اور نقل میں بھی دیکھا گیا ہے۔"

ایلام بری اللہ تعالیٰ کے حق میں ظُلم نہیں

پھر کہا! کوئی چیز حقیقتاً اُس کی ملکیت سے خارج نہیں تو جو کچھ اُس کے مُلک میں اُس کے حُکم سے جاری ہے اُس میں وُہ ظُلم و جور سے متصف نہیں"

اچھائی اور بُرائی

پھر کہا! جو صاحبِ اختیار ہو اُس پر رعایتِ اصلاح واجب نہیں اور بیشک

قباحت و حُسن شرع اور غرض کے ساتھ ثابت ہے، اور جو کہتا ہے حُسن و قبح ذاتِ حسین و قبیح کے لئے ہے اُسے غرض کا علم نہیں"

وجوب معرفت خداوندی

پھر کہا! جب اللہ تبارک و تعالیٰ اور اُس کے سوا معرفت اُس کی شرط ارتباطِ ضرر سے واجب ہے جو مستقبل میں اُسے چھوڑ دے گا تو یہ وجُوب عقلاً درست نہیں کیونکہ یہ عقل میں نہیں آتا"

رسُولوںؑ کی بعثت

پھر کہا! جب عقل بنفسہٖ ایک امر میں مُستقل اور ایک امر میں غیر مستقل ہے تو لازماً مُستقل کی طرف ملانے والوں میں سے ہے پس رسُولوں کی بعثت محال نہیں اور وُہ علیہم الصلوٰۃ والسلام غایتوں اور راستوں کو تمام خلقت سے زیادہ جانتے ہیں"

اثبات رسالتِ رسُول بعینہٖ

پھر کہا! اگر جھُوٹے کا اُسی چیز کو لیکر آنا جائز ہوتا جس کے ساتھ سچا آیا ہے تو یہ قدرت کو عجز میں بدل دینا ہے اور جھُوٹ حضرتِ عزت کی طرف منسوب ہو جاتا ہے اور یہ سب محال اور انتہائی گمراہی ہے۔

جو کچھ پہلے ایک شخص نے ثابت کیا تمام وجوہ و معانی سے دُوسرے نے ثابت کیا ہے"

چوتھی فصل

یمنی کی زبان سے ترتیب و تلخیص کی معرفت

باب الاعادہ

پھر یمنی یعنی جنوب والا کھڑا ہوا اور اُس نے کہا! جس نے بنا کر بکھیرا ہے اُسے حق ہے کہ دوبارہ اُس شکل میں بنا دے

سوال و عذاب قبر

پھر کہا! جب انسان کی کسی چیز میں سے لطیفۂ روحانیہ قائم ہو جاتا ہے تو اُس پر ایسے زندہ کا نام درست ہوگا جو سو رہا ہو، وُہ خواب میں ایسا کچھ دیکھتا ہے جو بیداری میں نہیں دیکھتا تو ایسا شخص مختلف مذاہب کے لئے زندوں میں شمار ہوگا اور اُس پر لذت و الم کا احساس درست ہے اور وُہ مرقدی نہیں جو تیرے لئے ہے،

باب المیزان

پھر کہا! کسی چیز کے اپنی اقامت گاہ سے دوسری جگہ تبدیل ہو جانے

ن اُس کے لئے احکام واجب رہتے ہیں

بابِ صراط

پھر کہا جو ذات پرندوں کو اجسام کی صورت میں ہوا میں ٹھہرانے پر قادر ہے تو ایسے ہی دُہ تمام اجرام کو ٹھہرانے کی قدرت رکھتی ہے

جنت و دوزخ کی تخلیق

پھر کہا حلول دائرہ سے پہلے تکمیلِ نشاۃ اور اطراف دائرہ کا جمع ہو جانا"

وجُوبِ امامت

پھر کہا! اقامت دین مطلوب ہے اور یہ بغیر امام کے دُرست نہیں پس ہر زمانے میں اتخاذِ امام واجب ہے یعنی امام کو حاصل کرنا ضروری ہے"

شرائط امام

پھر کہا! جب امامت کی شرائط پوری ہو گئیں اور انعقادِ بیعت دُرست ہو گیا اور دُنیا کو اس کا عہد پورا کرنا لازمی ہو گا، اور امام وُہ مرد ہو سکتا ہے جو عقل و علم حریت و ورع اور قوت و کفایت کی صفات سے متصف ہو اور قریشی نسب ہو اور اُس کے دیکھنے سننے کے حواس سلامت ہوں، اور یہ بعض اہل علم اور اہلِ نظر حضرات کا قول ہے"

پھر کہا! جب دو اماموں میں عارضہ پیدا ہو جائے تو اُس سے عقدِ بیعت کریں جس کے متبعین کی تعداد زیادہ ہو اور جب عُذر کی صُورت پیدا

تو اگر کبھی ناقص امام کو علیحدہ کرنا مشکل ہو جائے تو وقوع عدم یقینی ہے چنانچہ بیعت کا باقی رکھنا ضروری ہے اور اُس سے الگ ہو نا جائز نہیں

شادیہ کے علاوہ اِن چاروں میں سے ہر ایک نے اسی شرط و نظم اور ربط کا بیان کیا ہے"

اہلِ کشف و نظر اہل اللہ کے مخصوص عقائد

حق و خلق اور واجب و ممکن

وصل ، تمام تعریفیں اُس اللہ کے لئے ہیں جو ہمتوں کے نتائج میں محیر العقول ہے اور حضرت محمد مصطفےٰ اور آپ کی آل پاک پر درود و سلام ہو ،

مسئلہ! اما بعد! بے شک عقلوں کے لئے ماہیتِ مُفکرہ کی حیثیت سے حد قائم ہوتی ہے ماہیتِ قابلہ کی حیثیت سے نہیں، پس اس امر میں کہا گیا کہ جو چیز نسبتِ الٰہیہ سے محال نہیں عقل کے لئے محال ہے ایسے ہی کہا گیا! جو کچھ عقل میں جائز ہے، نسبتِ الٰہیہ میں محال ہے

مسئلہ! حق واجب الوجود کی ذات اور ممکن کے درمیان کون سی چیز مناسبت رکھتی ہے،

اور اگر اُس کے نزدیک واجب ہے جو یہ کہتا ہے کہ اس کے ساتھ اقتضائے ذات کے لئے اقتضائے علم اور مآخذِ فکر یہ پہلے ہے بے شک اس کا براہین وجودیہ سے اِس پر قائم ہونا درست ہے اور یہ لازماً دلیل و مدلول اور بُرہان و مُبرہن کے درمیان دلیل اور مدلول علیہ کی طرف اُس دلیل پر تعلق مناسبت کی وجہ سے ہوگا اور اگر یہ وجہ نہیں تو اُس کی دلیل دلالتِ مدلول تک کبھی نہیں پہنچے گی پس مخلوق اور حق کا ذات کی حیثیت سے بایں وجہ جمع ہونا کبھی درست

لیکن اُس تعریف کی گئی ذاتِ خداوندی کی حیثیت سے ہے ؟ تو

یہ دُوسرا حُکم ہے کہ جس کے ادراک پر عقول مستقل ہو جاتی ہیں اور ہر وہ چیز جس پر عقل مستقر ہو جائے ممکن ہے کہ علم اُس کے شہود پر تقدم حاصل کر لے اور حق تعالیٰ کی ذات اِس حکم سے علیحدہ ہے۔

پس اُس کا شہود اِس کے ساتھ علم پر مقدم ہے بلکہ گواہی دیتا ہے اور جانتا نہیں ایسے ہی خدا کو جانتا ہے اور گواہ نہیں اور ذات اُس کے مقابل ہے اور عُلماء میں سے کون ایسا ہے جو سنجیدہ عقل کے ساتھ اِس امر کا مدعی ہو۔

سلب واثبات

کہا کہ جسے فکری نظر سے ذات کی معرفت حاصل ہے اس میں اُسے مغالطہ ہے کیونکہ یہ سلب واثبات کے درمیان اُس کے فکر سے تردد ہے، پس اثبات اُس کی طرف راجع ہے تو یقیناً یہ بات ناظر کے حق میں ثابت نہیں، مگر وہ ناظر جو اس پر اس کے ہونے سے جمیع اسماء کی طرف عالم وقادر اور ارادہ رکھنے والا ہو۔

اور سلب عدم اور نفی کی طرف راجع ہے اور نفی ذاتی صفت نہیں ہو سکتی کیونکہ صفات ذاتیہ موجودات کے لئے ہیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات اقدس کے ساتھ اثبات وسلب کے درمیان کسی چیز سے فکر وتردد کو جو ثبوت حاصل ہوتا ہے وہ یہی ہے۔

واجب وممکن کی مناسبت

"[illegible]"

مسئلہ کیا اِمقید کے لئے مُطلق اور اُس کی ذات کیساتھ معرفت کا اِقتضاء

ہوسکتا ہے اور کیسے ممکن ہے کہ ممکن واجب بالذات کی معرفت تک پہنچ جائے۔ اور سوائے اِس کے ممکن کے لئے کوئی وجہ نہیں کہ اُس پر عدم نسیان و احتیاج کو جائز سمجھا جائے، تو اگر واجب بذاتہٖ اور ممکن کے درمیان جمع ہونے کی یہ وجہ ہوتی تو واجب کے لئے بھی نسیان و احتیاج وغیرہ اُسی طرح جائز ہوتا جس طرح ممکن کے لئے ہے اور یہ امر واجب کے حق میں محال ہے پس واجب اور ممکن کے درمیان اجتماعیت کے اثبات کی وجہ محال ہے۔ پھر اگر وجوہِ ممکن اُس کے تابع ہیں تو یہ فی نفسہٖ اُس کے عدم پر جائز ہیں تو وہ اس حکم سے اُس کے توابع کا زیادہ مستحق ہے، اِس جامع وجہ سے جو کچھ ممکن کے لئے ثابت ہے وہ واجب بالذات کے لئے ثابت نہیں، اور گناہ کی جو چیز ممکن کے لئے ثابت ہے وہ ذات واجب الوجود کے لئے ثابت نہیں، تو ممکن اور واجب ذات کی جامع وجہ کا وجود محال ہے

میں کہتا ہوں کہ بے شک ذاتِ خداوندی کے لئے احکام ہیں جب کہ وہ حکم دینے والا ہے اور صورتوں میں یہی احکام ہیں اور دارِ آخرت میں ہر جگہ تجلّی واقع ہوگی تو اس میں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اپنے رب کو دیکھنا مختلف ہے جیسا کہ بیان ہوا اور بے شک رفرف اور دُرّہ یاقوت وغیرہ کے بارے میں حدیثِ نورِ اعظم آئی ہے،

مَیں حکم ارادہ سے کہتا ہوں لیکن مَیں اختیار کے ساتھ نہیں کہتا تو اگر یہ خطاب بالاختیار وارد ہوا ہے تو بے شک جو خطاب اختیار و ارادہ کے ساتھ ہے وہ ممکن کی طرف نظر کرنے کی وجہ سے ہے،

مسئلہ: اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے جو کشفِ اعتصامی عطا فرمایا ہے اُس کے ساتھ کہتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ تھا اور اُس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی اور اب بھی اُس کے ساتھ کوئی چیز نہیں ہے، انتہیٰ لفظہٖ علیہ السلام۔ اھ

جو اس کے بعد آیا وُہ اس میں الحاق اور اُن کا پنا تو دل ہے وُہ اب بھی اُسی حالت پر قائم ہے جس پر وُہ تھا اُن کے حُکم کی مُراد یہ ہے آلآن کما کان، ہم پر وہ حکم عائد ہیں جب کہ دونوں ہمارے ساتھ ظاہر و اُمثال ہیں، اور بے شک اِس میں مناسبت کی نفی ہے اور اِس پر یہ قول شاہد ہے کان اللہ ولا شئی معہ۔ یعنی اللہ تھا اور اُس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی،، اور بے شک یہ الُوہیت ہے ذات نہیں اور ذات کے لیے جو تمام حکم باب علم الٰہی میں ثابت ہیں بے شک وُہ اُلوہیت کے لئے ہیں اور یہی احکام نسبت و اضافات اور سلوب عین میں نہیں کثرت میں منسُوب ہیں،، یہاں آکر اُن لوگوں کے قدم لڑکھڑا گئے ہیں جو تشبیہ کو قبول کرنے والے اور قبول نہ کرنے والوں کو ملا دیا،

اور اُنھوں نے اِس پر اُن جامع امُور سے اعتماد کیا ہے جن کے لئے دلیلِ حقیقت، علت اور شرط موجود ہے،

اِس کے ساتھ اُنھوں نے غایب و حاضر پر ایک ہی حُکم دیا ہے، اور اگر حاضر ہے تو وُہ مُسلّم ہے اور اگر غایب ہے تو وُہ غیر مُسلّم

حق و خلق کے درمیان برزخ

مسئلہ حق اور خلق کے درمیان اندھا سمندر برزخ ہے اِس سمندر میں ممکن، عالم و قادر اور ہمارے سامنے جو جمیع اسمائے الٰہیہ میں سے متصف ہے، اور حیرت و بشاشت اور مسکراہٹ و فرحت کے ساتھ مُتصف الحق ہے اور موجودات کی اکثر صفات اُس اکیلے کے لئے ہیں اور تو اُس سے وُہ چیز لے جو اُس کے لئے نزول اور ہمارے لئے عُروج ہے۔

مسئلہ تو جو اُس سے واصل ہونا چاہتا ہے وُہ کبھی اُس سے واصل نہیں

ہو سکتا مگر اس کے ساتھ ! تیرے ساتھ وہ چیز ہے جس نے تجھے طلب کیا ہے کیونکہ تیرے مقصود کا مقام تو الوہیت ہے اُسے طلب کر اور ذات کو طلب نہ کر۔

الوہیت کیا ہے؟

مسئلہ ! تمام تر ایجادات ماسوی اللہ پر جس کی توجہ ہے وہ احکام اور نسبت و اضافات کے ساتھ الوہیت ہے اور یہی آثار کی خواہش کرتی ہے، تو یہ صلاحیت قاہر بلا مقہور اور قادر بلا مقدور ہے اور وجود و قوت و فعل محال ہے

مسئلہ ! الوہیت کی اخص الخاص تعریف اپنے کون پر قدرت کی انفرادیت ہے جب کہ ممکن کو یہ قدرت ہرگز ہرگز حاصل نہیں اور یقیناً اُس کے لئے اثر الٰہی کے تعلق کے ساتھ قبول کرنا ہے۔

مسئلہ ! چونکہ کسب کا تعلق ممکن کے لئے ارادہ سے ہے تو اِس تعلق کے نزدیک اُس کا اقتدار الٰہی کو پانا ہے پس ممکن کے لئے اِس کا نام کسب ہے۔

مسئلہ جبر

محقق کے نزدیک اُس کے کون میں عبد کے لئے جبر صحت کے منافی نہیں تو یقیناً جبر کو ممکن سے وجود الابایت کے ساتھ فعل پر حمل کرنا ممکن ہوگا، پس جمادات مجبور نہیں کیونکہ نہ تو جمادات سے فعل کا تصور ہے اور نہ ہی اُس کے لئے عقل عادی ہے، تو ممکن مجبور نہ ٹھہرا کیونکہ نہ تو اُس سے تصورِ فعل ہے اور نہ ہی اُس کے ساتھ ظہورِ آثار کے ساتھ عقل محقق ہے۔

مسئلہ ! اقتضائے الوہیت یہ ہے کہ دنیا میں مصیبت، و عافیت ہو

پس مُنتقم کا ازالہ بخشش و درگذر کرنے والے اور مُنعم کے ازالہ سے اولیٰ نہیں، اور باقی اسماء میں حُکم نہیں تعطّل ہے جب کہ الوہیت میں تعطّل محال ہے تو اسماء کا ثمرہ نہ ہونا محال ہو گا،

مُدرِک اور مُدرَک

مسئلہ، مُدرِک، صاحبِ ادراک، مُدرَک، ادراک کیا گیا ہر دو کے لئے دو ضربیں ہیں"

مُدرِک "صاحبِ ادراک" کے لئے یہ دو ضربیں ہیں،

۱۔ وُہ جانتا بھی ہے اور اُس کے پاس قوّتِ خیال بھی ہے

۲۔ وُہ جانتا ہے مگر اُس کے پاس قوّتِ تخیّل نہیں"

مدرَک، ادراک کئے گئے کیلئے یہ ضربیں ہیں،

۱، مدرک لہ اُسے اُس کی صُورت سے صُورتاً جانتا ہے نہ اُس کے لئے تصوّر ہے نہ قوّتِ خیال"

۲، اُسے جانتا ہے اور قوّتِ خیال سے اُس کا تصوّر کرتا ہے اور اُس کے لئے جو صُورتِ علمیہ ہے اُس سے اُس کا ادراک کرتا ہے۔ فقط

علم۔ معلوم۔ تصوّر

مسئلہ، علم نہ تو تصوّرِ معلوم ہے اور نہ ہی اس کے معنے تصوّرِ معلوم ہیں، تو یقیناً جو سب کچھ معلوم ہے وُہ اُس کا تصوّر ہو گا جب کہ تمام عالم کا تصوّر نہیں، پس اگر عالم کے لئے تصوّر ہے تو بے شک وُہ معلوم کے لئے صُورت اور اپنے تخیّل سے خیال ٹھہرنے کی حالت پر ہو گا۔ اور پھر معلومات تو خیال

پر ہر گز نہیں رک سکتیں، پس ثابت ہوا کہ اُن کے لئے یقیناً صُورت ہے۔

مُمکن فاعل نہیں

مسئلہ: اگر مُمکن سے فعل درست ہے تو اُس کا قادر ہونا درست ہوگا چنانچہ نہ اُس کے لئے فعل ہے اور نہ اُس کے لئے قُدرت ہے پس مُمکن کے لئے قدرت کا اثبات بے دلیل دعویٰ ہے اور اس فصل میں مع اشاعرہ کے ہمارا کلام ہے جو مُمکن سے فعل کی نفی کا اثبات کرتا ہے۔

ایجادات و مُوجد کے بارے میں

مسئلہ: واحد سے سوائے واحد کے ہر کام کا صدور نہیں اور کیا پھر وُہ کوئی ذات ہے؟

اس پر منصف کو اعتراض ہے کیا تو نے اشاعرہ کو نہیں دیکھا کہ اُنہوں نے حق کیلئے ایجاد کو اس لئے تسلیم کیا ہے کہ وُہ قادر اور مختص ہے۔ اس لئے کہ وُہ مراد ہے اور احکام اس لئے کہ وُہ عالم اور کسی چیز کا مرید اُس کے قادر ہونے کی طرح ہو،

بات نہیں بنتی

تو اس کے بعد اُن کی یہ بات نہیں بنتی کہ تعلق عام ہیں اُس کا ہر وجہ سے اکیلا ہونا صحیح ہے اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ صفات کو ذات پر زائد تسلیم کرتے ہیں

یہ حالت اُنکی ہے جو نسبتوں کو اضافی صُورت دیتے ہیں

اور ہر فرقہ نے وحدت کو تمام وجوہ سے علیحدہ نہیں کیا کیونکہ وہ اُس کے قائلین اور نہ ماننے والوں کے درمیان لٹکے ہوئے ہیں۔

تو یہ الوہیت میں وحدانیت کا اثبات ہے یعنی کوئی معبود نہیں مگر وہ اور یہ اس پر صحیح مدلول ہے۔

مسئلہ! اللہ تبارک و تعالیٰ کا عالم، حیی، قادر ہونا تمام صفات نسبت و اضافت کی طرف ہے، اُس کے لئے اعیانِ زائدہ نہیں جب کہ اُس کی تعریف نقص کے ساتھ ادا ہو اور جب کامل زائد کے ساتھ اُس کے زائد کمال سے ناقص یا کم بالذات ہے۔

اور وہ اپنی ذات کے لئے کامل ہے تو ذات پر زائد بالذات محال ہے اور نسبت و اضافت محال نہیں

رہا قائل کا یہ قول کہ: نہ یہ وہ ہے اور نہ یہ اُس کے لئے غیر ہے تو یہ انتہائی بعید کلام ہے، بے شک اس مذہب والا زائد کے اثبات پر دلیل دیتا ہے اور وہ زائد بلا شک و ریب غیر ہے کیا وہ نہیں دیکھتا کہ یہ لاغیر کے اطلاق کا انکار ہے۔

پھر یہ اُسکی حد درجے کی زبردستی ہے جو کہتا ہے کہ یہ دونوں غیر ہیں تو یہ تب ہوگا جب ایک کی دوسرے سے مکان و زمان اور وجود و عدم میں مفارقت ہو، پس جمیع عُلمائے کرام کے نزدیک دو غیروں کیلئے حد نہیں۔

مسئلہ! کونِ واحد میں فی نفسہٖ متعلق سے تعلقات کی تعداد اثر انداز نہیں

ہوتی جیسا کہ ایک کلام کے ساتھ متکلم کی تقسیم اثر انداز نہیں ہوتی۔

مسئلہ ! موصوف کے لئے اُس کی صفات ذاتیہ اُس کے ساتھ ہیں اُن کی تعداد فی نفسہ موصوف کی تعداد پر دلالت نہیں کرتی اس لئے کہ اُس کی ذات مجموع ہے اور اگرچہ ایک دُوسری کی تمیز میں معقول تھی۔

مسئلہ ! عالم میں تمام صُورتیں جوہر میں عرض ہیں اور یہی اس پر خلع و سلخ اور جوہر واحد واقع ہے اور صورتوں میں تقسیم ہے جوہر میں نہیں

مسئلہ۔ قائل کا یہ قول ! کہ بیشک معلولِ اوّل سے کثرت نے وجود پایا ہے، اور اگر یہ ایک ہے تو اِس میں تین اعتبارات پائے جاتے ہیں اور یہ اعتبارات اُس کی علت، اُس کی ذات اور اُس کا امکان ہیں، تو ہم اُنہیں کہتے ہیں تمہاری دلیل علت اُولیٰ میں لازم ہے یعنی اس میں اعتبارات کا وجود ہے اور وُہ واحد ہے تو یہ تمہیں اس سے منع نہیں کرتا کہ سوائے واحد کے اُس سے سارے کام پورے نہ ہوں۔

ہاں ! اگر تم علتِ اُولیٰ سے کثرت کا صُدور یا معلول اول سے صُدورِ واحد قرار دیتے مگر تم اِن دونوں باتوں کے قائل نہیں ہو۔

مسئلہ ! جس کے لئے کمال و استغنائے ذاتی واجب ہو اُس کے لئے کوئی چیز علت نہیں ہوگی کیونکہ علت کا اُس کے ہونے کی طرف لوٹنا معلول پر توقف قرار پائے گا جب کہ ذات کسی چیز پر توقف کرنے سے پاک ہے پس اُس کے ہونے پر علت محال ہے لیکن الوہیت یقیناً اضافت کو قبول کرتی ہے

تو اگر کہا جائے کہ اِس کا اطلاق اُس ذات کے علاوہ پر جو کامل اور غنی ذات ہے، اور وُہ نسبت و اضافت نہیں چاہتی تو ہم کہتے ہیں کہ علت کی برعکس لفظ میں مشاحت نہیں پس یقیناً اصل میں یہ وضع کی گئی ہے اور اِس کا معنیٰ

معلول کو چاہتا ہے، پس علت کی یہ مُراد ہے تو یہ تسلیم ہے اور اس امر میں شریعت کی جہت سے کوئی نزاع نہیں کہ کیا شریعت نے اس سے منع کیا ہے یا جائز کیا ہے یا خاموش ہے،،

الُوہیت اللہ تعالیٰ کیلئے مخصوص ہے

مسئلہ! الُوہیت مرتبۂ ذات ہے جس کا استحقاق سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے کسی کو نہیں تو جو اِس کا مُستحق ہے وُہ اُس سے جو چاہے طلب کرے

اور یہی اُس کی طلب ہے اور ذاتِ حق تعالیٰ ہر شے سے مُستغنی ہے،

جو کچھ ہم نے بیان کیا یہ سِرِ رابطِ الُوہیت کا بطلان ظاہر کرتا ہے جب کہ کمال ذات کا بطلان نہیں اور اِس سے زوال کے معنی آشکار ہوتے ہیں جیسا کہ کہتے ہیں شہر سے ظاہر ہوئے یعنی اُس سے بلند ہوئے، الوہیت کے لئے یہ امام کا قول ہے کہ الُوہیت کے لئے سِر ہے اگر ظاہر ہو تو الُوہیت کا بطلان ہے

علم اور معلوم

مسئلہ علم کو معلوم کے تغیّر سے تغیر نہیں لیکن معلوم کی طرف نسبت اور اُس کے تغیّر کے ساتھ تعلق ہے،

علم کے تعلق کی مثال یہ ہے کہ کوئی کہتا ہے زید آگیا اور وُہ آگیا تو اس کے متعلق علم ہو گیا کہ وُہ اِس حال میں موجود ہے۔ اور علم کا تعلق اُس کے ہونے کے آغاز سے زائل ہو گا۔

تغیّر لازم نہیں

اور تغیّر تعلق سے تغیّرِ علم لازم نہیں آتا اور ایسے ہی مسموع و مرئی

کے تغیر سے خواب اور سمع کا تغیر لازم نہیں آتا۔

مسئلہ ! ثابت ہُوا کہ علم کو تغیر نہیں ایسے ہی معلوم کو تغیر نہیں تو بے شک علم کا معدوم ہے اور یقیناً اس کی نسبت دو معلوم محقق امروں کے لئے ہے پس جسم معلوم ہے اُس کو تغیر نہیں اور جسم کے ساتھ اس کا قیام ملحق ہوگا ، اور نسبت کو بھی تغیر نہیں اور یہ شخصی نسبت ہے اُس شخص کے سوا کے لئے تو اس میں تغیر نہیں۔

اس مقام پر اصل میں ان چاروں کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں اور یہ تین اُمور متحقق ہیں۔

۱، نسبت ۲، منسُوب ۳، منسُوب الیہ

پس اگر کہا جائے کہ ہم تغیر کو منسُوب الیہ سے کیوں ملاتے ہیں۔
ہم کہتے ہیں جب کوئی امر اس کی طرف منسُوب دیکھتے ہیں تو بے شک اُس کی حقیقت کی حیثیت سے نہیں دیکھتے پس حقیقت غیر متغیر ہے، اور نہ ہی اس حیثیت سے دیکھتے ہیں جس سے وہ اُس کی طرف منسوب ہے پس ایسے ہی اس حقیقت کو بھی تغیر نہیں، اور بے شک اُس کی طرف اُس حیثیت سے دیکھتے ہیں جو اس کے حال کی طرف منسُوب ہے، پس اس کے علاوہ کو معلوم نہیں کہ وہ اس حالت میں اُس کی طرف منسوب ہو

میں کہتا ہوں یقیناً یہ زائل ہے پس اس کی اپنے منسوب سے جدائی نہیں اور یہ دوسرا دوسری نسبت سے منسوب ہے تو اس سے نہ علم کو تغیر ہے نہ معلوم کو، اور بے شک علم کے معلومات سے تعلقات ہیں یا معلومات

سے تعلق ہے جیسا چاہیں سمجھ لیں۔

علم تصورات واکتساب

مسئلہ: نظر فکری سے اکتساب کرنے والے کے لئے علم تصورات سے کوئی چیز نہیں پس اکتسابی علوم معلوم تصوری کا معلوم تصوری کی طرف نسبت کے سوا کچھ نہیں اور نسبت مطلقہ بھی علم تصورات سے ہے، تو جب اکتساب کی نسبت علم تصورات کی طرف ہو گی، تو یہ تیرے کون سے سُنے ہُوئے لفظ کے سوا کچھ نہیں بے شک اس پہ اُس طائفہ کی مدح صادق آتی ہے جس میں سے ہر ایک اُس کے معنی کو پہچانتا ہے لیکن ہر ایک اُس لفظ کو نہیں پہچانتا، اس پہ دلیل ہے پس اس کے لئے اِس لفظ پر اطلاق کرنے والے معنیٰ کے بارے میں پُوچھا جائے یعنی وُہ معنی جسے مسئول بہ پہچانتا ہے، تو اگر سائل کے پاس اِس معنیٰ کا علم اُس کی معنوی حیثیت سے نہ تھا اور اُس شخص کی مُراد کی معرفت کی طرف ملانے پر دلالت کرتا تھا اس کے لئے اس معنی کی اصطلاح وُہی ہو گی جسے وہ پہلے پہچانتا تھا اور کہتا تھا تو لا زمایہ تمام معنے اُس کی ذات میں مُرتکز ہو نگے جو پھر ایک حال کے بعد دُوسرے حال میں انانیت کے ساتھ منکشف ہوتے۔

مسئلہ: معلومات پر محیط علم کا وصف تناہی کا اِقتضا کرتا ہے جبکہ متناہی اِس میں محال ہے تو احاطہ محال ہے لیکن کہتے ہیں حقیقتاً علم معلوم پر محیط ہے۔ مگر معلوم احاطہ طریق کے ساتھ نہیں، تو بیشک علم یہاں ایک وجہ سے ہے اور من کل الوجوہ محیط نہیں

بصیرت و بصارت

مسئلہ: رؤیت بصیرت علم ہے اور رویت بصر حصُولِ علم کا راستہ تو اس

کیلئے الٰہ کا سمیع و بصیر ہونا تفصیلی ہے پس اس میں علم کیلئے دو حکم ہیں اور اس میں جو وقوعِ تثنیہ ہے وُہ مسموع و مبصر میں ہے۔"

ازل اور اوّل

مسئلہ: ازل تعریف سلبی صرف ہے اور یہ اولیت کی نفی ہے، پس جب ہم کہتے ہیں کہ اوّل الوہیت کا حق ہے تو یہ صرف مرتبہً ہے۔

مسئلہ: اشاعرہ نے تمام ماسوی اللہ کے حدوث پر دلیل بیان کی ہے اور ہم اس حدوث کو تسلیم کرتے ہیں جس حدوث کا وُہ ذکر کرتے ہیں۔

ممکن کا وجود

مسئلہ: ہر وُہ موجود ممکن جو بغیر ٹھکانے کے بنفسہ قائم ہے اُس کے وجود کے ساتھ نہ تو زمانے کا اجراء ہوتا ہے اور نہ ہی وُہ مکان طلب کرتا ہے۔

مسئلہ: ممکن کے اوّل ہونے میں اشعری دلیل دیتے ہیں بے شک وُہ اُس کے وجود کے زمانہ تقدّم و تاخر کی صورت میں جائز ہے، اِس مسئلہ مقدّر میں موجود نہیں پس اختصاص دلیل مختص پر ہے، پس یہ دلیل عدم زمان کے لئے فاسد ہے تو اِس دلیل سے اُس کا موجود ہونا باطل ٹھہرا۔

اگر کہا کہ: ممکنات کی وجود کی طرف نسبت یا وجود کی ممکنات کی طرف نسبت ماہیت کے اعتبار سے ایک ہی نسبت ہے اور ممکن کی حیثیت سے نہیں تو وجود کے ساتھ یہ بعض ممکنات کے ساتھ اختصاص سوائے اُن کے علاوہ ممکنات کے ہے اور اس پر اُن کی تخصیص کی دلیل ہے تو یہ تمام ماسوا اللہ حدوث ہے

مسئلہ: قائل کا قول کہ بے شک زمانے کی مدت متوہمہ حرکتِ فلک کو

قطع کرتی ہے ہمارے کلام کے خلاف ہے کیونکہ متوہم کا وُجود تحقیقی نہیں تو یہ اشاعرہ پر
مُمکنِ اوّل میں تقدیرِ زمان کا انکار کرتے ہیں، پس حرکتِ فلک لاشئ میں منقطع
ہے پس اگر دُوسرے نے کہا یہ فلک کی حرکت کا زمانہ ہے اور فلک متحیز ہے
تو سوائے متحیز کے حرکت قطع نہیں ہوتی ۔"

تشبیہاتِ مُمکنات

مسئلہ اشاعرہ کے دو بڑے گروہوں پر تعجب ہے اور یہ دونوں لفظِ
اشتراک میں غلطیوں کا مجسمہ ہیں وُہ اُسے تشبیہ کے لئے کیسے مقرر کرتے ہیں
اور تشبیہ نہیں ہوگی سوائے اُس کی مثل لفظ کے یا حرف کے دو امروں کے
درمیان صفت کافی ہے اور یہ نادرالوجود ہے ہر اُس تشبیہ سے جو کسی آیت اور
خبر میں قائم کی گئی،
پھر اشاعرہ نے تصوّر کر لیا کہ جسکی تاویل ہو سکے وُہ تشبیہ کے دائرہ سے خارج ہے اور یہ تشبیہ اجسام
سے تشبیہ معانی مُحدثہ سے الگ کے ساتھ منتقل کرنا ہے اِس کے سوا حقیقت محدث
میں نعوتِ قدیمہ کے لئے کچھ فرق نہیں، تو اسے ہرگز ہرگز تشبیہ سے مُحدثات
کے ساتھ مُنتقل نہیں کر سکتے۔

اِستواء کیسے ہے

اگر ہم اُنکی بات مان لیں تو استواء سے اعراض نہیں کر سکتے،
اور اُسے استواء کی طرف استقرار ہے کیونکہ وُہ اُس پر غالب ہے جیسا کہ وُہ
سیدھے ہیں اور بالخصوص عرش کا اسی نسبتِ استواء سے ذکر کیا گیا ہے،
اور تخت و مکان کے ذکر کے ساتھ غالب آنے کے معنی باطل ہو جاتے

ہیں پس ہم اُس کے استقرار کے معنوں میں تصرف

تشبیہ و تجسیم

ہم کہتے ہیں تشبیہ اُس کی مثل ہے جو استواء کے ساتھ واقع ہو استواء کے معنی وہ مستوی نہیں جو جسم ہو، اور استوا معقول و معنوی حقیقت تمام نسبت ہے جو اُسے ذات کی حقیقت سے عطا کئے گئے کے مطابق ہو اور ہمیں اِس کے ظاہر سے استواء میں تصرف کے تکلف کی ضرورت نہیں تو یہ واضح غلطی ہے جو پوشیدہ نہیں،

رہا ذات کی تجسیم کا سوال تو اُنہیں اہل ایمان اور اہل عقل ہونے کی صورت میں یہ حق نہیں پہنچتا کہ کسی ایک لفظ کے احتمال پر اس حد تک تجاوز کریں جبکہ اُس کا فرمان ہے لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ،

مسئلہ! جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فحشاء کے ساتھ حکم نہیں دیا ایسے ہی یہ اُس کی خواہش نہیں بلکہ قضاء و قدر سے کون مراد نہیں کیونکہ اُس کا فاحش یا بُرا ہونا اُس کے عین کے حکم میں نہیں بلکہ اِس میں اللہ کا حکم ہے اور اللہ کا حکم اشیاء میں غیر مخلوق ہے اور جو کچھ خلقت پر جاری نہیں ہو گا وہ مراد نہیں ہو گا تو یقیناً ہمیں اُس کی اطاعت لازم ہے اور ہم کہتے ہیں اطاعت کیلئے ارادہ سمع سے ثابت ہے عقل سے نہیں،

پس وہ فحشاء میں بھی ثابت ہے اور ہم نے اُسے قبول کیا ہے اور اُس پر ایمان لائے ہیں، جیسا کہ ہم اعمال کا وزن ہونا اور اُس کی صورتوں کو کسن و اعراض کے ساتھ کہتے ہیں، تو اس میں کوئی جھگڑا نہیں جس میں ہم اقتضائے دلیل پورا کرتے ہوئے اس کی طرف گئے ہیں،

امکان و وجوب

مسئلہ: عدم ممکن کے لئے اُس کے وُجود کے اعتبار سے ہمارا مقصود نہیں۔ لیکن عدم اُس کے وُجود حال سے حکماً ملا ہوا ہے اگرچہ وُجود نہ تھا اس لئے یہ عدم اس پر منطبق ہوگا اور نہ یہ مراد ہے لیکن وہ عدم جس کے وُجود کی حالت میں حکم ملا ہوا ہو اور عدم ممکن اُس کی ذات واجب الوجود کے مقابلہ میں مراد نہیں ہو سکتا اس لئے کہ مطلق عدم جو کہ ممکن ہے کے مقابلہ میں مرتبہ وجود مطلق کے لانا جائز نہیں اور یہ امر وُجود الوہیت کے لئے ہے دُوسرے کے لئے نہیں

مسئلہ: عقل میں وُجود قدیم کا گذر محال ہے پس اگر نہیں ہوگا تو سمع اور دُوسرے طریق سے نہیں ہوگا۔

وجود ممکن کے لئے تخصیص وجود کے لئے مقصود ممکن ہے لیکن یہ اُس کی نسبت کی حیثیت سے ہے جو دُوسرے ممکن سے جائز ہے تو یہ امر وجود ممکن کی حیثیت سے نہیں بلکہ ممکن مطلق کی حیثیت سے ہے جو مراد کے ساتھ ہے اور نہ اصل واقع کے ساتھ ہے سوائے ممکن کے ساتھ ہونے کے تو جب ممکن کے ساتھ ہے تو اُس کی حیثیت ممکن سے نہیں بلکہ اس کی نسبت کی حیثیت سے مراد ہوگا جو غیر نہیں۔

وُجود ہی ذات ہے ذات کا غیر نہیں

دلیل سبب مختص کے ثبوت پر دلالت کرے اور مثلاً اس میں اس مختص کی طرف نفی یا اثبات سے علی التوقیف منسوب ہونے پر دلالت ہو جیسا کہ ہمیں بعض دیکھنے والوں نے گفتگو کرتے ہوئے بتایا جو ہمارے اور اُن کے درمیان

جاری تھی تو ہم نے اُس پر اپنے گمان کے مطابق توقف کر لیا لیکن وُہ دلیل جو مُرسل کی طرف سے رسُول کے ثبوت پر دلالت کرے وُہ ہم رسُول سے نسبتِ الٰہیہ کو پکڑ بیں گے تو اس کے ساتھ ہم کیسے حُکم دے سکتے ہیں کہ ایسا ہے اور ایسا نہیں۔
اور اُس کے وُجود پر روشن دلیل ہے اور اُس کا وجود عین اُس کی ذات ہے اور اُس کی ذات کے اثبات کیلئے کسی چیز کیلئے دلیل کی ضرورت نہیں جبکہ اسکے علاوہ کسی چیز کیلئے دلیل کی ضرورت ہوتی ہے۔ بس وُہ موجود ہے اور اُسکے وُجود ذات کے علاوہ کچھ نہیں۔ مُمکن واجب بالذات کا محتاج ہے اور واجب کے لیے مُمکن کے علاوہ استغنائے ذاتی ہے۔ اُس کا نام اِلٰہ ہے اور اِس کا تعلق اُس کی ذات سے ہے اور تمام محقق حقائق سے ہے خواہ اُن کا وجُود ہو یا عدم۔

علم اسس کا تعلق ممکنات کے ساتھ اس حیثیت سے ہے جو اِن ممکنات پر ہے۔

اختیار! اس کا تعلق مُمکن کے ساتھ مُمکن کے ہونے سے پہلے علم کی حیثیت سے ہے۔

مشیئت! اِس کا تعلق ممکن کے تعیّن پر کسی جائز تخصیص کے ساتھ ہے۔

ارادہ! اِس کا تعلق ایجادِ کائنات سے ہے۔

قدرت! اس کا تعلق اُس کی کون کے لئے مکوّنِ پیدا کئے گئے، کی سماعت سے ہے۔

امر! اِس کی دو قسمیں ہیں بالواسطہ اور بلا واسطہ تو واسطوں کے ساتھ اُٹھنا لازماً نافذ الامر ہے اور بالواسطہ کے لئے نفوذ ضروری نہیں اور جب تک اللہ تبارک و تعالیٰ امر کے ساتھ کوئی چیز متوقف نہ کرے امر کے ساتھ عین حقیقت میں نہیں۔
اِس کا تعلق اسمارِ مکوّن کے ساتھ اُس کے کون سے لُوٹنے یا اُس کے ٹھہرتے

سے جو اُس سے صادر ہو ساتھ ہے۔

نہی ! اُس کی صُورت صُورتِ امر کی تقسیم میں ہے ! اس کا تعلق اُس تحصیل کے ساتھ ہے جس پہ وُہ ہے یا کائنات سے اُس کے سوا دُوسرا یا اُس کی اپنی ذات ہے۔

اخبار ! بے شک اِن کا تعلق کون کے ساتھ طریق یعنی چیز پر ہے۔

استفہام ! اس کا تعلق اُس کی طرف نزدل کی جہت پر صیغۂ امر کے ساتھ ہے۔

دُعاء ! اس کی طرف امر کے باب سے تعلّق ہے۔

کلام ! اس کا تعلق کلام کے ساتھ بغیر شرطِ علم کے ہے۔

سمع ! تو بے شک یہ سُننے والے کے تبع تعلّق فہم کے ساتھ متعلّق ہے۔

فہم ! اس کا تعلق کیفیتِ نوُر سے ہے اور جو اُس نے مرتبات سے حل کیا ہے !

بصر و رویّت ! اس کا تعلق ہر مُدرک کے ادراک کے ساتھ ہے اور سوائے اس کے ان تمام تر متعلقات کے ساتھ اس کا تعلق دُرست نہیں۔

حیات اور علین ! ان میں سے ہر ایک کا حقائق متعلقات اور اسمائے مُسمّیات سے تعدّدِ تعلّقات ہے۔

نورِ عقل اور نورِ ایمان

عقل کے لئے نوُر ہے جس سے وُہ مخصُوص امور کا اِدراک کرتی ہے اور ایمان کے لئے نوُر ہے جس کے ساتھ وُہ ہر اُس چیز کا ادراک کرتا ہے جس کا مانع قائم نہیں تو نورِ عقل کے ساتھ معرفتِ الُوہیت کی طرف اِتصال ہے جو اس کے ساتھ واجب اور جائز ہے اور جو اِس سے جائز نہیں وُہ حلال اور واجب نہیں

اور نورِ ایمان کے ساتھ عقل معرفتِ ذات کا ادراک کرتی ہے اور اُن تعریفوں کا ادراک کرتی ہے جو اُس کی ذات کی طرف حق منسوب ہیں ۔

کیفیات کی معرفت

مسئلہ ! ہمارے نزدیک وُہ معرفتِ کیفیت ممکن نہیں جو احکام ہیں سے ذات کی طرف منسوب ہے مگر منسوب اور منسوب الیہ ذاتوں کی معرفت کے بعد اور جس وقت اُس ذاتِ مخصوص کے لئے نسبتِ خاص کی کیفیت کی پہچان ہو جائے ممکن ہو سکتی ہے جیسا کہ اِستوا معیّت ، ہاتھ ، آنکھ اور اِن کے علاوہ ۔

مسئلہ ! نہ اعیان پھرتے ہیں نہ حقائق تبدیل ہوتے ہیں آگ کا کام حقیقتاً جلانا ہے صُورتاً نہیں ۔ پس اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ! اے آگ سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو جا ، تو یہ خطاب صُورت کو ہے ، اور یہ پتھر اور سنگریزے آگ کے ساتھ جلتے ہیں اور جب آگ اِن پر قائم ہو تو اِن کا نام آگ ہو گا اور یہ بُرودت کو بھی اُسی طرح قبول کرتے ہیں جس طرح حرارت کو قبول کرتے ہیں ۔

بقا حق تعالیٰ کے لئے ہے

مسئلہ ! بقا کا معنیٰ استقرار وجودی کا نام ہے دُوسرے پر نہیں اور نہ ہی یہ صفتِ زائدہ ہے جسے بقا کی احتیاج ہو اور یہ سوائے اشاعرہ کے مذہب کے مسلسل بیان کی گئی ہے ۔ تو اگر بقائے عرض ہے تو بقا کی محتاج نہیں اور یقیناً یہ امر بقائے حق تعالیٰ میں موجود ہے ۔

مسئلہ ! کلام کی یہ حیثیت کہ وُہ ایک ہو اور اس کے ساتھ مُتکلم میں تقسیم کرے کلام نہیں ، پس امر و نہی ، خبر و استخبار اور طلبِ کلام میں سب ایک ہیں ۔

اسم اور مسمّیٰ

مسئلہ! اسم، مسمّیٰ اور تسمیہ میں اختلاف لفظی ہے۔ رہا اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ فرمان کہ تیرے رب کا نام برکت والا ہے اور تیرے رب کے نام کی تسبیح ہے تو یہ دشمن کی سرزمین کی طرف مصحف کے ساتھ سفر کرنے کے لئے ہے، اور اسماء کے ساتھ مسمّیٰ کی حجت میں قول مسمّیٰ کا اسم ہونے پر ہے پس لوگوں کے معبود اور بندوں سے نسبت الوہیت اس پر حجت نہیں کہ اسم ہی مسمّیٰ ہے اگر ہوگا تو وہ لغت اور وضع کے حکم میں ہوگا معنے کے حکم میں نہیں۔

مسئلہ! ممکنات کا وجود ذاتی اور عرفانی کمال کے مرتبوں کے لئے ہے غیر نہیں

معلومات کا انحصار

ظاہر و باطن کے حسن میں معلومات کا انحصار ادراک کی حیثیت سے ہے اور یہ ادراک ذاتی بدیہی ہے اس سے عقل مرکب نہیں خواہ معنیٰ خیال میں ہو خواہ صورت خیال میں سوائے خاص صورت کے مرکب نہیں، پس عقل اس کا ادراک کرے گی جو قوتِ خیال کی بجائے مرکبِ خیال میں ہو، اگر اس کے بعض کا تصور کیا جائے جو عقل اور قدرتِ خداوندی کے راز سے مرکب ہے تو یہ ان تمام سے خارج ہے پس یہاں توقف کرو۔

حسن و قباحت ذاتی کیا ہے

حسین و قبیح کیلئے ذاتی چیز ہے مگر اس میں سے ذاتی اچھائی برائی کیلئے جس کا نظر کے ساتھ ادراک کیا جاسکے، اور یہ اچھائی یا برائی اس کے کمال یا نقص،

غرض اور نرمیٔ طبع، یا اُس کی منافرت و وضع کی بنا پر دیکھے جائے گی اور ایک اچھائی یا بُرائی کا اِدراک سوائے منجانب حق کے لئے نہیں کیا جاسکتا وہ شریعت ہے۔"

اور جب کسی چیز کو اچھی یا بُری کہتے ہیں تو شریعت میں یہ خبر ہے حکم نہیں اور اِس میں جو بات کہتے ہیں زمانے اور حال اور شخص کی شرط پر کہتے ہیں، تو اِس میں ہماری شرط اِس حکم سے ہے جو قتل کے سِلسلہ میں کہتے کہ اِس کے لئے دیت یا قصاص یا حسنہ ہے، یا سفاح و نکاح کی صُورت میں ذکر کا فرج میں داخل کرنا پس ایلاج یعنی ایک دُوسرے سے ملاپ کی حیثیت ایک جیسی ہو گی تو اگر اختلافِ زمان ہے اور لوازمِ نکاح موجود نہیں تو یہ امر سفاح میں داخل ہے اور کسی چیز کی حلالیت کا زمانہ اُس کی حُرمت کا زمانہ نہیں اگرچہ ایک زمانے میں زید کی حرکت عین حرام تھی مگر دُوسرے زمانے میں اُس سے یہ حرکت نہیں ہوتی اور نہ ہی عمرو کی یہ حرکت وہ حرکت ہے جو زید سے سرزد ہوئی تو قبیح وُہ ہے جو کبھی حُسن نہیں ہوا کیونکہ یہ حرکت یا اچھائی سے موصوف ہوگی یا بُرائی سے جو کبھی اعادہ نہیں کرتی، تو بیشک اِس کا حق تعالیٰ کو علم ہے کہ اچھا کیا ہے اور بُرا کیا ہے اور ہم نہیں جانتے، پھر کسی چیز کا قبیح ہونا اُس کے اثرات کے قبیح ہونے سے ہے اور کسی چیز کا اچھا ہونا بھی اُس کے اثرات کی اچھائی سے ہے، جیسا کہ صداقت اچھی چیز ہے مگر کسی موقعہ پر اُس کے اثرات بُرے مُرتب ہوتے ہیں ایسے ہی جھُوٹ جو بُری چیز ہے مگر کسی موقعہ پر اُس کے اثرات اچھے ہوتے ہیں، تو تحقیق سے جو تجھے ہم نے پہنچایا اس پر حق پالے۔"

دلیل کی نفی مدلول کی نفی نہیں

مسئلہ: دلیل کی نفی مدلول کی نفی کو مستلزم نہیں تو اِس پر حلولی کا قول

درست نہیں کہ اگر اللہ کسی شے میں تھا جیسا کہ عیسٰے علیہ السلام میں احیاء موتیٰ کیلئے۔

قضا اللہ کا حکم ہے

مسئلہ ۱ قضاء پر راضی ہونے والے کا فیصلہ قضا پر راضی ہو اور ہمیں اس کا حکم دیا ہے کہ اس پر راضی ہو لاجو قضا عمل میں آچکی ہے اس پر راضی ہونا ضروری ہے۔

اختراع اور مخترع

مسئلہ ۱ اگر اختراع حدوث کے ساتھ ارادہ کیا گیا اختراع کرنے والے کی ذات کے معنوں میں ہے اور وہ اختراع کی حقیقت ہے تو یہ اللہ تبارک و تعالیٰ پر محال ہے، اور اگر اختراع حدوث کے ساتھ ارادہ کیا گیا وجود میں اس کی پہلی مثال کے بغیر ہے جو اس میں ظاہر ہے تو بے شک اختراع کے ساتھ اس کا وصف بیان ہو سکتا ہے۔

واجب اور ممکن کا ارتباط

مسئلہ ۱ اللہ تبارک و تعالیٰ کا عالم کے ساتھ ربط واجب کے ساتھ ممکن کا اور صانع کے ساتھ مصنوع کا ارتباط ہے، تو عالم کے لئے یہ مرتبہ ازل سے نہیں یقیناً یہ مرتبہ ذات کے لئے واجب ہے اور ذات اللہ تبارک و تعالیٰ ہے اور اس کے ساتھ کوئی چیز نہیں خواہ عالم موجود ہو خواہ معدوم، اللہ تبارک و تعالیٰ اور عالم کے درمیان جو وہم ہے وجود ممکن اس میں تقدم و تاخر کی قدرت نہیں رکھتا پس وہم باطل ہے اور اس کی کچھ حقیقت نہیں، اس لئے ہی ہم میں

حدوثِ عالم کی دلالت کے بارے میں نزاع ہے برخلاف اس کے اس کی طرف اشارہ میں کوئی نزاع نہیں جیساکہ ہم نے اس کے متعلقات میں ذکر کیا ہے۔

عِلم، عالم اور معلوم

علم کا تعلق معلوم کے ساتھ اس امر میں لازم نہیں کہ نفسِ عالم معلوم حاصل ہو جائے اور یقیناً علم کا معلومات کے ساتھ تعلق معلومات کے وجود و عدم کی حیثیت سے ہے اور کہنے والے نے کہا اس کے لئے بعض معلومات کے وجود میں چار مرتبے ہیں، ذہنی، عینی، لفظی اور خطی اگر ذہن سے علم مراد ہے تو غیر مسلّم ہے اور اگر ذہن سے مراد خیال ہے تو مسلّم ہے، لیکن ہر معلوم میں تخیلِ خاص ہے اور ہر عالم میں تخیل ہے مگر یہ سوائے خاص ذہنی کے درست نہیں کیونکہ لفظی اور خطی صورت عین مطابق نہیں، جیساکہ لفظ اور خط دلالت و تفہیم کے لئے دو موضوع ہیں تو ان کا صورت پر صورت کی حیثیت سے نزول نہیں ہوتا اگر زید لفظی اور خطی ہے تو بے شک یہ زا۔ یا اور دال رقم ہوگا یا لفظ اس کے لئے نہ دایاں ہے نہ بایاں نہ جہت ہے نہ آنکھ نہ سمع اس لئے ہم کہتے ہیں کہ لفظ اور خط صورت کی حیثیت سے نہیں دلالت کی حیثیت سے نزول کرتے ہیں۔ ایسے ہی جب ان میں مشارکت واقع ہوگی تو دلالت باطل ہو جائے گی۔

پھر اس میں ہمیں لغت، بدل اور عطف بیان کرنے کی احتیاج ہوگی۔

اور ذہنی میں ہرگز مشارکت نہیں ہوتی پس اس پر غور کریں۔

تین سو ساٹھ وجوہات

مسئلہ: عالم میں وجوہ معارف سے عقل کے لئے کیا ہے اس پر ہم نے

کتاب معرفتِ اول میں حصر کرنا چاہا تو ہمیں خبر دی گئی کہ اِس کا حصر کہاں ہو سکتا ہے چنانچہ جاننا چاہیئے کہ جنابِ حق العزیز سے تین سو ساٹھ وجہوں کے مقابل میں عقل کے لئے تین سو ساٹھ وجہیں ہیں اور اس سے ہر وجہ علم کے ساتھ بڑھتی ہے اُسکی دوسری وجہ بیاں نہیں کی جاتی، پس جب عقل کی وجوہ کو اخذ کی گئی وجوہ سے مثال دی جائے گی تو اس سے عقل کے لئے لوحِ محفوظ پر مسطور یہی علوم نکلیں گے اور لوحِ محفوظ نفس ہے۔

اس امر کا ذکر ہم نے کشفِ الٰہی سے کیا ہے اِس کے لئے عقلی دلیل سے حُجت نہیں تو اس کے قائل سے بغیر دلیل کے اُس کے مصادر سے سیکھتا ہے تو یہ اِس سے اُولیٰ ہے۔ پس اگر حکیم اس نظر میں دعویٰ کرے تو اس کے ساتھ داخل ہے، ہم نے عیون المسائل فی دُرۃ البیضاء میں اس کا ذکر کیا ہے کہ وُہ عقل اوّل ہے اور یہ جس کا ہم نے ذکر کیا ہے اِس پر دخل لازم نہیں۔ تو ہم جو اُسکی نظر کا دعویٰ کرتے ہیں اور جو اُس کی تعریف کا دعویٰ کرتے ہیں اگر منکر قائل کی غایت اِس کی تکذیب ہے تو اُس کے پاس اِس کے سوا کچھ نہیں جیسا کہ اس کے لئے مومن کہتا ہے یہ صدق ہے، تو یہ ہمارے اور قائلیں اعتبارات ثلاثہ کے درمیان فرقان ہے۔ اور اللہ ہی کے ساتھ توفیق ہے۔

مُمکن کیا ہے

مسئلہ ہر مُمکن کے لئے جو کچھ بھی عالمِ خلق سے ہے اُس کے لئے دو پہلو ہیں ایک وجہ اُس کا سبب اور دُوسری وجہ من جانب اللہ ہے۔ تو ظلمت اور حجاب سبب کے باعث اور نُور و کشف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اور ہر مُمکن عالمِ امر سے ہے تو اُس کے لئے حجاب کا تصوّر نہیں کیونکہ وُہ یک وجہ یعنی محض سبب

سے ظہور میں نہیں آیا پس وُہ نورِ محض ہے اور خالص دین اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے ہے۔

ارادۂ الٰہی کا مفہوم

مسئلہ: قدرت کے متعلق ایجاد پر عقلی دلیل دلالت کرتی ہے اور کہا حق اُس کی ذات سے ہے بے شک وجود کا واقع ہونا امرِ الٰہی سے ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا بیشک چیز کے لئے ہمارا فرمان ہے "اِذَآ اَرَدْنٰہُ اَنْ نَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ" یعنی جب ہم اُس کا ارادہ کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہو جا تو وُہ ہو جاتی ہے، تو لازمادہ جو امر کے متعلق ہے اُسے بھی دیکھتا ہے اور اُسے بھی دیکھتا ہے جو قدرت کے متعلق ہے، یہاں تک کہ سمع اور عقل جمع ہو جاتے ہیں تو اُنہیں حکم ماننے کے لئے کہا جاتا ہے تو یقیناً اُس کے حکم فیکُون کے مطابق واقع ہو جاتا ہے اور اُس کے ساتھ مامور ہے، بے شک وُہ وجود ہے تو دو ممکنوں میں سے ایک کے ساتھ تخصیص ارادہ کا تعلق ہے، اور وُہ موجود ہے پس دو ممکن کے ساتھ قدرت کا تعلق ہے تو اُس ایجاد میں اُس کے اثرات ہیں، اور یہی وجود و عدم کے مابین معقول حالت ہے۔

پس خطاب بالامر کا تعلق اِس کے ہونے کے ساتھ عین مختص کے لئے ہے تو وُہ فرماں برداری کرتا تھا تو ممکن کے لئے نہ عین ہے اور نہ ہی اُس کے لئے وصفِ وجود ہے جو اِس عین الامر پر وُجود کے ساتھ متوجہ ہوتا جب وُجود واقع ہُوا تھا اور کُن کی شرح میں نہی المراد کہنا درست نہیں۔

نسبتِ سلبیہ

مسئلہ: معقولیت اوّلیہ واجب الوجود کی وجود سے غیر کے ساتھ نسبت

سلبیہ وجوبِ مطلق کا ہونا ہے، جب یہاں اُس کا قدم جائز ہو گا تو وُہ ہر مقید کے لئے اوّل ہے، اُس کے لئے بحیثیتِ واجبِ مطلق انحلال نہیں"

فیکون! پس ہو جاتا ہے مگر یہ بنفسہ محال ہے اور اگر اس کے ساتھ قائم ہے اِس سے وجُوہ کے لئے محال ہے"

اگر وُہ بنفسہٖ قائم ہے اور اس سے واجبِ مطلق کے لئے لازم نہیں آتا، اگر بہ اُس کے ساتھ محتاجی سے قائم ہے تو ہو جاتا ہے اور اگر بذاتہ قائم کرنے والا ہے تو محال ہے یا اُس کے لئے مرتبہ قائم کرنے والا ہے تو یہ بھی محال ہے،

نسبت وضعیہ

واجبِ مُطلق کے لئے نسبت وضعیہ مَعقولیتِ نسبتی ہے، سوائے اس کی طرف انتساب کے عقل اِس کو نہیں سمجھ سکتی تو اس اعتبار سے اوّل ہے" اور اگر قدرت ہو!

جب تک متعلّق کو نہ پائے نسبتِ اوّل کی نفی کے لئے مُمکن کے ہاں قوّت و فعل کا وجود نہیں،

جاننا چاہیئے کہ مُمکنات اپنے مُوجد کو نہیں جانتے سوائے اُس کی حیثیت سے تو اُس کی ذات کو جاننا اور اُس کو جاننا جو اُس سے اُس کے علاوہ ہے دُرست نہیں، کیونکہ علم چیز کے ساتھ اُس کے احاطہ کا اِذن دیتا ہے اور اُس سے فارغ ہو جاتا ہے جبکہ یہ امر جنابِ باری تعالیٰ میں محال ہے"

پس اُس کو کسی کا جان لینا محال ٹھہرے گا اور اُسے جان لینا دُرست نہیں کیونکہ بعض نہیں، تو سوائے اس کے علم باقی نہیں جو اُس سے اُس کے ساتھ ہے اور جو اُس سے ہو گا وُہ تُو ہے اور تُو معلوم ہے، پس اگر کہا ہم جانتے ہیں

اگر کوئی کہے وُہ ایسا نہیں تو یہ بھی علم ہے اِس کا جواب دیں گے۔

مسئلہ! ہم نے کہا تیری تعریفوں سے اس کا تجرد ہے اس لئے وُہ نفیٔ مشارکت کی دلیل کا اقتضاء کرتا ہے، تو جو ذات تیرے علم میں نہیں تیرے نزدیک اُس کا امتیاز اِس حیثیت سے ہے جو کچھ اُس کی ذات لئے معلوم ہے، تیرے لئے یہی تمیز عدم صفات ثبوتیہ فی نفسہ اُس کے لئے ہے پس وُہ غور کریں جو نہیں جانتے "اور کہہ اے میرے پروردگار میرا علم زیادہ کر،"

اگر اُس کے لئے علم ہے وُہ نہیں ہوگا اگر تیرے لئے جہل ہے تُو نہیں ہو گا، تو اس کا علم تیرے پانے اور تیرے عجز کے ساتھ اُس کی عبادت کرنے سے ہے پس ھُوَ ھُوَ اُس کے لئے ہے تیرے لئے نہیں اور انتَ انتَ تیرے لئے ہے، اور تیرے لئے اُس کے ساتھ وُہی ربط ہے جو دائرے کے ساتھ دائرہ کے نقطے کا ہوتا ہے، ایسے ہی ذاتِ مطلق کا تیرے ساتھ ربط الوہیتِ ذات کا ربط نہیں بلکہ یہ رابطہ ایسے ہے جیسے دائرے کا نقطے سے،

رویت باری تعالیٰ

مسئلہ! اُس کی ذات سبحانہ کو ہمارا دیکھنا حق ہے اِس کے متعلق اور اُس کے اضافات و سلوب کے ساتھ الٰہ ہونے کے اثبات کے ساتھ ہمارے علم کے متعلق، تو اس کے متعلق اختلاف ہے، تو رویت میں نہیں کہتے بیشک وُہ علم میں مزید روشنی ہے اختلافِ متعلق کے لئے اور اگر اُس کا وجود عین اُس کی ماہیت ہے تو انکار نہیں بے شک اُس کا موجود ہونا غیر معقولیت، معقولیتِ ذات ہے"

عدم شر محض ہے

بے شک عدم محض شر ہے اور بعض لوگ اسے نہیں سمجھ سکتے اور اس کلام کی حقیقت بہت مشکل ہے اور یہ علمائے متقدمین و متاخرین میں سے بعض علمائے محققین کا قول ہے۔

اور ہم سے ظلمت و نور کی منزلوں میں بعض مسافران حق نے طویل کلام میں کہا بے شک خیر وجود میں ہے اور شر عدم میں ہے،

ہمیں علم ہے کہ بیشک حق تعالیٰ کیلئے بغیر قید کے اطلاقِ وجود ہے اور یہ خیر محض ہے اس میں شر نہیں بمقابلہ اطلاقِ عدم کے وہ شر محض ہے، اس میں خیر نہیں تو یہ اُن کے اس قول کے معنی ہیں کہ عدم محض شر ہے

اہل اللہ کا عقیدہ

مسئلہ بیشک اللہ تعالیٰ کیلئے جائز ہے اگر ایجادِ امر کرے یا نہ کرے حقیقت کی جہت سے نہیں کہتے تو اگر اُس کا فعل اشیاء کے لئے ہے تو ممکن اس طرف نظر کے ساتھ نہیں اور نہ ہی ایجاب موجب کے ساتھ ہے ولیکن کہتے ہیں کہ امر جائز ہے اگر ایجاد ہو اور جائز ہے اگر نہ ایجاد ہو تو یہ مرجح کی طرف محتاج ہے اور مرجح اللہ تبارک و تعالیٰ ہے۔

اور بے شک ہم سے شریعت اقتضاء کرتی ہے کہ ہم نے اُس میں جو کچھ دیکھا اُس میں تناقض نہیں جو ہم اُسے کہتے ہیں۔

تو جو شخص حق میں کہتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ اُس کے لئے ویسا ہی واجب کر دیتا ہے اور ویسا ہی حلال کر دیتا ہے اور ایسے ہی اس پر جائز نہیں کہتے

تو یہ عقیدہ مخصوص اہل اللہ کا ہے، رہا خلاصۃ الخاص فی اللہ تعالیٰ کا عقیدہ تو اُن کا حکم اِس کے اُوپر ہے، اس کے لئے ہی اِس کتاب میں میں نے اِس اس اعتقاد اور اس عقیدہ کو بکھیرا ہے جس سے اکثر عقول محجُوب ہو جاتے ہیں اور اُس کی عدم تجرید کے ادراک سے افکار قاصر آجاتے ہیں"

کتاب کا مقدّمہ پُورا ہُوا اور یہ کتاب کے علاوہ ہے جو چاہے اِس میں سے لکھے جو چاہے چھوڑ دے اور اللہ تعالیٰ ہی حق کہلاتا ہے اور وہی راستہ دکھاتا ہے۔

الحمد اللہ تیسری جُز تمام ہوئی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

باب اوّل

معرفتِ رُوح کے بیان میں جس کی تفصیل اِس کتاب میں مسطور ہے اور جو میرے اور اُس کے درمیان اسرار تھے وُہ یہ نظم ہے ،

قلت عند الطواف كيف أطوف	وهو عن درك سرنا مكفوف
جلمد غير عاقل حركاني	قيل أنت المحير التلوف
انظر البيت نوره يتلالا	لقلوب تطهرت مكشوف
نظرته بالله دون حجاب	فبدا سره العلی المنيف
وتجلى لها من اُفق جلالی	قمر الصدق ما اعتراه خسوف
لو رأيت الولى حين يراه	قلت فيه سيده ملهوف
يلثم السرّ فى سواد يمينى	أى سرّ لو انه معروف
جهلت ذاته فقيل كثيف	عند قوم وعند قوم لطيف
قال لی حين قلت لم جهلوه	انما يعرف الشريف الشريف
عرفوه فلازموه زمانا	فتولاهم الرحيم الرؤف
واستقاموا فليس قط فيهم	عن طواف بذاته تحريف
قسم فبشر عنى مجاور بيتى	بأمان ما عنده تخويف
ان أمتهم فرحتهم بلقائی	أو يعيشوا فالثوب منهم نظيف

میں نے طواف کے موقعہ پر کہا اُس کا طواف کیسے ہو جو ہمارے راز کے ادراک سے قاصر اور میری حرکات کا شعور نہ رکھنے والا پتھر ہے۔

کہا! تو محیر المتلوف یعنی دیوانہ ہے،

بیت اللہ شریف کا چمکتا ہُوا نور دیکھ جسے دِلوں کی طہارت و پاکیزگی کے لئے کھولا گیا ہے۔

اِس کے لئے اُفقِ جلالی سے تجلّی ہے اور اِس کے صدق کا چاند بے گہن ہے۔

اگر تجھے دوست کو دیکھنا ہے جب وُہ دیکھے۔

میں نے کہا! اس میں اس کے لئے دائمی غمزدگی ہے۔

رُکنِ یمانی کے راز کو چوم لے اُس راز کو جو جانا پہچانا ہے،

جب میں نے اُس کی ذات کو نہ پہچانا تو بعض نے اُسے کثیف کہا اور بعض نے اُسے لطیف کہا اور شریف ہی شریف کو پہچانتا ہے۔

جو اُسے پہچانتے ہیں اُس کو دیر تک پکڑے رکھتے ہیں، اُن کی رؤف و رحیم سے دوستی ہے۔

وُہ صاحبِ استقامت ہیں وُہ طوافِ کعبہ سے اُس کی ذات کے ساتھ ہرگز تحریف نہیں دیکھتے۔

اُٹھ! میری طرف سے بیت اللہ شریف کے ہمسائے کو بشارت دے کہ وُہ امان کے ساتھ ہے اور کعبہ شریف کے نزدیک خوف نہیں،

بے شک اِن میں سے لوگ میری بقاء کے ساتھ اُس سے فرحت پاتے ہیں

جو اِس طرح زندہ ہیں کہ اُن کا لباس پاکیزہ ہے

کیا زندہ مُردے کا طواف کرتا ہے

اُے حامیم اُے دوست اور کریم نے پسندیدہ جان رے کہ جب میں حرکات وسکنات رُوحانیہ کے معدن مکۃ البرکات میں پہنچا اور میرا وہی حال تھا جو بیت العتیق شریف کا طواف کرتے ہُوئے بعض اوقات ہوتا ہے۔ ہم طواف کے دوران تسبیح وتحمید اور تکبیر وتہلیل کرتے ہُوئے کبھی رُکن کو چُومتے اور کبھی مُلتزم کا التزام کرتے جب ہم حجرِ اسود کے پاس پہنچے تو ایک مبہوت نوجوان سے ملاقات ہُوئی جو خاموش مُتکلم زندہ نہ مردہ اور محاط ومحیط کا مُرکب بسیط تھا۔

اُسے بیت اللہ شریف کا طواف کرتے ہُوئے دیکھا جیسے زندہ مردے کا طواف کرتا ہے میں نے اُس کی حقیقت اور اُس کے مجاز کو پہچان لیا اور جان لیا کہ بے شک بیت اللہ شریف کا طواف ایسے ہے جیسے جنازہ پر نماز پڑھی جائے چنانچہ مُردوں کے ساتھ زندوں کے طواف کے وقت مذکورہ بالا نوجوان سے اُس کے جو اشعار سُنے وُہ یہ ہیں،

ولما رأيت البيت طافت بذاته	شخوص لهم سر الشريعة غيبي
وطاف به قوم هـم الشرع والحجا	وهم كحل عين الكشف ماهم به عمي
تعجبت من ميت يطوف به حي	عزيز وحيد الدهر مامنه شي
تجلى لنا من نو ر ذات مجله	وليس من الامـلاك بل هـو أنسي
تيقنت أن الامر غيب وأنه	لدى الكشف والتحقيق حي ومرئي

جب میں نے دیکھا کہ کعبے شریف کا طواف بذاتہ ایسے اشخاص کر رہے

جن کے لئے شریعت کا غیبی راز ہے۔

اور طواف کرنے والے وُہ لوگ ہیں جو نابینا نہیں بلکہ کشف کی آنکھ کا سرمہ ہیں تو مجھے تعجب ہُوا کہ ایسا عزیز اور وحید العصر زندہ مُردے کا طواف کر رہا ہے جس کی مثال نہیں "

چُنانچہ، ہمیں نورِ ذات کی اُس تجلی سے نوازا گیا جو کعبے کو ضیا بار کرتی ہے اور یہ فرشتہ نہیں بلکہ انسان ہے "

بعد ازاں، مجھے یقین ہو گیا کہ یقیناً یہ امرِ غیب سے ہے اور میرے سامنے کھلا ہُوا ہے اور تحقیق وُہ زندہ اور مرئی ہے۔

میں کہتا ہُوں ان اشعار کے موقعہ پر اموات کے بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے بیتِ مکرّم کی حقیقت مجھ پر ظاہر کر دی گئی۔ بجلی کی زبردست چمک نے میری آنکھوں میں چکاچوند پیدا کر دی اور مجھے زجر و توبیخ کرتے ہُوئے کہا گیا! مرنے سے قبل بیت اللہ شریف کے راز کی طرف دیکھ لے، میں نے مُطیفین و طائفین کو پتھروں کے ساتھ چمکتے ہُوئے پایا۔

وُہ اُنہیں کعبہ شریف کے پردوں کے پیچھے سے دیکھ رہا تھا تو میں نے اُسے چمکتا ہُوا دیکھا پس اُس کے لئے عالمِ مثال میں فی البدیہہ یہ شعر پڑھے "

أری البیت یزھو بالمطیفین حوله	وما الزھو الا من حکیم له صنع
وھـ ـذا جماد لا یحس ولا یری	ولیس له عقـل ولیس له سمع
فقال شعیص ھـذه طاعـة لنا	قـدًا تبنها طول الحیاة لنا الشرع
فقلت له ھـذا بلاغك فاستمع	مقالة من أبدی له الحکمة الوضع
رأیت جمادا لا حیـاة بذاته	ولیس له ضر ولیس له نفع
ولکن لعین القلب فیه مناظر	اذا لم یکن بالعین ضعف ولا صدع

یراه عز بزا ان نجلی بذاته ولیس لمخلوق علی حمله وسع
فکنت أباحفص وکنت علینا فی العطاء الجزل والقبض والمنع

بیت اللہ شریف کی طرف دیکھو اس کا گرد اگرد مُطیفین کے ساتھ چمک رہا ہے اور اِس کی یہ چمک اِس کے حکمت والے صانع کے سوا نہیں۔

ایک شخص نے کہا! یہ جمادات نہ محسوس کر سکتا ہے اور نہ دیکھ سکتا ہے، نہ اِس کے لئے عقل ہے اور نہ یہ سُن سکتا ہے"

ایک شخص نے فرمایا، ہمارے لئے یہ اُس کی اطاعت ہے اور بیشک شریعت میں اِس کے لئے طویل زندگی ثابت ہے،

میں نے کہا! آپ کا یہ پُر حکمت ابدی قول پہنچا تو سُن لیا۔

فرمایا! تو نے جمادات کو دیکھا اِس کے لئے نہ ذاتہ زندگی نہیں اور نہ ہی یہ نفع یا نقصان دے سکتا ہے،

لیکن دِل کی آنکھ کے لئے اِس میں مناظر ہیں جب کہ آنکھ ضُعف اور بیماری کا شکار نہ ہو"،

اَے عزیز! اُس کی تجلّی کو اُس کی ذات کے ساتھ دیکھ مخلوق اِس کی وسعت کا حمل نہیں کر سکتی"

تُو ابا حفص یعنی حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہما، کا عکس بن جائے گا اور ہماری طرف سے خیر کثیر عطا کرنا اور رد کنا ہے۔

وُہ نوجوان کون تھا؟

وصل ! پھر مجھے اُس نوجوان کے مرتبے کی اطلاع دی گئی اور بتایا گیا

کہ وُہ مکان زمان و مکان سے مُنزہ ہے،

پس جب میں نے اُس کے مرتبے اور اُس کے نزول اور اُس کے وجود میں مکان اور ٹھکانے اور اُس کے احوال کو پہچان لیا تو میں نے اُس کی دائیں طرف بوسہ دیا اور اُسکی پیشانی کے پسینے سے مسح کرتے ہوئے کہا آپ اپنی مجالس کے طالب اور اپنی موانست میں راغب کی طرف دیکھیں۔

پس ایسا اور پیچ دار کلام سے اشارا کیا تو بے شک وُہ کلام کو پھاڑ دینے والا تھا خواہ ایک بات بھی بغیر رمز کے نہ کی جائے، جب میں نے اپنا راز اُسے بتا دیا اور محقق کر دیا اور سمجھا دیا تو میں نے جان لیا کہ فصحار کی فصاحت اُس کا ادراک نہیں کر سکتی اور نہ بُلغاء کی بلاغت اُس کے نطق تک جا سکتی ہے تو میں نے اُسے کہا اے بشارت اور یہ خیر کثیر دینے والے میں آپ کی اصطلاحوں کو پہنچانا چاہتا ہوں اور مجھے کیفیت حرکات کی مفتاح پر واقفیت بہم پہنچائیں، میں چاہتا ہوں کہ آپ سے مذاکرات کروں اور چونکہ آپ میرے کفو نظر ہیں اس لئے چاہتا ہوں کہ آپ سے رشتہ داری کا شرف حاصل کروں اور وُہ تیری ذات میں نازل اور امیر ہے، اور اگر آپکی حقیقت مجھ پر ظاہر نہ ہوتی تو آپکو نہ پا سکتا"

کچھ ایسے ناظرہ چہرے ہیں مجھے اُن سے مطلع کریں۔ پس اُس نے اشارا کیا تو میں نے جان لیا اور مجھ پر اُس کے جمالِ حقیقت کی تجلی پڑی تو میں نے سمجھ لیا،

پس وُہ میرے ہاتھ میں گر پڑا، اور مجھ پر غالب آگیا قریب تھا کہ میں بے ہوش ہو جاتا خوف کی وجہ سے میرا جسم کانپنے لگا،

اور اس کے ساتھ امین ملائکہ کا نزول ہوا بے شک اہل علم بندوں میں سے جو اللہ سے ڈرتے ہیں اس سے دلیل مقرر کی اور اس سے معرفت کی طرف علم کا راستہ حاصل کیا،

پس میں نے کہا! مجھے اپنے بعض اسرار سے مطلع کریں یہاں تک کہ اپنے من جملہ احبار کے ہونے سے، "تو فرمایا! میری مشیت کی تفصیل اور ماہیت کی ترتیب کی طرف دیکھ تو مجھ سے جو سوال کرتا ہے اُس سے رقم پائے گا،

تو بے شک میں نہ متکلم ہوں نہ کلیم میرا علم میرے سوا نہیں اور نہ ہی میری ذات میرے اسمار کی غیر ہے"

میں علم، معلوم اور علیم ہُوں، میں حکمت، مُحکم اور حلیم ہُں"

پھر مجھے فرمایا میرے پیچھے پیچھے طواف کر اور میرے چاند کے نور کی طرف دیکھ یہاں تک کہ تو میرے ظہور سے وُہ چیز اخذ کرے جسے تو اپنی کتاب پر لکھ سکے اور لکھنے والے پر املا کر سکے،

اور وُہ تمام چیزیں مجھے بتا دینا جو تو دوران طواف مشاہدہ کرے جنہیں ہر طواف کرنے والا نہیں دیکھ سکتا تاکہ مجھے تیری ہمت اور تیرا مقصُود معلوم ہو جائے اور جو تجھ سے معلوم ہو جائے اُس کا میں ذکر کر سکوں،

تو میں نے جواب دیا اَے شاہد و شہود میں تجھے اُن چیزوں کے ذریعہ سے پہچانتا ہُوں جن سے میں نے وجود کے اسرار معلوم کئے ہیں جو انوار کے غالیچوں پر رقصاں ہیں اور تیز نظروں سے ٹکٹکی لگائے پردوں کے پیچھے سے دیکھ رہے ہیں جن پردوں کو اللہ تعالیٰ نے اُٹھا لیا ہے اور اُن کا نام موضوع رکھا ہے

چنانچہ ذات لطیف کی طرف نظر کرنا اور اسے نہ پانا میرے لئے

باعثِ عزت ہے۔

فوصفه ألطف من ذاته وفعله ألطف من وصفه
وأودع الكل بذاتي كما أودع معنى الشئ في حرفه
فالخلق مطلوب لمعنى كما يطلب ذات المسك من عرفه

اُس کا وصف اُس کی ذات سے لطیف تر ہے اور اُس کا فعل اُس کے وصف سے لطیف تر ہے،

ہر چیز اُس کی ذات کی طرف لوٹتی یا متوجہ ہے جس طرح کسی چیز کے معنی اُس کے حرف میں محفوظ معنی کے لئے مطلوب ہیں جیسا کہ کستوری اپنی خوشبو کی وجہ سے پہچانی جاتی ہے۔

اگر کوئی چیز اپنے اقتضائے حقیق سے متوجہ ہوئے بغیر اُس کی طرف طریقت سے واصل ہونا چاہے تو اِس سے اُس کے مشرب میں بُنمنا نہیں پایا جاتا اور نہ ہی یہ اُس کی معرفت کی طرف میلان کرتی ہے۔

اب میں اپنے مقصد اور اُسکی غایت کی طرف لوٹتا ہوں پس دقت وصول دائرہ کھولنے میں اُس کے انتہائی وجود اور ابتدائی نقطہ کی طرف پرکار پکڑ آخرالامر دائرہ اپنے اول سے مربوط ہو جائے گا اور اُس کا ابد اُس کے ازل پر لوٹ آئے گا۔

پس اُستوار و دائم وجود قرار گاہِ شہود ثابت کے علاوہ نہیں اور سوائے اُس کے نہیں کہ یہ لوگوں کے دیکھنے کی وجہ سے راستہ طویل ہو گیا پس اگر بندہ اُس کا رُخ اُس کی طرف موڑ دے جو غیر سے ملا ہوا ہے اِس میں نظر کے لئے بُری آنکھ سے سالکین کی طرف راستہ ہے جب وُہ ملتے ہیں واللہ وُہ فاعل نہیں ہیں، اگر وُہ اپنے مکاں کو پہچانتے تو انتقال نہ کرتے لیکن وُہ خالق کی فردیت کو چھوڑ کر حقائق کی ثنویت کی طرف چلے گئے۔"

نے زمین اور راستوں کو پیدا فرمایا، پس وُہ مدارج اسماء کو دیکھتے ہیں اور سیر کے زینے تلاش کرتے ہیں اُن کا تخیل منزلت عظیم تلاش کرتا ہے اور ارفع حالت حق تعالیٰ کا قصد کرتے ہُوئے راغب ہوتی ہے پس وُہ اُن کے ساتھ بُراق صدق اور اُس کے رفرف پر سیر کرتے ہیں اور جو کچھ وُہ اُس کے لطائف و اعلام سے دیکھتے ہیں اُن سے وہ محقق ہیں۔

یہ امر اُس کے لئے نگاہِ شمالیہ ہے اور فطرت نشاۃِ کمالیہ پر ہے۔ اُس کے رُخ کے ساتھ تقابل دراصل دائرے کے نقطے کا تقرر ہے، پس اس دائرے کا نصف حصہ دائیں طرف راستہ ہے اور غربی جانب سے اُس کا سفر ہے پہنچنے کے لئے اس کا پہلا گوشہ مشاہدہ تعین میں مقام تمکین ہے،

تعجب ہے اُس کے لئے جو اعلیٰ علیین میں ہو اور اُس کا تخیل اسفل السافلین میں ہے میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ جاہلین کے ہونے سے پناہ مانگتا ہوں پس اُس کا بایاں اُس کے دائرے کا دایاں ہے۔ اور اُس کا ٹھہرنا اس کے اُس مقام میں ہے جو اس کی انتہائی سیر میں پایا جاتا ہے۔ تو جب یہ مشارٌ الیہ عقلمند کے نزدیک ثابت اور درست ہے اور علم کی طرف مرجع ہے تو اس کا موقف اور ٹھکانہ ہے اُسے چھوڑا نہیں جا سکتا لیکن مسکین دبی تخیل میں ٹھکتا اور کھوتا ہے۔

اور وُہ کہتے ہیں تنگ و ضیق کے مقابلہ میں سوائے وُسعت و شرح کے کیا ہے پھر وُہ دونوں مخالفوں پر یہ قرآن پڑھتا ہے پس اللہ تبارک و تعالیٰ جس کی ہدایت کا ارادہ فرماتا ہے اُس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور جس کی گمراہی کا ارادہ فرماتا ہے اُس کا سینہ تنگ کر دیتا ہے گویا کہ وُہ آسمان میں چڑھتا ہے جیسا کہ نہیں کھلتا مگر تنگی کے بعد جیسا کہ حصُول مطلوب طریقِ سلوک کے بعد ہوتا ہے۔ اور مسکین اُس کی تحصیل سے غافل ہے جو اُسے الہام کے ساتھ حاصل

ہوتا ہے وُہ فکر و دلیل سے حاصل نہیں ہوتا اور جو بہا سچ ہے اور اس میں یقیناً صاحبانِ عقل و فہم کے ہاں دلیل ہے۔

تو بیشک باہیں آنکھ سے دیکھتا ہے۔ تو وُہ اس کا حال تسلیم کرتے ہیں اور اس کے لئے اُس کا محال ثابت کرتے ہیں اور اُس کے محال سے مُکر و رد کرتے ہیں اور اُسے کہتے ہیں اگر تیرا ارادہ اُسکے وصُول کی طرف ہے تو اُس سے استعانت پکڑ جو جس سے نکلتا ہے اُس کیلئے وُہ محال نہیں اور اُس سے مقام ہمسائیگی چھپاتے ہیں اور اُسکا بوجھ یہ سب لوگ مل جل کر اُٹھاتے ہیں۔

پس عند الوصُول اُس کی طرف جو اسکی سیر ہے وُہ حزن ہے اور جو اس کے ساتھ طریقہ اسرار سے حاصل ہوتا ہے وُہ فرحت ہے اور اگر حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج طلب نہ فرماتے تو نہ چلتے اور نہ آسمان کی طرف چڑھتے اور نہ اُترتے آپ کے پاس ملاء اعلیٰ کا حال آیا تھا اور آپ کے پروردگار کی نشانیاں اُس کے مقام سے آتی تھیں۔

گویا زمین اُس کے لئے رات کا ٹکڑا ہے اور اُس میں لیٹا ہوا ہے ولیکن وُہ سرِ خداوندی ہے جو چاہے انکار کرے کیونکہ اُس کے لئے پیدائش نہیں اور جو چاہے اس کے ساتھ ایمان لائے کیونکہ وہ اشیاء کا جامع ہے۔

پس اُس کے پاس جو علم آیا ہے اُس تک عقل نہیں پہنچتی نہ اس کے لئے حد ہے اور نہ ہی فہم کو پُورا کرنے پر اُس کا حصُول ہوتا ہے۔

فرمایا: مجھے عجیب راز سُنایا گیا اور میرے لئے عجیب معنے کھولے گئے۔ تجھ سے پہلے وُہ نہ کسی ولی نے سُنا ہے اور نہ دیکھا ہے اُس پر تیری طرح یہ حقائق تمام ہُوئے بے شک اس پر میرے لئے معلوم ہے اور یہ میری ذات کے ساتھ مرقوم ہے

جب تیرے پردے اُٹھیں گے تجھ پر میرا راز کھل جائے گا اور میرے اشارے واضح ہو جائیں گے، دلیکن مجھے اُس نے خبر دی ہے کہ میں تیرے لئے اُسکی گواہی دوں تو جب میں تجھے اُس کے حرم میں اُتاروں اور تجھ پر پوشیدہ چیزوں کو ظاہر کروں تو جو کچھ تو دیکھے مجھے بتا دینا،

مشہد بیعت الٰہیہ کا مشاہدہ

میں کہتا ہُوں! اے کلام نہ کرنے والے فصیح اور معلوم کے سائل جاننا چاہئے کہ اس کے لئے اُس کی طرف ایمان سے وصال ہے اور اُس پر حضرت انسان میں نزول ہے، مجھ پر اُس کے حرم میں اُتارا گیا اور اُس کے حرم میں مجھے اطلاع دی گئی اور کہا مناسک کی زیادتی صبر و تحمل میں رغبت کے لئے ہے اگر مجھے یہاں نہیں پایا تو مجھے وہاں پایا اگر تجھ سے تو پوشیدہ ہے تو تیرے لئے مجھ میں تیری تجلی ہے علاوہ ازیں میں نے تجھے تیری قرارگاہوں کے علاوہ قرارگاہ کا علم سکھایا اور تیرے بعض لطائف میں تیری طرف اس کا ایک سے زیادہ مرتبہ اشارہ کیا۔ اگر تیرا حجاب ہے تو وُہ تیری تجلی ہے جسے ہر عارف نہیں جانتا سوائے اس کے کہ معارف سے جس کے ساتھ اُس کا علم محیط ہے۔

کیا تو مجھے دیکھے گا کیا قیامت میں اُن کی پہچانی ہوئی صورت کے علاوہ تجلی ہوگی تو وُہ میری ربوبیت کا انکار کرتے ہیں اور اُس سے پناہ مانگتے ہیں، جب کہ اُسی کے ساتھ پناہ مانگتے ہیں مگر نہیں جانتے، مگر وُہ کہتے ہیں کہ اس کے لئے ظاہر تجلی ہونا چاہیئے تجھ سے اللہ کے ساتھ پناہ مانگتے ہیں اور ہم اپنے پروردگار کے منتظر ہیں۔ پس اُس وقت اُن کی پہچانی ہوئی صورت میں آؤں گا، تو میرے لئے ربوبیت کے ساتھ اور اپنی جانوں پر عبودیت کے ساتھ اقرار

کرلیں گے، اب وُہ اپنی نشانیوں کی عبادت کر رہے ہیں اور اپنی خیالی مقررہ صورتوں کا مشاہدہ کر رہے ہیں تو اُن میں سے جس نے کہا کہ وُہ میری عبادت کرتا اور اُس کے پاس جو تجلی ہے ہے اُس کا انکار کرتا ہے تو اُس نے جھوٹی تہمت لگائی اور مجھ پر بہتان باندھا اور اِس سے یہ کیسے درست ہے تو جو مجھے بغیر صُورت کے صُورت کے ساتھ مقیّد کرتا ہے تو یہ اُس کا تخیل عبد ہے اور وُہ اُس کے قلب مستورہ میں حقیقتِ امکانی ہے۔ پس یہ اُس کا تخیل ہے کہ وُہ میری عبادت کرتا ہے اور یقیناً وُہ دانستہ میرا انکار کرتا ہے

ممکنات میں عارفوں کی نگاہ سے میں پوشیدہ نہیں کیونکہ وُہ مخلوق اور اپنے اسرار سے غایب ہیں پس اُن کے لئے اُن کے نزدیک میرے سوا ظاہر نہیں کیا جاتا اور نہ ہی وُہ میرے اسماء کے علاوہ موجودات کو جانتے ہیں۔ پس اُن کے لئے ہر چیز ظاہر و متجلی ہے اور وُہ کہتے ہیں تو ہی اعلیٰ تسبیحوں والا ہے پس وُہ برابر نہیں کچھ لوگ غایب ہیں کچھ حاضر ہیں اور دونوں کے پاس ایک چیز ہے"

پس جب میں نے اُس کا کلام سُنا اور اُس کے اشارات و اعلام کو سمجھا تو اُس کے کلام نے مجھے اپنی طرف جذب کر لیا اور مجھے اُس نے اپنے سامنے ٹھہرا لیا۔

وجود و طواف سے کعبہ کے راز کے ساتھ مخاطباتِ تعلیم و الطاف

اُس نے ہاتھ بڑھایا اور میں نے اُسے بوسہ دیا

تو اُس نے وُہ صورت دکھا دی جس کا میں عاشق تھا تو وُہ حیات کی صُورت میں آگیا اور میں اُس کے سامنے میں مُردے کی صُورت میں آگیا تو میں نے مختلف لوگوں کو تلاش کرنا شروع کر دیا صُورت نے اُسے کہا تو اچھی صورت کیوں نہیں دکھاتا تو میں نے اُس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیا۔ اور کہا کہ میں عالم شہادت میں آج تک اُس کی حقیقت کو نہیں پا سکا

پھر اس نے صُورت بصر میں اور میں نے صُورت بصر میں اسکا طواف تبدیل کیا اور بے جگر ٹوٹنے اور جگر ٹوٹنے والے خیال کے بعد تم اپنی صورت نے عقبی صُورت کو تلاش کیا تو اُس نے اُس سے مقابلہ نور کی مثل کہا پھر اس نے علم اعلیٰ کی صُورت میں میرا اور میں نے جہل کیا دکی صورت میں اس کا طواف تبدیل کیا صورت نے عقبی صورۃ کو طلب کیا تو اُس نے اس کے لئے مشہور مقام کہا۔

پھر اُس نے تمام مدالی صورت میں لیا اور میں نے بکاسے گونگی صُورت میں اُس کا طواف تبدیل کیا اور صورت نے عقبی صورت کو تلاش کیا تو حق تعالیٰ نے دونوں کے درمیان پردہ ڈال دیا

پھر اس نے صُورت خطاب میں میرا اور میں نے جواب سے گونگی صُورت میں اُس کا طواف تبدیل کیا اور صورت نے عقبی صُورت کو تلاش کیا پس حق تعالیٰ نے دونوں کے درمیان لوح کی تحریر بھیج دی۔

پھر اُس نے میرا صُورت ارادہ میں اور میں نے اُس کا حقیقت وعادت کے قد سُورد کا طواف تبدیل کیا اور صورت نے پیچھے آنے والی صُورت کو تلاش کیا پس حق تعالیٰ نے دونوں کے درمیان نُور وضیاء کو فائض فرمایا

پھر اُس نے میرا قدرت وطاقت کی صُورت میں اور میں نے اُس کا عجز وفاقہ

کی صُورت میں طواف تبدیل کیا تو صورتِ نے عقبی صُورت کو طلب کیا پس حق نے عبد کے لئے اُس کی تقصیر ظاہر کر دی۔

میں کہتا ہُوں جب میں نے یہ اعراض دیکھا اور مجھے جو تمام اغراض و مقاصد حاصل ہُوئے نہ سونے پر اور نہ میرا عہد پُورا ہُوا تو مجھے کہا اے میرے بندے تو اپنے نفس پر سو گیا،

اے طواف کرنے والے اگر اس جگہ لطائف کی ان صُورتوں میں میرے یمین کو چُومنا ہے تو ہر چکر میں حجرِ اسود کا بوسہ ہے پس بیشک یہاں میرا گھر بمنزلہ ذات کے ہے اور طواف کے چکر بمنزلہ سات صفات کے ہیں اور یہ صفات صفاتِ کمال ہیں صفاتِ جلال نہیں، کیونکہ صفات تیرے ساتھ اِتصال و انفصال ہے پس سات چکر سات صفات ہیں۔

اور بیت قائم ذات پر دلالت کرتا ہے سوائے اِس کے کہ میں نے اُسے اپنے فرش پر اُتارا اور میں عوام کے لئے کہتا ہُوں کہ تمہارے نزدیک یہ بمنزلہ میرے عرش کے ہے اور زمین پر میرا خلیفہ اِس پر مستوی اور محیط ہے۔ پس فرشتے کی طرف دیکھ تیرے ساتھ دو گروہ ہیں اور تیرے پہلو کی طرف ٹھہرے ہُوئے ہیں۔ پس میں نے اُس کی طرف دیکھا اور وُہ اپنے عرش کی طرف لوٹ گیا اور وُہ پورے جسم کیساتھ بلند ہو کر مجھ سے دُور رہا پس میں نے مُسکراتے ہوئے فی البدیہہ کہا!

یا کعبة طاف بها المرسلون	من بعد ما طاف بها المکرمون
ثم أتی من بعدهم عالم	طافوا بها من بین عال ودون
أنزلها مثلا الی عرشه	ونحن حافون لها ملزمون
فان یقل أعظم حاف به	أنی تأخیر فهل تسمعون
والله ما جاء بنص ولا	أتی لنا الا بما لا یبین
هل ذاك الا النور حفت به	أنوارهم ونحن ماء مهین
فانجذب الشیئ الی مثله	وکلنا عبد لدیه مکین
هلا رأوا ما لم یروا انهم	طافوا بما طفنا ولیسوا بطین

لوجردالالطف منا استوی — علی الذی حفوابه طائفین
قد سهموا أن یجهلوا حق من — قد سخر الله له العالمین
کیف لهم وعلمهم اننی — ابن الذی خروا له ساجدین
واعترفوا بعد اعترافی علی — والدنا بکونهم جاهلین
وأبلس الشخص الذی قد أبی — وکان للفضل من الجاحدین
قد سهموا قد سهموا انهم — قد عصموا من خطأ الخطئین

اے وُہ کعبہ جس کا طواف انبیاء و ملائکہ نے کیا بعد ازاں ایک پُورا جہان آیا جس میں بلند و پست لوگوں نے طواف کیا۔

اللہ تعالیٰ نے اُسے مثالِ عرش بنا کر نازل کیا اور ہم اُس کا طواف واکرام کرنے والے ہیں۔

اگر اُس کی طرف قصدِ عظیم کرنے والا یہ کہے کہ میں سب سے بہتر ہوں تو کیا تم سن لوگے۔

خُدا کی قسم وُہ ایسا شخص نہیں جو نص لیکر آیا ہو اور نہ ہی ہمارے نزدیک وُہ کوئی قابلِ ذکر چیز ہے۔

وُہ تو ایک نُور ہے جس نے اُسے گھیرا ہُوا ہے اور ناقص پانی ہیں۔

اُنہوں نے اُس چیز کا مشاہدہ پہلے نہیں کیا تھا جو اَب دیکھی ہے اور اُنہوں نے اُس چیز کا طواف کیا جو مٹی نہیں۔

جو سب سے لطیف ہے اگر وُہ ہم سے علیحدہ ہو جائے تو وُہ اُس چیز پر غالب ہو جائے گا جس کا لوگ طواف کر رہے ہیں۔

اُن کی قسمت میں یہ بات آگئی ہے کہ وُہ اُس شخص کے حق سے جاہل رہیں جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کو مسخر فرمایا۔

اُن کا یہ کیسا حال ہے! جب کہ وُہ جانتے ہیں میں اُس کا بیٹا ہوں جس کے سامنے ملائکہ سجدے میں گر گئے تھے۔

اور انہوں نے اُس کی سرفرازی کا اقرار کر لیا حالانکہ پہلے انہوں نے علم نہ ہونے کی بنا پر میرے والد کی خلافت کا انکار کیا تھا۔

اور ابلیس شلینت دکھا کر انکار پہ جما رہا اور تمام منکرین کا سردار قرار پایا

فرشتوں نے اس بات کو مان لیا اور خطا کاروں کی خطا سے محفوظ ہیں

میں کہتا ہوں پھر میں نے اُس سے دِل کے رُخ کو موڑا اور اُس کے ساتھ اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہوا۔

طواف کس کا ہوتا ہے

پس مجھے کہا میں نے تیرے باپ سے مدد چاہی اور تجھ میں اپنی برکت رکھی اِس پر دونوں سے منزل کی سماعت کر اور جو اُس کے آنے سے پہلے اُس کے سامنے خبر تھی اور ملائکہ مقربین کی منازل سے تیری منزل کہاں ہے تم پر اور ان تمام پر اللہ کی رحمت ہو۔ میرا کعبہ یہ قلب وجود ہے اور میرا عرش یہ قلب جسم محمد ہے ان دونوں سے کوئی بھی میری وسعت نہیں رکھتا اور نہ ہی اُس کے ساتھ میری خبر ہے جو دونوں کی خبر سے ہے۔ اور جو کہ میری وسعت رکھتا ہے وہ تیرا قلب مقصود ہے جو تیرے جسم مشہود میں ودیعت کیا گیا ہے۔ پس تیرے قلب اسرار کا طواف کرتے ہیں تو وہ ان پتھروں کا طواف کرتے وقت بمنزلہ تمہارے جسموں کے ہیں۔ پس ننگے پاؤں ہمارے عرش محیط کا طواف کرتے ہیں جس طرح تجھ سے عالم تخطیط کے ساتھ طواف کرتے ہیں۔ تو تم دونوں ہو بے شک جسم تجھ سے رتبہ میں تیرے قلب محیط کے علاوہ ہے ایسے ہی یہ کعبہ عرش محیط کے ساتھ ہے۔ پس کعبے کا طواف کرنے والے بمنزلہ تیرے قلب کا طواف کرنے والوں کے ہیں ان دونوں کا اشتراک دلوں میں ہے اور تیرے جسم کا طواف کرنے والے ایسے ہی

جیسے عرش کا طواف کرنے والے اِن دونوں کا اشتراک صفتِ احاطیہ میں ہے۔

پس تم دونوں ہو بیشک عالمِ اسرار کے طائفین اُس قلب کا طواف کرتے ہیں جس میں میری وسعت ہے اور وُہ اِن دُوسروں سے اعلیٰ و بالاشان والا ہے۔

جیسا کہ تم عرشِ محیطِ اُولیٰ کے طواف کرنے والوں پر شرف نعت اور سرداری کے ساتھ یقیناً تم قلبِ وجودِ عالم کا طواف کرنے والے ہو پس تم بمنزلہ اسرارِ علماء کے ہو اور وُہ جسمِ عالم کا طواف کرتے ہیں تو وُہ بمنزلہ پانی اور ہوا کے ہیں پس وُہ کیسے برابر ہونگے اور میری وسعت تمہارے برابر نہیں اور نہ ہی صُورتِ کمال میں ظاہر ہے سوائے تمہارے معنیٰ میں۔

تُو مَیں ہُوں مجھے تلاش

پس وُہ قدر پہچانتے ہیں جو شرفِ عالی سے تمہیں اُس نے عطا فرمائی اور اس کے بعد یہ کہ میں کبیر مُتعالی ہُوں میری حد کو حد نہیں نہ مجھے سردار پہچانتا ہے نہ بندہ میری الوہیت کا تقدس تیرے دیکھنے سے منزّہ ہے اور اُس کی منزلت میں تُو مشترک ہے تو میں ہُوں۔

پس مجھے تلاش کر یہاں تک کہ مجھ سے ملاقات کرے مگر تیری طلب و تلاش میں ادب ہو اور اپنے مذہب اور اپنی شریعتوں میں رہ، میرے اور اپنے درمیان تمیز رکھ تو مجھے نہیں دیکھ سکتا اور تو مجھے اِس مقصد کے تحت تلاش نہ کر ورنہ تکلیف اُٹھائے گا اور نہ مجھے خارج میں تلاش کر تجھے اِس میں بھی کامیابی نہیں ہو گی۔

پس صفتِ اشتراک میں توقف کر اور اپنی عبُودیت اور درک الادراکِ ادراک سے اظہارِ عجز کر، اس میں عنیق سے مُلحق اور مکرم دوست ہو جائے گا۔

پھر کہا: میری بارگاہ سے نکل جا پس تیرے جیسا میری خدمت کے قابل نہیں

تو میں مسترد ہو کر نکل آیا تو حاضرین چیخنے چلانے لگے تو اُس نے کہا:

ذَرْنِی وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِیْدًا؟

یعنی مجھے اور اُس شخص کو نپٹ لینے دو جسے میں نے اکیلے پیدا کیا ہے۔

پھر فرمایا! اسے واپس بلا لو تو میں واپس آ گیا اور مجھے اُس کے سامنے ایسی ساعت نصیب ہوئی گویا کہ میں اُس کے شہود کی بساط اور حضرت وجود سے کبھی دُور نہیں ہوا۔

پھر اُس نے فرمایا! میری بارگاہ میں ایسا شخص کیسے داخل ہو سکتا ہے جو میری خدمت کے قابل نہیں اگر مجھے تیرا احترام ملحوظ نہ ہوتا تو میں تجھے حاضری کی کبھی اجازت نہ دیتا، اور تجھے پہلی نظر میں ہی نکال باہر پھینکتا جب کہ اس وقت تُو میری بارگاہ میں موجود ہے، میں نے تجھ میں ایسے بُرہان کا مشاہدہ کیا ہے جس نے میری نظر میں تیرا احترام بڑھا دیا ہے اور تیری شان و شوکت میں اضافے کا باعث ہُوا ہے۔

تُو نے کیوں نہ پُوچھا

پھر فرمایا! جب میں نے تجھے باہر نکال کر دوبارہ واپس بُلایا تو تُو نے مجھ سے اس کے بارے میں پُوچھا کیوں نہیں جب کہ تو صاحب زبان و بُرہان ہے؟ اے انسان تُو اتنی جلدی سب باتیں بھول گیا؟

میں نے کہا! آپ کی ذات کے مُشاہدہ کی عظمت نے مجھے مبہوت کر دیا تھا چنانچہ آپ کی تجلیات کی وجہ سے آپ کی بیعت کا ہاتھ میرے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور میں حیران و سرگرداں رہ گیا، اور میں کچھ نہ

جان سکا کہ غیب سے کون سی چیز نمودار ہو گئی،

اگر آپ اُس وقت میری طرف متوجہ ہوتے تو جان لیتے کہ وُہ میری اپنی ہی حالت تھی جو مجھ پر وارد تھی مگر آپ کی بارگاہ کا تقاضا یہ ہے کہ نہ تو اُس کے علاوہ کہیں دیکھا جائے اور نہ ہی آپ کے چہرے کے علاوہ کسی پر نظر ڈالی جائے "

اُنہوں نے فرمایا! اے محمدؐ (ابن العربی) تُو نے ٹھیک کہا ہے چنانچہ اب تو مقامِ توحید میں ثابت قدمی سے کھڑا ہو جا اور گنتی کو ترک کر دے کیونکہ اُس میں ابدی ہلاکت ہے "

بعد ازاں جو مذکرات و مخاطبات ہُوئے وُہ حج کے باب میں بیان ہوں گے "

وصل اُنہوں نے فرمایا! اے وَلی، اے صفی، اے نجی، اے کریم تو جو بات بھی میرے سامنے بیان کرے گا وُہ مجھے پہلے ہی معلوم ہو گی اور وُہ میری ذات میں قائم و مسطور ہے،

میں نے عرض کی! آپ نے اپنی ملاقات سے میرے شوق کو تیز تر کر دیا ہے لہٰذا میری خواہش ہے کہ آپ کے بارے میں مزید وقفیت حاصل کر دوں "

اُنہوں نے فرمایا! اے آنے والے مُسافر اور طلب کرنے والے قاصد، میرے ساتھ پتھر کے کعبے میں داخل ہو جا۔۔

وُہ ایک ایسا گھر ہے جو پردے اور حجاب سے بلند تر ہے، وُہ عارفوں کے داخل ہونے کی جگہ ہے اور طائفین کے لئے اِس میں راحت ہے، چنانچہ میں اُن کے ساتھ پتھر کے گھر میں داخل ہو گیا

تو اُنہوں نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھ کر کہا! میں محیطِ کائنات کے مرتبہ و ذات اور زمانہ کے اسرارِ وجُود میں ساتواں ہُوں، اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجُھے نُور کا قطعہ عطا کیا ہے، میری حواسادجہ ہے اور میرا امتزاج کُلیات، کے ساتھ کر دیا گیا میں اِس دوران، خود پر نزُول کرنے والی تمام اشیاء پر مطلع تھا پس کیا دیکھتا ہُوں کہ ایک اعلیٰ درجے کا قلمی علم اپنی بلند منازل سے میری ذات میں اُتر رہا ہے، جو کہ تین پاؤں والے گھوڑے پر سوار تھا، اُس نے اپنا سَر میری ذات میں گھُسیڑ دیا تو روشنیاں اور اندھیرے مُنتشر ہونے لگے اور میرے جسم میں تمام کائنات پھیل گئی، اب میرا آسمان اور میری زمین، پھٹنے لگے اور اُس نے مجُھے اپنے تمام اسماء پر مطلع کر دیا چُنانچہ میں نے اپنی ذات اور اپنے غیر کو پہچان لیا اور میں نے اپنے خیر و شر اور خالق و حقائق میں تمیز پیدا کرلی،

پھر یہ فرشتہ یعنی جس نے اپنا سر میری ذات میں گھسیڑا تھا، مجھ سے الگ ہو کر واپس چلا گیا، تو اُس نے کہا! کیا تجھے معلوم ہے کہ تُو اس وقت فرشتے کے سامنے تھا۔

پھر میں نے پیام لانے والے اور قاصد کے نزول کے لئے خود کو آمادہ کر لیا تو فرشتے میرے قریب آنے لگے اور افلاک میرے اِردگرد گھُومنے لگے۔

اِن میں سے ہر ایک میرے دائیں ہاتھ کو چُومنے لگا اور میری طرف متوجہ ہو گیا لیکن میں نے نہ تو کسی فرشتے کو نازل ہوتے دیکھا اور نہ ہی کوئی فرشتہ میرے سامنے کھڑا ہونے کے لئے منتقل ہوا یعنی وُہ وہیں پر موجُود معلوم ہوتے تھے،

اب میں نے اپنے اردگرد غور کیا تو ازل کی صورت کا مشاہدہ کر رہا تھا اور میں نے جان لیا کہ نزول محال ہے چنانچہ میں اسی حالت پر قائم رہا اور میں نے جو کچھ دیکھا پایا تھا اس پر بعض مخصوص لوگوں کو مطلع کیا۔

اب میں ایک سرسبز و شاداب باغ اور ایک بھرپور پھل ہوں اب میں اسرار کو کھولتا ہوں اور اس چیز کو پڑھتا ہوں جو مجھ میں مستور اور پوشیدہ ہے۔ لہٰذا تو نے جو کچھ بھی مجھ سے حاصل کیا ہے اسے اپنی کتاب میں لکھ لے اور اس سے اپنے تمام دوستوں کو خطاب کر۔

چنانچہ میں نے اس کے تمام پردے ہٹا کر جب ان کی لکھی ہوئی چیزوں کو غور سے دیکھا تو اس کا نور میرے سامنے نمودار ہوگیا جس کے اندر وہ پوشیدہ علم موجود تھا جو اس پر حاوی تھا۔ تو وہ پہلی سطر جو میں نے پڑھی اور اس سطر کا راز جو میں نے معلوم کیا دوسرے باب میں بیان کروں گا اور اللہ ہی انسان کو سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔

مراتب حروف و حرکات عالم اور جو ان کے لئے اسماء الحسنیٰ سے ہے، اور علم عالم، معلوم کی معرفت کا بیان، یہ باب تین فصلوں پر مشتمل ہے۔

فصل اوّل: حروف کی معرفت میں

فصل دوم: حرکات کے بیان میں جن سے کلمات میں تمیز ہوتی ہے

فصل سوم: علم عالم اور معلوم کی معرفت کے بیان میں۔

پہلی فصل

حروف اور ان کے مراتب حرکات جو کہ حروف صغار ہیں اور ان کے لئے جو اسماء الحسنیٰ ہیں کی معرفت کا بیان

ان الحروف أئمة الالفاظ	شهدت بذلك ألسن الحفاظ
دارت بها الافلاك فى ملكوته	بين النيام الخرس والايقاظ
ألحظها الاسماء من مكنونها	فبدت تعز لذلك الالحاظ
وتنزل لولا فيض جودى مابدت	عند الكلام حقائق الالفاظ

حروف لفظوں کے امام ہیں جس کی گواہی حفاظ کی زبان دیتی ہے گونگے، بہرے اور سونے والوں کے درمیان، آسمان اپنے ملکوت میں حرفوں کے ارد گرد گھومتے ہیں۔

آسمانوں نے اُنہیں اُن کے پوشیدہ مقامات سے دیکھا تو وُہ ان کی اِس امر کے لئے عزت کرنے لگے۔

ہم کہتے ہیں اگر ہماری بخشش یا کرم کا فیض نہ ہوتا تو کسی کلام سے لفظوں کے حقائق ظاہر نہ ہوتے۔

جاننا چاہیئے اللہ تعالیٰ ہماری اور آپ کی مدد فرمائے بے شک جو وجودِ مطلق بلاقید مُکلف کو متضمن ہے وُہ حق تعالیٰ جل شانہ ہے۔ دُوسرے مکلفین ہیں جو عالم ہیں وہ حروف ہیں جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہم نے چاہا کہ اس درجہ دقیق سے جو اہل کشف کے ہاں اس پر واقفیت کے بعد تبدیل نہیں ہوتی اِن حروف مُکلفین سے مقام مکلّف ظاہر کریں، جن بسائط سے اِن حرُوف کی ترکیب ہے وُہ اِن کا مخرج ہیں اصطلاحِ عربی میں ناموں میں ان کا نام حرُوفِ مُعجم ہے، اور اِن کا نام حرُوف معجم اِس لئے ہے کہ اس میں ناظر پر اس کے معنے مخفی ہیں۔ جب ہم نے بسائط پر ان کا کشف کیا تو انہیں ہم نے چار مرتبوں پر پایا۔

حرفوں کے آسمان

جن حروف کا مرتبہ ہفت آسمان ہے وُہ یہ ہیں، الف، ذا، لام

جن حروف کا مرتبہ ہشت افلاک ہے وُہ یہ ہیں، نون، صاد، ضاد

جن حروف کا مرتبہ نو افلاک ہے وُہ یہ ہیں، عین، غین، سین، شین،

جن حرُوف کا مرتبہ دس افلاک ہے وُہ باقی حرُوف مُعجم ہیں جن کی تعداد اٹھارہ ہے اور اِن میں ہر حرف دس کا مرکب ہے، ترکیب میں استعمال ہونے والے حرف وہی ہیں جو نو، آٹھ اور سات افلاک کے ہیں اِن کے علاوہ نہیں جیسا کہ اس کا ذکر

ہم نے اُن افلاک کی تعداد میں کیا ہے جو اِن حرفوں میں پائے جاتے ہیں اور یہی بسائط ہیں جن کا ذکر ہم نے دو سو اکسٹھ[۲۶۱] افلاک کی تعداد میں کیا ہے۔"

حرفوں کا مزاج

سات افلاک کا مرتبہ، اِس میں الف کے علاوہ، زا اور لام ہیں تو اِن دونوں کا مزاج گرم اور خشک ہے جب کہ الف کا مزاج گرم مرطوب، خشک اور سرد ہے یہ عوام سے حسب ہمسائگی گرم کے ساتھ گرمی، مرطوب کے ساتھ رطوبت، سرد کے ساتھ سردی اور خشک کے ساتھ خشکی سے رجوع کرتا ہے۔

آٹھ افلاک کا مرتبہ! اس کے تمام حروف گرم اور خشک ہیں

نو آسمانوں کا مرتبہ! اِن حروف میں عین اور غین دونوں کا مزاج سرد اور خشک ہے جب کہ سین اور شین دونوں کی طبع گرم خشک ہے۔"

دس افلاک کا مرتبہ! سوائے حا مہملہ اور خا معجمہ کے اِس کے تمام حروف گرم خشک ہیں جب کہ یہ دونوں حرف سرد خشک ہیں البتہ اِن میں ہا، اور ہمزہ کا مزاج سرد اور مرطوب ہے۔"

آسمان حرفوں سے کیا لیتے ہیں

اِن حروف کی حرکت سے جو افلاک حرارت پاتے ہیں اُن کی تعداد دو سو تین[۲۰۳] ہے۔"

جو افلاک اِن کی حرکت سے خشکی پاتے ہیں اُن کی تعداد دو سو اکتالیس[۲۴۱] ہے

جو افلاک اِن کی حرکت سے ٹھنڈک حاصل کرتے ہیں اُن کی تعداد پینسٹھ[۶۵] ہے

جو افلاک اِن کی حرکت سے نمی حاصل کرتے ہیں اُن کی تعداد ستائیس[۲۷] ہے

مع اس میں نکلنے اور داخل ہونے کے حساب پر جس کا ابھی ہم نے ذکر کیا"

سات آسمان اِن حروف کی حرکت سے اربعہ عناصر کا اوّل پاتے ہیں اور اِن افلاک سے بطورِ خاص حرفِ الف پایا جاتا ہے"

ایک سو چھیانوے افلاک ان کی حرکت سے صرف گرمی اور خشکی پاتے ہیں اِن افلاک سے یہ حروف پائے جاتے ہیں، با، جیم، دال، واؤ، زا، طا، یا، کاف، لام میم، نون، صاد، فا، ضاد، قاف، را، سین، تا، ثا، ذال، ظا، شین"

اٹھاسی افلاک اِن کی حرکت سے سردی اور خشکی پاتے ہیں اور اِن افلاک سے یہ حرف پائے جاتے ہیں، عین، حا، غین، خا"

بیس افلاک اِن کی حرکت سے بطورِ خاص ٹھنڈک اور نمی پاتے ہیں اور ان افلاک سے یہ حروف پائے جاتے ہیں ہا اور ہمزہ جب کہ لام اور الف کا ایک سو سات اور چھیانوے افلاک سے امتزاج ہے"

یہ امر اِس ارشادِ خداوندی کی مثل ہے"

لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ [1] — نہ اُنہیں عذاب چھوئے گا اور نہ اُنہیں غم ہوگا

اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے اِس فرمان کی مثل ہے"

لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ [2] — بیشک اُن کے دلوں میں اللہ سے زیادہ تمہارا ڈر ہے،

تو اِس کا امتزاج ایک سو سات، نوّے اور بیس سے ہے ان دونوں کے علاوہ ایسا کوئی فلک معلوم نہیں جس سے گرمی اور خاص نمی پائی جاتی ہو۔

جب تو اُسکے مزاج کو دیکھے گا تو تجھ پر وہ حکمت واضح ہو جائے گی جس سے اُس کیلئے ایک خاص فلک ممنوع ہے

---

[1] الزمر آیت ۶۱ [2] الحشر آیت ۱۳

گویا کہ وہاں کوئی فلک نہیں پایا جاتا جو اِن عناصر سے انفرادی طور پر پایا جاتا ہو“

دورۂ افلاک

چوتھا فلک ا،ہ ہمزہ کے ساتھ دَورہ کرتا ہے اور یہ دَورہ نو ہزار[9] سال میں مکمل ہوتا ہے“

دُوسرے فلک کے ساتھ حا،خا اور عین غین دورہ کرتے ہیں اور گیارہ ہزار[11] سال میں فلک کی انتہائی مسافت کو قطع کرتے ہیں“

پہلے فلک کے ساتھ باقی حرُوف دورہ کرتے ہیں اور بارہ ہزار[12] سال میں دَورے کی تکمیل کرتے ہیں“

یہ امر افلاک میں منزلوں پر ہے اس میں وُہ ہے جو فلک کی سطح پر فلک کی گہرائی دونوں کے درمیان ہے اگرچہ منازل وحقائق کے درمیان طوالت نہیں لیکن اس سے ملاقات مقصود ہے جس کا شافی بیان اِس کتاب کے ساٹھویں باب میں ہے اور بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِس کلام کے وقت معرفتِ عناصر میں یہ امر ہمیں الہام کیا“

عالمِ سفلی پر عالمِ علوی کا تسلط ہے اور فلک کے انتہائی دَوروں سے یہ دورہ ہے جس عالم کے وجود میں ہم اِس وقت ہیں اور جس رُوحانیت کو ہم نے دیکھا ہے تیزی سے اُس کی طرف چلتے ہیں یہاں تک کہ انشاءاللہ اس مقام کی طرف یا اُس مقام سے واصل ہونگے“

کِس کِس کا حصّہ ہے

پس ہم اپنے مضمون کی طرف رجوع کرتے ہُوئے کہتے ہیں کہ سات آسمانوں

کا مرتبہ ہم نے زاء الف اور لام حضرت الٰہیہ کے لئے مکلفہ مقرر کیا ہے یعنی یہ حروف اُس کا حصہ ہیں"

آٹھ آسمانوں کا مرتبہ ہم نے نون، صاد، ضاد مقرر کیا ہے جو عالم حروف سے انسان کا نصیب اور حصہ ہے"

نو آسمانوں کا مرتبہ ہم نے عین، غین، سین اور شین مقرر کیا ہے تو یہ عالم حروف سے جنات کا حصہ ہے"

عالم حروف سے دس آسمانوں کا مرتبہ وہ ہے جو ان چار مرتبوں میں سے دُوسرا مرتبہ ہے، چنانچہ عالم حروف سے باقی مقررہ حروف ملائکہ کا حصہ ہے"

بیشک اِس موجودات اربعہ کے لئے ہم نے اس تقسیم پر حروف سے یہ مرتبے مقرر کئے ہیں حقائق کے لئے تنگیٔ مدرک بنفسہٖ دیوان کی طرف اس کے ذکر و بیان کی محتاج ہے"

یہاں تک کہ ہم نے اِس بیان کو کتاب "المبادی والغایات" میں پورا کیا جو اس پر محیط ہے"

حروف معجم عجائبات اور نشانیوں میں سے وہ ہمارے سامنے ہے مگر پوری نہیں ہوگی بلکہ متفرق اوراق کی صورت میں ہے

ہم انشاء اللہ العزیز اِس باب میں بھی اس کا قدرے ذکر درخشاں کریں گے"

جنات کے مرتبے

ناری جنات کے حقائق کے لئے چار مرتبے ہیں، ان مراتب میں اُن کے لئے حق تعالیٰ کی خبر ہے پھر اِن مرتبوں کو اُن کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں

کے درمیان لایا گیا، اور ان کے حقائق سے اُن کے لئے پانچویں حقیقت باقی نہیں
جس سے وُہ زائد مرتبہ طلب کریں۔

آپ اِس پر عقیدہ رکھیں کہ یہی اُن کے لئے جائز ہے اور اِسی میں اُن
کے لئے بلندی ہے اور اِس کے مقابلہ میں دونوں کے لئے چھ جہات ہیں تو
بے شک یہ حقیقت اُس امر پر ہے جسے ہم نے کتاب "المبادی والغایات" میں
مقرّر کیا"۔

حروف میں سوائے عَین، غَین، سِین اور شِین کے اُن کا اختصاص نہیں
اُن حروف میں اُن کے درمیان مناسبت ہے اور بیشک وُہ افلاک سے موجود ہیں
میں نے یہ حروف اس سے پائے ہیں۔

تین حروف اللہ تعالیٰ کے لئے

ان حروف میں سے برائے حقائق حضرتِ الٰہیہ کے لئے تین حرُوف حاصل ہوئے
اِس پر بھی یہی ہے اور یہ تینوں، ذات، صفت اور ذات وصفت کے درمیان
رابطہ ہیں اور یہی مقبول یعنی اس کے ساتھ قبول ہیں، کیونکہ اِس کے لئے
صفت کا تعلق موصوف کے ساتھ ہے اور یہ اُس کے ساتھ حقیقی تعلق ہے
جیساکہ علم عالم ومعلوم کے ساتھ نفسہٖ مربوط ہے، اور اِرادہ مرید ومراد کے ساتھ
اُس کی ذات سے مربوط ہے اور قدرت قادر ومقدور کے ساتھ بنفسہٖ مربوط ہے
ایسے ہی تمام اوصاف واسماء ہیں۔

اور اگر نسبت تھی اور اس کے ساتھ حرُوف الف، ذا اور لام مختص ہیں تو
پہلی نفی کے معنوں پر دلالت ہے اور وُہ ان حروف کی تعداد میں ازل وبسائط
واحد ہے، پس جو عجیب تر حقائق ہیں وُہ اس پر موقف ہیں، بے شک وُہ اِس میں

جہل غیر سے منزّہ ہے اور جہلا کے سینوں میں اس کے ساتھ تنگی ہے، اور بیشک ہم نے کتاب مذکور میں ان حروف اور حضرت الہیہ کے مابین مناسبت جامعہ کے بارے گفتگو کی ہے،

تین حروف حضرت انسان کے لئے

ایسے ہی حضرت انسان کے لئے بھی تین حروف حاصل ہوئے ہیں جس طرح کہ حضرت الہیہ کے لئے دوسرے اعداد کا اتفاق ہے، انسان کے لئے یہ حرف، نون، صاد، ضاد، ہیں تو مواد کی جہت سے حضرت الہیہ کے لئے ان میں فرق ہے، بیشک حقائق میں عبودیت ربوبیت کی شریک نہیں ہو سکتی اور یہ ایسے ہے کہ ایک معبود ہے اور ایک عابد یعنی دونوں کا عین واحد ہے اور یہ درست نہیں تو لا محالہ حقائق متبائن ہونگے اور اگر عین واحد کی طرف نسبت ہوگی تو اس لئے وہ اس کے قدم سے الگ ہونگے جس طرح وہ ان کے حدوث سے الگ ہے، اور اس کے علم سے الگ نہیں کہتے جیسا کہ ان کا علم اس سے الگ ہے،

تو بے شک فلک علم ایک ہے قدیم میں قدیم اور حادث میں حادث اور دونوں حضرات میں ہر ایک لئے تین حقائق معقولہ جمع ہیں،

۱، ذات، ۲، صفت، ۳، صفت اور موصوف کے درمیان رابطہ، اس کے ساتھ غیر ہے،

عبد کے لئے تین حالتیں

عبد کے لئے تین حالتیں ہیں، ایک حالت اس کی ذات کے ساتھ ہے دوسرے کے لئے نہیں اور یہ وہ وقت ہے جس میں وہ ہر چیز سے نائم القلب ہو یعنی اس

کا دِل سو رہا ہو ، ایک حالت اللہ کے ساتھ ہے اور ایک حالت دُنیا کے ساتھ

اللہ تعالےٰ کے لئے دو حال

اللہ تبارک و تعالیٰ اِس میں ہمارے لئے بائن ہے جس کا ہم نے ذکر کیا اور اُس کے لئے دو حال ہیں، ایک حال جو اُس کے وعدے سے ہے اور ایک حال جو اُس کی خلقت کے وعدے سے اور اس کے اُوپر موجود نہیں تو اللہ تبارک و تعالیٰ کا اِس کے ساتھ تعلقِ صفت ہو گا تو یہ دُوسرا اسمند رہے اگر ہم اِس میں غوطہ زن ہوں تو ایسے اُمور آئیں گے جن کے سُننے کی طاقت نہیں ''

مناسبت کی صُورت

ہم نے اِنسان کے لئے نوُن، صاد اور ضاد کے درمیان اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے الف، زا اور لام کے درمیان نسبت کا ذکر کتاب '' المبادی والغایات '' میں کیا ہے اور بیشک حضرتِ الٰہیہ کے حروف ہفت افلاک سے اور حضرتِ انسان کے حروف ہشت افلاک سے ہیں تو اِس میں سوائے عابد و معبود کے تباین کے مناسبت میں کوئی تدرج اور اِختلاف نہیں ''

نُون کیا ہے

پھر بے شک وُہ نفسِ نوُن میں مرقوم ہے اور یہ عجائبات سے نصف فلک ہے اِس کی سماعت پر کسی کو قدرت نہیں سوائے اُس کے جو اس پر تسلیم و تحقق سے راحتِ موت کے ساتھ سفر کرتا ہے اُس پر اِس سے اعتراض قائم کرنے کا نہ تصوّر ہے اور نہ اطلاع ۔

اسی طرح نون سفلیہ کی شکل کے اوپر نون روحانیہ معقولہ کا نقطہ نون کی ذات میں پہلی دلالت ہے، اور یہ نون مرقومہ موضوعہ کے ساتھ دائرہ اور نقطہ موصولہ سے نصف ہے اور یہ پہلی شکل ہی مرکز الف معقولہ ہے جس سے دائرہ کے قطر اور آخری نقطہ کی تمیز ہوتی ہے اور اس کے ساتھ نون کی شکل منقطع ہو کر اس کے ساتھ منتہی ہوتی ہے۔ یہی اس الف معقولہ متوہمہ کا سِر ہے پس اس کے سونے سے اس کے قیام کی قدرت نہیں تو یہ تیرے لئے نون پر مرتکز ہے پس یہ حرف لام اور نون ظاہر ہے اس کا نصف مع وجود الف مذکورہ کے ذا ہے، اس اعتبار سے نون تجھے ازل انسانیہ عطا کرتا ہے جیسا کہ تجھے الف، لا اور لام میں حق عطا کیا گیا ہے۔"

بیشک وہ حق میں دوسرا ظاہر ہے کیونکہ وہ اس کی ذات کے ساتھ ازلی ہے اس کے اپنے لئے اوّل نہیں اور نہ ہی اس کے وجود کے لئے فی ذاتہ افتتاح ہے بلا شک و ریب۔"

انسان ازلی ہے یا اوّل

بعض محققین نے انسان ازلی میں کلام کیا ہے اور انہوں نے انسان کو ازل سے منسوب کیا ہے تو انسان اس ازل میں پوشیدہ ہے پس یہ جہل ہے، کیونکہ انسان اس میں اپنی ذات سے ظاہر نہیں، تو بے شک اس میں ازل درست ہے اس وجہ سے جو اس وجود کی وجوہ میں سے ہے، بیشک موجود پر اس کا وجود چار مرتبوں میں اطلاق کرتا ہے۔"

۱۔ وجود فی الذہن یعنی ذہن میں وجود کا ہونا

۲۔ وجود فی العین یعنی تشخص میں وجود کا ہونا

۳۔ وجود فی اللفظ یعنی لفظوں میں وجود کا ہونا

۴۔ وُجود فی الرّقم یعنی تحریر میں وُجود کا ہونا۔

انشاء اللہ العزیز اس کتاب میں اِس کا ذکر آئے گا تو توجو کچھ اِس کی صُورت پر اس کے وُجود کی جہت سے پایا اِس کا تعلق اُس کے ثبوت حال میں اُس کے ساتھ عِلم قدیم ازلی کا فی عینہٖ تعلق ہے تو وُہ ازل میں موجود تھا گویا کہ وُہ اُس عِلم کی عنایت سے جو اِسکے ساتھ متعلق ہے اور جیسا کہ عرض کی قیام گاہ اُسکے جوہر کے قیام کے باعث ہے، تو یہ تمام مقام بالتبع ہیں لہٰذا اس میں ازل پوشیدہ ہے اور اِس کے حقائق بھی صُورت مُعینہ معقولہ سے الگ ازلی ہیں جو ہماری اِس کتاب میں دائروں اور جدولوں کے اِنشاء میں کی گئی شرح کے مطابق قدم و حدُوث کو قبول کرتے ہیں اُس بیان کی طرف یہاں نظر کی تو اُسے اس پر محیط پایا چنانچہ اُس سے اِس کتاب کے بعض ابواب میں بوقت ضرورت کچھ حصّہ ذکر کیا جائے گا اور سرِّ ازل ہے جس کا ذکر ہم نے حرف نُون میں ظاہر کیا وہی صاد اور ضاد میں کمالِ دائرہ کے وجود کے لئے تمام اور متمکن ہے اور ایسے ہی نُون کے حقائق کی طرف حق کے لئے الف، زا اور لام کے حقائق رجوع کرتے ہیں، جب کہ صاد اور ضاد عبد کے لئے ہیں جو حق کی طرف راجع ہیں اور یہ اُن کے اسرار کے ساتھ متصّف ہیں جن کے کھولنے سے ہمیں کتابوں میں روک دیا گیا ہے، لیکن عارف انہیں اِن کے اہل لوگوں کے درمیان کھول دیتا ہے جو اس کے عِلم اور مشرب میں ہوں یا درجاتِ تسلیم میں کمل تسلیم کئے گئے ہوں، اور ان دونوں صِنفوں کے علاوہ دُوسرے لوگوں پر اِن اسرار کا کھولنا حرام ہے،

پس تحقیق ہم نے جو اس کا ذکر کیا اور اس کے عجائبات میں سے جو تیرے لئے ظاہر کیا اپنے حُسنِ جمال سے عقلوں پر غالب ہے۔

فرشتوں کے حروف

باقی حروف ملائکہ کے لئے ہیں اور یہ اٹھارہ ہیں، با، جیم، دال، ہا، واؤ، حا، طا، یا، کاف، میم، فا، قاف، را، تا، ثا، خا، ذال، ظا۔

اٹھارہ کا ہندسہ

ہم کہتے ہیں ان مراتب میں حضرتِ انسان حضرتِ الٰہیہ کی طرح ہے؛ نہیں بلکہ ملک، ملکوت اور جبروت تین مرتبوں میں عین ہے اور ان میں سے ہر مرتبہ تین کی طرف تقسیم ہوتا ہے، پس یہ تعداد میں نو ہیں تو اس سے تین شہادتیں پکڑ اور اس کے ساتھ حضرتِ الٰہیہ اور حضرتِ انسان سے چھ کے مجموعہ میں یا جو اس میں چھ مقدرہ دن ہیں میں ضرب دے تو اس سے تین حقی اور تین خلقی مرتبے پائے گا اور ہر تین سے تیرے لئے اٹھارہ مراتب نکلیں گے اور وہ وجودِ ملک ہے، ایسے ہی حق میں عمل کر اور یہ اُس کے ساتھ مشابہ ہے پس حق کے اِلقا کے لئے نو افلاک ہیں اور اِنسان کے القاد کے لئے بھی نو افلاک ہیں۔

حقی خلقی مراتب

پس نُو حقیہ سے ہر حقیقت نُو خلقیہ کی طرف امدادِ اسرار در موذب ہے، اور نُو خلقیہ سے حقیہ کے اسرار کی طرف مُنعطف ہے، اِس حیثیت سے دونوں جمع ہیں اور یہ اجتماع مرتبہ ملک تھا اور یہاں حدث ہے، پس یہ زائد امر ہے کہ یہ حدث وہ ملک ہو تو یقیناً اس تمام سے میلان مراد ہے ایسے ہی نوامُس کا ایک دُوسرا جذبہ مُتردد ہے۔ دونوں کے درمیان حضرت جبریل علیہ السلام حق تعالیٰ

کی طرف سے نبی علیہ السلام پر نازل ہوتے ہیں اور بے شک حقیقت ملک میں میلان درست نہیں کیونکہ یہ دونوں کے درمیان اعتدال کے پیدا ہونے کی جگہ ہے اور اس سے انحراف جائز نہیں، لیکن وہ حرکت منکوسہ "سرنگوں" اور حرکت مستقیمہ "سیدھی" کے درمیان پھرتا ہے یہ عین کنایہ اور رمز ہے "اگر آنے والا فاقد" گم کرنے والا" ہے تو حرکت منکوسہ ذاتیہ عرضیہ ہے اور اگر آنے والا واجد" پانے والا" ہے تو حرکت مستقیمہ عرضیہ ہے ذاتی نہیں"

اگر چھوڑ دے تو فاقد ہے پس حرکت ذاتیہ اور عرضیہ ہے اور اگر پا لے تو واجد ہے پس حرکت منکوسہ عرضیہ ہے، ذاتیہ نہیں، اور بے شک عارف سے ہمیشہ حرکت مستقیمہ ہو گی اور عابد سے ہمیشہ حرکت منکوسہ ہو گی، جو کلام منکوسہ، افقیہ اور مستقیمہ حرکات کا حصر کرتا ہے وہ اس کتاب میں داخل ہے اور انشاءاللہ آگے آئے گا تو یہ ایک عجیب غیبی نکتہ ہے"

نوہی سات ہے

ہم پھر اپنے موضوع سے رجوع کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ نوہی سات ہے اور یہ عالم شہود ہے جو فی نفسہٖ برزخ ہے، پس یہ ایک ہے اور اس کیلئے ظاہر ہے تو دو ہیں اور اس کے لئے باطن ہے تو یہ تین ہیں پھر اس کی ذات میں عالم جبروت برزخ ہے تو وہ ایک ہی ہوگا لہٰذا یہ چار ہیں۔

پھر اس کے لئے ظاہر ہے اور وہ عالم شہادت کا باطن ہے پھر اس کے لئے باطن ہے اور یہ پانچ ہے

پھر اس کے بعد عالم ملکوت ہے اور یہ اس کی ذات میں برزخ ہے اور

یہ چھٹا ہے،

پھر اُس کے لئے ظاہر ہے اور وُہ جبروت کا باطن ہے اور اُس کے لئے باطن ہے اور وُہ سات ہے، اور اِس کے علاوہ خطا ہے،
اور یہ سات اور نو کی صورت ہے،

القاء اور تلقی

پس تین کو سات سے ضرب دے گا تو اکیس نکلیں گے اِس میں سے تین اِنسانیہ نکال دیں تو باقی اٹھارہ رہ جائیں گے اور یہی مقام مُلک ہے اور یہی وُہ افلاک ہیں جن سے انسان کا ملاپ اور ٹکراؤ ہوتا ہے،
ایسے ہی تین حقی مراتب کو بھی سات سے ضرب دے گا تو اِس کے ہاں وُہ افلاک ہونگے جن سے حق تعالیٰ اپنے بندے پر واردات میں سے جو چاہتا ہے اِلقاء کرتا ہے، اگر ہم انہیں حق تعالیٰ کی طرف سے لیتے ہیں تو ہم انہیں افلاک الالقاء کہتے ہیں اور اگر ہم انسان کی طرف سے لیتے ہیں تو افلاک التلقی کہتے ہیں اور اگر دونوں سے لیتے ہیں تو اس کے ساتھ نو حق سے القاء کے لئے اور دُوسرے نو تلقی کے لئے مقرر کرتے ہیں اور اِن دونوں کے اجتماع سے فرشتہ پیدا ہوتا ہے،
اِسلئے ہی حق تعالیٰ نے نو افلاک سات آسمان، کرسی اور عرش بنائے ہیں اور اگر چاہیں تو انہیں فلکِ کواکب اور فلکِ اطلس کہیں اور یہ درست ہے،

گرم اور مرطوب حروف طبعی زندگی پر دال ہیں

تتمیم، ہم نے اِس فصل کے اول میں حرارت و رطوبت کا نہ ہونا بیان کیا تھا اور اِس کا سبب بیان نہیں کیا تھا تو اِس تتمیم کے بعد اِس باب

میں قدرے اس کا ذکر کیا جاتا ہے جبکہ اِس کتاب میں انشاءاللہ العزیز وہ پورا باب داخل ہوگا جو اس مضمون پر محیط ہے۔

گرم اور مرطوب حروف چونکہ فلک کے ساتھ دوسرے فلک کا دورہ کرتے ہیں جس کا ذکر ہم نے پہلے باب میں کیا ہے

پس جاننا چاہیئے کہ حرارت اور رطوبت یہی طبعی زندگی ہے تو بیشک اگر اس کے لئے فلک ہے جیسا کہ اُسکے ساتھیوں کی ملاقات میں اِس فلک کا دورہ توڑنے کے لئے اور وہ ہمیشہ مسلّط ہے جیسا کہ حیاتِ عرضیہ یعنی زمانے کی زندگی میں عدم یا انتقال ظاہر ہوتا ہے اور اِس کی حقیقت کا تقاضا یہ ہے کہ معدوم نہ ہو تو اُس کے لئے فلک نہیں، اِس سلئے ہی اُنہیں باری تعالیٰ نے آخرت کی خبر دی ہے کہ یہی زندگی ہے۔

اور اگر ہر چیز اُس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرے تو حیاتِ ابدیہ کا فلک حیاتِ ازلیہ کی طرف لوٹتا ہے اور اس کے لئے فلک دورے کا اقتضاء نہیں کرتا، زندہ کے لئے حیاتِ ازلیہ ذاتیہ کے لئے نقیض درست نہیں! پس حیاتِ ابدیہ جس سے حیاتِ ازلیہ پیدا ہوتی ہے کا انقضاء درست نہیں۔

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ جب روحوں کے لئے حیاتِ ذاتی ہے تو بلا شُبہ اِس میں اُنہیں موت نہیں اور جب اجسام میں عرض کے ساتھ زندگی قائم ہو تو اُس کے لئے موت اور فنا ہے۔

جسم کی زندگی رُوح کی زندگی سے ہے

یقیناً جسم کی زندگی سے رُوح کی زندگی کے آثار ظاہر ہیں جیسا کہ زمین میں سورج کی روشنی، تو جہاں سے سورج گذرتا ہے وہاں روشنی ہوتی ہے

اور باقی زمین میں اندھیرا ہوتا ہے، ایسے ہی جب روح جسم سے اُس عالم کی طرف رحلت کرتی ہے جہاں سے آتی ہے تو اُس کی اتباع میں زندہ جسم میں زندگی منتشر ہو جاتی ہے اور باقی جسم آنکھوں کو جمادات کی صورت نظر آتا ہے پس کہتے ہیں کہ فلاں مرگیا اور حقیقت کہتی ہے کہ اپنی اصل کی طرف لوٹ گیا ہے،

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى

ہم نے زمین ہی سے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لے جائیں گے اور اسی سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے

جسم و روح کا ملاپ

جیسا کہ روح اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے یہاں تک کہ عشق کے طریق پر روح سے جسم کے لئے جلوت ہوگی تو اُسے اُٹھایا جائے اور اُس کے اجزاء و اعضاء کی ترکیب و ترتیب حیاتِ لطیفہ کے ساتھ ہوگی، اُس کی تا[illegible] کے لئے انتہائی متحرک اعضاء ہونگے اور روح کی گرمی سے اکتساب کرے گا، جب اُس کی بنیاد برابر ہوگی اور نشاۃ تمام پر قائم ہو جائے گی تو اُسے صور میں اسرارِ اسرافیل کے ساتھ روح کی تجلی ہوگئی جو اُس کے اعضاء میں زندگی دوڑادے گی پس وہ شخص برابر قائم ہو جائے گا جس طرح پہلی بار تھا، پھر اُس میں دوسری بار پھونکا جائے گا تو جب وہ کھڑے ہونگے تو زمین کو اپنے رب کے نور سے درخشندہ دیکھیں گے جیسا کہ تم ابتداء کو لوٹ گئے ہو،

قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ

آپ فرمادیں اُنہیں وہ زندہ کرے گا جس نے اُنہیں پہلی بار بنایا،

---

۱ طٰہٰ آیت ۵۵ ۲ یٰسین آیت ۷۹

خواہ وہ شقی ہو یا سعید تو ان امروں کے امتزاج میں عجائبات ہیں جاننا چاہیئے کہ بے شک حرارت و برودت دو ضدیں ہیں اور ان کا امتزاج نہیں اور جب امتزاج نہیں ہوگا تو ان میں سے کوئی چیز نہیں ہوگی ایسے ہی خشکی اور نمی ہیں اور یقیناً ان دونوں کا امتزاج ضداً بضداً ایک ضد کے ساتھ دوسری ضد کا امتزاج ہوگا جبکہ چاروں کے سوا کبھی پیدا نہیں ہوگا چونکہ یہ چار ہیں اس لئے دو دو ضدوں کے لئے دو ضدیں ہیں"

تو اگر اس پر نہ ہو البتہ وہ مرکب اس سے زیادہ ہے جو اُسے اس کے حقائق سے عطا کیا گیا اور ار بعۂ اصول سے زیادہ مرکب نہ ہوگا تو بے شک اربعۂ ہی اصول تعداد ہے،

چار کا ہندسہ

چار میں تین ۳ ہیں اور یہ تین ۳ چار سے مل کر سات ہو جائینگے
چار میں دو ۲ ہیں اور یہ دو ۲ سات سے مل کر نو ۹ ہو جائینگے "

چار میں ایک ۱ ہے اور یہ ایک نو ۹ کے ساتھ مل کر دس ہو جائینگے اور اس کے بعد جو مرکب چار ہیں بنالیں اور ایسا کوئی ہندسہ نہیں پایا جاتا ہے جو تجھے ان چار کے علاوہ عطا کیا گیا ہو جیسا کہ چھ ۶ کے ہندسہ کے علاوہ کوئی مکمل ہندسہ نہیں پایا جاتا کیونکہ اس میں نصف، ثلث اور چھٹا حصہ پایا جاتا، تو حرارت و یبوست، پھر آگ، گرمی، اور نمی، پھر ہوا، ٹھنڈک اور نمی، پھر پانی، برودت، خشکی اور پھر مٹی کا امتزاج ہے"

حرارت و یبوست کا امتزاج ہے پس آگ، حرارت اور نمی ہو گئے، پس ہوا، برودت اور نمی ہو گئے، پس پانی، برودت اور خشکی ہو گئے پس مٹی ہو گئی،

تو دیکھیں ہوا! آگ اور نمی سے بنی ہے اور یہ نفس ہے جو حیاتِ حسیہ ہے اور یہ پانی، زمین اور آگ ہر چیز کے لئے بنفسہٖ مُحرک ہے اور اُس کی حرکت اشیاء کو حرکت دیتی ہے اُس کے لئے زندگی ہے جب کہ حرکت زندگی کی نشانی ہے"

تو یہ چار ارکان اُمہاتِ اوّل سے پیدا ہوتے ہیں، پھر تو جان لے کہ بیشک ان اُمہاتِ اوّل سے مرکباتِ کو اِن کے حقائق عطا ہوتے ہیں جو امتزاج کے بغیر نہیں ہیں پس حرارت سے گرم ہونا اُس کے غیر سے نہیں ہوگا ایسے ہی یبُوست سے خُشکی اور قبض کا ہونا ہے،

جب آگ کو دیکھا کہ وہ پانی کو اُس کے مقام سے خُشک کرتی ہے پس حرارت کے لئے یہ تخیل نہیں کہ وہ پانی کے گڑھے میں ہے تو بے شک آگ حرارت اور خُشکی کا مرکب ہے جیسا کہ پہلے اُس کی حرارت سے پانی خُشک ہوتا ہے اور یبُوست سے اُس میں خُشکی واقع ہوتی ہے،

ایسے ہی نمی اور بُرودت کی ٹھنڈک کے بغیر ملین نہیں ہوگا یعنی اُس میں نرمی نہیں آئے گی"

اجتماعِ ضدّین

پس حرارت خشک کرتی ہے، بُرودت ٹھنڈک دیتی ہے، نمی نرم کرتی ہے، تو یہ اُمہاتِ متنافرہ سوائے صُورت کے کبھی جمع نہیں ہوسکتیں، لیکن اُس کے حقائق عطا ہونے کے مطابق ہونگی اور اس سے کبھی ایک صُورت نہیں پائی جاتی بلکہ دو صورتیں پائی جاتی ہیں"

مگر حرارت و یبُوست جیسا کہ اِس کے پہلے مُرکب سے ہے، رہا حرارت اور اُس کی حد کا پایا جانا تو اُس کے لئے سوائے اِس کے کسی میں انفرادیت

نہیں ہوگی مگر یہی

حقائق کی قسمیں

وصل! تو بیشک یہ حقائق دو قسموں پر ہیں!

۱، وُہ حقائق جو عقل میں مفردات پائے جاتے ہیں جیسے زندگی، علم، نطق اور حس،

۲، وُہ حقائق جو وجودِ مرکب سے پائے جاتے ہیں جیسے، آسمان، عالم، انسان اور پتھر،

یہ مُشکل بات ہے

اگر تو کہے اِن اُمہات منافرہ کے جمع ہونے کا سبب کیا ہے یہاں تک کہ اِن کے اِمتزاج سے جو ظاہر ہے وُہ ظاہر ہو تو یہ سِر عجیب اور مُشکل مرکب ہے اِس کا کھولنا حرام ہے کیونکہ اِس کے اُٹھانے کی طاقت نہیں عقل اِس کی عقل نہیں رکھتی لیکن کشف اس کا مشاہدہ کرتا ہے تو اس سے خاموش رہ، اور میری اِس کتاب میں ان مواقع میں بعید اشارے ہیں اِس پر باریک بین بحث کرنے والا ادراک کر سکتا ہے،

دلیکن سُبحانہٗ صاحبِ اختیار کے ارادہ نے اِس کی تالیف کے لئے کہا جو کچھ تخلیقِ عالم سے اُس کے علم میں پہلے ہے، اور بے شک یہ اصل اُس سے زیادہ ہے یا اُس کی اصل ہے اگر اس کی تالیف چاہے، اور وُہ اعیان میں موجود نہ ہو دلیکن اُسے مُولفہ پایا پہلے اُسے مُفرد بنایا پھر اُسے جمع کیا اور اِس سے یہ حقائق ہیں،

پس ان حقائق سے دو حقیقتوں کی تالیف سے اِس عبارت کی صُورت پائی گئی"

پس وُہ لوٹتی ہے گویا کہ متفرق موجود تھی پھر تالیف ہوئی تو تالیف کے لئے حقیقت کا ظہور وقتِ افتراق میں نہ تھا"

حقائقِ اُمہاتِ حروف

پس ان اُمہات کے حقائق عطا کئے گئے بے شک اس کی علین ہیں ان کے لیے اِس سے مرکب صُورتوں کے وجُود نہ تھا، پس جب یہ صُورتیں بنائی گئیں تو یہ پانی، آگ، ہوا اور زمین کی صُورتیں تھیں، اور اللہ تعالیٰ سبحانہ نے ایک کو دُوسری کی طرف تحلیل کیا چنانچہ آگ ہوا میں اور ہوا آگ کی طرف لوٹتی ہے جیسا کہ تا، طا اور سین، صاد اُس کی طرف پھرتے ہیں جس میں اُمہات کو پایا"

اول اس سے یہ حرُوف پائے تو اُس فلک نے اُس سے زمین پائی اور اُس سے جو حرف پائے وُہ یہ ہیں ثا، تا، جیم کا سرِ لام کی جڑ کا نصف، خا کا سرا، ہا کا تیسرا حصّہ، دال یا لبسہ، نُون اور میم"

اور جس فلک نے اِس سے پانی پایا اُس سے جو حرف پائے گئے وُہ یہ ہیں شین، غین، طا، حا، ضاد، ایک نُقطے کے ساتھ با کا سرا، بغیر سر کے فا کے جسم کی مد، قاف کا سرا اور وُہ چیز جو اُسکی جڑ میں ہے، ظا معجمہ کا نیچے کا نصف حصّہ،

اور جس فلک نے اس سے ہوا پائی اُس سے یہ حرف پائے گئے،، ہا کی دُوسری آنکھ جو اُس کا دائرہ منعقد کرتی ہے، فا کا سرا، نصف دائرہ کے حُکم پر خا کی جڑ، ظا معجمہ کے اُوپر کا نصف دائرہ مع اُس کے قائمہ کے ذال، عین صاد، واؤ۔

اور جس فلک نے اُس سے آگ پائی اُس سے یہ حرف پائے گئے، ہمزہ، کاف، با، سین، را، جیم کا سرا، یا کا بغیر سر کے نیچے کا دو تہائی جسم، لام کا وسط، قاف کا جسم بغیر سر کے، اور الف کی حقیقت سے جو ان تمام حروف میں صادر ہے، اور وہ روح اور حس کا فلک ہے اور ایسے ہی پھر پانچ موجود ہے اور وہ اِن ارکان کی اصل ہے۔

اور اِس میں طبائع کا علم رکھنے والے اصحاب کے نظریات میں اختلاف ہے حکیم نے اِس کا ذکر اسطقسات میں کیا اور اُس میں کوئی چیز ایسی نہیں پائی گئی جہاں ناظر توقف کرے اور نہ ہی علمِ طبائع جاننے والوں میں بحیثیت قراۃ پہچانی جاتی ہے۔

میرا ایک ساتھی جو علمِ طب حاصل کر رہا تھا میرے پاس آیا تو میں نے چلتے ہوئے اُس سے پوچھا ہمارا اِن اشیاء کے بارے میں علم کشف کی جہت سے ہے قرأت و نظر کے لحاظ سے نہیں، پس اُس نے ہم پر پڑھا تو اس سے اس اختلاف پر واقفیت حاصل ہوئی۔

مذکورہ بالا گفتگو سے مجھے اس امر کا پتہ چلا اگر یہ بات نہ ہوتی مجھے پتہ نہ چلتا کہ اِس میں کسی کا اختلاف ہے یا نہیں، تو بے شک ہمارے پاس اِس میں سے وہی چیز ہے جو اس پر حق ہے اور جو ہمارے نزدیک اس کے خلاف ہے تو بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ سے اُس کے متعلق علوم لیتے ہیں، اِس کے ساتھ دِل فکر سے خالی ہے اور قبول واردات کی استعداد کا امر اُس کی اصل پر بغیر اجمال و حیرت کے اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات عطا کرتی ہے۔

اس پر اِس سے حقائق کی معرفت حاصل کر مفردات تھا یا حدوثِ ترکیب کے ساتھ حادث یا حقائق الٰہیہ برابر ہے، ہمیں اِس میں کسی چیز پر شک نہیں تو جو

یہاں سے وُہ ہمارا علم مراد ہے اور حق تعالیٰ جل شانہ ہمارا معلم ہے جس نے وراثت انبیاء علم کو خلل و اجمال اور ظاہر سے معصوم و محفوظ رکھا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِيْ لَهٗ[1] — اور ہم نے اُن کو شعر کہنا نہ سکھایا اور نہ وُہ اُن کی شان کے لائق ہے۔

اور بے شک شعر محل اجمال و رموز اور اشارہ و غمزہ ہے یعنی رمز سے اس چیز تک پہنچائے جسے ہم نہ کسی چیز سے اشارہ کر سکیں اور نہ مخاطب کر سکیں۔

پس محل شعر یقیناً اجمال و رموز اور ابہام و اخفاء ہے یعنی اُس چیز کے لئے ہماری رمز ہو اور ہم نے نہ اُسے مبہم کیا نہ کسی چیز کے ساتھ خطاب کیا، ہماری مراد دُوسری چیز ہے اور ہم نے اِسے مجمل خطاب نہیں کیا مگر یہ کہ اُس کا ذکر شاہد تھا۔ جب ہم نے اُسے جذب کیا اور چھپایا اور جب ہم نے اُسے اپنے پاس حاضر کیا تو ہم اُس کی سمع تھے اور اُس کی بصر تھے، پھر ہم نے اُسے تمہاری طرف لوٹا دیا تاکہ تم جہل کے اندھیروں اور کون میں اُس سے ہدایت حاصل کرو۔ پس ہم اس کی زبان تھے جس کے ساتھ تمہیں مخاطب کیا جاتا پھر ہم نے اُس پر اپنا ذکر اُتارا پھر اُس کے ساتھ شاہد کا ذِکر کیا جائے تو وُہ ذکر اُس کے لئے حاصل ہے" اور قرآن یعنی اُن چیزوں کا مجموعہ جن کا بیان ہمارے نزدیک اُس کے علم کے لئے اصل کے ساتھ شاہد ہے اِس منزہ و مقدس تقریب کا مشاہدہ اور معائنہ کرنے والے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں اور اِس میں ہمارے لئے حسب تقویٰ اور صفاء محل حصہ ہے۔ تو جو کوئی اس کے اعیان و تالیف کے وجود میں اللہ تبارک و تعالیٰ

---

[1] یٰسین آیت ۶۹

کی طرف محتاج اور احتیاج سے عالم مرکبات اور علم طبائع کو جانتا ہے تو وُہ حضرت الٰہیہ کے اسماء الحسنیٰ اور اوصاف اعلیٰ کے سبب سے ہے، اس کے حقائق سے اُس کی طرف سے جیسا تو چاہے گا عطا ہونگے۔

اس فصل کا بیان اس کتاب میں جدولوں اور دائروں کے انشاء کے مقام پر پُورا کیا گیا ہے اور اس طرف سے اس کتاب میں ذکر کیا جائے گا پس وہ مسبب الاسباب ہے جو ہمیشہ مؤلف اُمہات اور مولد البنات ہے تو وُہ پاک ذات سبحانہٗ خالق ارض و سماوات ہے۔

چار مرتبے چھ مرتبے

وصل۔ اس کتاب میں کلام مطلوب کی غایت مُکلف اور مکلفین کی جہت سے حرفوں اور اس سے اس کے حصوں اور افلاک سداسیہ مضاعفہ کی حرکت پر منتہی ہے نیز ان افلاک میں دَوروں پر بلند ہونا ان کی حرکت سے اور طبیعت سے ان کے حصہ پر ہے جب کہ حسب مکلفین چار عام مراتب ہیں اس لئے کہ بساط افلاک دو اقسام پر مشتمل ہے۔

وُہ بسائط جن کے ساتھ عام عُقلا کے حقائق کا اختصار ان چار پر ہے،

۱، حق تعالیٰ کے حروف سات افلاک سے

۲، انسان کے حرُوف آٹھ افلاک سے

۳، ملک کے حروف نو افلاک سے

۴ جن ناری کے حروف دس افلاک سے

پھر ان عقلاء کے ہاں ادراک سے انکار در عقل اُس چیز سے قاصر ہے جو وہاں ہے کیونکہ وُہ اپنے عقول سے مغلوب ہیں جب کہ محققین اپنے سردار شہنشاہ

حقیقی اللہ سبحانہ تعالیٰ کے غلبہ کے تحت ہیں اِس لئے اُن کے لئے جو کشف ہوتا ہے دُوسروں کے لئے نہیں۔

بسائطِ محققین چھ مرتبوں پر ہیں۔

پہلا مرتبہ

حق تعالیٰ کا مرتبہ مُکلف نہیں نوُن سے ہے اور یہ آٹھ افلاک ہے تو بیشک حق ہے ہمارے سوا اُس کو نہیں جانتا اور وُہ ہمارا معبود ہے اور اِس کے کمال کا ادراک نہیں رکھتا مگر ہمارے ذریعہ یہی وجہ ہے کہ اُسکے لئے نُون ہے اور وُہ ثنائیہ ہے کیونکہ ! اس کے دو بسائط واوؔ اور الف ہیں، الف اُس کے لئے اور واؤ تیرے معنے کے لئے ہے تو اللہ کے اور تیرے سوا کچھ نہیں کیونکہ تُو خلیفہ ہے لہٰذا الف عام ہے اور واؤ ملی جلی ہے جیسا کہ اِس کا ذکر اِس باب میں آئے گا۔

اِس مخصوص فلک کا دَورہ فلک مُحیط کُلّی کے ساتھ منقطع ہوتا ہے اور اِس کا جامعہ دورہ فلک کُلّی کو بیاسی ہزار سال میں منقطع کرتا ہے جبکہ فلک واؤ فلک کُلّی کو دس ہزار سال میں قطع کرتا ہے اِس امر کا ذکر ہم اپنے کلام میں حرُوف مقررہ اور اُن کے حقائق کے موقعہ پر اِس باب کے بعد کریں گے اِن مراتب سے جو باقی ہے وُہ مُکلفین کی تعداد پر ہے۔

دُوسرا مرتبہ

دُوسرا مرتبہ اِنسان ہے اور وُہ مکلفین کا اکمل وجود، اَعم و اَتم خلق اور راست تر ہے اِس کے لئے ایک ہی حرف ہے اور وُہ میم ہے اور یہ ثلاثیہ ہے، اِس کے لئے تین بسائط یا، الف اور ہمزہ ہیں اِس کا بیان اِسی باب میں داخل

ہے جو انشاءاللہ العزیز آگے آئے گا۔

تیسرا مرتبہ

یہ مرتبہ مطلقاً ناری اور نوری جن کے لئے ہے اور یہ رباعیہ ہے، اس کے لئے یہ حروف ہیں، جیم، واؤ، کاف، قاف اِن کا ذکر آئے گا۔

چوتھا مرتبہ

چوتھا مرتبہ بہائم کے لئے ہے اور یہ خماسیہ ہے اس کے لئے یہ حروف ہیں دال یابسہ، زا، صاد یابسہ، عین یابسہ، ضاد معجمہ، سین یابسہ، ذال معجمہ، غین معجمہ، شین معجمہ اس کا بیان انشاءاللہ آگے آئے گا۔

پانچواں مرتبہ

پانچواں مرتبہ نباتات کے لئے ہے اور یہ سداسیہ ہے اس کے لئے یہ حروف ہیں، الف، ہا، لام، اور اس کا ذکر انشاءاللہ آگے آئے گا۔

چھٹا مرتبہ

چھٹا مرتبہ جمادات کے لئے ہے اور یہ سباعیہ ہے اس کے لئے یہ حروف ہیں با، حا، طا، یا، خا، را، تا، ثا، فا، اور ظا، انشاءاللہ العزیز اس کا ذکر آگے آئے گا۔

یہ اسرار خداوندی ہیں

الغرض اس کتاب میں روشنیوں کا اظہار اور اشارات اسرار موجود ہیں۔

اگر ہم ان حروف کے اسرار کو کھول دیں تو قلم اور دوات خشک ہو جائیں، اوراق و الواح تنگ ہو جائیں"

اور اگر منشور لکھا جائے تو یہ کلمات اُن میں سے ہیں جن کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا سمندر دوات بن جائے اور فرمایا تمام زمین کے درخت قلمیں بن جائیں اور سمندر سیاہی بن جائے اور اس کے بعد کہا سات سمندر اللہ تعالےٰ کے کلمات میں گم ہو جائیں تو یہ راز اور اشارہ عجیبہ ہرگز ہرگز ادراک نہیں کیا جا سکتا اور زیرک ان کلمات کی خبر نہیں رکھتا

اگر یہ علوم فکر و نظر کا نتیجہ ہوتے تو پھر قریب ترمدت میں انسان ان کا حصر نہ کر لیتا؟ مگر یہ غیب سے بندے کے دل اور نیک ارواح پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت اور اُس کے پاس سے نزول و ورود کرتے ہیں۔

یہ علم اللہ تبارک و تعالیٰ کا اپنا عطا کردہ ہے اور وُہ وہاب علی الدوام اور فیاض علی الاستمرار ہے یعنی ہمیشہ ہمیشہ عطا اور بخشش فرمانے والا ہے۔

علم اسرار علم توحید ہے

ہمیشگی پر تحلی قابل ہے، خواہ جہل قبول کرے خواہ علم جس کے قلب کا آئینہ صاف اور مجلّیٰ ہو گا اُسے عطائے دوام حاصل ہو گی اور اُسے وُہ چیز ایک لحظہ میں عطا ہو جائے گی جس پر قابو پانے کی طاقت وُہ زمانوں میں نہ رکھتا تھا فلک معقول اس کی وسعت نہیں رکھتا اور فلک محسوس تنگ ہے، پس جس کی نہایت و غایت کا تصور نہ ہو اُس کا انقضیٰ کیسے ہو گا، یہاں توقف کر بیشک اس کی صراحت اللہ تبارک و تعالیٰ کے اس فرمان میں موجود ہے جو اُس نے رسول اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کیا کہ، آپ کہیں اے میرے پروردگار میرا علم زیادہ فرما،

۔ القرآن

اس زیادتی علم سے مُراد توحید کے ساتھ کثرت اور معرفت خداوندی کے ساتھ زیادہ تعلق ہونا ہے، اس میں اُس کی تحمید زیادہ کرنے کی رغبت ہے اور اُس کی تحمید پر اُس کا فضل بے انتہا زیادہ ہے، اس سے زیادہ طلب کرنے کا انقطاع نہیں"

جب کسی کو یہ علوم و اسرار حاصل ہو جائیں تو جو کچھ ہم نے بیان کیا اس سے جو بھی اُسے پہنچے گا وہ اس کی تائید کرے گا. تو بے شک یہ علم توحید کی زیادتی ہے دُوسرے علم کی نہیں"

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کھانا تناول کرتے تو فرماتے۔

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ وَأَطْعِمْنَا خَیْرًا	الٰہی اس میں ہمارے لئے برکت عطا فرما اور اس سے ہمارے لئے زیادہ فرما اور ہمیں بہترین کھانا عطا کر

اور جب آپ دُودھ نوش فرماتے تو بارگاہِ خداوندی میں یوں عرض کرتے۔

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْهِ وَزِدْنَا فِیْهِ	یا اللہ اس میں ہمارے لئے برکت عطا فرما اور اسے ہمارے لئے زیادہ کر

دُودھ کا نوش کرنا حصُولِ علم ہے

کیونکہ زیادتی طلب کے امر کا ذکر اُس دُودھ کو دیکھنے پر تھا جو آپؐ نے شبِ اسرا میں نوش فرمایا جبریل نے آپ کی خدمت میں عرض کی آپ اپنی فطرت تک پہنچے اور آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپکی اُمت کو پہنچائی فطرت علم توحید ہے جس پر اللہ نے خلقت کو پیدا فرمایا جب وہ گواہی دیتے تھے اور جب وہ اپنے ظہور سے قبض تھے، کہا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں،، اُنہوں نے کہا کیوں نہیں تو وہ ہر چیز سے پہلے ربوبیت کے شاہد تھے اِس لئے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے سب سے پہلے ترکیب میں یہ دودھ پیا اور اُس کے فضل کو پہنچے،

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپؐ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ اس کا اوّل کیا ہے! آپ نے فرمایا علم، اور اگر علم اور دُودھ کے درمیان حقیقی مناسبت جامعہ نہ ہوتی تو جو اُس کی صورت کے ساتھ عالم خیال میں ظاہر ہے نہ ہوتا اس کی معرفت اِس کی معرفت سے اس کا جہل اُس کے جہل سے ہے، تو جو اپنی ذات سے نہیں بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے لیتا ہے اُس کا کلام کیسے کبھی ختم ہو سکتا ہے،

میرے رب نے حدیث بیان کی

موٴلف کے درمیان دو ٹوٹنے ہیں جو کہتا ہے مجھ سے فلاں رحمۃ اللہ علیہ نے فلاں رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث بیان کی اور جو کہتا ہے مجھ سے میرے دل نے میرے رب سے حدیث بیان کی، اور یہ اس سے بھی رفیع الشان دو ٹوسلے ہیں اِس کے اور اُس کے درمیان جو کہے حدیث بیان کی مجھ سے میرے رب نے میرے رب سے یعنی میرے رب نے اپنی ذات سے حدیث بیان کی، اِس میں پہلا اشلا رب معتقد کی طرف اور دُوسرا اُس رب کی طرف جو غیر تقیید ہے، تو وہ بالواسطہ بالواسطہ نہیں، اور یہ وُہ علم ہے جو اس سے قلب کو مشاہدۂ ذاتیہ سے حاصل ہوتا ہے اور سترو درج اور نفس پر مستفیض ہے تو جو اِس مشرب پر ہے اُس کے مذہب کی معرفت کیسے ہو پس اِس کی معرفت نہیں یہاں تک کہ معرفت خداوندی ہو اور وُہ جمیع وجوہ معرفت سے اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانتا ایسے ہی اِس کی پہچان نہیں تو بے شک عقل اُسے نہیں دیکھتی اگر وُہ ہے تو بیشک اِس کا مطلب اکوان ہے کون نہیں جیسا کہ کسی نے کہا!

ظہرت لما ابقیت بعد فنائہ　　　　فکان بلا کون لانک کنتہ

میں اپنی فنا کے بعد ظاہر ہوا
وُہ بغیر کون کے تھا اور تو وہاں موجود تھا

الف اور لام کا اجمالی خاکہ

تمام تعریفیں اُس ذات کے لئے ہیں جس نے مجھے اہلِ الفاد تلقی سے بنایا پس اُس اللہ سبحانہ، سے سوال کر جس نے ہمیں اور آپ سے اہلِ قربت وارتقا کو بنایا پھر ہم اپنے مضمون کی طرف رجوع کرتے ہیں، ہوتے کہتے ہیں کہ حروفِ معجم کی فصلوں کی تعداد پانچ سو سے زیادہ ہے اور ہر فصل کے لئے بہت سے مراتب ہیں تو ہم اِس پر کلام کو چھوڑتے ہیں یہاں تک کہ انشا اللہ العزیز کتاب المبادی والغایات میں اِس کا حصر کریں گے اور اِس سے اُس پر اقتصار کریں گے جس کا ذکر اس کے بعد لازمی ہے اور جو نام مرتبوں سے ہماری اِس کتاب کے لائق ہیں اور اکثر اُن کے بعض پر کلام ہُوا ہے، اِس کے بعد اس سے حرف حرف لیا جائے گا یہاں تک کہ تمام حروف انشا اللہ العزیز مکمل ہو جائیں گے، پھر الف کے ساتھ لام کے تعلق اور اس کے لوازمات کے لئے اسرار سے اشاروں کے ساتھ اِس کی اتباع کی جائے گی اور وُہ جو اس کا سبب ہے لہٰذا ان کے درمیان خاص روحانی تعشق ہے یہاں تک کہ عالم کتابت و تحریر میں ظاہر ہو، تو بے شک الف کے ساتھ لام کے ارتباط میں ایک راز ہے جو سوائے الف کے سونے سے قائم ہونے کے نہیں کھلتا اور حل لام اُس کے عقد سے ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے اور وُہ مجھ سے راضی ہو، الحمد للہ چوتھی جز تمام ہوئی،

حروف کی اُمتیں اور رسُول

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اور آپ کو توفیق عطا فرمائے حروف مخاطب مکلف

اُمتوں سے ایک اُمت ہیں اور اِن کی جنس سے اِن میں رسُول ہیں اور اِن کی حیثیت
سے اُن کے نام ہیں، ہمارے طریق سے اہلِ کشف کے سوا ان کی معرفت نہیں ہوتی
زبان و بیان کی وضاحت کے لئے عالم حرُوف افصح العالم ہے ان حروف کی اقسام
ہیں جیسا کہ عالم معروف کی عُرف میں قسمیں ہیں،

عالمِ عظمت: ان میں سے ابی طالب مکی کے نزدیک عالمِ جبروت ہے اور
ہم نے اُس کا نام عالمِ عظمت رکھا ہے اور وُہ با، اور ہمزہ ہے،

عالم ملکوت اِن میں سے عالم اعلیٰ ہے اور وُہ عالم ملکوت ہے اور وُہ حا، خا
عین اور غین ہے،

عالمِ جبروت اِن میں سے عالمِ وسط ہے اور یہ ہمارے نزدیک اور ہمارے
اصحاب کے نزدیک عالمِ جبرُوت ہے اور یہ تا، جیم، دال، ذال، را، زا، ظ، کاف، لام،
نون، صاد، ضاد، قاف، سین، شین اور یا صحیح ہے،

عالم اسفل یہ عالم ملک و شہادت ہے اور یہ با، میم اور واؤ صحیح ہے،

عالم امتزاج

اِن میں عالمِ جبرُوت الوسط اور عالم شہادت کے درمیان عالمِ امتزاج ہے
اور وُہ فا ہے۔

اِن میں عالم جبرُوت الوسط اور عالم ملکوت کے درمیان عالمِ امتزاج ہے اور
وُہ کاف اور قاف ہے اور یہ امتزاج مرتبہ ہے،

اِن میں صفتِ رُوحانیہ میں امتزاج ہے اور وُہ طا، ظا، صاد اور ضاد ہے،
اِن میں عالم جبرُوتِ اعظم اور عالم ملکوت میں امتزاج ہے اور وُہ حا، ہمزہ ہے
ان میں ایک وُہ عالم ہے جو ہمارے عالم سے مُشابہ ہے وُہ جو نہ ہم میں دُخول

کے ساتھ متصف ہیں اور ہم سے خروج کے ساتھ متصف ہیں، اور وُہ الف یا اور واؤ مُعتلان ہے،

اجناسِ عوالم

پس یہ عوالم ہیں اور ہر عالم کے لئے اُن کی جنس سے رسُول ہیں اور اُن کے لئے شریعت ہے جس کے ساتھ وُہ عبادت کرتے ہیں اور اُن کے لئے لطائف بھی ہیں اور کثائف بھی، اور اُن پر امر کے ساتھ خطاب ہے اور اُن کے ہاں نہی نہیں ہے،

اِن میں عام، خاص، خاص الخاص اور خاص الخاص کا مصفا خلاصہ ہیں،

اِن میں سے عام جیم، ضاد، خا، دال، غین، شین، ہیں،

اِن میں سے خاص الخاص، الف، یا، با، سین، کاف، طا، قاف، تا، واؤ، صاد، حا، نوُن لام اور غین ہیں،

اِن میں خاص الخاص کا خلاصہ حرف با ہے،

اور اِن میں جو خاص ہے اُس کا درجہ عام کے اوپر ہے اور یہ حُروف سُورتوں کے آغاز میں ہیں جیسے الم اور المص اور یہ چودہ حرُوف ہیں، الف، لام، میم، صاد، را، کاف، ہا، یا، عین، طا، سین، حا، قاف، نوُن۔

اور اِن میں خاص الخاص حروف کے خلاصۂ صفا یہ حرُوف ہیں، نوُن، میم، را، با، دال، زا، الف، طا، یا، داؤ، ہا، ظا، ثا، لام، فا اور سین،

عالمِ مُرسل اور دیگر عوالم

اِن میں عالمِ مُرسل ہے اور وُہ جیم، حا، خا اور کاف ہیں،

اِن میں وُہ حروف جن کا تعلق اللہ تبارک وتعالیٰ اور مخلوق کے ساتھ ہے

یہ ہیں، الف، دال، ذال، سا، زا، واؤ اور یہ حروف گردبیان سے عالم تقدیس ہے،

اِن میں سے وُہ ہے جس پر اوصافِ حق کے ساتھ غلبۂ خلق ہے، اور وُہ حرُوف اہلِ انوار کے نزدیک تا، ثا، حا، ذال، زا، ظا معجمہ، نوُن، ضاد معجمہ، غین معجمہ، قاف، شین معجمہ اور فا ہیں،

اِن میں وُہ عالم ہے کہ اُن پر تحقق غالب ہے اور وُہ اہلِ اسرار کے نزدیک با، فا اور جیم ہیں،

ان میں وُہ عالم ہے جو مقامِ اتحاد سے متحقق ہے اور وُہ الف، حا، دال، را، طا یا بسہ، کاف، لام، میم، صاد یابسہ، عین یابسہ، سین یابسہ، ہا اور واؤ ہیں، اِس صُورت میں میں انہیں اتحاد کے دو مقاموں عالی اور اعلیٰ پر کہتا ہُوں، تو عالی الف کاف، میم، عین اور سین سے اور اعلیٰ باقی حروف ہیں،

اِن میں سے وُہ عالم ہے جس میں طبائع کا امتزاج ہے اور وُہ جیم، ہا، یا، لام، فا، قاف، خا اور ظا خاصہ ہیں۔

اجناسِ عوالم

عوالم حرُوف کی اجناس چار ہیں،

جنس مُفرد ۱ یہ الف، کاف، لام، میم، ہا، نوُن اور داؤ ہے

جنس ثنائی ۲ : دال اور ذال کا مثل ہے،

جنس ثلاثی ۳ : جیم، حا اور خا کی مثل ہے

جنس رباعی ۴ ! یہ کلمہ کے وسط میں با، تا، ثا، یا اور نوُن ہے یہ اِس اعتبار سے جنس خماسی ہے اور اگر اِس اعتبار سے نہ ہوں تو با، تا، ثا اور یا جنسِ ثلاثی سے ہو گا اور جنسِ رباعی ساقط ہو جائے گا،

پس اِس کے ساتھ ہم نے تجھ پر حروف کے عالم کا قصہ بیان کیا تاکہ تو اس کے حقائق پر عالم کشف و اطلاع کی طرف پہنچانے والے امور میں اپنی ذات کیلئے استعمال کرے۔

اور تجھ پر خدا تعالیٰ کا یہ ارشاد تحقق ہو جائے،

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ [1]	اور کوئی چیز نہیں جو اُسکی حمد بیان کرتی ہوئی اسکی تسبیح نہ بیان کرے ولیکن تم اُن کی تسبیح نہیں سمجھتے،

بعض علمائے نظر کے گمان کے مطابق اگر تسبیح حال تو اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان لا تفقہون بے فائدہ ہوگا، چنانچہ اِس طرف رسائی حاصل کر اور اس سے واقفیت حاصل کر،

ہر مولف زیر اختیار ہے

ہم کسی وقت اس کے بعض امور پر کلام کریں گے ہیں نے اس عالم کی طرف دیکھا تو اس کے علاوہ زیادہ کلام کرنا ممکن نہیں، ہم نے اس عالم کو مختص پایا اور وُہ عالم الٓمٓ، المٓصٓ، الٓرٰ اور اِس قبیل کے دوسرے حروف کی طرح غیر معروف ہے پس الم پر گفتگو کرتا ہوں، یہ قرآن مجید کی پہلی سورت کا مبہم اور مختصر کلام اسرار کے طریق سے ہے، اور کسی وقت اِن آیات کے ساتھ تلاوت حق ہوتی ہے اگرچہ یہ باب سے نہیں لیکن اُس کا کام میرے پروردگار کے امر سے ہے جس کا اُس کے ساتھ وعدہ ہے، پس وُہ اجازت کے بغیر گفتگو نہیں کرتا جیسا کہ میں اپنی

---

[1] بنی اسرائیل آیت ۴۴ [2] البقرہ [3] یونس

حد پر ٹھہر جاتا ہوں.

بے شک ہماری یہ اور دُوسری تالیفات اجرائے توالیف سے جاری نہیں ہوتیں عام مُولفین کی طرح نہیں چلتے تو یقیناً ہر مولف اُس کے زیر اختیار ہے اور اگر اُس کے اختیار میں مجبور تھا یا اُس کے خاص پھیلنے والے علم کے تحت تھا تو جس سے چاہے ملے جسے چاہے چھوڑ دے یا اُس سے ملے جو علم اُسے عطا کیا جائے اور اِس مسئلہ پر زبردستی اور تحکم اُسے روک دے گا یہاں تک کہ اُس کی حقیقت میدان میں نکل آئے.

القائے ربّانی

اور ہم اپنی تالیفات میں فصیح زبان استعمال کرتے ہیں جیسا کہ یہ قلوب حضرتِ الٰہیہ کے دروازے پر مراقب و معتکف ہیں. جب کہ خلوت گزین فقیر کے لئے ہر علم سے اُس کا دروازہ کھل جاتا ہے. اگر تو اِس مقام پر سوال کرے تو فقدانِ احساس سے کوئی چیز نہیں سُن سکے گا. اس پردے کے پیچھے اُس کا فہم اُس سے برسرِ پیکار ہوتا ہے اور اُس سے بدلہ لینے کے لئے دوڑتا ہے، اور اُس کی الفت امر میں اس کی حد کے مطابق ہے. تو بیشک وُہ چیز اُس کی طرف القاء ہوتی ہے جو اُس کی جنس میں عادت اور نظرِ فکری سے نہیں ہوتی اور جو اُسے علم ظاہر سے عطا گیا اور اور ظاہری مناسبت عُلماء کے لئے مناسبتِ پوشیدہ ہے اور اِسے سوائے اہلِ کشف کے کوئی محسوس نہیں کر سکتا. بلکہ پھر وُہ جو ہمارے نزدیک انتہائی عجیب و غریب ہے وُہ یقیناً اِس قلب اشیاء کی طرف القاء کرتا ہے، اُسے القاء کا حکم دیا جاتا ہے اور وُہ اس وقت میں اس کا علم نہیں رکھتا اور حکمتِ الٰہیہ کے لئے مخلوق سے پوشیدہ ہوتا ہے.

اس لئے ہر شخص کے لئے اِلقاء سے تالیف کی قید نہیں اس باب کے علم کے ساتھ جو اس پر کلام کرتا ہے. ویکن اِس میں اس کے علاوہ علم سامنے عادی پر اُس پر اِلقاء ہونے کے مطابق درج ہے، لیکن وُہ ہمارے نزدیک قطعاً بعینہٖ اِس باب کے نفس سے ہے لیکن اِس وجہ کے ساتھ ہمارا غیر نہیں پہچانتا مثلِ کبُوتر اور کتّے کے وُہ لوگ جو بلندی کے لئے جمع ہیں اُن کے دونوں کے پاؤں مضبوط ہیں اور یقیناً مجھے تقیید میں اِذن دیا گیا ہے اِس کے بعد جو اِلقاء ہو گا لازماً اِسی سے ہو گا۔

تین سے پانچ تک

وصل : ان غیر معروف مخصوص حروف کی تعداد اُن حروف پر ہے جو تکرار کے ساتھ نہیں اور سُورتوں میں اُس کے اجمال اور اُس کے افراد پر ہے، قٓ، وقٓ دنٓ میں ان کا تثنیہ طٰس اور طٰہٰ میں اور ان کے قبیل سے ہے اور یہ تین سے جمع ہیں یہاں تک اُوپر چڑھ کر پانچ متّصل اور منفصل حروف کو پہنچ جاتے ہیں اور اکثر نہیں پُہنچتے، بعض کو وصل میسّر نہیں اور بعض کٹ جاتے ہیں، اور سین کے ساتھ سُورتیں نہ تھیں اور نہ صاد کے ساتھ ہونگی، عُلمائے ظاہر کے نزدیک اِن حروف کے معنوں میں ناواقفیت نہیں اور اہلِ احوال کے کشف کے نزدیک اِس کی دُوسری طرف ہے ہم نے اِس کا ذکر کتاب "جمع والتفصیل فی معرفتِ تنزیل" میں کیا ہے پس اللہ تبارک وتعالیٰ کی برکت پر نقل ہُوا اور اللہ ہی حق کہلاتا ہے اور وہی راستہ دکھاتا ہے۔

سُورت یا صُورت

جاننا چاہیئے کہ سُوَرِ غیر معرُوف کے مَبداء کی حقیقتوں کو سوائے اہلِ صُوَر

معقولہ کے کوئی نہیں جانتا پھر قرآن کی سورتیں سین کے ساتھ مقرر ہوئیں اور یہ شرعی عبادت ہے اور یہ سورۃ توں کا ظاہر ہے اور اس میں عذاب ہے اور اس میں اس کے ساتھ جہل واقع ہے اور اس کا باطن صاد ہے اور وہ مقام رحمت ہے اور یہ علم حقائق کے سوا نہیں اور علم حقائق توحید ہے۔"

پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے انتیس سورتیں بنائیں اور وہ صورت کمال ہے وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ، "اور چاند کے لیے ہم نے منزلوں کا تعین کیا انتیس[۲۹] قطب ہیں جن کے ساتھ فلک قائم ہے اور وہ اس کے وجود کی علت ہیں" اور وہ سورت آل عمران ہے الٓمّٓ اللّٰہُ، اور اگر یہ نہ ہو تو اٹھائیس ثابت نہ ہوں، اور تکرار حروف کا مجمل اٹھتر حروف ہیں پس آٹھ کی حقیقت بضع یعنی نو ہے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایمان بضع وسبعون یعنی اناسی ہے اور یہ حروف اٹھتر ہیں تو عبد پر اسرار ایمان مکمل نہیں ہوتے یہاں تک کہ صورتوں میں ان حروف کے حقائق کا علم نہ ہو۔

پس اگر تو کہے کہ بضع زبان میں مجہول ہے اور یہ ایک سے نو تک کو کہا جاتا ہے تو یہ ثمانیہ یعنی آٹھ کو کہاں قطع کرے گا!

اگر تو کہے بضع کا ہندسہ زبان میں غیر معروف ہے اور یہ ایک سے نو تک ہے تو آٹھ کو کیسے قطع کرے گا!

علم اعداد کا نادر نمونہ

پس اگر تو چاہے تو ہم تجھے کشف کے طریق پر بتائیں کہ تو اس پر پہنچ جائے اور یہ طریق وہ ہے جس پر وہ مسلک اور رکن ہے جو میرے تمام علوم میں اس کی طرف مستند اور منسوب ہے۔

اور اگر تو چاہے تو تیرے لئے عدد کے باب سے ابتداء کردوں" اور

اُبُوالحکم عبد بن سلام نے اپنی کتاب میں اس باب میں جو بیان کیا ہے اُس میں اس امر کا ذکر نہیں کیا اللہ تعالیٰ اُس پر رحم فرمائے اِس نے جو بیان کیا ہے وُہ فلک کی جہت سے ہے اور اُس نے اُس کشف پر پردہ ڈال دیا ہے جو ۵۸۳ھ میں بیت المقدس کی فتح کے ساتھ قطع ہُوا۔

تو ایسے ہی اگر ہم چاہیں تو کھول دیں اور اگر چاہیں تو اِس پر اعداد کا پردہ ڈال دیں، پس ہم کہتے ہیں یہ بِضع سُورۂ رُوم میں آٹھ ہے، جزم صغیر کے ساتھ الم کے حروف کے عدد لو گے تو آٹھ ہونگے اور بِضع کو آٹھ ہیں جمع کریں تو سولہ ہونگے پس ایک جو الف اساس کے لئے ہے اُسے گرا دیں تو باقی پندرہ رہ جائیں گے پس تجھے اِس سے تمسک کرنا ہے۔

پھر اِس میں جمل کبیر کے عمل کی طرف رجوع کر اور وُہ جزم ہے پس بِضع آٹھ کو اکہتر ۷۱ سے ضرب دیں تو اِس تمام سے تیرے لئے پانچ سو اڑسٹھ ۵۶۸ سنین برآمد ہونگے تو ان میں اُن پندرہ ۱۵ کو جن کا تجھے امر کیا اُٹھائیں تو پانچ سو تراشی ۵۸۳ کی طرف لوٹ آئیں گے اور یہ غَلَبَت الرُّوم پڑھنے پر فتح بیت المقدس کا زمانہ ہے، غلبت میں غین پر اور لام پر زبر ہے جبکہ سَیَغلِبُون کی یا پر پیش اور لام پر زبر ہے اور ۵۸۳ھ میں کافروں کے اخذ جہ میں مُسلمانوں کا ظہور ہُوا تھا اور وُہ بیت المقدس کی فتح ہے۔

اور ہمارے لئے علم اعداد کشف کے طریق پر ہے اور اُس طریق سے جس کا اقتضا اُس کی طبع کرتی ہے اسرار عجیب ہیں اور اُس طریق سے جو اُس کے لئے حقائق الٰہیہ سے ہے، اگر ہمارے ساتھ طویل زندگی ہُوئی تو انشا اللہ العزیز معرفت اعداد پر کتاب لکھیں گے۔

۱۔ ۷ : ۸

انفرادیتِ الٰہیہ

تو ہم جس راستے پر چل رہے تھے اُسکی طرف رجوع کرتے ہُوئے کہتے ہیں شعب الایمان کے ضمن میں اسرارِ عبد تکمیل پذیر نہیں ہوتے سوائے اس کے کہ جب اِن حروف کے حقائق کا علم سُورتوں میں اُن کے حسب تکرار ہو جیساکہ جب اِس کا علم اُسے بغیر تکرار کے ہو اِس میں حقیقتِ ایجاد پر اللہ تعالیٰ کی تنبیہ اور صفاتِ ازلیہ کے ساتھ اللہ سبحانہ کا قدیم تفرّد ہے پس اُس کے قرآن میں چودہ[۱۴] مُفرد مُبہم حروف بھیجے گئے آٹھ[۸] معرفتِ ذات کے لئے اور سات ہم سے صفات کے لئے اور چار طبائع موتلفہ کے لئے مقرر ہُوئے، اور یہ چار، خُون، سودا، صفرا اور بلغم ہیں۔

پس بارہ[۱۲] حروف موجودہ آئے اور یہ انسان ہے اِس فلک سے اور دُوسرے فلک سے جو گیارہ، دس، نو[۹] اور آٹھ[۸] سے مرکب ہے یہاں تک کہ دو[۲] فلکوں کی طرف ہے اور ایک کی طرف کبھی جائز نہیں، پس اِس سے حق تعالیٰ کے لئے انفرادیت ہے، اور اُس کے سوا کوئی موجود نہیں۔

رُوحانی نُون پوشیدہ ہے

پھر بے شک اُس سُبحانہ تعالیٰ نے پہلے الف کو خط میں اور ہمزہ کو لفظ میں مقرر فرمایا اور اس کا آخر نوُن ہے، پس الف وجودِ ذات پر اُس کے کمال کے لئے ہے کیونکہ وُہ عالم سے نصف دُجود کے لئے حرکت اور نون کی طرف لایحتاج ہے اور وُہ عالم ترکیب ہے اور یہ فلک سے ہمارے لئے نصف دائرہ ظاہر ہے اور دُوسرا نصف اِس پر نُون معقولہ ہے، اگر حِس کے لئے ظاہر ہو اور عالم رُوح سے انتقال کرے تو دائرہ محیط کے لئے ہے لیکن کمالِ دُجود کے ساتھ یہ روحانی نُون

چھپا ہوا ہے اور نونِ محسوسہ کے نقطہ کو اس پر دلیل بنایا، پس ان تمام وجوہ سے الف کامل ہے اور نون ناقص، پس شمس کامل ہے اور قمر ناقص کیونکہ وہ محو ہے، پس اُس کی روشنی کی صفت عاریتاً ہے اور یہ امانت ہے جو اُس نے اٹھا رکھی ہے اور قدر کے مطابق اُس کا محو، اخفا اور اثبات وظہور ہے تین کے لئے تین ہیں پس تین حضرتِ احدیت میں قلبِ الٰہی قمر کا غروب، اور تین حضرت ربانیہ قلبِ الٰہی کے قمر کا طلوع اور جو اِن دونوں کے درمیان خروج ورجوع ہے قدم کے ساتھ قدم کو کبھی اختلال نہیں۔

وصل اور فصل

پھر اللہ تعالیٰ سُبحانہ نے اِن حروف کو مرتبوں پر فائز کیا ان میں سے موصول مقطوع، مفرد مثنیٰ اور مجموع ہیں، پھر ہر وصل میں قطعی طور پر آگاہی ہے اور ہر قطع میں وصل نہیں، پس ہر وصل فصل پر دلالت کرتا ہے اور ہر فصل وصل پر دلالت نہیں کرتی پس وصل اور فصل جمع میں اور غیر جمع میں ہیں اور فصل اُس عین فرق میں ایک ہے اس سے جو اُس کی انفرادیت ہے تو اس میں ازل سے فنا رسمِ عبد کی طرف اشارا ہے اور جو اُس کی اثنا ہے یہ موجودہ وجود رسمِ عبودیت کی طرف اشارا ہے جو اس کا جمع ہے یہ ابد کی طرف موارد لامتناہیہ کی طرف اشارا ہے، پس اکیلا بحرِ ازلی کیلئے اور جمع بحرِ ابدی کیلئے ہے، اور مثنیٰ برزخ محمدی انسان کیلئے ہے

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ۙ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ۚ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ[۱]	اُس نے دو سمندر بنائے کہ دیکھنے میں ملے ہوئے معلوم ہوں اور اُن میں روک ہے تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے

---

[۱] الرحمٰن آیت ۱۹ - ۲۰ - ۲۱

بحرِ ازل وابد

کیا بحر کے ساتھ اعیان سے نیستی کا وصل ہے یا اُس سے فصل ہے اور کیا اُس کا نام اکوان کے ساتھ ہے یا برزخ کے ساتھ ؟ وُہ جس پر استوائے رحمٰن ہے تو اپنے رب کی کونسی نعمت جُھٹلاؤ گے، وُہ بحرِ ازل سے موتی اور بحرِ ابد سے مرجان نکالتا ہے تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے اور اُس کیلئے الجواری الروحانیہ یعنی رُوحانی چلنے والیاں ہیں اور مُنشئات بحر میں حقائقِ اسمائیہ ذاتی اقدسی ہیں جیسے پہاڑ تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلا دگے،

کونسی نعمت جھٹلاؤ گے

اُس سے اُس کے عُلو و قُدس پر عالمِ علوی کا اور عالم سفلی میں اُسکے نزول و نحس پر سوال کرتے ہیں زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے اور یہ اعیان کے لئے عدم نہیں بلکہ قریب سے قریب کی طرف رحلت ہے اور ہر ایک بار میں ایک کام ہے تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے اے بھاری گروہ تمہارے سب کام جلد نپٹا کر تمہارے حساب کا قصد کرتے ہیں تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے،

ایسے ہی اگر یہ قرآن پر اعتبار کرتے تو دونوں میں اختلاف اور جھگڑا نہ ہوتا اور نہ مُبتلائے مصیبت ہوتے، پس تم آپنی آیات میں غور اور تدبّر کرو اور اپنی ذات سے نہ نکل جاؤ تمہاری صفات لا نعاً میرے لئے ہیں تمہاری نظر اور تدبیر سے جب عالم نے سلامتی پائی تو علی الحقیقت خلقت تمہاری تسخیر کے تحت ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے،

اَنَّ اللّٰہَ سَخَّرَ لَکُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا — اللہ نے تمہارے لئے مسخر کیا جو کچھ آسمانوں

فِی الْاَرْضِ ؕ — میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے

اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اُس طرف کی ہدایت نصیب فرمائے جس میں ہماری دُنیا و آخرت کی اصلاح اور سعادت ہے اور بے شک وُہ کریم دوست ہے،

احسن تقویم سے اسفل السافلین تک

وصل، الف الم سے توحید کی طرف اشارہ ہے اور میم ملک کے لئے ہے جسے ہلاکت نہیں اور لام دونوں کے درمیان واسطہ ہے جو دونوں کے لئے رابطہ قائم کرتی ہے، پس اُس سطر کی طرف دیکھ جس پر لام سے خط واقع ہے تو اِس کی طرف الف کو اپنی اصل سے منتہی پائے گا اور اِس سے میم کو اس کی ظہور کی ابتدار کیساتھ پائے گا پھر احسنِ تقویم سے نیچے آجاتی ہے اور یہ سطر میم کی جڑ ہے جو اسفل السافلین کی طرف منتہی ہوتی ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے،

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ؗ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ ؗ[2] — بے شک ہم نے اِنسان کو اچھی صُورت پر بنایا پھر اُس کو ہر نیچی سے نیچی حالت کی طرف پھیر دیا،

اور سطر کی طرف الف کا نزول اِس قول کی مثل ہے،

ہمارا رب آسمان دُنیا کی طرف نزول فرماتا ہے،

اور یہ آسمان پہلا عالم ترکیب ہے کیونکہ وُہ آدم علیہ السلام ہے، اور اِس سے آگ کا فلک ملا ہوا ہے، پس اِس لئے پہلی سطر کی طرف نزول کرتا ہے،

تو بے شک وُہ مقامِ احدیت سے مقامِ ایجادِ خلیفہ کی طرف نزول کرتا

---

[1] لقمٰن آیت ۲۰ [2] والتین آیت ۴

ہے اور یہ نزول تقدیس و تنزیہہ کا نزول ہے تمثیل و تشبیہ کا نزول نہیں"

الف۔لام۔میم

اور لام واسطہ ہے اور یہی مکون و کون کی قائم مقام نائب ہے اور یہی وہ قدرت ہے جس سے عالم وجود میں آیا پس پہلی سطر کے نزول میں الف کی مشابہت ہے اور جب اِس کا مکون اور کون سے امتزاج ہے تو بے شک وہ اپنی ذات پر قدرت کے ساتھ متصف نہیں اور بیشک وہ خالق اپنی مخلوق پر قادر ہے۔
پس وجہ قدرت مخلوق کی طرف مصروف ہے، اور اِس لئے سوائے وابستگی مخلوق کے خالق کا اثبات نہیں ہوتا پس ان کے ساتھ لازماً علوی اور سفلی تعلق ہے اور جب اُس کی حقیقت ہے تو وصول کے ساتھ سطر کی طرف ختم نہیں ہوتی اور الف مرتبہ واحد پر ہے اُس کی حقیقت کے ساتھ سطر کے نیچے یا سطر کے اُوپر نزول طلب کریں جیسا کہ نزول میم ہے، پس ایجادِ میم کی طرف نزول ہے، اور صورتِ میم پر یہ تنزل ممکن نہیں، پس وہ ہو گیا تو اس سے کبھی میم کے سوا نہیں پایا جائے گا۔
پس نصف دائرے نے نزول کیا یہاں تک کہ سطر بلا جہت کی طرف پہنچا پس نصف فلکِ محسوس کا جھکنا نصف فلکِ معقول کو طلب کرتا ہے، پس دونوں سے فلک دائرہ ہے تو تمام عالم کی اوّل سے آخر تک چھ ایام اجناس میں اول اتوار سے آخر جمعۃ المبارک تک تکوین ہوئی اور باقی ہفتے کے دن حال سے حال کی طرف اور مقام سے مقام کی طرف انتقالات ہوتے سب ہے اور کون سے کون کی طرف استحالات بلا زوال و تغیر اُس پر ثابت ہیں اِس لئے کہ اِس دن پر ٹھنڈک اور خشکی کی حکومت ہے اور یہ کواکب زحل سے ہے،

چنانچہ الف، لام، میم اکیلا فلک محیط بن گیا جسکا چکر کاٹتے ہیں اور جسکے ساتھ ذات و صفات اور افعال م

مفعولات ہے پس جو الم اِس حقیقت و کشف کے ساتھ پڑھے وُہ کُل کے لئے کُل کے ساتھ بالکل حاضر ہے چُنانچہ کوئی چیز ایسی باقی نہیں جو اُس کا مشاہدہ نہ کرے لیکن اُس سے جسے جانتا ہے اور اُس سے جسے نہیں جانتا پس وُہ الف قیام حرکات سے منزّہ ہے، اِس کے ساتھ دلالتِ صفات ہے جو سوائے افعال کے عقل میں نہیں آتی جیسا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اللہ تھا اور اُس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی اور وُہ جس پر ہے اُس پر تھا،

ہم اُس امر سے صرف نظر کرتے ہیں جو نہ عقل کی طرف ہے اور نہ وُہ ذات منزّہ کی طرف ہے تو بے شک یہ اضافت سوائے متضائفین کے کبھی عقل میں نہیں آ سکتی بے شک اُبوّت بغیر باپ اور بیٹے اور تقدیر کے عقل میں نہیں آ سکتی اِسی طرح مالک و خالق، باری و مصوّر اور جمیع اسماءِ عالم کو اُس کے حقائق کے ساتھ طلب کرتے ہیں اور حروف میں سے الم مقامِ تنبیہ ہے اِس پر جو تفصیل لام میں ہے وُہ صفتِ میم کے ساتھ ہے اور وُہی اس کا اثر اور فعل ہے

پس الف واحد ذات ہے حروف میں سے کسی چیز کا اِتصال اِس میں دُرست نہیں، جب پہلے خط میں واقع ہُوئی یہی وہ صراطِ مستقیم ہے جس کا سوالی نفس اھدِنا الصراطُ المستقیم میں کرتا ہے یعنی تنزیہہ و توحید کا راستہ تو جب اُس کا رب اُس کی دُعا پر آمین کہتا ہے اور یہ وُہ کلمہ ہے جس کی طرف رجُوع کرنے کا حُکم سُورۂ فجر میں ہے جو اُس کی دُعا پر آمین قبول فرماتا ہے، پس الم سے وَالضالین کے پیچھے الف ظاہر ہے اور آمین پوشیدہ ہے، کیونکہ عالمِ ملکوت سے غیب ہے، جو اُس کی آمین سے واقف ہیں، ملائکہ کا غیب آمین کہنا تحقیق شُدہ ہے جس کا نام عام میں سے فقہا نے اخلاص رکھا ہے اور صُوفیائے کرام اُسے حضُور کہتے ہیں اور محقّقین نے اُسے الہام کہا ہے جبکہ ہم اور ہماری طرح کے لوگ اس کو عنایت کا نام دیتے ہیں،

جب عالمِ ملکوت و شہادت میں الف ظاہر ہے تو قدیم اور محدث کے درمیان فرق واقع ہونا ظاہر ہے۔

جو حرف حرکت نہ کرے

پس دیکھ جس میں ہم نے عجیب تفصیل تحریر کی اور جو ہمارے اس بیان کی تائید کرتا ہے کہ وجودِ صفت مد بغیر الف کے لام اور میم میں موجود ہے، تو اگر صوفی یہ کہے کہ ہم نے الف ملفوظہ اور ہمزہ کے ساتھ نطق بغیر الف کے پایا ہے پس الف کے ساتھ نطق نہیں تو ہم کہتے ہیں یہ بھی اُسکی تائید کرتا ہے جو ہم نے کہا ہے، پس اگر الف حرکت قبول نہ کرے تو اُسے الف کے ساتھ کیوں نہیں پڑھا جاتا۔

جب رفع، نصب، جر اُس پر حرکت پڑے گی تو تمیز ہو گی۔

اور ذات اپنی ماہیت کے ساتھ کبھی نہیں سمجھی جاتی، پس جو شخص اس امر پر نہیں وہ اِسے کبھی نہیں جان سکتا۔

حرکت صفتِ علمیہ ہے

اِس ذات پر جو الف دلالت کرتا ہے حروف میں خلیفہ ہے جیسا کہ عالمِ غیر معروف میں انسان بھی خلیفہ ہے ایسے ہی ذات حرکت قبول نہیں کرتی، پس جب وہ نہیں قبول کرے گی تو اُس سے سلبِ اوصاف کی جہت کے سوا پہچان باقی نہیں، اور جب ساکن کے ساتھ نطق ممکن نہیں تو ہمارا نطق اِسمِ الف کے ساتھ ہے الف کے ساتھ نہیں پس ہمارا نطق ہمزہ کے ساتھ زبر کی حرکت سے ہے۔

پس ہمزہ مبدعِ اول کے مقام پر قائم ہے اور اِس کی حرکت صفتِ علمیہ اور نون کے ساتھ اِتصالِ کاف میں اُس کے ایجاد کے محل پر ہے۔

پس اگر کہا جائے کہ ہم نے الف کو لام میں اُس کے ساتھ منطوق پایا ہے اور الف میں نُطق نہیں پایا جاتا تو ہم کہتے ہیں سچ کہا اِس کے ساتھ نُطق واقع نہیں ہو گا سوائے اِس کے کہ زیر، زبر یا پیش کی حرکات کو اِس سے قبل حرکت دی جائے جو اُسکے ساتھ موصول ہے اور بے شک ہمارا یہ کلام الف مقطوعہ کے بارے میں ہے زیر، زبر، پیش سے پہلے اِس حرف کی حرکت نہیں،

زیر، زبر، پیش سے قبل اِس حرف کی حرکت نہیں پس نُطق ظاہر نہیں ہو گا،

استمدادِ مدّ

اگر الف کو اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ کی مثل رقم کیا جائے تو یہ اِنَّمَا اور مومنین کی لام کے درمیان دو الف موجود ہیں پس یہ دونوں کے ساتھ نُطقاً غیر ملفوظ خط ہے اور بے شک یہ الف موصول ہے، جو لام، ہا، حا اور اِس جیسے حرف کی طرح حرف کے بعد واقع ہوتا ہے، تو اگر اِسکا وجود نہ ہوتا تو اِن تمام حروف میں کسی کی مد نہ ہوتی اور اِس کی مد ہی وُہ سِترِ استمداد ہے جس کے ساتھ محلِ حروف میں ایجادِ صفات ہے اِس لئے مُد وصل کے ساتھ ہو گی تو جب حرفِ الف اُس کے دُوسرے نام سے ملے گا الف کا لمبا ہونا وجودِ حرف کے ساتھ موصول بہ ہو گا اور جب حرف موصول بہ صفتِ رحمانیہ کی طرف محتاج پایا جائے گا تو اُسے زبر کی حرکت عطا کی جائے گی اور وُہ یہی زبر ہے کہ جب یہ عطا ہو جائے تو اِس سے اِس پر شکر طلب کرنا ہے کہا کہ! اِس پر شُکر کیسے ہو گا؟ اُسے کہا گیا! سامعین اِسے تیرے وُجود کی صفت کے ساتھ جان بس تیری ذات کے ساتھ نہیں اور جو یقیناً ذاتِ قدیم اللہ تعالیٰ سے ہے، پس تیری ذات کے ذکر کے موقعہ پر اُس کا ذکر ہو گا،

آدم صورتِ رحمٰن پر بنا ہے

پس بے شک تجھے رحمت خاصہ کی صفت کے ساتھ بنایا جانا اس پر دلیل ہے اور اسی لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے

اِنّ اللہ خلق آدم علیٰ صورۃ الرحمٰن، یعنی بیشک اللہ تعالیٰ نے آدم کو صورت رحمن پر پیدا فرمایا ہے

تو اس موجد پر ثناء کے ساتھ نُطق کر، پھر کہا! لام، یا، ھا، حا، طا تو نطق ظاہر ہوا جو پوشیدہ خطا ہے کیونکہ الف کا طٰہٰ، حٰمٓ اور طٰسٓ میں نطق موجود ہے دلالت صفت کے لئے اِس پر اخفاء خطا ہے اور یہی زبر افتتاحِ وجود کی صفت ہے۔"

مد کا وجود

کہا کہ ایسے ہی اِس سے پہلے واؤ مضموم میں اور اُس سے قبل یائے مکسور میں مد کو پایا گیا پس یہ بھی تین ذاتیں ہیں تو یہاں اور وہاں ذاتِ واحدہ کیسے ہوگا!

ہم کہتے ہیں ہاں، واؤ مضموم ہیں اُس سے قبل نٓ والقلم کی طرح مدّ موجود ہے اور یا مکسور اس سے پہلے مثل سین کی یا طٰسٓ سے اور میم کی یا حٰمٓ سے ہے چونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اِن دونوں کو حروف علت بنایا اور ہر علت حقیقتاً معلوم چاہتی ہے اور جب تو نے یہ دعوے کر لیا تو لازماً دونوں کے درمیان اِس کے ساتھ استمداد و امداد کا وقوع ہوگا پس اِس لئے مد عطا کی گئی ہے اور یہ رسولِ ملکی وحی کی طرف لوٹتی ہے۔

رسولِ ملائکہ

اگرچہ اِس کے اور اُس کے درمیان ماقبل چیز کی نسبت ملاقات نہ ہوگی

لیکن وُہ اُس سے مخفی ہے پس جب اُسے یہ وحی حاصل ہو گی اور اس وحی کا مقام واؤ ہے اس لئے کہ وہ رُوحانی علوی ہے اور عُلو بلندی عطا کرتا ہے اور یہ واؤ مُعتل یعنی حروف علت کے باب سے ہے پس ہم نے اِس سے جبریل علیہ السلام یا دُوسرے روحانی رسُولِ ملائکہ کو تعبیر کیا ہے،

رسُول بشری

چنانچہ جب رسُول بشری کو توحید و شرائع کے اسرار تفویض ہوتے تو جس مد کے ساتھ عالم ترکیب ہے اُس سے استمداد و امداد عطا کر دیتے اور استمداد کا راز مخفی رکھا، اِس لئے حضورِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوگا اور میں تمہاری مثل بشر ہوں"

اور جب عالِم جسم و ترکیب عالم سفلی میں موجود ہے تو ہم نے اُس کو یا مکسُور کیا اس سے پہلے جو حرُوف علت ہیں اور یہی آسان حروف ہیں انہیں وجود اسرار الٰہیہ سے سرِ استمداد عطا کیا ہے اسلئے دونوں پہ مد ہے مگر ان دونوں اور الف کے درمیان فرق ہے پس اِس مقام پر واؤ اور یا، دونوں سلب ہو کر تمام حرکات کے ساتھ مُتحرک ہونگی جیسا کہ فرمایا، وَوَجَدَكَ

حروف علت کی بحث

یعنی تجھے پایا تو پناہ دی اور اگر اوبار اُسے غنی کرنے سے رد کرتے ہیں تو بیشک تو میت ہے اور وُہ دونوں حرف سکون حیّ کے ساتھ ساکن ہیں جیسا کہ فرمایا جو میت کے ساتھ ہے دُ. حیّ ہے اور یہ رد کرتے ہیں اور دونوں میں مشابہت

ہے جب کہ الف کبھی متحرک نہیں ہوتا اور نہ اِس سے قبل سوائے مفتوح کے کبھی متحرک پایا گیا ہے پس کان سُن سے الف اور واؤ اور یاء کے درمیان کوئی نسبت نہیں۔

جہاں کہیں بھی یاء اور واؤ پر حرکت آجائے تو یہ اُسکا مقام اور صفت ہے اور جب وہاں علت ہونے میں الف کے ساتھ مِل جائینگے تو یہ اُنکی ذات ہے۔

نہ اس میں احتمالِ حرکت ہے اور نہ یہ اُسے قبول کرتی ہے۔

لیکن یہ مقام کی صفت سے ہے اور اس کی حقیقت واؤ اور یاء کے ساتھ نزول کرتی ہے پس الف مدلولِ قدیم ہے اور واؤ اور یاء دونوں مُحرک ہیں چونکہ یہ دونوں پہلے مُحرک ہیں اس لئے حادث ہیں،

نتیجہ یہ نکلا کہ یہ تمام حروفِ علت، الف یا واؤ اور یاء تحریر ہوتے ہیں یا اِن کے ساتھ حصولِ نطق ہے تو یقیناً یہ دلیل ہوگی اور ہر دلیل حادث ہے اور حادث کی سعی کرتی ہے چنانچہ حادث اِس [illegible] تحریر یا اور نطق کا حصر نہیں کرسکتا اور یقیناً یہ غیب ظاہر ہے۔

ایسے ہی سین اور ن ہے، چونکہ یہ نطق میں پایا جاتا ہے اس لئے ظہور ہے اور تحریر میں نہیں پایا جاتا اس لئے غیب ہے۔

اور یہ وجودِ خالق کے ساتھ حصولِ علم کا سبب ہے اُس کی ذات کے ساتھ نہیں اور لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ اُس کے وجود کے ساتھ ہے اُس کی ذات کے ساتھ نہیں

اگر دیکھنا ہے

اور اے متلاشی جاننا چاہیئے کہ ہر وہ چیز جو حصر کے تحت ہے وہ مبدع یا مخلوق ہے اور وہ تیرا محل ہے پس حق کو نہ داخل سے طلب کر نہ خارج سے

جب کہ دخول و خروج صفاتِ حدوث سے ہے پس کُل میں کُل کی طرف دیکھ اور کُل کو پلٹے پس عرش مجموع ہے اور کرسی مفرق،

یاطالبا لوجود الحق یدرکہ
ارجع لذاتک فیک الحق فالزم

اے وجودِ حق کے طالب اپنی ذات کی طرف رجوع کر کے اُسے دیکھ تجھ میں حق کا التزام ہے۔

پیچھے کی طرف لوٹ جاؤ

تم اپنے پیچھے سے رجوع کرو گے اور نور کو طلب کرو گے، اگر نور پانے کے لئے نہیں لوٹو گے تو اُسے مضبوطی سے پکڑ لو گے سُورتوں کے ساتھ رجوع کرو گے اگر اُن کی آواز پہچان لو گے، بقول اُس کے کہ اپنے پیچھے سے رجوع کرو تو یہ لوگ کہیں گے تو ہمارا رب ہے"

اور جو رجوع نہیں کرتے اُن کے سامنے دیوار کھڑی کر دی جائے گی اور اُنہیں گھیر گھیر کر جہنم میں لایا جائے گا اور موحدین باقی رہ جائیں گے وہ بارگاہِ الٰہی سے جنت والوں کی ولدان اور حُورِ حسان سے مدد کریں گے"

الف۔لام۔میم کی آخری وضاحت

وزیر امیر کی صفات کا عکس ہے اور وہ صفت جو صرف اُس امیر کے پاس ہے وہ تدبیر کا راز ہے"

تو جس علم کا اُس کی صفت اور اُس کے حکم و فعل کا اُس کے لئے مُدد ور

ہوتا ہے اُس کو وزیر نہیں جانتا مگر تفصیل کے ساتھ پس اگر غور کرے گا تو ہم نے جو کچھ کہا ہے اُس سے انشاءاللہ العزیز حق کو پالے گا۔

یہ بیان و تقریر "الم" کے لئے ہے، پس الف ذاتِ کلمہ، لام ذاتِ عین صفت اور میم عین فعل اور ان کا سِرِ پوشیدہ "ن" ان کا موجد ہے۔

ذالک الکتاب

الم کے بعد ہم ارشادِ خداوندی ذالک الکتاب کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ ہاتھ کے ساتھ موجود کی طرف اشارا ہے اور اس کے بعد فیہ ہے جو کتب کی طرف اشارا کرتا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ وہ مقام تفصیل پر فرق کیا گیا ہے اور اِس ذالک میں حرف لام داخل ہے اور یہی اِس مقام میں بُعد کے ساتھ آواز دیتا ہے اور نداء کا اِشارا اہل اللہ کے نزدیک بُعد کے سر پر ہے اور کیونکہ لام عالمِ وسط سے ہے تو جب صفت کے ساتھ قدیم سے حادث کا امتیاز کیا جائے گا تو یہی لام محلّ صفت ہوگا۔

نیز مفردہ کاف کے ساتھ بطورِ خاص مفرد کلام مُبدعات کے درمیان اشتراک واقع کرتا ہے۔

ہم کتاب جمع والتفصیل سے اِس فصل میں ارشادِ خداوندی اَخلَع نَعلَیک کے بیان میں اس پر سیر حاصل کلام کریں گے

اخلع لام، میم اور باقی صفات سے منزہ الف اور پھر ذال کے درمیان ہے اور یہ کتاب دوسرے فرق کا محل ہے تو لام کے درمیان یہی صفت فرقِ اوّل کا محل ہے، الف کے ساتھ کتاب کو پڑھنا یہ محلِ جمع ہے تاکہ خطاب کے ساتھ دوسرے فرق کا وہم نہ ہو تو یہ کبھی حقیقت کی طرف نہیں پہنچے گا۔ دونوں کے

الف کے ساتھ فصل ہے تو یہ ذال اور لام کے درمیان پردہ کھنچا ہوا ہے، ارادت
ذال لام کی طرف وصول ہے پس اس کے لئے الف قائم ہوا مجھے کہا کہ میرے ساتھ
مل جا، لام کی ارادت ذال کو اُس کی امانت لوٹانے کے لئے اُس سے ملی تو الف اُس
کے آڑے آگیا اور اُس نے اُسے کہا میرے ساتھ ملاقات کر دونوں کے
منہ وجود کی طرف جمع اور تفصیل سے دیکھتے ہیں اور توحید پائی جاتی ہے اُس کا ساتھی
اُس سے الگ نہیں البتہ ایک اعداد اگر دو ہیں تو اُسے کبھی نہیں پائیں گے جو واحد
کی طرف اُس کی مثل مضاف نہیں اور وہ دو ہیں تو تین درست نہیں جب تک دو
پر ایک کو زائد نہ کیا جائے گا اور یہ امر لامتناہی کی طرف لے جائے گا پس ایک عدد
نہیں بلکہ عین عدد یعنی اُس سے عدد ظاہر ہوتا ہے تمام عدد ایک ہے اگر الف
واحد کو کم کر دیا تو اسم الف اور اُس کی حقیقت معدوم ہو گی اور دوسری حقیقت
نمودار ہو جائیگی اور یہ نو سو ننانوے ۹۹۹ ہیں اگر اِن میں سے ایک کم ہو تو اُسکی ذات
ختم ہو جائے گی چنانچہ جس چیز سے واحد معدوم ہو گیا وہ چیز ختم ہو گی اور
جہاں واحد ثابت ہو گا وہاں وہ چیز ثابت ہو گی "

ذا اور الکتاب

اگر تحقیق سے دیکھے تو اسی کا نام توحید ہے وھو معکم اینما کنتم ۔ یعنی تم جہاں کہیں بھی ہو
وہ تمہارے ساتھ ہے"

توکہا ذا حرف مبہم ہے، اِسی مبہم کے درمیان اُس کے ارشاد کے ساتھ
۔الکتاب ۔ ہے اور یہ حقیقت ذا ہے، اور الکتاب پر جو ذال ہے یہ معرفہ اور عہد کیلئے ہے
اور یہ دونوں الف اور لام، الم سے ہیں، اور جو کچھ الم میں ہے وہ ان
دونوں کے علاوہ دوسری وجہ سے ہے تو یقیناً یہ دونوں یہاں بر محل جمع میں ہیں

اور دونوں ہی یہاں ابواب تفصیل کے پہلے باب سے ہیں،

لیکن یہ بطورِ خاص اسی سُورت کے اسرار کی تفصیل سے ہے اس کے علاوہ دُوسری سُورتوں سے نہیں۔

عالمِ وُجود میں ترتیب حقائق بھی یہی ہے

پس ،، ذالک الکتاب ،، کتاب مرقوم ہے، کیونکہ اُمہات الکُتب تین ہیں، ۱۔ کتاب مرقوم، ۲۔ کتابِ مسطور، ۳۔ کتابِ مجہول،

ہم نے باب نو "کتاب ,, تدبیراتِ الٰہیہ فی اصلاح المملکۃ الانسانیہ،، میں کتاب اور کاتب کے معنوں کی تشریح کی ہے تو اُسے وہاں دیکھیں،

ہم کہتے ہیں ذات اور اُس کے معنوں کا اتحاد ہے تو اُس کے ساتھ دو ذاتوں کے مابین لازماً اسم وصف کا فرق ہوگا، پس کتابِ مرقوم رقم سے اور کتابِ مسطور سطر سے موصوف ہوتا ہے اور کتابِ مجہول وُہ ہے جس سے صفت سلب ہو یہ چیز دو وجہوں سے خالی نہیں یا تو وُہ صفت ہوگی اگر یہ ہے تو اُسکی صفت نہیں یا اگر ذات ہے تو اُسکی صفت نہیں ہوسکتی جبکہ کشف یہ بتاتا ہے کہ وُہ صفت ہے اور اُسکا نام علم ہے اور کلماتِ حق کا مقام قلوب ہیں،،

کیا آپ نے اسے نہ دیکھا کہ کہتے ہیں ,,الم تنزیل الکتاب،، یعنی کہے کہ وُہ اس کے علم کے ساتھ نازل ہُوا ہے، ذالک کا کاف کا خطاب صفتِ علم کے ساتھ ہے، اور یہ اُس کے نزول کے ساتھ لام مخفوضہ ہے کیونکہ اُس کے ادراک سے مُنزّہ ہے، کاف کے لئے کہا کہ یہ کلمۂ الٰہیہ ہے،،

ذالک الکتاب یعنی تجھ پر کتاب نازل ہوئی اور یہ میرا علم ہے تیرا علم نہیں، اہلِ حق کے نزدیک اِس میں کوئی شک نہیں کہ اُس نے معرضِ ہدایت میں نازل کیا ہے جس نے میرے لئے تقویٰ اختیار کیا اور تو منزل ہے پس تُو اِس کا محل ہے،

ہر کتاب کے لئے لازماً اُم ہے اور اِس کی اُم یہ کتاب مجہول ہے جس کی کبھی پہچان نہ ہوگی، کیونکہ یہ صفت کے ساتھ نہیں نہ تیرے لئے نہ احد کے لئے اور نہ ذات کے لئے، اگر تُو چاہے کر یہ محقق ہو جائے تو عالم حصُول میں کیفیت علم کی طرف دیکھ یا ناظر میں حصُول صُورت مرئی کی جانب نظر کر پس نہ یہ ہے نہ اِس کا غیر ہے،

اِس میں شک نہیں

لَا رَیْبَ فِیْہِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْن کے درجات و منازل کو حسب کلام دیکھیں جو اس کے بعد بیان ہوگا،

اب ہم تیری عقدہ کشائی کے لئے لاریب کے لام اور الف سے دوالغوں کی کی طرف رجوع کرنے کا قصد و تدبر کرتے ہیں، اِس لئے کہ لام کی جڑ کی صُورت مُتَّقِین کے نوُن میں ظاہر ہے اور یہ الف لام کے دُوسرے نام کے موخر ہے اور اِس سے عبد کو اپنے نفس کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے من عرف نفسہٗ عرف ربّہٗ، جس نے اپنے نفس کو پہچانا اُس نے رب کو پہچان لیا،

پس لام کی معرفت الف کی معرفت پر مُقدم ہے پس اِس پر دلیل ہوگی اِنکا امتزاج نہیں جب تک دونوں ایک نہ ہو جائیں گے بلکہ دونوں میں سے بذاتہٖ ہر ایک واحد کے ساتھ ہے لہٰذا دلیل اور مدلول جمع نہیں ہو سکتے، لیکن دلیل کی وجہ سے جو کہ رابطہ ہے اور وُہ الف کے ساتھ لام کے اِتصال کا مقام ہے، پس دوالغوں کو ضرب دیں دونوں میں سے ایک الف آخر میں آپ کے لئے خارج میں درُست ہے اور یہ حقیقت اِتصال ہے، ایسے ہی قدیم میں حق حادث کی

ضرب دیں آپ کے لئے خارج میں حادث دُرست ہوگا اور اُس کے خرُوج سے قدیم مخفی ہوگا اور یہ حقیقتِ اتصال و اتحاد ہے،

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً[1] — اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں خلیفہ بناؤں گا،

اور یہ نقیض ہے جس کا اشارا عاطس کے لئے جنیدؒ کے قول میں ہے کہ جب مُحدث قدیم کے ساتھ قرین ہوگا تو اُس کے لئے اختلافِ مقام کا اثر باقی نہیں رہے گا کیا تو نہیں دیکھتا۔

لام الف کا اتصال لاریب فیہ سے کیسے ہے دو ذاتوں کی ابتداء کرسی سے ہے اور دونوں کے درمیان تو دو ذاتیں نمودار ہوگئیں پھر جب نزول و وصول کا وقت آیا تو عرش نے اُن دونوں کو الگ الگ کر دیا اب " ال " اِس شکل پر آ گیا تو اِس کی حقیقت کے ساتھ لام ظاہر ہوگا کیونکہ اس کے ساتھ مقام اتحاد و اتصال میں اب پُورا نہیں جو اُس کی صُورت پر ہو گیا پس ہم نے لام سے نصف دائرہ نکالا جو عالم ترکیب ہے جس کی طرف لام میں الف پوشیدہ تھا پس دو الف باقی ہیں فرق ہے پس ہم ایک کو ایک میں ضرب دیں گے اور وُہ اُس کی ذات میں شے کی ضرب ہے پس اِسکا نام جمع ہے اب ایک ہو گیا دوسرا احد نہیں اِن میں سے ایک ردا ہے اور وہ ظاہر ہے اور وُہ خلیفہ مبدَع ہے دال کی زبر سے اور دوسرا رِداد یا گیا ہے اور وُہ پوشیدہ ہے اور وُہ مبدِع قدیم ہے گویا کہ ردا مرتدی ہو گیا اب رِدا پہننے والے کے علاوہ چادر کے اندر کوئی نہیں جب نتا پس اگر تو کہے ایک ہے تو تُو نے سچ کہا اور اگر کہے دو ذاتیں ہیں تو تو

---

[1] البقرہ آیت

نے سچ کہا عین سے اور کشف سے اور اُس کے لئے اللہ کے ہاں خوبی ہو جس نے کہا،

رق الزجاج ورقت الخمر   فتشا کلا فتشابه الامر
فکأنما خمر ولا قدح   وکأنما قدح ولا خمر

شیشہ رقیق ہے اور شراب رقیق ہے جب دونوں کی شکل ایک ہو گئی تو معاملہ مُشتبہ ہو گیا،
اب یہ حال ہے کہ شراب ہے اور پیالہ نہیں اور پیالہ ہے تو شراب نہیں،

ردا، مُرتدی

مگر ردا، کے ظاہر کو مُرتدی کبھی نہیں پہچانے گا مگر اُسکی ذات کے باطن کو لے گا اور وُہ اس کا حجاب ہے ایسے ہی علم کے سوا حق کو نہیں جانے گا جیسا کہ سوائے اُس کی تحمید کے حقیقت پر اُس کی حمد نہیں ہو گی، مگر تو اُسے اُسکے علم کی وساطت سے جانتا ہے اور وُہ تیرا حجاب ہے تو بیشک تو اُسے اُس علم کے سوا نہیں جانتا جو تیرے ساتھ قائم ہے،

علم و معلوم کے درمیان گہرا سمندر ہے

اگر تیرا علم معلوم کے مطابق ہے اور تیرا علم اُس سے قائم ہے تو وُہی تیرا مشہود اور تیرا معبود ہے اگر تو اسلوبِ حق پر چلتا ہے تو یہ مت کہہ تو نے معلوم کو جان لیا ہے بلکہ تو نے خبر کو جانا ہے اور تباین کے باوجود ایک گہرا سمندر ہے، جس میں داخل ہونا مشکل ہے بلکہ عبارت اور اشارے بھی اس پر سوار نہیں ہو سکتے لیکن کثیر دقیق کے پردوں کے پیچھے سے کشف اُس کا ادراک کرتا ہے، اُسے محسوس نہیں کیا جا سکتا بے شک وہ اس

وُہ اپنی باریکی کی وجہ سے بصیرت کی آنکھ سے فرض نہیں کیا جا سکتا
اُس کا زیادہ ماہر وُہی ہے جس نے اُسے پیدا کیا۔

قدیم تو بعید سے بعید تر ہے

اب دیکھیں وُہ کہاں ہے جو کہتا ہے میں اس شئے کو محدث یا قدیم شئے سے
جانتا ہُوں، بلکہ یہ امر محدث میں ہے اور قدیم تو بعید سے بعید تر ہے، چونکہ وُہ
بے مثل ہے تو وُہ کہاں سے اُس علم کی طرف پہنچے یا کیسے حاصل کرے؟

اِس باب کی تیسری فصل میں اس مسئلہ کے بارے میں کلام آئے گا، تو
رداء کا ظاہر مرتدی سوائے وُجود کی جنت کے نہیں پہچانتا اس شرط کے ساتھ
کہ وُہ انتہائی شدتِ طلب کے ساتھ اُس کی طرف رجوع کرے کیونکہ علت کی
معرفت جذب کی معرفت نہیں، اور یہ اہلِ جنت کی آخرت میں رؤیت ہے اور
یہ اُس وقت بغیر وقت کے تجلی ہے۔

اِس کتاب کے باب جنت میں اِس کے بارے میں کلام آئے گا اور یہ
مقام وُہ تفرقہ ہے۔ کہ اہلِ حقائق رداء کا باطن ہیں تو وُہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مشاہدہ
کرنے والے ہیں، اور وُہ مت بد: کرنے والے ہونے کے باوجود اُنکا ظاہر کرسی
صفات میں ہے انہیں باطنی بشارت کے ساتھ اِتصال کی نعمت کا انعام دیا جاتا ہے۔

فاعل و مفعول نہ تھا

اُسکے مُبتدا ہونے میں جب بسم اُس کا فاعل نہیں ہوگا تو نہ فاعل
ہوگا اور نہ مفعول ہوگا چنانچہ اُسکا فاعل ہونا دُرست نہیں ہوگا کیونکہ
اُس کا فرمان ہے کہ اِس میں شک نہیں، اور اگر فاعل ہوگا تو شک واقع ہوگا۔

کیونکہ فاعل اُس کی منزل ہے وُہ نہیں۔

تو جو اُس کی صفت کے ساتھ نہیں اُس سے کیسے منسُوب ہو کیونکہ مقامِ ذال بھی اِس سے منع کرتا ہے تو بے شک وُہ حقائق سے تھا اور اُس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی اور حروف کے ساتھ ملا ہُوا نہیں جب اُس پر مقدم ہو جیسا کہ الف اور اُس کے قبیل سے دال، را، زا، اور واؤ اور اِس پہ بھی مفعول نہیں کہتے جس کے فاعل کا نام نہیں، کیونکہ اُس کی ضرورت ہے کہ اُس سے پہلے ایک کلمہ آئے جو ایک مخصوص بنیاد پر ہو اس کا محل علم نحو ہے۔ پس اب کوئی بات باقی نہیں رہی سوائے اِس کے اُسے مبتداء تسلیم کریں اور مبتدا وہ ہے جس کا کسی کو پتہ نہیں"۔

الستُ بربکم اور قالوا بلیٰ سے پہلے کا حال کسی کو معلوم نہیں اب ہر مبتداء کی یہ ضرورت ہے کہ اُس کی کوئی ابتداء ہو تو ہم کہتے ہیں ہاں! اِس پر اُم الکتاب عمل کر رہی ہے۔

اِشتراک و افتراق

پس یہی کتاب میں ابتدائے عامل ہے اور عامل پر حق میں اور جیسے اللہ پروردگار نے تخلیق کیا ہے، لہٰذا اِس میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ان اشکرلی ولوالدیک۔ یعنی میرا شکر کر اور اپنے والدین کا شکر کر اِس میں تیری طرف اشارا ہے پھر کہا میری طرف پھر آنا ہے، پس تو واحد ہے تو مقامِ تفرقہ سے شکر ہے، جیسا کہ تجھے لازم ہے کہ رداءِ علم کا شکر ادا کرے کہ یہ مُرتدی سے وصال کا سبب ہے اور رداء سے اُس کی طرف لوٹنا ہے، اور تجھے ہر صورت میں مرتدی سے واصل ہونا ہے"۔

پس اِس پر غور کر جو ہم نے اُسے کہا، ذال اور الف کے درمیان فرق ہے

اگرچہ مقامِ وحدانیتِ مقدسہ میں دونوں کا اشتراک ہے تو وہ حال اور مقام کے لحاظ سے قبل اور مقامِ لاحال کی وجہ سے بعد کی ہے"

تنبیہ! فرمایا ذالک الکتاب

اور یہ نہ فرمایا، تلک آیات الکتاب، پس کتاب جمع کے لئے ہے اور آیات کے لئے ذالک مذکر واحد ہے اور تلکَ واحد مونث پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے یا ذالکَ الکتاب فرماکر فرق سے قبل اولاً قطعی طور پر وجودِ جمع کے لئے اشارا فرمایا پھر آیات میں فرق پیدا کیا جیسا کہ تمام اعداد واحد میں جمع ہیں جیسا کہ ہم نے اُسے تقدیم دی پھر جب ہم نے اُسے ساقط کیا اُس عدد کی حقیقت معدوم ہو گئی اور امر وجود میں الف کے لئے کچھ باقی نہ بچا جب ہم اُسے میدان میں لائے تو وجود میں الف میدان میں آیا"

قوتِ عجیب

اِس قوتِ عجیبہ کی طرف دیکھ اِسے وُہ حقیقتِ واحد عطا کی گئی ہے جو اس کثرت میں ظاہر گئی جو لامتناہی کی طرف جاتی ہے، اور وُہ اپنے نفس اپنی ذات اور اپنے اِسم میں اکیلا ہے پھر اُس نے آیات میں فرق پیدا کیا، اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے،

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ[۱] — ہم نے اِسے مبارک رات میں نازل فرمایا

پھر فرمایا!

فِیْهَا یُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِیْمٍ[۲] — اِس میں ہر حکمت والے امر میں فیصلہ ہے

---

[۱] الدخان آیت ۳ [۲] الدخان آیت ۴

توجس کی ابتداء جمع سے ہے وُہ ہر چیز ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے

وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ [1] اور ہم نے اُس کے لئے تختیوں میں ہر چیز سے لکھ دیا۔

"فی الالواح" مقام فرق ہے "من کل شیٔ" جمع کی طرف اشارا ہے، موعظت اور تفصیل کو فرق کی طرف اور کُل شیٔ کو جمع کی طرف لوٹتا ہے پس کُل موجود کونسا موجود ہے تو یہ عموم ہونے سے خالی نہیں مگر عین الجمع یا عین الفرق میں ہوگا غیر میں نہیں"

جیسا تھا ویسے ہے

اِن دونوں موجود حقیقتوں سے پردہ اُٹھانے کے سوا کوئی راستہ نہیں، اور یہ دونوں کبھی جمع نہیں ہونگی، پس حق اور انسان جمع کی عین اور عالم تفرقہ میں ہے یہ کبھی جمع نہیں ہو سکتا، جیسا کہ نہ حق کبھی الگ ہوگا اور نہ انسان کبھی الگ ہوگا،

پس اللہ تعالیٰ سبحانہ کے لئے ہے کہ وُہ اپنی ذات وصفات اور اسماء کے ساتھ اپنے ازل میں ہمیشہ سے ہے اِس پر تجدیدِ حال نہیں اور نہ اُس کے لئے عالم تخلیق سے وصف ہے نہ یہ اِس سے قبل اُس پر تھا،

بلکہ وُہ اب بھی اُس پہ ہے جس پر کائنات کے وُجود سے پہلے تھا جیسا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کا وصف بیان کرتے ہوئے کہا اللہ تھا اور اُس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی اور یہ قول کہ وُہ اب بھی اُس پہ ہے جس پر پہلے تھا ہے اور جو حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں فرمایا اور حدیث

---

[1] الاعراف ۱۴۵

میں درج ہے تو اُن کا مقصود اُس کی اُس صفت کو بیان کرنا ہے جو اُس کے لئے وجود عالم سے پہلے واجب تھی اور وُہ اِس پر اور عالم موجود پہ ہے اور ایسے ہی یہ حقائق جو اس پر واقف ہونے کے ارادہ کے موقعہ پر تھے،

اُس کا ارشاد "ذالک" اصل میں تذکیر ہے اور وُہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور اُس کا فرمان تلک فرع میں تانیث ہے اور یہ حضرت حوا علیہا السلام ہیں۔

ہم نے اِس فصل میں کتاب جمع والتفصیل فی معرفت اسرار التنزیل تصنیف کی اُس میں ہم نے اِس قول پر سیر حاصل کلام کیا ہے۔

تذکیر ذالک وتانیث تلک

پس حضرت آدم علیہ السلام جمع صفات کے لئے اور حضرت حوّا تفریق ذوات کے لئے ہیں کیونکہ یہ فعل وبذر کا محل ہے، ایسے ہی یہ آیات احکام وقضایا کا محل ہیں اور بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے ذالک اور تلک کے معنوں کو اپنے اِس ارشاد میں جمع فرمایا ہے،

الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ[1]

پس حروف الم تین رقم ہوتے ہیں اور یہ اِس کے عالم کا اجتماع ہے تو بیشک اِس میں ہمزہ ہے اور یہ عالم اعلیٰ سے ہے اور لام عالم وسط سے ہے اور میم عالم اسفل سے ہے تو یقیناً اللہ تبارک وتعالیٰ نے الم میں برزخ، دارین، رابطہ اور دو حقیقتوں کو جمع فرما دیا ہے،

اور یہ اُس لفظ بغیر تکرار کے حروف سے نصف پر ہے اور تین پر بغیر تکرار

---

[1] ص آیت ۲۰

کے اور ان پردوں میں سے تین کا تیسرا حصہ ہے اور یہ تمام تر اسرار ہیں جنکی اتباع ہم نے کتاب المبادی والغایات اور کتاب الجمع والتفصیل میں کی ہے، چنانچہ اس میں الم البقرہ کے اسی قدر کلام پر اکتفا کریں،

بعدازاں ہمیں اس قید کو چھوڑنے کی طرف رغبت ہوئی جو ہمیں کتاب اور کتابت میں ہمارے لئے متجلّی تھی تو ہم پر بڑے بڑے ہیبتناک اور عجیب امور نمودار ہوئے چنانچہ ہم نے کاپی پھینکی اور عالم کی طرف بھاگ آئے تو اس میں کمی واقع ہو گئی،

اور جس وقت ہم نے دوسرے دن اس تجلی سے تقیید کی طرف رجوع کیا اور اس میں رغبت قبول کی اور وہ ہم پر رک گئی اور ہم نے حروف میں سے ایک ایک حرف پر کلام کیا جیسا کہ ہم نے اس باب کے آغاز میں ایجاز و اختصار کی خواہش میں اس کے لئے شرط رکھی تھی، اور اللہ ہی حق کہلاتا ہے اور راستہ دکھاتا ہے پانچویں جزختم ہوئی الحمدللہ رب العلمین،

حروف کا تفصیلی تعارف
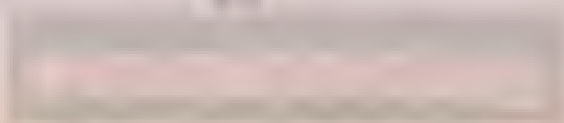
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الف میں کیا ہے؟

ألف الذات تنزهت فهل	لك فی الاکوان عین ومحل
قال لا غــــیر التفاتی فأنا	حرف تأبید تضمنت الازل
فانا العبد الضعیف المجتبی	وأنا من عز سلطانی وجل

ذات کا الف پاکیزہ ترین ہوگا۔ کیا تیرے لئے کائنات کے اندر کوئی عین کا محل ہے؟۔
اُس نے جواب دیا میرے التفات کے سوا کوئی نہیں، میں ہی حرفِ تائید اور ازل کو شامل ہوں،
میں ایک ضعیف و پسندیدہ عبد ہوں اور سلطان کی عزت و جلال سے خوفزدہ ہوں"

حقائق سے معمولی شغف رکھنے والا جانتا ہے کہ الف حروف میں سے نہیں لیکن اُس کا عام نام حرف ہے، جب محقق اُسے حرف کہتا ہے تو ہم کہتے ہیں یہ عبارت میں تجاوز ہے اور مقامِ الف جمع کے مقام پر ہے، اِس کے لئے اسماء سے اِسم اللہ اور صفات سے قیومیت ہے"

اسمائے افعال! اِس کے لئے اسمائے افعال سے یہ نام ہیں، مبدی، باعث، واسع، حافظ، خالق، باری، مصوّر، دیاب، رزاق، فتاح، باسط، معز، معید، رافع، محیی، دالی، جامع، مغنی، نافع۔

اسمائے ذات! اِس کے لئے اسمائے ذات میں سے یہ نام ہیں، اللہ، رب، ظاہر، واحد، اول، آخر، صمد، غنی، رقیب، متین اور حق۔

حروف لفظی! اس کے لئے حرُوفِ لفظی یہ ہیں، ہمزہ، لام، فا۔

حروف بسائط اِس کے لئے بسائط سے یہ حرُوف ہیں، زا، میم، ھا، فا، لام اور ہمزہ

مراتب! اس کے لئے تمام مراتب ہیں اور اِس کا ظہور چھٹے مرتبے میں ہے۔

غلبہ! اس کے غلبے یا تسلّط کا ظہوُر نباتات میں ہے۔

قبیلہ! اِس مرتبہ میں اِس کے قبیل سے ھا اور لام ہیں۔

حرف اِلف کے لئے حرفوں کا تمام جہان اور اُس کے مرتبے ہیں نہ یہ حرفوں کے جہان میں ہے اور نہ اُس سے خارج ہے، یہ دائرے کا نقطہ بھی ہے اور اُس پر محیط بھی نیز یہ عوالم اور اُن کے بسائط کا مُرکب ہے۔

ہمزہ میں کیا ہے؟

ھمزۃ تقطع وقتا وتصل	لما جاور ھامن منفصل
فھی الدھر عظیم قدرھا	حل ان یحصرہ ضرب المثل

ہمزہ کبھی قطعی اور کبھی وصلی ہوتا ہے، اگر کوئی منفصل لفظ آئے تو یہ اس کے ندر پُورا زمانہ۔ یہ عظیم القدر ہے اِسے کسی ضرب المثل میں محصور کرنا بہت مُشکل ہے۔

جہان مخارج ہمزہ اُن حروف سے ہے جن کا جہان عالم شہادت و ملکوت ہے، اور مخارج انتہائے حلق ہے۔

مرتبۂ عدد! اِس کے لئے عدد اور گنتی میں کوئی حصّہ نہیں۔

حُروف بسائط اِس کے لئے بسائط سے یہ حرُوف ہیں، فا، میم، زا، الف اور یا۔

جہان و فلک! اس کا جہان عالم ملکوت اور فلک چوتھا ہے اور اس کے فلک کا دورہ نو۹ ہزار سال ہے۔

مرتبہ! اس کے لئے مراتب سے چوتھا، چھٹا اور ساتواں مرتبہ ہے۔

ظہور تسلط! اس کے تسلط کا ظہور، جنات و نباتات اور جمادات میں ہے۔

حروف! اس کے لئے وقف میں یہ حروف ہیں، ھا میم اور زا ہیں اور تا اوپر سے دو نقطوں کے ساتھ وصل میں اور تنوین قطع میں تھے۔

ناموں سے! اس کے لئے اسماء میں سے وہ ہے جو الف واؤ اور با کے لئے ہے پس تکرار سے مستغنی ہے۔

اسمائے صفات! اسمائے صفات سے اس کے لئے ان اسما کے ساتھ اختصاص ہے۔ قہار، قاہر، مقتدر، قوی، قادر

مزاج و عنصر! اس کا مزاج گرم تر اور عنصر آگ ہے۔

پورا یا نصف حرف! اس امر میں اختلاف کرتے ہیں کہ کیا یہ تحریر میں پورا حرف ہے یا نصف تاہم تلفظ میں اس کے پورا حرف ہونے میں تمام متفق ہیں اور کسی کو اختلاف نہیں۔

وہ جو حرف ھا میں ہے

هاء الهوية كم تشير لكل ذي — انية خفيت له في الظاهر

هل لامحقت وجود رسمك عندما — تبدو لاوله عيون الآخر

یا! ہویت کی ہے تو اس کی طرف کب تک اشارہ کرتا رہے گا جو ظاہر میں مخفی ہے۔

تو نے کیوں نہ اپنے وجود کے نشان کو مٹا دیا جب اس کے اول کے لئے آخر میں آنے والوں کی آنکھیں کھلی ہونگی۔

جاننا چاہیئے کہ حرف ھا حروف غیب سے ہے اور اس کا مخارج

اقصیٰ حلق ہے۔

عدد و بسائط! اس کا عدد پانچ ہے اور بسائط سے اس کے لئے یہ حروف ہیں

الف، لام، ہمزہ، میم اور زای

جہان و فلک! اس کا جہان عالم ملکوت اور فلک چوتھا ہے، اس کے فلک کی حرکت کا زمانہ نو ہزار سال ہے۔

طبقہ! اس کے لئے طبقات سے خاص اور خاص الخاص طبقہ ہے۔

مرتبہ و ظہور! اس کے لئے مراتب سے چھٹا مرتبہ ہے اور اس کے تسلط کا ظہور نباتات میں ہے اور اس کے آخر پر جو پایا جاتا ہے وُہ گرم تر ہے اس کے بعد وُہ سردی اور خشکی کی طرف پھر جاتا ہے۔

حرکات! اس کے لئے سیدھی اور ٹیڑھی حرکات ہیں اور یہ حروفِ اعراق یعنی جبڑ والے حرفوں سے ہے۔

کامل و تفرّد! اس کے لئے امتزاج ہے یہ کاملوں سے اور عالم انفراد سے ہے۔

مزاج و عنصر اس کا مزاج عطارد کی طرح، سرد، خشک اور گرم تر ہے، اس کا بڑا عنصر مٹی اور چھوٹا عنصر ہوا ہے۔

حروف! اس کے لئے حروف میں الف اور ہمزہ ہے،

اسمائے ذاتیہ! اس کے لئے اسمائے ذاتیہ سے یہ نام ہیں، اول، آخر، ماجد مومن، مُہیمن، مُتکبر، متین، اَحد اور ملک،

اسمائے صفاتیہ! اس کے لئے اسمائے صفاتیہ یہ ہیں، مُقتدر اور محصی۔

اسمائے افعال! اس کے لئے اسمائے افعال سے یہ ہیں، لطیف، فتاح، مبری، مجیب، مُقیت، مُصوّر، مُذل، مُعز، مُحیی، مُمیت، مُنتقم، مقسط، مُغنی، مانع

اور اس کے لئے انتہائے طریق ہے۔

جو عین مہملہ میں ہے

عين العيون حقيقة الايجاد	فانظر اليه بمنزل الاشهاد
تبصره ينظر نحو موجد ذاته	نظر السقيم محاسن العوّاد
لا يلتفت أبدا لغير الهه	برجو و يحذر شيمة العباد

عیون کا عین ایجاد کی حقیقت ہے اس کی طرف نظر کر یہ شہود کی منزل نہیں۔

اُسکے مُوجد کو غور سے دیکھ۔ بیمار کی نظر عیادت کرنے والوں کی خوبیوں میں شامل ہوتی ہے،

وہ غیر اللہ کی طرف مُلتفت نہیں ہوتی۔ بُتوں کے شُبے سے ڈرتی بھی ہے اور اُمید بھی کرتی ہے،

جہان! جاننا چاہیئے کہ عین عالم شہادۃ و ملکوت سے ہے اور اس کا مخرج وسطِ حلق ہے۔

عدد! اس کے لئے عددِ جمل سے ستر کا ہندسہ ہے۔

حروفِ بسائط اس کے لئے بسائط سے یا، نون، الف، ہمزہ اور واؤ ہیں۔

فلک! اس کے لئے دوسرا فلک ہے اور اس کے فلک کی حرکت کا زمانہ گیارہ ہزار سال ہے،

طبقہ! اس کے لئے طبقاتِ عالم سے خاص اور خاص الخاص طبقہ ہے۔

مرتبہ و تسلّط! اس کے لئے مراتب سے پانچواں مرتبہ اور اس کے تسلط کا ظہور چوپایوں میں ہے اس سے حرارت و رطوبت پائی جاتی ہے۔

حرکات! اس کے لئے اُفقی حرکات پائی جاتی ہیں اور وہ ٹیڑھی ہیں۔

جہان! یہ حروف اعراف سے ہے اور وہ حروفِ خالص سے ہے اور وہ

کامل ہے اور وہ عالم انسان ثنائی[۲] سے ہے

مزاج ! اس کا مزاج گرم تر ہے،

حروف اس کے لئے حروف یا اور نون ہیں

اسمائے ذاتی اس کے لئے اسمائے ذاتی، غنی، اول اور آخر ہیں"

اسمائے صفاتی اُس کے لئے صفاتی نام یہ ہیں قوی، محصی اور حیی

اسمائے افعال ! نصیر، نافع، واسع، وہاب، والی

⁂

حا مُہملہ میں کیا ہے؟

حاء الحوامیم سر اللہ فی السور	أخفی حقیقتہ عن رؤیۃ البشر
فان ترحلت عن کون وعن شبح	فارحل الی عالم الارواح والصور
وانظر الی حاملات العرش قد نظرت	الی حقائقھا جاءت علی قدر
تجد لحائك سلطانا وعزتہ	أن لایدانی ولایخشی من الغیر

حامیم کی حا سُورتوں کے اندر مکان کا راز ہے جسے اللہ تعالی نے انسان کی آنکھ سے چھپالیا ہے۔

اگر تو کون اور عالمِ صُورت سے عالمِ ارواح اور صور کی طرف کُوچ کرے گا۔

پس تُو حاملانِ عرش کو دیکھ لے گا اور حقیقت اشیاء تیرے سامنے ٹھیک نمودار ہوگی

تو اپنی حا کیلئے عزت اور غلبہ حاصل کرے گا کیونکہ نہ تو وُہ غیر کے قریب جاتا ہے نہ غیر سے ملتا ہے

اے دوست جاننا چاہیئے کہ حا، عالمِ غیب سے ہے مخارج سے اس کے لئے وسطِ حلق اور عدد آٹھ ہے۔

حرُوفِ بسائط الف، ہمزہ، لام، ہا، فا، میم، نا

جہان و فلک، عالمِ ملکوت، دُوسرا فلک، اس کے فلک کی حرکت کا دور گیارہ ہزار سال ہے۔

مرتبہ، یہ خاص اور خاص الخاص ہے اس کے لئے ساتواں مرتبہ ہے،

ظہورِ تسلط، اس کے تسلط کا ظہور جمادات میں ہے۔

مزاج و عنصر اس سے سردی اور رطوبت پائی جاتی ہے اس کا عنصر پانی ہے

حرکات اس کی حرکات ٹیڑھی ہیں اور وُہ حرُوف الاعراق ہیں اور یہ بلا امتزاج خالص ہے اور اس کے ملنے سے کامل کا ترفع ہوتا ہے۔

عالم و طبع یہ عالم انسانی ثلاثی سے ہے اور اس کا مزاج برودت اور تری ہے، اس کے لئے حرُوف الف اور ہمزہ نہیں۔

ذاتی اسماء اللہ، اول، آخر، ملک، مومن، مہیمن، متکبر، مجید، متین، متعالی، ادر ...

اسمائے صفات، اِس کے لئے اسمائے صفات المقتدر اور المحصی ہیں،

اسمائے افعال، لطیف، فتاح، مبدی، مجیب، مقیت، مصوّر، مذل، معز، معید، محیی، ممیت، منتقم، مقسط، مغنی، مانع، اور اِس کے لئے ابتدائے طریق کیلئے ہے۔

جو غین منقوطہ میں ہے،

العین مثل العین فی أحواله	الا تجلیه الاطم الاحطر
فی العین أسرار التجلی الاقهر	فاعرف حقیقة فیضه وتستر
وانظر الیه من ستارة کونه	حذرا علی الرسم الضعیف الاحقر

غین بھی اپنے تمام احوال میں عین کی مثل ہے اور حدید واہم تجلیات کی حامل ہے۔

غین میں غالب آنے والی تجلیوں کے اسرار ہیں۔ تو اُسے فیض کی حقیقت لوگوں سے چھپائے

تو اُسے کائنات کے پردے میں دیکھ اور کمزور و حقیر نشان سے پرہیز کر۔

جاننا چاہیئے اللہ تبارک وتعالیٰ اِس کی رُوح سے تیری مدد فرمائے غین منقوطہ عالم شہادت وملکوت سے ہے اور اِس کا مخرج حلق کے قریب مُنہ کی طرف ہوتا ہے،

عدد ہمارے نزدیک اور اہل اسرار کے نزدیک اِس کا عدد نو سو ہے جب کہ اہل الواسے کے نزدیک اِس کا عدد ایک ہزار ہے اور یہ سب جمل کبیر کے حساب سے ہے،

بسائط اِس کے بسائط با، نون، الف، ہمزہ اور واؤ ہیں،

فلک، اِس کا فلک دوسرا ہے، اور اُس کی حرکت گیارہ ہزار سال میں پوری ہوتی ہے۔

طبقہ و ظہور: اِس کا عام طبقہ سے امتیاز ہے، مرتبہ پانچواں اور تسلط کا ظہور چوپایوں میں ہے۔

مزاج و عنصر: اِس کا مزاج سرد مرطوب اور عُنصر پانی ہے اور اِس سے ہر بُرودت و رطوبت پائی جاتی ہے۔

حرکات: اس کی حرکت معوجہ ہے اور اُس کے لئے خلق و کرامات اور احوالِ خالص اور دُوسرا مُونس کامل ہے اُس کے لئے ذاتی انفرادیت ہے۔

حرُوف: اِس کے لئے حرُوف میں سے یاء اور نوُن ہیں۔

اسمائے ذاتی: غنی، علی، اللہ، اول، آخر، واحد

اسمائے صفاتی: حیی، محصی، قوی،

اسمائے افعال: نصیر، وافی، واسع، والی، وکیل اور یہ ملکوتی ہے۔

جو خاء منقوطہ میں ہے

الخاء مهما أقبلت أو أدبرت	أعطتك من أسرارها وتأخرت
فعلوّها يهوى الكيان وسفلها	يهوى المكوّن حكمة قد أظهرت
أبدى حقيقتها مخطط ذاتها	فتدنست وقتا وثم تطهرت
فاعجب لها من جنة قد أزلفت	في سفلها ولهيب نار سعرت

خاء جب کبھی بھی آگے یا پیچھے ہو تو تجھے اپنے اسرار عطا کرے گی اور مؤخر ہو جانے کی ظہورِ حکمت میں اُسکی بلندی کائنات کو نیچے کر دیتی ہے اور پستی کائنات کے اُوپر بلند ہو جاتی ہے اُس نے اپنی حقیقت ظاہر کی جو اُسکی ذات کی تفصیل بیان کر رہی تھی جو کبھی میلی اور کبھی مصفا ہو جاتی تھی وُہ جنت کتنی عجیب ہے جو قریب رہ جائے اور کتنے عجیب ہیں وُہ آگ کے شُعلے جو بھڑکائے جائیں گے۔

جاننا چاہیئے اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے، خاء عالمِ غیب و ملکوت سے

ہے اس کا مخرج حلق کا وُہ حصہ ہے جو منہ سے ملا ہوُا ہے۔

عدد و بسائط اس کے عدد چھ سو اور بسائط، ہمزہ، لام، فا، ھا، میم اور زا ہیں

فلک و مرتبہ اس کا فلک دُوسرا جس کا دَور دس ہزار سال ہے اور عام سے ممتاز ساتواں مرتبہ ہے۔

ظہُور و مزاج اس کے تسلّط کا ظہُور جمادات میں ہے اس کے سر کا مزاج برودت و یبُوست اور باقی جسم کی طبع حرارت و رطُوبت ہے۔

عنصر اس کا بڑا عنصر ہوا اور چھوٹا عنصر مٹی ہے اور جو کچھ طبائع اربعہ میں پایا جاتا ہے اس میں سب جمع ہے۔

حرکات اس کی حرکت ٹیڑھی ہے اس کے لئے احوال و خلق اور کرامات امتزاجیہ کامل ہے جو اس کے اتصال کے ساتھ اس کی ذات پر اُٹھائی جاتی ہے اس کے لئے مُونس مثلث ہے، حرُوف سے اس کے لئے علامت ہمزہ اور الف ہے۔

اسماء اس کے لئے ذاتیہ، صفاتیہ اور فعلیہ وُہ تمام اسماء ہیں جن کے اوّل میں زا یا میم ہے جیسا کہ ملک، مقتدر اور مُعز یا وُہ اسماء جن کے شروع میں ھا ہے جیسا کہ ہادی اور وہ اسماء جن کے شروع میں فا ہے جیسا کہ فتاح یا وُہ اسماء جن کے شروع میں لام ہے جیسا کہ لطیف یا ہمزہ جیسا کہ اوّل۔

قاف میں کیا ہے؟

القاف سرّ کماله فی رأسه	وعلام أهل العرب مبدأ فطره
والشوق یثنیه و یجعل غیبه	فی شطره وشهوده فی شطره
وانظر الی تعریقه کهلاله	وانظر الی شکل الرؤیس کبدره
عجبا لآخر نشأة هو مبدأ	لوجود مبدئه ومبدأ عصره

قاف کے کمال کا بعید اس کے سر میں ہے اور اہل عرب کے علوم اُس کے قُطر کا مبداء ہیں۔
شوق اس کی تعریف کرتا ہے اِس کی ایک جانب غیب اور دُوسری طرف شہود ہے۔
اُس کے نیچے کا حصہ ہلال کی طرح اور اُوپر کا جسم بدر کی مانند ہے۔
اس کا ظہور آخر جو کہ مبداء ہے عجیب ہے اُس کے وجود کے لئے اُس کا مبداء ہے اور مبداء اُس کا زمانہ ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ہماری مدد فرمائے جاننا چاہیئے کہ قاف عالم شہادت و جبروت سے ہے اِس کا مخرج زبان کا آخری حصہ اور جو اُس کے اُوپر تالو سے ہے

عدد و بسائط اِس کے عدد ایک سو اور بسائط، الف، فا، ہمزہ اور لام ہیں

فلک و مرتبہ اِس کا فلک دُوسرا اور اِس کی حرکت دس ہزار سال ہے اِس میں خاص اور خاص الخاص استیانہ ہے اِس کا مرتبہ چوتھا اور تسلّط کا ظہور جنات میں ہے۔

مزاج و عنصر اِس کا مزاج اوّل اُمہات اِس کا آخر گرم خُشک اور اِس کا تمام مزاج بارد و مرطوب ہے اور اِس کا عُنصر پانی اور آگ ہے۔

حرکت و مونس اِس سے اِنسان اور عنقاء پایا جاتا ہے اس کے لئے احوال ہیں اِس کی حرکت امتزاجیہ اور دوسرے مُونس سے مُتمزج اور علامت مشترکہ ہے

حروف و اسماء حرُوف میں سے اِس کے لئے الف اور فا ہیں اور اسماء میں سے ہر اُس حرف کا مرتبہ ہے جو اس کے آغاز میں اُس کے حرُوف بسائط ہیں اِس کے لئے اہل اسرار کے نزدیک ذات اور اہل انوار کے ہاں ذات و صفات ہے۔

جو کاف میں ہے

كاف الرجاء يشاهد الاجلالا	من كاف خوف شاهد الافضالا
فانظر الى قبض و بسط فيهما	يعطيك ذا صدا وذاك وصالا

الله قــد جلى لذا اجــلاله ولذاك جلى من سـناه جمالا

رجاء کا کاف جاہ و جلال کا مشاہدہ کرتا ہے اور خوف کے کاف سے فضل و کرم کا مشاہدہ کرتا ہے۔ اس کے قبض و بسط کو دیکھ۔ اس میں دونوں چیزیں پائی جاتی ہیں۔ ایک چیز تجھے فراق اور دوسری وصال دے گی۔

اللہ تعالیٰ نے اس میں اپنا جلال ظاہر کیا ہے اور اس کی روشنی میں جمال بھی نمودار کر دیا ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ہماری اور آپ کی مدد فرمائے جاننا چاہیئے کہ کاف عالم غیب و جبروت سے ہے اس کا مخرج قاف کا مخرج ہے اور اس کا بیان اسفل سے کیا گیا ہے۔

عدد و بسائط اس کے عدد بیس اور بسائط الف، فا ہمزہ اور لام ہیں۔

فلک اس کے لئے دوسرا فلک ہے اور اس کے فلک کی حرکت گیارہ ہزار سال ہے نیز یہ کہ خاص اور خاص الخاص متمیز ہے

مرتبہ و عنصر اس کا مرتبہ چوتھا ہے اور اس کے تسلط کا ظہور جنات میں ہے جو کچھ گرم خشک میں ہے وہ اس میں پایا جاتا ہے اس کا عنصر آگ اور مزاج حرارت و یبوست ہے۔

مقام و حروف اس کا مقام ابتدا، حرکت امتزاجیہ اور اصل سے ہے خالص کامل اہل انوار کے نزدیک اس کا اتصال اٹھ جاتا ہے جب کہ اہل اسرار کے نزدیک نہیں اٹھتا۔ مفرد موحش ہے اس کے لئے حروف میں سے وہ ہے جو قاف کے لئے ہے اور اسماء میں سے اس کے لئے ہر وہ اسم ہے جس کے آغاز میں حروف سے ہر حرف کے بسائط و حروف ہیں۔

ضاد معجمہ میں کیا ہے؟

فی الضاد سر لو أبوح بذكره لرأيت سر الله فی جـــبروته

فانظر الیــه واحــدا وکاله ... ه فی حضرتی رحموته
وامامه اللفظ الذی بوجوده ... الوحمر من ملکوته

ضاد میں ایک راز ہے جو ظاہر ہو جاتا ہے ... کے جبروت میں دیکھو۔
اُس کی طرف دیکھو اُدُہ واحد ہے اور ... کے اسرار رحموت میں ہے۔
اس کے سامنے وُہ لفظ ہے جس کے وجود ... کو ملکوت کی سیر کرائی۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ہماری اور آپ کی مدد فرمائے جاننا چاہیئے کہ ضاد معجمہ حروف شہادت و جبروت میں سے ہے اس کا مخرج حافظ زمان کا شروع اور وُہ جو اس کے ساتھ داڑھ سے ملا ہوا ہے۔

عدد و بسائط اس کا عدد ہمارے نزدیک نوسو ۹۰۰ اور اہل نوامر کے نزدیک آٹھ سو ۸۰۰ ہے اور اس کے بسائط الف، دال یا بسم ہمزہ، لام اور فا ہیں۔

فلک و طریق اس کے لئے دُوسرا فلک ہے اور اس کے فلک کی حرکت گیارہ ہزار سال ہے عالم میں امتیاز کرتا ہے اور اس کا طریق وسط ہے

مرتبہ و مزاج اس کا مرتبہ پانچواں ... جو پانیوں میں، مزاج سرد تر، عنصر پانی، اس سے جو بھی پایا جائے گا وُہ ... رطوب ہو گا۔

حرکت اس کی حرکت امتزاجیہ ہے اس کے لئے خلق اور خوالی و کرامات خالص ہے اور وہ مونث سے کامل ہے اس کی علامت فردیت ہے

حروفُ اسماء اس کے لئے حروف میں سے الف اور دال ہیں اور سماء میں سے وُہ ہے جو ہم نے آپ کو اس کے پہلے حرف میں بتایا ہے ہم چاہتے ہیں کہ تشریح مختصر ہو اور اللہ ہی مددگار ہدایت دینے والا ہے۔

جو کچھ جیم میں ہے

الجیم یرفع من یریدوماله لمشاهــد الابرار والاخیار

فهو العبیـــد النفس الا انه — متحقق بحقیقـــة الایثار

یرنو بغایتـــه الی معبوده — ویبـــد ئه یمشی علی الآثار

ھو من ثلاث حقائق معلومة — ومزاجه برد ولفح النار

جیم ابرار واخیار کے مشاہدہ کے لئے جو اس کا وصال چاہے اُسے بلند کر دیتی ہے.

اگر یہ حقیقتِ ایثار سے متحقق ہو جائے تو ایک تابعدار غلام ہے،

یہ اپنی عنایت کیساتھ اپنے معبود کی طرف مائل ہے اور ابتدا ہی سے اُسکے نشانات رواں ہے.

یہ بھی اُسکے تین حقائق معلومہ سے ہے اسکا مزاج سرد بھی ہے اور آگ کا شعلہ بھی.

عالم و مخرج اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری اور آپ کی مدد فرمائے جاننا چاہیئے کہ جیم عالم شہادت و جبروت سے ہے اِس کا مخرج زبان اور تالو کے درمیان زبان کا وسط ہے.

عدد و بسائط اِس کا عدد تین اور اِس کے بسائط یا، میم، الف اور ہمزہ ہیں

فلک و مرتبہ اِس کا فلک دُوسرا ہے جس کا دُور گیارہ ہزار سال ہے علم میں تمیز، طریق وسط اور مرتبہ چوتھا ہے.

ظہور و مزاج اس کے سُلطان کا ظہور جنات میں ہے اِس کا جسم خشک تر اور سر گرم خشک ہے اِس کی طبع سرد، گرم اور خشک ہے، اِس کا بڑا عنصر مٹی اور چھوٹا عنصر آگ ہے، اِس سے وہ پایا جاتا ہے جو اِس کی طبع کی شکل میں ہے.

اِس کی حرکت ٹیڑھی ہے اور اِس کے لئے حقائق و مقامات اور منازلات کا امتزاج کامل ہے، اہل انوار کے نزدیک اِس کے ساتھ وصل سے رفع ہے اور سوائے کُوفیوں کے اہل اعتزال کے نزدیک مثلث مونس ہے اور اِس کی علامت فردانیت ہے.

حرُوف و اسماء حرُوف میں سے اِس کے لئے یا اور میم ہیں اور اسماء وہی

جو پہلے بیان ہوئے۔

شین میں کیا ہے؟

فی الشین سبعة أسرار لمن عقلا — وکل من نالها یوما فقد وصلا
تعطیك ذاتك والاجسام ساکنة — اذا الامین علی قلب بها نزلا
نوعاین الناس ما تحویه من عجب — رأوا هلال المحاق الشهر قد کملا

شین میں عقلمند کیلئے سات بھید ہیں جس نے انہیں پالیا وہ مقصد کو پہنچ گیا۔
اجسام ساکن ہونگے تو وہ تجھے تیری ذات عطا کرے گا جب اُسکے ساتھ امین دل پر نازل ہو گا۔
لوگ اسکے عجائبات کا معائنہ کریں تو دیکھیں گے مہینے کو ماند کرنے والا ہلال مکمل ہو گیا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نطق و فہم میں ہماری مدد فرمائے حرف شین عالم غیب وے جبروت کے وسط سے ہے اس کا مخرج جیم کا مخرج ہے۔

عدد و بسائط اس کا عدد ہمارے نزدیک ایک ہزار اور اہل انوار کے نزدیک تین سو ۳۰۰ ہے اس کے بسائط یا، نون، الف، ہمزہ اور واؤ ہیں۔

فلک و تسلط اس کا فلک دوسرا ہے اس کے فلک کا دور وہی ہے جو پہلے بیان ہوا عام میں میسّر ہے اس کا طریق وسط، مرتبہ پانچواں اور تسلط چوپایوں میں ہے۔

طبع و عنصر اس کی طبع سرد تر، اور عنصر پانی ہے اور اس سے وہی پایا جاتا ہے جو اس کی طبع سے مشاکلت رکھتا ہے اس کی حرکت کا امتزاج کامل و خالص مثنی مؤنس ہے اس کے لئے ذات وصفات اور افعال ہیں۔

حروف اس کے لئے حروف میں سے یاء اور نون ہیں اور اسماء میں سے وہی ہے جو پہلے بیان ہوا اس کے لئے خلق واحوال اور کرامات ہیں۔

حرف یاء میں کیا ہے؟

یاء الرسالة حرف فی الثری ظهرا — کالواو فی العالم العلوی معتمرا
فهو الممد جسوما مالها ظلل — وهو الممد قلوبا عاینت صورا
اذا أرادیناجیکم بحکمته — یتلو فیسمع سر الاحرف السورا

رسالت کی یاء ایک حرف ہے جو زمین میں اُس واؤ کی طرح ظاہر ہوا جو عالم علوی میں نمودار ہوئی۔

وہ جسمانی طور پر مدد کرنے والی ہے اور اُس کا کوئی سایہ نہیں۔

وہ قلوب کی مددگار اور صورتوں کا معائنہ کرتی ہے۔

عالم و مخرج اللہ تبارک و تعالیٰ ہماری اور آپ کی اپنی روح سے مدد فرمائے یاء عالم شہادت و جبروت سے ہے اِس کا مخرج شین ہے۔

عدد و بسائط اِس کے دس عدد بارہ افلاک کے لئے اور ایک عدد سات افلاک کے لئے ہے اِس کے بسائط، الف، ہمزہ، لام، فا، ھا، میم، اور زا ہیں،

فلک و ظہور اِس کا فلک دُوسرا اور دوسرے کائن وُہی جو بیان ہوا خاص اور خاص الخاص میں امتیاز کرتا ہے اِس کے لئے انتہا اور ساتواں مرتبہ ہے اور اِس کے سُلطان کا ظہور جمادات میں ہے۔

مزاج و عُنصر اِس کی طبع اُمہات اول، اِس کا بڑا عُنصر آگ اور چھوٹا عُنصر پانی ہے اِس میں سے حیات پائی جاتی ہے اِس کی حرکت امتزاجی ہے اور اِس کے لئے حقائق و مقامات اور منازل کامل چار مونس کے امتزاج سے ہیں اس کیلئے حرفوں سے ہمزہ اور الف ہیں اور اسماء سے وُہی ہیں جو پہلے بیان ہوئے۔

جو حرف لام میں ہے

اللام للازل السنی الاقدس — ومقامه الاعلی البهی الانفس

مهما یقم تبدی المکوّن ذاته　　والعالم الکونیّ مهما یجلس
یعطیك روحا من ثلاث حقائق　　یمشی ویرفل فی ثیاب السندس

لام انس کے لئے روشن اور پاکیزہ ہے اور اس کا مقام درخشاں نفوس ہیں
جب یہ کھڑا ہوتا ہے تو اسکی ذات ابتدائے مکون ہے اور جب بیٹھتا ہے تو عالم کون ہوتا ہے
یہ تیری رُوح کو تین حقیقتیں عطا کرتا ہے۔ ریشمی کپڑوں میں ناز سے چلتا ہے۔

مخرج اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری اور آپ کی رُوح القدس سے مدد فرمائے جاننا چاہیئے کہ لام عالم شہادت وجبروت سے ہے اِس کا مخرج نوکِ زبان سے اُس کے آخر تک ہے۔

عدد و بسائط بارہ فلکوں میں اِس کے عدد تینس اور سات فلکوں میں تین ہیں اِس کے بسائط الف، میم، ہمزہ، فاء اور یاء ہیں، اِس کا فلک دُوسرا اور اس کا سن پہلے کے مطابق ہے خاص اور خاص الخاص میں امتیاز کرتا ہے۔

مرتبہ و تسلط اِس کے لئے انتہاء اور پانچواں مرتبہ ہے اس کا تسلط چوپایوں میں ہے۔

طبع و عنصر اِس کی طبع گرم، سرد اور خشک ہے اِس کا عنصرِ اعظم آگ اور چھوٹا عنصر مٹی ہے، اِس سے وُہی پایا جاتا ہے جو اِس کی طبع کی شکل ہے، اِس کی حرکت سیدھی اور امتزاجیہ ہے، اِس کے لئے امتزاج اعراف کامل مُفرد موحش ہے۔

حُروف اس کے لئے حروف میں سے الف لام میم ہیں اور اسماء سے وہی جو پہلے بیان ہُوا۔

جو حرفِ راء میں ہے

راء المحبـــة فی مقام وصاله　　أبد ابدار نعیمه لن یخذلا

وقتا یقول أنا الوحید فلا أری ‏ ‏ غیری ووقتا أنا لن یعھلا

لو کان قلبك عند ربك ھکذا ‏ ‏ کنت المقرب والحبیب الاکملا

راء اپنے مقام وصال میں محبت ہے اسکے لئے ہمیشہ کی نعمتیں ہیں یہ ہرگز رسوا نہیں ہوگا۔
ایک وقت کہتا ہے میں اکیلا ہوں پس اپنے غیر کو نہیں دیکھتا اور ایک وقت میں ہرگز انجان نہیں
اگر تیرا دل تیرے رب کے پاس تھا ایسے ہی تو مقرب اور کامل حبیب تھا۔

مخرج اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری اور آپ کی روح القدس سے مدد فرمائے جاننا چاہیئے کہ راء عالم شہادت وجبروت سے ہے اس کا مخرج زبان کے ظاہر اور دانتوں کے اوپر سے ہے۔

عدد وبسائط اس کے عدد بارہ افلاک میں دو سو اور سات افلاک میں دو ہیں اس کے بسائط الف، ہمزہ، لام، فا، ہا، میم اور زای ہے اس کے لئے دوسرا فلک اور دورہ فلک وہی جو معلوم ہے

مرتبہ وظہور اس کے لئے نہایت ہے، مرتبہ ساتواں، تسلط کا ظہور جمادات میں ہے، خاص اور خاص الخاص میں امتیاز کرتا ہے۔

مزاج وعنصر اس کا مزاج گرم خشک اور اس کا عنصر آگ ہے، اس سے وہ تمام کچھ پایا جاتا ہے جو اس کے مزاج کی شکل میں ہے۔

اِس کی حرکت امتزاجیہ ہے اور اس کے لئے اعراف خالص ناقص مقدس دو مونس ہے۔

حروف اس کیلئے حروف لام اور ہمزہ ہیں اسماء وہی ہیں جو پہلے بیان ہوئے

حرف نون میں کیا ہے؟

نون الوجود تدل نقطة ذاتها ‏ ‏ فی عینھا عینا عـلی معبودھا

فوجودها من جوده وبعينه　　وجميع أكوان العلى من جودها
فانظر بعينك نصف عين وجودها　　من جودها تعثر على مفقودها

نوُن وجود ہے اس کا نقطہ اِس کی ذات پر دلالت کرتا ہے اِس کی عین میں اِس کے معبود پر عین ہے
پس اِس کا وجود اُس کے جوُد و بیین سے ہے اور تمام بلند اکوان اُس کے جوُد سے ہیں،
پس اُس کی عین کو دیکھ نصفِ عین کا وجود اُس کے جوُد سے اور نصف اُس کے مفقود پر ہے۔"

اللہ تبارک وتعالیٰ قلوب وارواح سے ہماری مدد فرمائے جاننا چاہیئے کہ نوُن عالم ملک وجبروت سے ہے، اِس کا مخرج نوکِ زبان اور سامنے کے دانتوں کے اُوپر ہے،

عدد و فلک اِس کا عدد پچپن ۵۵، بسائط واؤ اور الف، فلک دوُسرا حرکت کا زمانہ وُہی جو بیان ہوا یہ خاص اور خاص الخاص میں امتیاز کرتا ہے، اور طریق انتہائی ہے۔

مرتبہ وظہوُر اِس کا مرتبہ منزّہ ثانیہ اس کے سُلطان کا ظہوُر حضرتِ الٰہیہ میں ہے
طبع و عنصر اس کا مزاج سرد خشک ہے اِس کا عنصر مٹی ہے اس سے وہی پایا جاتا ہے جو اِس کے مزاج کی صوُرت ہے اس کی حرکت امتزاجی ہے اور اس کے لئے خلق و احوال اور کرامات خالص ناقص مفرد موحش ہیں اِس کے لئے ذات اور حرُوف میں سے واؤ ہے اور اسماء جیسا کہ پہلے بیان ہوُئے۔"

جو طاء مُہملہ میں ہے

فی الطاء خمسة أسرار مخبأة　　منها حقيقة عين الملك فی الملك
والحق فی الخلق والاسرار نائبة　　والنور فی النار والانسان فی الملك

[illegible] کلمت علمت ان وجود الفلك فی الفلك

کا [illegible] حسی [illegible] فلک میں عین الملک سے حقیقت ہے۔

اور حلق [illegible] نیابت اور نار میں تو مراد فرشتے میں انسان ہے

پس [illegible] اس کے ساتھ مکلف ہوتے ہیں تجھے فلک میں وجودِ فلک کا علم ہو جاتا ہے۔

مخرج جاننا چاہیئے اللہ تبارک و تعالیٰ ہماری اس کے ساتھ مدد فرمائے طال عالم ملک و جبروت سے ہے۔ [illegible] مخرج زبان کی طرف اور سامنے کے دانتوں کی جڑ ہے۔

عدد و بسائط اس کے عدد نو اور اس کے بسائط الف، ہمزہ، لام، فا، میم، زای اور ھا ہیں۔ [illegible] فلک [illegible] اور اس کا دور وہی جس کا ذکر ہوا خاص در خالص میں تمیز کرتا ہے۔

مرتبہ و عنصر اس کا طریق انتہائی، مرتبہ ساتواں، تسلط جمادات میں طبع سرد تر، عنصر پانی، اس سے وہی پایا جاتا ہے جو اس کی طبع کی صورت میں ہے۔

حرکت و حروف اس کی حرکت اہلِ انوار کے نزدیک سیدھی اور اہلِ اسرار کے نزدیک ٹیڑھی ہے۔ اہلِ تحقیق اور ہمارے نزدیک اس کے ساتھ امتزاج ہے اس کے لئے اعراف خالص کامل دو مؤنس اور حروف سے اس کے لئے الف اور ہمزہ ہیں جب کہ اسماء میں سے وہی ہے جو پہلے بیان ہوا۔

حرفِ دال میں کیا ہے؟

الدال من عالم السکون الذی انتقلا — عن الکان فلا عــــین ولا أثر
عزت حقائقه عن کل ذی بصر — سبحانه جــل أن یحظی به بشر
[illegible] الدوام لجود الحق منزله — نسه المثانی ففیــه الآی والسور

دال کان سے منتقل ہونے والا عالم کون ہے پس نہ عین ہے نہ اثر
برد یکھنے والے سے اُسکے حقائق معزز ہیں وہ جلالت والا پاک ہے یقیناً بشر کے ساتھ خطاب ہے
اس میں دوام ہے پس اُسکی منزل حق تعالیٰ کی بخشش ہے اس میں سورہ فاتحہ ہے پس اس میں آیتیں اور سورتیں ہیں

اللہ تبارک و تعالیٰ ہمارے فرمائے جاننا چاہیئے کہ دال عالم ملک و جبروت سے ہے۔ اس کا مخرج طاء کا مخرج ہے اس کے عدد چار اور اس کے بسائط الف، لام، ہمزہ، فاء اور میم ہیں،

حرکت و طبع اس کی حرکت کا دورہ بارہ ہزار سال طریق انتہائی، مرتبہ پانچواں، اور اس کا تسلط چوپایوں میں ہے اس کا مزاج سرد خشک، عنصر مٹی، اس سے وُہی پایا جاتا ہے جو اس کی طبع کی صورت میں ہے اہل انوار اور اہل اسرار کے درمیان اس کی حرکت امتزاجیہ ہے، اس کے لئے اعراق خالص، ناقص، معتدل دو مؤنس ہیں،

حروف ۔ حروف میں سے اس کے لئے الف اور لام ہیں اور اسماء وہی ہیں جو پہلے بیان ہوئے۔

حرف تاء اوپر سے دو کے ساتھ

التاء یظھر أحیانا و یستتر	فحظه من وجود القوم تلوین
یحوی علی الذات والاوصاف حضرته	وماله فی جناب الفعل تمکین
یبدو فیظھر من أسرار ہ عجبا	وملکه اللوح والاقلام والنون

تا ہماری زندگیوں کو ظاہر کرتا ہے اور چھپ جاتا ہے پس اس کا حصہ گروہ تلوین کے وجود سے ہے.
اس کا وجود ذات و صفات پر محیط ہے اور جناب میں اس کے لئے فعل تمکین نہیں.
ظاہر ہوتا ہے تو اس سے اسرار عجیبہ کا ظہور ہوتا ہے اور اُسکا مُلک لوح، قلمیں اور نون ہے.

عالم و مخرج اُسے حامیم اے دوست جاننا چاہیئے کہ تار عالم غیب و جبروت سے ہے اِس کا مخرج وُہی ہے جو دال اور طار کا ہے۔

عدد و بسائط اِس کے عدد چار سو چار ہیں اِس کے بسائط الف، ہمزہ، لام، فا، ہا، میم اور زای ہیں۔

فلک و مزاج اِس کا فلک پہلا دُہ وہی جو بیان ہوا خاص الخاص ہیں امتیاز کرتا ہے، اِس کا مرتبہ ساتواں اور تسلط جمادات میں ہے اِس کی طبع سرد خشک ہے اور اِس کا عنصر مٹی ہے، اِس سے وُہی پایا جاتا ہے جو اس کی طبع کی شکل ہے۔

حرکت و حرُوف اِس کی حرکت امتزاجیہ ہے اِس کے لئے خلق و احوال اور کرامات خالص کامل چار مؤنس ہیں اِس کے لئے ذات و صفات ہے اور اِس کے لئے حرفوں میں سے الف اور ہمزہ ہیں جب کہ اسماء میں سے وُہی ہیں جو پہلے بیان ہوئے۔

صاد یا لبسر میں کیا ہے؟

فی الصاد نور لقلب بات یرقبہ — عند المنام وستر السھد یحجبہ

فنم فانك تلقی نور سجدتہ — ینیر صدرك والاسرار ترقبہ

فذلك النور نور الشکر فارتقب المشکور فھو علی العادات یعقبہ

صاد میں سونے والے کے دل کیلئے نور ہے وُہ نیند میں اُسکی نگہبانی کرتا ہے اور بے خوابی کا پردہ اُسے چھپا لیتا ہے

پس تو سو جا بیشک اُس کی نگہبانی کے اسرار اور اُسکے سجدے کا نور تجھے ملے گا اور تیرے سینے کو منور کرے گا

پس یہ نور شکر کا نور ہے جو مشکور کا نگراں ہے پس وُہ عادات پر اُس کا متعاقب ہے

عالم و مخرج اُسے کریم کے پسندیدہ جاننا چاہیئے کہ صاد عالم غیب و جبروت سے ہے، اس کا مخرج وُہ ہے جو گوشۂ زبان کے درمیان اور سامنے والے اُوپر کے دانتوں کے نیچے ہے۔

عدد و بسائط اس کے عدد ہمارے نزدیک ساٹھ اور اہل انوار کے نزدیک نوّے ہیں، بسائط، الف، دال، ہمزہ، لام اور فاء ہیں، اس کا فلک پہلا اور دَور مذکورہ خاص اور خاص الخاص میں تمیز کرتا ہے۔ اس کا طریق پہلا اور مرتبہ پانچواں ہے، اس کا تسلط چوپالیس پر ہے۔

مزاج و حروف اس کا مزاج گرم تر، عنصر ہوا اور اس سے وہی پایا جاتا ہے جو اس کی طبع کی شکل ہے اس کے لئے حرکت امتزاجیہ مجہول ہے اس کے لئے اعراف خالص، کامل دو مونس ہے اور اس کے لئے حرفوں سے الف اور دال ہیں اور اسماء میں سے وُہی جو پہلے بیان ہوئے۔

صاد کے خصوصی اسرار

پھر جاننا چاہیئے کہ میں نے حرف صاد کا وُہ راز مقرر کیا جو بیداری میں نہیں پہنچتا بلکہ مجھے بھی خواب میں ہی پہنچا ہے اس کی حقیقت اللہ تبارک و تعالیٰ عطا فرماتا ہے کیونکہ اس پر اس کی حکمت ہے۔

میرے بعض ساتھی مجھ پر حرفوں کے اسرار پڑھا کرتے تھے اس قید کے ساتھ قلم کی تیزی کے لئے اختلال ہے جو نادرست ہے، بہرکیف جب اُن کی قرأت اس حرف یعنی صاد تک پہنچی تو میں نے کہا میں اس سے متفق نہیں ہوں اگرچہ خواب میں اس تک پہنچنا ضروری نہیں تاہم میں نے اُس سے اسی طرح

لیا ہے پس میرے حال کو دیکھ کر مجمع منتشر ہو گیا،

جب اگلے دن ہفتے کے روز ہم کعبہ شریف مسجدِ حرام میں رُکن یمانی کے پاس حسب عادت مجلس میں بیٹھے تو ہمارے پاس بُزرگ فقیہ مجاور ابُو یحیٰی بکر بن ابی عبداللہ ہاشمی تونیمی طرابلسی رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف فرما تھے اور وُہ اپنی عادت کے مطابق آئے تھے، جب ہم لوگ پڑھنے سے فارغ ہُوئے تو اُنہوں نے مجھے فرمایا گذشتہ شب میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ بیٹھا ہُوں اور تُم پُشت کے بل چِت لیٹے ہُوئے ہو اور صاد کے تذکرے میں تم نے فی البدیہہ یہ شعر کہا!

الصاد حرف شریف

والصادق الصاد صدق

یعنی صاد حرف شریف ہے اور صاد میں صاد بہت صادق ہے،

پس تُم نے مجھے خواب میں کہا تیرے پاس اِس کی کیا دلیل ہے! میں نے کہا

لانہا شکل دور

ومامن الدور أسبق

کیونکہ یہ دائرے کی شکل ہے اور دائرے سے سبقت نہیں، پھر میں سو گیا،

اِس خواب میں میری حکایت تھی میں نے اُن کے اِس جواب سے فرحت حاصل کی پس بشارت دینے والے نے اِس فرحت کا مکمل تذکرہ کیا جس نے میرے بارے میں میرے لیٹنے کی ہیئت میں دیکھا، یہ نیند انبیاءِ کرام کی نیند ہے اور اس شغل و مناصب سے فراغت کے بعد یہی حالتِ استراحت ہے، اِس لئے اُس پر بالمقابل آسمانی خبریں لوٹائی جاتی ہیں"

صاد۔ صِدق، صُورت

پس جاننا چاہیئے کہ حرفِ صاد، صدق، صَون اور صُورت کے حروف ہے

ہے اور یہ مقابل میں کرتے کی شکل ہے، اس میں تمام شکلوں کے لئے اسرار عجیبہ ہیں
پس خواب میں اس کے کشف پر تعجب ہوا اور میری اس حالت پر اس کی آنکھیں
ٹھنڈی ہوئیں جب رات کی مجلس میں ساتھیوں سے اس کا ذکر کیا تو ہم سب
نے اس کے لئے استغفار کیا اور ہمارے نزدیک اس کے لئے عنقریب اچھی جگہ پر
آنے کی ہے"

مقام جوامع الکلم کے تذکرہ کے وقت بزرگ اور عظیم حرف کی قسم کھاتا ہوں
اور وہ زبانِ تمجید میں بزرگی کی بلندی پر مشہد محمدی ہے علیٰ صاحبہا علیہ الصلوٰۃ
والسلام"

اور سورت صاد کے ضمن میں انبیاء کرام علیہم السلام کے اوصاف اور علم کے
تمام پوشیدہ اسرار اور عجائب و آثار ہیں اور اس خواب میں ان اسرار کے مطابق تھا
جو اس سورت میں موجود ہیں، پس یہ خیر کثیر جسم پر دلالت ہے جو اس کے پہنچنے
پر میں نے دیکھا اور اس میں یہ تمام شواہد اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے ہیں
جو ہم دونوں کو ان انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی برکتوں سے حاصل ہوئے
جن کا تذکرہ اس سورت میں کیا گیا ہے اور جو اس سورت میں سحق کا ذکر ہے تو
اس میں کافر دشمن شامل ہیں مومن اس میں شامل نہیں جو ہمارے لئے اللہ سے
سوال کرتے ہیں اور ان کے لئے دنیا و آخرت میں عافیت ہے، پس ہمیں یہ بشارت
حاصل ہوئی اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے خواب کے ہاتھ ہماری طرف اس کے
اسرار بھیجے اور میرے لئے ہمارے ساتھی ابو یحییٰ نے اس خواب کا تذکرہ کیا بیشک
جب ہم دونوں دو گھروں میں سوئے ہوئے تھے خواب میں ہم دونوں نے منظوم
کلام کیا تو اس نے میری طرف بھیجے گئے کے متعلق پوچھا یہاں تک کہ میں نے
اسے اپنی اس کتاب میں اس کے خواب کے پیچھے اس حرف کے ضمن میں درج

کر دیا پس یہ نظم اس حقیقتِ رُوحانیہ کی امداد سے ہے جسے خواب میں دیکھا تو میں نے چاہا کہ ان دونوں کے درمیان فصل نہ ہو پس اس کے ساتھ ہمارے ساتھی ابا عبداللہ محمد بن خالد صُوفی تلمسانی اُٹھے اور میرے ساتھ آئے

وُہ نظم یہ ہے

الصاد حرف شریف　　والصاد فی الصاد أصدق
قل ما الدلیل أجده　　فی داخل القلب ملصق
لانها شکل دور　　وما من الدور أسبق
ودل هذا بأنی　　علی الطریق موفق
حققت فی الله قصدی　　والحق یقصد بالحق
ان کان فی البحر عمق　　فساحل القلب أعمق
ان ضاق قلبك عنی　　فقلب غیرك أضیق
دع القرونة واقبل　　من صادق یتصدق
ولاتخالف فتشقی　　فالقلب عندی معلق
أفتحه أشرحه وافعل　　فعل الذی قد تحقق
الی متی قاسی القلب باب قلبك مغلق
وفعل غیرك صاف　　ووجه فعلك أزرق
انا رفقنا فرفقا　　فالرفق فی الرفق أرفق
فان أتیت کسونا　　ك ثوب لطف معتق
ولا تکن کجریر　　اذظل یهجو الفرزدق
والهج بما حی فدحی　　من مشرق الشمس أشرق
انا الوجود بذاتی　　ولی الوجود المحقق
من غیر قید کعلمی　　علی الحقیقة مطلق
فهل تری الشاه یوما　　یکید هافود میذق

من قال فی برأی — فقائل الرأی أحمق
ان ظل یہذی لوھم — رأیتہ یتشدق
وکل من قال قولا — فالذکر من ذاك أصدق
أنا المہیمن ذو العر — ش لا أبید وا خلق
بعثت للخلق رسلی — وجاء أحمد بالحق
فقام فی بصدق — وحین أرعد أبرق
مجاھدا فی الاعادی — وناصحا ما تفتق
لولم أغثہم بعبدی — أغرقت من لیس یغرق
ان السموات والار — ض من عذابی تفرق
وان أطعتم فانی — ألم ما یتفرق
واجمع الکل فی الخلد فی حدائق نعبق
کل القلوب علی ذا — وانی الله اصفق
نقمت من حال قومی — وراحتای تصفق

ترجمہ اِس نظم کا

ترجمہ. صاد بزرگ حرف ہے اور صاد میں بہت ہی سچا صاد ہے،
جو اِس سے دلیل پاتی ہے کہدے وُہ جو چھپے ہوئے دِل میں داخل ہے؛
کیونکہ اِس کی شکل دائرے کی ہے اور دائرے سے اَسبق نہیں،
اِس پر میرے ساتھ موافقت کے ساتھ یہ دلیل ہے۔

میرا ارادہ اللہ تعالیٰ میں محقق ہے اور حق کے ساتھ ارادہ کرتا ہے،
اگر یہ گہرے سمندر میں ہے تو دل کا ساحل بہت گہرا ہے،
اگر تیرا دل مجھ سے تنگ ہے تو تیرے غیر کا دل زیادہ تنگ ہے،
زمانے کو چھوڑ اور صادق معتدق سے قبول کر
اس میں تخالف نہیں پس شقی کا قلب میرے نزدیک لٹکا ہوا ہے،
اسے کھول اور اس کی شرح کر اور کام کردہ کام جو محقق ہے،
تیرے دل کا دروازہ قسب قائم کی طرف کب بندھے،
تیرے غیر کا کام صاف ہے اور تیرے کام کا چہرہ پھرا ہوا ہے
ہم مہربانی سے پیش آتے ہیں تو مہربانی میں مہربانی زیادہ مہربانی ہے
پس بے شک ہم تیرے لئے لطفِ معتق کے کپڑوں کا لباس لاتے ہیں
اور جریر کی طرح نہ ہو جب ہجو فرزدق کا سایہ پڑا یا خیال آیا
اور میری مدح کے ساتھ ہجو پس میری مدح ہے سورج مشرق سے طلوع ہوتا ہے۔
میرا وجود میری ذات کے ساتھ ہے اور وجود کے لئے محقق ہے،
میرے علم کی طرح جو بلا قید ہے اور حقیقت پر اطلاق کرتا ہے،

تو جو اپنی رائے سے کہ تو رائے کا قائل احمق ہے،
اگر سایہ میرے وہم کا رہنما ہو تو اسے یا چھیں کھوئے دیکھوں،
اور ہر وہ شخص جو قول بیان کرتا ہے تو ذکر اس سے بہت سچا ہے،
میں عرش کے ساتھ مہیمن ہوں مخلوق انہیں پیدا نہیں کر سکتی،
میں نے خلقت میں رسول مبعوث فرمائے اور احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حق کے ساتھ آئے ہیں،

پس وُہ اِس میں سچائی کے ساتھ قائم ہوئے اور اب :: جبر و توبیخ ہے ،

جو میری طرف لوٹنے میں مجاہد اور کشادگی سے نصیحت کرنے والے ہیں،

اگر میرے بندے کے ساتھ اُن کی فریاد نہ سُنی جاتی تو اُنہیں ایسے غرق

کرتا جس طرح کوئی غرق نہیں ہُوا"۔

بے شک آسمان و زمین میرے عذاب سے الگ الگ ہیں۔

اور اگر تم اطاعت کرو تو میں جو متفرق ہے وُہ عطا کروں،

اور یہ تمام امورِ عاقبت کے باغات خُلد میں جمع ہیں،

تمام قلوب اِس پر ہیں اور بے شک میں اللہ ملانے والا ہوں،

پس اِس نیند کے حال سے اُٹھ اور راحت حاصل کر۔

جو حرف زای میں ہے

فی الزای سرّ اذا حققت معناه	کانت حقائق روح الامر مغناه
اذا تجلی الی قلب بحکمته	عند الفناء عن التنزیه أغناه
فلیس فی أحرف الذات التنزیهة من	یحقق العلم أو یدریه الاهو

زا میں راز ہے جب اُس کا معنیٰ محقق ہو اُس کے امرِ استغناء سے حقائقِ روح ہیں

جب دل کی طرف اُسکی حکمت کیساتھ فناء کے وقت متجلّی ہوتا ہے تنزیہہ سے اُس کا غنا ہے

پس ذاتِ تنزیہہ کے حروف میں علم سے یا اُسے دیکھنے سے محقّق نہیں مگر وُہ۔

عالم و مخرج اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کی رُوح القدس سے مدد فرمائے جاننا چاہیئے کہ زا عالمِ شہادت و جبروت اور قہر سے ہے اِس کا مخرج مخرج سین اور صاد ہے۔

عدد و بسائط اِس کے عدد سات اور اِس کے بسائط الف، یا، ہمزہ، لام

اور فا ہیں۔

فلک و مرتبہ اِس کا فلک پہلا اور دورہ وہی ہے جو پہلے بیان ہُوا، یہ

خاص الخاص کے خلاصہ میں متمیز ہے اِس کا مرتبہ پانچواں اور طریق انتہائی ہے۔

تسلط و مزاج اِس کا تسلط چوپایوں میں ہے، اس کا مزاج گرم خشک

ہے، اِس کا عنصر آگ ہے اور اِس سے وہی پایا جاتا ہے جو اِس کے مزاج کی

شکل میں ہے اِس کے لئے خلق و احوال اور کرامات خالص ناقص مقدس حسّی مونس

ہیں اور حرکت امتزاجی ہے۔

حروف اِس کے لئے حروف سے الف، یا اور اسماء سے وہی ہیں جو پہلے

بیان ہوئے۔

سین میں کیا ہے

فی السین أسرار الوجود الاربع	وله التحقق والمقام الارفع
من عالم الغیب الذی ظهرت به	آثار کون شمسها تبرقع

سین میں وجود کے چار اسرار ہیں اور اُس کے لئے محقق اور ارفع مقام ہے۔

عالمِ غیب سے اُس کے ساتھ اُس کے سُورج کے برقع کے آثار کون ظاہر ہوتے ہیں

عالم و مخرج جاننا چاہیئے سین عالم غیب اور جبروت و لُطف سے ہے اِس

کا مخرج صاد اور زای کا مخرج ہے۔

عدد! اہل انوار کے نزدیک اِس کے عدد چھیاسٹھ ۶۶ اور ہمارے نزدیک

تین سو تین ۳۰۳ ہیں۔

بسائط! اِس کے بسائط، یا، نون، الف، ہمزہ اور واؤ ہیں اِس کا فلک

اول اور دورۂ فلک مذکورہ ہے حرفِ سین خاص، خاص الخاص خلاصۂ خاص
اور صفائے خلاصہ خاص الخاص میں امتیاز کرتا ہے۔

مرتبہ و مزاج اس کا مرتبہ پانچواں اور تسلط کا ظہور چوپایوں میں ہے اس
کا مزاج گرم خشک اور عنصر آگ ہے اس سے اس کی طبع کے مطابق پایا جاتا ہے
اعراف کے لئے اس کی حرکت امتزاجیہ خالص کامل مثنی مؤنس اور حروف
میں سے اس کے لئے یاء اور نون ہیں اور اسماء الٰہیہ سے وہی ہیں جو پہلے
بیان ہوئے۔

جو ظاء معجمہ میں ہے

فی الظاء ستة أسرار مكتمة	خفية ما لها في الخلق تعيين
الا مجازا اذا جلات بفاضلها	يرى لها في ظهور العين تحسين
يرجوا الاله ويخشى عدله واذا	ماغاب عن كونه لم يبد تكوين

ظاء میں چھ پوشیدہ اسرار مخفی ہیں اُس کے لئے مخلوق میں تعین نہیں سوائے مجاز کے
جب اُس کے زیادہ کیلئے کوشش کی جائے اُس کے لئے ظہور عین میں تحسین دیکھی جائے گی
اُسی سے امید ہے اور میں اُس کے عدل سے ڈرتا ہوں اور جب اسکی کون سے غائب نہیں تکوین ظاہر نہیں

عالم و مخرج اے عقلمند جاننا چاہیئے کہ ظاء عالم شہادت اور جبروت و
قہر سے ہے اس کا مخرج گوشۂ زبان اور اطراف ثنایا ہے۔

اعداد و بسائط ہمارے نزدیک اس کے عدد آٹھ سو ۸۰۰ آٹھ اور اہل انوار
کے نزدیک نو ہزار ہیں، اس کے بسائط الف، لام، ہمزہ، فا، ھا، میم اور زا ہیں۔

فلک و مرتبہ اس کے سلطان کا ظہور جمادات میں ہے اس کے دائرے
میں مزاج سرد تر اور قائمہ میں گرم مرطوب ہے اس کے لئے گرمی، سردی اور

تری ہے اِس کا عنصرِ اعظم پانی اور چھوٹا عنصر ہوا ہے اِس سے جو اِس کی طبع کی صُورت میں ہے پایا جاتا ہے۔

حرکت و حرُوف! اِس کی حرکت امتزاجیہ ہے اِس کے لئے خلق و احوال اور کرامات ہیں شئی کامل مؤنس کا امتزاج ہے اِس کے لئے ذات ہے اور حروف میں سے اِس کے لئے الف اور ہمزہ ہیں جب کہ اسماء وُہی ہیں جو پہلے بیان ہُوئے ہیں۔

ذال مُعجمہ میں کیا ہے

الذال ينزل أحيانا على جسدى	كرهاو ينزل أحيانا على خلدى
طوعاو يعدم من هذا وذاك فما	يرى له أثر الزلفى على أحد
هو الامام الذى ماشله أحد	تدعوه أسماؤه بالواحد الصمد

ذال میرے جسم پر کرہاً ہماری زندگی اتارتا ہے اور میری ہیشگی پر طوعاً ہماری زندگی اُتارتا ہے۔

اِس سے اور اُس سے معدوم ہوتا ہے تو کسی ایک پر اُس کی قربت کا اثر دکھائی نہیں دیتا۔

وُہ امام ہے اُس کی مثل کوئی نہیں اُسے واحد و صمد کے ناموں سے پکارا جاتا ہے۔

عالم و مخرج اُے امام! جاننا چاہیئے کہ ذال عالم شہادت و جبروت اور قہر سے ہے اِس کا مخرج ظاء کا مخرج ہے۔

بسائط و اعداد! اِس کے عدد ست سوشات اور بسائط الف، لام، ہمزہ، فاء اور میم ہیں۔

تسلّط و طریق اِس کا فلک پہلا حرکت کا سن مذکورہ، عام میں تمیز کرتا ہے اِس کے لئے طریق وسط ہے۔

اِس کا مرتبہ پانچواں اور تسلّط چوپالیوں پر ہے۔

مزاج و عنصر! اس کا مزاج گرم تر اور عنصر ہوا ہے اس کی طبع کی صورت میں جو کچھ ہے وہی اس سے پایا جاتا ہے اس کی حرکت امتزاجیہ اور ٹیڑھی ہے۔

احوال! اس کے لئے خلق و احوال اور کرامات خالص کامل مقدس مثنیٰ مونس ہے، اس کی ذات ہے اس کے لئے حرفوں سے الف اور لام ہیں اور ناموں سے وہی جو پہلے بیان ہوئے ہیں۔

جو حرف ثاء بالثلاثہ میں ہے

الثاء ذاتیۃ الاوصاف عالیۃ	فی الوصف والفعل والاقلام توجدھا
فان تجلت بسر الذات واحدۃ	یوم البدایۃ صار الخلق یعبدھا
وان تجلت بسر الوصف ثانیۃ	یوم التوسط صار النعت یحمدھا
وان تجلت بسر الفعل ثالثۃ	یوم الثلاثاء صار الکون یسعدھا

ثاء کے ذاتی اوصاف عالیہ اس کے وصف و فعل اور قلموں میں پائے جاتے ہیں۔

پس اگر ابتداء کے دن ایسی ذات کے راز کے ساتھ ظاہر ہوتا مخلوق اس کی عبادت کرتی۔

اور اگر دوسرے وصف کے راز کیساتھ درمیانی دن کو ظاہر ہوتا نعت اس کی حمد کرتی

اور اگر تیسرے فعل کے ساتھ تیسرے دن ظاہر ہوتا تو کائنات اسکی سعادت حاصل کرتی۔

عالم و مخرج اور اعداد! اے سردار جاننا چاہیئے کہ ثاء عالم غیب و جبروت اور لطف سے ہے اس کا مخرج ظاء اور ذال کا مخرج ہے اس کے عدد پانچ سو پانچ اور بسائط، الف، ہمزہ، لام، فاء، ہاء، میم اور زای ہے اس کے لئے پہلا فلک اور دور حرکت مذکورہ ہے۔

طریق و مرتبہ یہ خاص الخاص کے خلاصہ میں امتیاز کرتا ہے، اس کا طریق انتہائی اور مرتبہ ساتواں ہے اور اس کا تسلط جمادات میں ہے۔

مزاج و عنصر اس کے سر کا مزاج گرم تر اور باقی سارے جسم کا مزاج سرد تر ہے اس کی طبع میں گرمی، سردی اور تری ہے اس کا بڑا عنصر پانی اور چھوٹا عنصر ہوا ہے اس سے وہی پایا جاتا ہے جو اس کی طبع کی صورت میں ہے اس کی حرکت امتزاجیہ اہل اسرار کے نزدیک اس کے لئے حقائق، مقامات اور منازلات ہیں اور اہل انوار کے نزدیک اس کے لئے خلق اور احوال اور کرامات ہیں اس کا امتزاج کامل مفرد مثنی مؤنس موحش سے ہے یہ ذات ہے اور اس کے لئے حروف میں سے الف اور ہمزہ ہیں اور ناموں سے وہی جو پہلے بیان ہوئے۔

حرفِ فا میں کیا ہے

الفاء من عالم التحقیق فاذ کر — وانظر الی سرھا یأتی علی قدر
لھا مع الیاء مزج فی الوجود فما — تنفک بالمزج عن حق وعن بشر
فان قطعت وصال الیاء دان لھا — من أوجہ عالم الارواح والسور

فا، عالمِ تحقیق سے ہے پس یاد کر اور اس کے راز کی طرف دیکھ اندازے پر آئے گا۔
اُس کے لئے وجود میں یاء کے ساتھ امتزاج ہے تو حق سے اور بشر سے امتزاج کو کیسے رد کیا جا سکتا ہے۔
پس اگر یا کا وصال منقطع ہو جائے تو اُس کیلئے عالمِ ارواح و صورت ظہور قربت ہو جائے گا۔

عالم و مخرج اللہ تبارک و تعالیٰ قلب الٰہی سے امداد فرمائے جاننا چاہیئے فاء عالمِ شہادت و جبروت اور غیب و لطف سے ہے اِس کا مخرج اندر سے نیچے کے ہونٹ اور سامنے کے دانتوں کے اُوپر کے گوشے سے ہے۔

عدد و بسائط اِس کے عدد اٹھاسی، بسائط الف، ہمزہ، لام، فا، یا، میم اور زای ہے۔

مزاج و عنصر اِس کے لئے فلک پہلا، دورہ وہی جو پہلے بیان ہُوا طریق انتہائی اور مرتبہ ساتواں ہے، اِس کا تسلط اور غلبہ جمادات میں ہے سر کا مزاج گرم مرطوب اور باقی جسم کی طبع گرم، سرد اور مرطوب ہے، اِس کا عنصرِ اعظم پانی اور چھوٹا عنصر ہَوا ہے، جو اِس کی طبع کی صُورت میں ہے وہی اِس سے پایا جاتا ہے

حرکت و حرُوف اِس کے لئے حرکت ممتزجہ اور اہلِ اسرار کے نزدیک حقائق مقامات اور منازلات پائے جاتے ہیں۔

اس کے نے ذات ہے اور حروف میں سے اس کے لئے الف اور ہمزہ

ہیں جب کہ اسماء میں سے وہی ہیں جو پہلے بیان ہوئے۔

جو باء بواحدہ میں ہے۔

الباء للعارف الشبلیّ معتبر	وفی نقیطتها للقلب مدّکر
سرّ العبودیة العلیاء مازجها	لذاك ناب مناب الحق فاعتبروا
ألیس یحذف من بسم حقیقته	لانه بدل منه فذاوزر

باء عارف شبلی کے لئے معتبر ہے اور اُس کے نقطے میں دل کے لئے نصیحت ہے

سِر مزاج اعلیٰ عبودیت کا راز ہے یہ حق کی قائم مقام ہے بس نصیحت پکڑو۔

کیا بسم کی حقیقت سے ۔۔۔ حذف نہیں اس لئے کہ وہ دلالت کرتا ہے

عالم و طریق سے دل استعالی جاننا چاہیئے کہ باء عالم ملک و شہادت اور قہر سے ہے اس کا مخرج ہونٹوں سے ہے، مدد اور بسائط الف، ہمزہ، رام، نون، ہا، میم اور ثنای ہیں اس کا فلک اوّل حرکت مذکور عین صفا، خلاصہ اور خاص الخاص میں امتیاز کرتا ہے اس کے لئے طریق کی ابتداء وانتہاء ہے۔

مرتبہ و عنصر اِس کا مرتبہ ساتواں اور تسلط جمادات میں ہے اِس کی طبع میں گرمی اور خشکی ہے اِس کا عنصر آگ ہے اور اِس سے وہ پایا جاتا ہے جو اِس کی طبع کی صورت میں ہے۔

حرکت و حروف اِس کی حرکت امتزاجیہ ہے اور اِس کے لئے حقائق مقامات، منازلات خالص کامل مربع مؤنس ہیں، اِس کے لئے ذات ہے اور حرفوں میں سے الف اور ہمزہ ہیں جب کہ اسماء سے وہی ہیں جو پہلے ذکر کئے گئے

حرف میم میں کیا ہے؟

المیم کالنون ان حققت سرّ هما — فی غایة الکون عینا والبدایات
والنون للحق والمیم الکریمة لی — بدء لبـــدء وغایات لغایات
فبرزخ النون روح فی معارفه — وبرزخ المیم رب فی البریات

میم نون کی طرح ہے کائنات کی ابتداء و انتہا کی عین میں دونوں کا راز محقق ہے
اور نون حق کیلئے ہے اور میم کریمہ میرے لئے ابتداء ابتدا کے لئے اور انتہا انتہا کیلئے ہے،
نون کا برزخ اُسکے معارف میں روح اور میم کا برزخ محاسن میں رب ہے۔

عالم و بسائط اللہ تعالیٰ مومن سے مدد فرمائے جاننا چاہیئے کہ میم عالم ملک و شہادت اور قہر سے ہے اس کا مخرج وہی ہے جو باء کا ہے اس کے عدد چوالیس (۴۴)، بسائط باء، الف اور ہمزہ ہیں اس کا فلک پہلا اور حرکت مذکورہ

مرتبہ تسلّط یہ خاص اور خلاصہ اور صفاء خلاصہ میں تمیز کرتا ہے اس کے لئے انتہائی طریق اور تیسرا مرتبہ ہے اس کے غلبے کا ظہور انسان میں ہے اس کی طبع سرد خشک اور اس کا عنصر مٹی ہے اس سے وہی پایا جاتا ہے جو اس کے مزاج کی صورت ہے اس کے لئے اعراف سے خالص، کامل مقدس، مفرد مؤنس اور حروف سے یاء پایا جاتا ہے اور ناموں سے وہی جس کا پہلے ذکر ہوا۔

جو واؤ میں ہے

واو ایاك أقــدس — من وجودی وأنفس
فهـو روح مکمل — وهو سر مسـدس
حیث مالاح عینـه — قیـل بیت مقدس
بیتـه السدرة العلـیة فینا المؤسـس

وذمہ ہے وجود و نفس سے غرض کے لئے پاک و مقدس ہے

پس وہ روح مکمل اور مہر مقدس ہے،

بحیثیت اُس کی ذات کی لوح کے بعض نے کہا مقدس گھر ہے،
اُس کا گھر بلند پیری ہم میں مونس ہے۔

عالم دو مرتبہ واؤ عالم ملک و شہادت اور قہر سے ہے اِس کا مخرج ہونٹوں سے ہے اِس کے عدد ساتھ بسائط الف، ہمزہ، لام اور فاء ہیں اِس کا فلک اول نسمانہ حرکت مذکورہ، خاص الخاص اور خلاصہ میں تمیز کرتا ہے، مرتبہ چوتھا اور تسلط جنات میں ہے، اِس کا مزاج گرم مرطوب اور عنصر ہوا ہے! اِس کی طبع کے مطابق اِس سے پایا جاتا ہے۔

حرکت اِس کی حرکت امتزاجیہ ہے اِس کے لئے اعراق خالص، ناقص، مقدس، مفرد اور موحش ہے، اِس کے لئے حرف الف ہے اور اسماء سے وہی ہے جو پہلے بیان ہوا،

مزید اسرار و رموز

تو یہ حروف معجم تیرے لئے اُس ذکر کے ساتھ مکمل ہونگے جو اہل کشف و خلوات کے لئے ہمارے پاس اشارات و تنبیہات اور اسرار موجودات پر اطلاع پانے سے ہے،

پس جب ہم نے ارادہ کر لیا ہے کہ اِس عبارت کے باب سے جو اخذ کیا گیا ہے اُسے تجھ پر آسان کر دیں تو جان لے کہ اس کا افلاک بسائط سے اشتراک ہے، اِس کے لئے مددگار اسماء کے حقائق کا علم ہے پس الف میں پہلے اِس کا بیان آچکا

ہے اور اسی طرح ہمزہ اس میں داخل ہے"

الف، واؤ، یا حروفِ علت ہیں تو یہ دونوں بھی اس وجہ سے حروف کے حکم سے خارج ہیں، پس جیم، زای، لام، میم اور نون اس کے مختلف بسائط ہیں، اور دال ذال اس کی مثل ہیں، صاد، ضاد اس کی مثل ہیں.

عین، غین، سین، شین اس کی مثل ہیں، واؤ، کاف، قاف اس کی مثل ہیں جب کہ با، ہا، حا، طا، یا، فا، لا، تا، ثا، خا، اور ظا متماثل بسائط ہیں اور بسائط کی ہر مثل اسمار کی مثل ہے"

پس جاننا چاہیئے کہ ہم نے لام۔ الف کے تذکرے کے پیچھے آنے والے حروف میں اس کا ذکر کیا تھا، اور وہ نظیر الجوز ہے پس اُس کا ذکر حروف سے مفرد تحریر میں کیا ہے تو بے شک یہ زائد حرف الف، لام اور ہمزہ، لام سے مرکب ہے

لام الف اور الف لام کا بیان

الف اللام ولام الالف — نهر طالوت فلا تعترف

واشرب النهر الی آخره — وعن النهمة لا تنحرف

ولتقم مادمت ریانا فان — ظمئت نفسك قم فانصرف

واعلم ان الله قد ارسله — نهر بلوى لفؤاد المشرف

فاصطبر بالله واحذره فقد — یخذل العبد اذا لم یقف

الف لام اور لام الف طالوت کی نہر ہے پس نہیں پہچانتے.

اور تو اُس نہر کے آخر تک پی اور زیادہ پینے سے انحراف نہ کر.

اور اس کے لئے ہمیشہ مشکل میں پڑنا ہے تو اگر تیرا نفس پیاسا ہے تو اُٹھ کر واپس چلا جا.

اور جان لے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے اُس کو بھیجا نہر بلوی دلوں کو منحرف کرتی ہے"

پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ صبر کر اور اُس سے ڈر تو بیشک اُس سے ناآشنا بندہ ذلیل ہوتا ہے،

لام الف لا کی معرفت

تعانق الالف العلام واللام | مثل الحبیبین فالاعوام احلام
والتفت الساق بالساق التی عظمت | فجاءنی منهما فی الالف اعلام
ان الفؤاد اذا معناه عانقه | بدائه فیه ایجاد واعدام

الف علام اور لام دو حبیبوں کی طرح ملی ہوئی ہیں پس عام برزبار ہے
اور ساق بڑی ساق کے ساتھ ملتفت ہے پس دونوں سے میرے پاس نشانیاں آئیں بے شک
بیشک دِل جب اُس کا معنیٰ معانقہ ہو اُس میں ایجاد و اعدام کی ابتدار ہوتی ہے۔

جاننا چاہیئے کہ بے شک الف اور لام دو ساتھی ہیں اور دونوں میں سے ہر ساتھی عشق و اشتیاق سے ایک دوسرے پر مائل ہے اور سوائے حرکتِ عشقیہ کے میلان نہیں ہوتا، پس لام کی حرکت ذاتی اور الف کی حرکت عرضی ہے یعنی اپنی ذات پر قائم نہیں۔

چونکہ اوراتِ حرکت کے لئے اِس میلان میں الف پر لام کا غلبہ ہے چنانچہ مائل ہونے کی حیثیت سے لام الف سے زیادہ طاقت ور ہے اِس لئے کہ اِس میں عشق کی زیادتی ہمت کا وجود کامل اور فعل مکمل ہے، اِس کے مقابلہ میں الف کا عشق کم ہے لہٰذا لام کی طرف اِس کی ہمت کا تعلق بھی کم ہے اور اِس کا بوجھ اُٹھانے کی اس میں استطاعت نہیں۔

لام کا عشق

محققین کے نزدیک فعل بالعزوست ہے جو کہ صوفی کا حصہ ہے، صوفی

کے سوا دُوسرا اس سے تجاوز کرنے کی طاقت نہیں رکھتا، تو اگر یہی امر محققین کی طرف منتقل ہو جائے تو محقق کی معرفت اس کے اُوپر ہو گی، لام کی طرف الف کا میلان فعل کی جہت سے اُس کی ہمت کے ساتھ نہیں بلکہ لام کی طرف اُس کا نزولِ الطاف لام کے عشق کے تمکن کے لئے ہے"

چونکہ لام کی ساق الف مستقیمہ کے ساتھ فوت ہونے کے ڈر سے جھکی ہوئی ہے اس لئے اِس کی طرف کا نزول آسمان دُنیا کی طرف حق تعالیٰ کے نزول کی طرح ہے جو رات کے آخری تیسرے پہر والوں کے لئے ہوتا ہے"

لام معلوم کا میلان صوفی اور محقق دونوں کے نزدیک خاص باعث کی جہت کے علاوہ معلول مضطر ہے۔

لہٰذا اِس میں ہمارا اختلاف نہیں، پس صوفی لام کے میلان کو واجدین و متواجدین کا جھکاؤ قرار دیتا ہے کیونکہ اُن کے نزدیک عشق و تعشق اور اس کے حال کے مقام کے ساتھ اِس کی تحقیق ہے، جب کہ الف کا لام کی طرف میلان تو اصل و اتحاد کا میلان ہے اِس لئے کہ لا کی شکل میں اِس کی ایسی ہی شباہت موجود ہے پس تقریرِ لا سے قبل الف یا لام دونوں میں سے کس کو مقرر کیا جائے اِس کے لئے اہل زبان میں اختلاف ہے کہ حرکتِ لام اور اُس ہمزہ کو کہاں مقرر کریں جو الف پہ ہے۔

پہلے کون لام یا الف

ایک طبقہ رعائتِ لفظی سے لام کو پہلے اور الف کو بعد قرار دیتا ہے اور ایک گروہ رعایتِ تحریر کو سامنے رکھتا ہے تو کون تسلیم کیا جائے؟ پس خط کی ابتداء سے لیا جائے تو وُہ لام ہے اور دُوسرا الف ہے اور یہ سب کچھ اُسے عشق کی

حالت اور عشق میں سبحانہٗ نے عطا کیا ہے۔ طلب معشوق میں توجہ کو اور صدقِ توجہ میں وصال کو معشوق سے عاشق کی طرف وارث کیا جائے گا۔

ہم دونوں سے آگے ہیں

محقق کا قول ہے کہ میلان کا باعث دونوں کی اپنی حقیقت کے مطابق معرفت ہے مگر ہم نے تحقیق کے جس بلند درجہ میں اس کے معنوں کو ترقی دی ہے اُس کا درجہ اِس کے اُوپر ہے اور ہم دونوں کے قول سے متفق نہیں اور ہمارے لئے اِس مسئلہ میں تفصیل ہے، تو اِن دونوں حضرات کے اجتماع میں کون ساحد ہو گا؟

پس بے شک جملہ حضرات سے عشق حضرتِ جزئیہ ہے تو صُوفی کا قول اور اِس حضرت سے معرفت بھی حق ہے اِسی طرح محقق کا قول بھی حق ہے لیکن دونوں ہی عینِ واحد کے ساتھ ناظر اور اِس مسئلہ میں تحقیق سے قاصر ہیں۔

ہم کہتے ہیں! اس میں پہلا حضرت حضرتِ ایجاد جمع ہے اور یہ لا الٰہ الا لا الٰہ ہے تو یہ خالق و مخلوق کا حضرت ہے، اور اِس کلمۂ لا میں دو بار نفی اور دو بار اثبات ظاہر ہوتا ہے، پس لا لا ہے اور الاہ للاہ نہیں چنانچہ ایجاد کی طرف اِس حضرت میں جو وجودِ مطلق کا میلان ہے وُہ الف ہے، اور جو ایجاد کے وقت ایجاد کی طرف موجودِ مقید کا میلان ہے وُہ لام ہے ایسے ہی اس کی منزلت میں دونوں سے معلقاً ہر حقیقت صُورت پر نکلتی ہے۔

پس غور کریں اور اگر آپ غور کریں تو ضروری ہے کہ خلوت میں اللہ رحمٰن کے ساتھ ہمت کا تعلق قائم کریں یہاں تک کہ جان جائیں کہ جب اُس کے وجود کے تعین کے بعد قید ہو گی اور اُس کی عین کے لئے اُس کی عین کا ظہور ہو گا

تو بیشک !

للحق حق وللانسان انسان	عند الوجود وللقرآن قرآن
وللعیان عیان فی الشہود کما	عند المناجاۃ للآذان آذان
فانظر الینا بعین الجمع تحظ بنا	فی الفرق فالزمہ فالقرآن فرقان

عند الوجود حق کے لئے حق انسان کے لئے انسان اور قرآن کیلئے قرآن ہے، اور شہود میں عیان کے لئے عیان ہے جیسا کہ مناجات میں اذان کے لئے اذان ہے۔

پس ہماری طرف دیکھو کر ہمارے ساتھ فرق میں اُس کے لئے عین الجمع کا حصہ ضروری ہے پس قرآن فرقان ہے۔

بحرِ قرآن میں غوطہ لگائیں

پس لازماً حضرت الٰہیہ سے اس کے مقابل کھڑا ہونے کی صفت سے اُس کی مثل ہوگا یا اُس کی ضد ہوگا، اور بے شک میں کہتا ہوں ضد ہے اور اُس مثل پر بس نہیں جو حق صدق قلب صوفی کی اصلاح میں راغب ہے اور تحقیق کے پہلے درجے میں حاصل ہے۔ پس محقق اور صوفی دونوں کا یہ مشرب ہے اور دونوں ہی اس کے اُوپر نہیں جاتے اور نہ ہی اس کی طرف ہمارا خواب ہے یہاں تک کہ اللہ تبارک وتعالیٰ دونوں کے ہاتھوں کے ساتھ پکڑے اور دونوں ہی اُس کی گواہی دیں جو گواہی ہم نے دی ہے، اس کا کچھ حصہ انشاءاللہ العزیز اس باب کی تیسری فصل میں بیان ہوگا۔

اگر تو وسیع نفس رکھتا ہے تو قرآن عزیز کے سمندر میں غوطہ زنی کر اور اگر تو نے اس کے ظاہر کے لئے مفسرین کی کتابوں کے مطالعہ پر ہی اکتفاء کر لیا اور

غوطہ نہ لگایا تو ہلاک ہو جائے گا۔ پس یقیناً قرآن مجید کا سمندر عمیق ہے اگر ساحل کے قریبی مقامات کو مقصد بنا کر اِس سمندر میں غوطہ زنی نہیں کی جائے گی تو تمہارے لئے کبھی کچھ نہیں نکلے گا۔

پس انبیائے کرام اور وراثتِ حفظ وہ لوگ ہیں جو عالم کے ساتھ اِن مقاماتِ رحمت کا قصد رکھتے ہیں ہاں وُہ لوگ واقف ہیں اور پہنچکر خاموش ہو جاتے ہیں اور واپس نہیں لوٹتے نہ اِن کے ساتھ کوئی نفع ہے اور نہ ہی وُہ کوئی نفع حاصل کرتے ہیں پس قصد کرتے ہیں بلکہ سمندر کے بڑے حصے میں اُترنے کا قصد اُن کے ساتھ ہے تو وُہ ابد تک غوطہ زن رہتے ہیں اور کبھی نہیں نکلتے۔

ہمیشہ ہمیشہ کے لئے

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے بندوں پر رحم فرمائے سہل بن تستری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شیخ نے جب اُنہیں ابد تک کہا تو سہلؒ نے عرض کی کیا قلب سجدہ کرتا ہے؟ شیخ نے فرمایا ابد تک بلکہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے رسُول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر رحمت فرمائے جب آپؐ سے ہمارے عام حج میں دخولِ عُمرہ کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا یہ ابد کے لئے ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا ابد الابد یعنی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہے، تو دارِ خُلد میں یہی وُہ روحانیت باقیہ ہے جسے اہلِ جنت ہر مقدرہ سال میں حاصل کرتے ہیں تو کہتے ہیں یہ کیا ہے پس وُہ عُمرۂ حج میں رُوح و نعیم اور تریہہ شریف کے وُرود کو قبول کرتے ہیں اِس کے ساتھ اسرار وجوہ درخشاں ہو جاتے ہیں اور اِس کے ساتھ حُسن و جمال زیادہ ہو جاتا ہے،

دو یاقوت تلاش کریں

اللہ تبارک و تعالیٰ تجھے توفیق عطا فرمائے جب تو اِس بحر میں غوطہ لگائے

تو اُس صدف کی تلاش و جستجو کر جس میں الف اور لام دو یاقوت ہیں اور ان کا صدف یہی کلمہ ہے یا وہ آیت ہے جو اِن دونوں کو اُٹھاتی ہے۔

اگرچہ اِس مقام سے دونوں کی نسبت اپنے طبقات پر کلمہ فعلیہ ہے اور خواہ اِس مقام سے دونوں کی نسبت اپنے طبقات پر کلمہ اسمائیہ ہے اور خواہ اُس سے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشارے کے مطابق اِس کی نسبت کلمہ ذاتیہ ہے

اور اگر حرف میں اَعُوذُ تیری ناراضگی سے تیری رضا کے ساتھ نہ ہو میلان الف تیری ناراضگی سے تیری رضا کے ساتھ ہو گا، لام کا میلان کلمہ اسمائیہ اور تیرے عفو کے ساتھ ہے جب کہ الف کا میلان تیری عقوبت کے ساتھ ہے۔ میلانِ لام کلمہ فعلیہ اور تیرے ساتھ ہے جب الف کا میلان تجھ سے ہے میلانِ لام کلمہ ذاتیہ ہوگا۔

ہر لام الف لا برابر نہیں

پس اُسے دیکھ جو نبوت کا عجیب تر راز ہے اور جو اُس کا اعلیٰ و ادنیٰ اور ابتداء وانتہا ہے۔ پس لام الف حرف پر اِس کے حضرت میں نظر کئے بغیر جو گفتگو ہوئی وہ اس میں ہے اور کامل کے ساتھ نہیں افسوس کہ لام الف لَا خَوْفٌ عَلَيْهِم اور لام الف وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ کبھی برابر نہیں ہونگے جیسا کہ وہ لام الف جو نفی کے لئے ہے اور وہ لام الف جو ایجاب کے لئے ہے برابر نہیں ہیں۔

جیسا کہ نفی کا لام الف، نفی و برییت کا لام الف اور نہی کا لام الف برابر نہیں ہیں پس نفی کے ساتھ رفع یعنی پیش کی حرکت ہے اور برییت کے ساتھ نصب یعنی زبر کی حرکت ہے جب کہ نہی کے ساتھ جزم ہے۔

نیز لام الف کے متعلق یہ ہے کہ لام تعریف اور الف کلمے کی اصل سے ہے جیسا کہ اُس کا قول ہے الاعراف، الادبار، الابصار اور الاقلام۔

جیسا کہ لام توکید اور الف اصلیہ ہونے کی صورت میں ارشاد خداوندی لادفعوا اولا انتم ۔ کی طرح برابر نہیں۔

ابھی اسرار باقی ہیں

پس ہم نے تیرے لئے اُس کا بیان متحقق کرتے ہوئے تیرے الف کو بلندی سے قائم کیا اور تیرے لام کے عقدہ کو حل کیا اور الف کے ساتھ لام کے عقد میں ایسا راز ہے جو ظاہر نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی لام الف کے مقامات میں بسط عبارت پر قدرت ہے جیسا کہ قرآن مجید میں وارد ہوا سوائے اِس کے کہ اگر سامع مجھ سے اُسے ایسے شخص سے سُنا جس پر نازل ہُوا اگر اُس سے عبارت ہو اور باوجود اِس کے کہ اس کتاب میں اختصار کی ضرورت ہے اور بیشک یہ باب طویل ہو گیا ہے کثرت مراتب اور کثرت حروف کے لئے اِس میں طریقِ اجمال پر وسیع کلام ہے ، اور اِس باب میں حروف کے درمیان مناسبت کی معرفت بیان نہیں کی گئی یہاں تک کہ بعض سے بعض کا اتصال درست ہے ، اور نہ ہی ہم نے سوائے لام الف کی خاص جہت کے علاوہ دو حرفوں کے ساتھ اجتماع کا ذکر کیا ہے ۔ اور یہ باب عدد اتصالات پر تین ہزار اور پانچ سو اور چالیس مسائل کو متضمن ہے اِس درجہ کے ساتھ کہ ہر اتصال کے ساتھ اُس کا مخصوص علم ہے ، اور اِن مسائل سے ہر مسئلہ کے تحت بے شمار تصریحات ہیں ،

پس یقیناً ہر حرف تمام حروف کا اپنے رفع نصب اور خفض و سکون اور تینوں حروفِ علت کی جہت سے ساتھی ہے تو جو شخص اِس موضوع سے تشفی حاصل کرنا چاہتا ہے وہ اُس تفسیر قرآن کا مطالعہ کرے جس کا نام ہم نے "الجمع والتفصیل" رکھا ہے اور انشاءاللہ العزیز اِن حروف کے بارے میں کتاب المبادی والغایات میں بھی بیان آئے گا جو ہمارے سامنے ہے پس لام الف کے متعلق اِس اشارے پر ہی

التفنا کریں گے والحمد للہ المفضل"

الف لام اَل کی معرفت

ألف اللام لعرفان الذوات	ولاحياء العظام النخرات
تنظم الشمل اذا ما ظهرت	بمحياها وما تبقى شتات
وتفنى بالعهد صدقا وولها	حال تعظيم وجود الحضرات

الف لام ذاتوں کے عرفان کے لئے اور بوسیدہ ہڈیوں کے احیاء کے لئے ہے۔

شمل کو منظم کرتا ہے جب ظاہر نہ ہو، اُس کی زندگی کے ساتھ اور جو سرد موسم باقی ہے۔

اور سچے وعدے کے ساتھ فوت ہوتا ہے اور اس کیلئے تعظیم وجود حضرات حائل ہے"

جاننا چاہیئے کہ لام الف اپنے حل شکل مخالف ابراز اسرار اور اسم و تحریر سے اپنی حنا کے بعد جنس و عہد اور تعریف و تعظیم کے حضرت میں ظاہر ہوتا ہے اور یہ اس لئے ہے کہ الف حق کا حصہ ہے اور لام انسان کا حصہ ہے الف اور لام جنس کے لئے آواز دیتے ہیں پس جب الف اور لام کا ذکر ہو تمام کون اور اس کے مکون کا ذکر ہو جائے گا تو بے شک حق سے خلقت کے ساتھ نفیت"، اور الف اور لام کا ذکر کیا جاتا ہے۔

حق و خلق و ملکوت

الف اور لام حق و خلق ہے اور یہ وُہ جنس ہے جو ہمارے نزدیک ہے"،
پس لام کا قائمہ حق تعالیٰ کے لئے ہے اور اس کے قائمہ سے الف اخذ کرنے کے بعد جو لام کا نصفِ دائرہ باقی محسوس ہوتا ہے وُہ نون کی شکل خلقت کے لئے ہے اور نصفِ دائرہ روحانی جو کہ غائب ہے وُہ ملکوت کے لئے ہے اور دائرہ کے

قُطر کے میدان میں جو الف ہے وُہ امر کے لئے ہے اور وُہ کُن ہے اور یہ تمام قسمیں اور فصلیں جنسِ اعم کے لئے ہیں، اور جو اُس جنس کے اُوپر ہے وُہ حقیقت الحقائق ہے جو قدیم میں قدیمہ اور محدث میں مُحدثہ ہے قدیم اور مُحدث کی ذات میں نہیں،

اور یہ نظر کے ساتھ اُس کی طرف نہ وُجود ہے نہ عدم اور جب موجود نہیں تو نہ قِدم کے ساتھ مُتصف ہو گی اور نہ حدوث کے ساتھ جیسا کہ اِس کتاب کے چھٹے باب میں اِس کا ذِکر آئے گا۔

اور اِس کا جو کچھ چاہنا ہے وُہ اِس کا حدوث اور قدم کو قبول کرنا نہیں بلکہ صُورتوں کو قبول کرنا ہے تو یقیناً اِس میں تشبیہ موجود ہے اور ہر موجود جو کہ مُحدث یعنی پیدا کیا گیا ہے وُہ مخلوق ہے مگر مُحدِث یعنی پیدا کرنے والا اِسم فاعل ہے اور وُہ خالق ہے اور جب وُہ قدم و حدوث دونوں کو قبول کرتی ہے تو یہ حق تعالیٰ کی اپنے بندوں کے لئے وُہ تجلی ہے جو وُہ اپنی صفات سے جیسی چاہتا ہے ڈال دیتا ہے، اِسی وجہ سے قیامت کے دن ایک گروہ اِس کا انکار کرے گا کیونکہ وہاں پر حق تعالیٰ اُن کی پہچانی ہُوئی صُورت کے علاوہ دُوسری صُورت اور صفت میں تجلّی فرمائے گا، اِس مضمُون کا کچھ حصّہ اِس کتاب کے پہلے باب میں بیان ہو چکا ہے۔

چُونکہ عارفوں کے لئے اُن کے قلوب و ذوات پر دارِ آخرت میں عمُومی تجلی ہو گی تو وجُوہات شُبہ سے یہ وجہ ہے، ہمارے نزدیک علی التحقیق اِس کے ساتھ اِخفا نہیں بے شک اس کے حقائق دونوں جہانوں میں دونوں صِنفوں کے لئے متجلّی ہیں البتہ عقل یا فہم اللہ تعالیٰ سے دُنیا میں قلوب و ابصار کے ساتھ مرئی ہے باوجود اِس کے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے عجزِ ادراک سے خبر دار ہے پس فرمایا ابصار کے لئے اُس کا ادراک نہیں اور وُہ ادراک کرنے والا اور لطیف و خبیر ہے۔

وُہ لطیف اپنی تجلی کے ساتھ ہے جسے اپنے بندوں پر اُن کی طاقت کے

مطابق ڈالتا ہے اور خبیر اپنے بندوں کی کمزوری سے ہے جو اُن میں اُس کی الوہیت کی عطا کردہ تجلی اقدس کو اُٹھانے سے ہے جب کہ مُحدَث کو جمالِ قدیم کے اُٹھانے کی طاقت نہیں جیسا کہ نہروں کو سمندروں کے اُٹھانے کی طاقت نہیں،

تو بیشک سمندروں کے اعیان فنا ہو جاتے ہیں خواہ اُس پر نہر وارد ہو یا وُہ نہر پر وارد ہو ایک ہی بات ہے یعنی سمندر کے لئے شہادت امتیازکا اثر باقی نہیں رہے گا تو جو ہم نے بیان کیا ہے اِس کی معرفت حاصل کر اور محدثات سے اِس کی جو تشبیہ محقق واعلیٰ ہے وُہ گرد و غبار ہے جس میں عالم کی صورتوں کو پیدا کیا گیا پھر اُس سے اُس کی تشبیہ کا نور اُتارا گیا تو یقیناً نور گرد و غبار کی صورت میں ہے جیسا کہ یہ گرد و غبار اُس کی صورتوں میں ہے اور نور سے ہوا کے ساتھ اُس کی تشبیہ اُتاری اور اُس سے پانی کو اُتارا اور اُس سے معدنیات کو اُتارا اور معدنیات سے لکڑی اور اُس کی امثال کو اُتارا منتہی تک چیز کی طرف نہیں قبول کرتا سوائے صورت واحدہ کے جو اُس نے پائی،

پس اِس پر غور کر انشاءاللہ اِس کتاب میں اِس کا باب آئے گا

الف اور لام کی حقیقت

تو یہ حقیقتِ تالٰہیہ حقائقِ تالٰہیات کو شامل ہے اور یہ وہ جنس عمومی ہے جو بذاتہٖ الف اور لام کو حمل کرنے کی حقدار ہے اور ایسے ہی دونوں کا عہد اُس علم پر جو اِس میں واقع ہے دو موجودوں کے درمیان دونوں حقیقتوں کے ساتھ جاری ہے"

اِن دونوں موجودوں پر ایک امر داخل ہے دونوں کے درمیان جہت سے ہر ایک تیسرے امر کی طرف ناظر ہے دونوں کے پُودا

کرنے کے لئے یہ تیسرا امر ہے جسے دونوں جانتے ہیں، اور دونوں کی حقیقت پر الف عہد اخذ کرنے کے لئے ہے اور لام اُس پر جو چیز وُہ اخذ کرے ۔"

اور ایسے ہی دونوں کی تعریف و تخصیص ہے، اور بے شک اِس کے ساتھ مُخبر کی خواہش کے وقت حصُولِ علم کے لئے تعیّن پر کسی چیز کی جنس سے تخصیص کرتے ہیں جس کا مُخبر کو علم ہوتا ہے، پس مُختص پر کون سی حالت ہے، اور مختص اور وُہ چیز جو دونوں کے حقائق کی صُورت میں دونوں کی حقیقتوں کے مُنقلب ہونے کے ظہور کا سبب ہے اور یہ وُہ ذاتی اِشتراک ہے۔

پس اگر یہ اشتراک صفت میں ہے اور مخاطب کے لئے دونوں سے عظمت امتیاز کا ارادہ کرتے ہیں تو دونوں اِس تعظیم کے لئے اِس وصف میں داخل ہونگے۔

پس الف اور لام دونوں ہر صورت اور ہر حقیقت میں آمنے سامنے کئے گئے ہیں، کیونکہ دونوں ہی جمیع حقائق کے لئے موجود اور جامع ہیں، پس کون سی چیز میدان میں آتی ہے کہ اُس کی حقیقت اُسس سے دونوں کے نزدیک ظاہر ہوتی ہے جو اُس کے ساتھ مقابل ہے۔

پس دونوں ہی اپنی ذات سے چیز پر دلالت کرتے ہیں، اور دونوں ہی اُس چیز سے اکتساب نہیں کرتے جو اس پر داخل ہے اور اِس کی مثل اہلک الناس الدینار والدرہم[1] ہے۔

---

[1] لوگوں کی ہلاکت دینار و درہم ہیں۔

میں سنے رات کو ایک شخص دیکھا اور میں مرتبۂ احدیت پر عورتوں
کے سوا مردوں سے محبت کرتا ہوں۔ باب کی طوالت کے پیشِ نظر اسی
پر اکتفاء کیا جاتا ہے، الحمد للہ چھٹی جُز تمام ہوئی۔"

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تفسیر الفاظ

بعض اسباب یعنی اُن الفاظ کی تفسیر کے بیان میں جن کا ذکر حروف میں بسائط و مراتب، تقدیس و افراد ترکیب و اُنس اور وحشت وغیرہ کے نام سے کیا ہے۔

تو جان لے کہ یہ حروف اول ہیں اِس لئے عالم مکلّف انسانی کی مثل اُس کے لئے خطاب میں مشارکت ہے، تکلف میں نہیں سوائے اس کے کہ وُہ عالم سے جمیع حقائق کو قبول کرے جیسا کہ انسان اور تمام عالم اس کی طرح نہیں۔

الفاظ کا قطب

پس اُن میں قُطب ہیں جس طرح ہم سے اور وُہ الف ہے اور ہم سے قُطب کا مقام حیاتِ قیومیہ ہے اور یہ اُس کے ساتھ خاص مقام ہے تو بیشک اُس کی ہمت جمیع عالم میں سیر کرتی ہے۔

ایسے ہی الف ہر وجہ سے اپنی روحانیت کے اعتبار سے اُس کا ادراک کرتا ہے جب کہ ہم اپنے غیر کا ادراک نہیں کر سکتے اور وہ اپنی ذات کے انتہائی مخارج میں جو نفس کو دُوسرے نفوس کی طرف اُٹھاتے ہیں سریانِ کی حیثیت سے ہے، اور خارجی خواہش میں اِمتداد ہے یعنی عرصۂ دراز ہے۔ اور تو ساکت ہے اور اُس کا نام صدی ہے تو یہ

قیومیت الف ہے۔

لا، بیشک وہ واقف ہے اپنے رقم ہونے کی حیثیت سے، تو بیشک تمام حروف اُس کی طرف ینحل ہیں اور اُس سے مرکب ہیں، اور وہ اِس کی طرف لا ینحل ہے جیسا کہ وہ اپنی روحانیت کی طرف ینحل بھی ہے اور یہ نقطہ تقدیر ہے یا اگر واحد ہے ینحل نہیں تو بے شک ہم نے تجھے پہچانا جو اُس کے لئے ظاہر ہے، الف قطب ہے اور یہاں اِس کا عمل ہے جس میں ہم نے تیرے لئے ذکر کیا بعد ازیں اگر تو چاہے تو اس کی حقیقت جان لے۔

دو امام

واؤ اور یاء دونوں حروف علت دو امام ہیں مد اور لین[1] سے دونوں درست نہیں۔

اوتاد چار ہیں

الف، واؤ، یا، اور نون چاروں اوتاد ہیں جو کہ علامات اعراب ہیں۔

ابدال سات ہیں

ابدال سات ہیں، الف، واؤ، یا نون اور تاء اور اُس کے کاف

---

[1] واؤ، الف اور یاء جب ساکن ہوں اور اِنکے پہلے حرف پر زبر ہو تو انہیں لین کہتے ہیں، مترجم۔

اور ہا، کا ضمیر، پس الف، الف دو شخص، واؤ، واؤ دو عمرون، یا، یاء دو عُمرین اور نون نون کام کرتے ہیں اور مرتبۂ ابدال میں ہمارے اور اُن کے درمیان نسبت کا راز ہیں جیساکہ قطب میں ظاہر ہے، بیشک جب قمت سے تا، غایب ہو گی اُس کا بدل ترک ہو جائے گا۔

کلام کرنے والے نے کہا زید کھڑا ہے تو یہ اُس کی ذات سے نیابت ہے جو اُن حرفوں کے قائم مقام ہے، اُس کے خبر دینے والے سے اُس شخص کا یہی نام ہے، اور اگر ضمیر کے قائم مقام اسم الف سے مرکب ہو گا اِن حروف کی نیابت حروفِ ضمائر کی قوت و تمکین اور اُس کے فلک کی وُسعت کے لئے ہے۔

پس اگر آدمی کا نام اُسے دار میت رکھا تو یہ اس سے بلند ہے پس یہ نسبت ہے تو بیشک تا، یا کاف یا ہا کی نیابت اِن حروف کے جملہ کی نیابتِ دلالت اور اُس کے بدل کو چھوڑنے میں ہے یا اُس سے بدل آئے گا جیسے بھی تو چاہے۔

اور بیشک یہ اُس کے لئے درست ہے اور تو اسکے کَون کو جانتا ہے اور اُسے نہیں جانتا جو اِس سے بدل ہے یا وُہ بدل اُس سے ہے لہٰذا مقام ابدال و مدرک میں اُس کا اور اُس کے ساتھیوں کا یہی استحقاق ہے

یہ عِلم کہاں ہے؟ اور یہ کشف پر موقوف ہے پس اِس پر خلوت و ذکر اور ہمت کے ساتھ تحقیق و تفتیش کر، اور تجھے اگر اِن حرُوف کے مقامات میں تکرار کا وہم ہو تو بیشک یہ ایک چیز ہے اور اس کے لئے وجُوہ ہیں اور بیشک یہ اشخاص انسانی کی مثل ہے چنانچہ زید بن علی اپنے بھائی زید بن علی ثانی کی ذات ہیں، اور اگرچہ دونوں نبوت و انسانیت

اور ایک باپ کے بیٹے ہونے میں مُشترک ہیں ولیکن بدیہی طور پر ہم جانتے ہیں کہ ایک بھائی دُوسرے بھائی کی ذات نہیں اور بصارت دونوں کے درمیان فرق کرتی ہے۔"

ایسے ہی علم دونوں کے درمیان حروف میں فرق کرتا ہے، اہلِ کشف کے نزدیک کشف سے اور نازلین کے نزدیک مقام کی جہت سے اُسکے درجہ سے یہی اُس کے حروف سے بدل یعنی ابدال ہے،

جب کہ صاحبِ کشف عالم پر مقام کی جہت سے دُوسرے امر کے ساتھ زیادہ کرتا ہے اور صاحبِ علم اِس مقام مذکور کو نہیں جانتا، مثلاً میں کہتا ہوں جب بعینہٖ اسم سے اُس کے بدل کی تکرار ہو تو اُس شخص کے لئے بعینہٖ ایسا ہی کہا جائے گا میں بھی ایسا ہی کہوں گا تو بھی ایسا ہی کہے گا۔ پس تاء صاحبِ کشف کے نزدیک وُہی ہے جو میں نے پہلی تاء کے علاوہ میں کہا ہے وُہی دُوسری تاء میں کہا کیونکہ مخاطب کی ذات ہر نفس میں تجدید کرتی ہے بلکہ وُہ خلقِ جدید کے لباس میں ہیں، پس احدیت جو ہر کے ساتھ عالم میں یہ حق کی شان ہے، اور ایسے ہی وُہ حرکتِ روحانیہ ہے جس سے حق تعالیٰ نے بغیر حرکت کی پہلی تاء کو پیدا کیا اور اُس سے دُوسری تاء کو غام کے ساتھ پہنچایا پس اُس کے معنوں کا اختلاف بدیہی ہے،

اختلافِ صاحبِ علم

تو صاحبِ علم کے لئے علمِ معنیٰ کا اختلاف مقام غور ہے اور وہ حرف تاء میں غور نہیں کرے گا یا یہ کہ کون سا حرف ضمیر یا غیر ضمیر ہے، جیسا کہ اشاعرہ نے اعراض میں برابر کہا ہے۔"

پس لوگ حرکتِ خاص میں اِس پر اُن کے ساتھ مجمع و متفق اور اِس علم کی طرف غیر حرکت میں اُن سے الگ ہیں۔

پس وُہ اِس امر کا انکار کرتے ہیں اور اِس کے ساتھ نہیں کہتے اور اِس کے قائل کو ہوس اور انکار جس کی طرف سے منسوب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اُن کے ادراک محجوب اور عقول ضعیف ہیں اور معانی میں تصرف سے اُن کی نظر کا قصور اور مقام فساد ہے۔

پس اگر اُن کے لئے اُس کے معدن سے پہلے کشفِ حقیقی ہے تو عام حکم میں جمیع اعراض پر اِس حقیقت کو نہیں گھسیٹا جا سکتا۔

عرض کے ساتھ سوائے عرض کے اختصاص نہیں، اور اگر اجناس اعراض میں اختلاف ہوگا تو لازماً حقیقت جامعہ اور حقیقتِ فاصلہ سے ہوگا۔

اِسی طرح ہم نے یہ مسئلہ اُس کے حق میں بیان کیا ہے جو اِس میں وُہی کہتا ہے جو ہم کہتے ہیں اور جو اس کا انکار کرتا ہے تو محققین کے نزدیک لفظ و تحریر کی صُورِ محسوسہ مطلوب نہیں سوائے اسکے کہ وُہ رُوحانی ہو۔

پس نہ اُس کی جنس سے نکالنے کی قدرت ہے اور پردہ ہے۔

تو اِس کے ساتھ دیکھتا ہے کہ مُردہ سترِ رُوحانی معدُوم ہونے کی وجہ سے اُس سے روئی طلب نہیں کرتا اور اس میں وُجُودِ روح کے لئے زندہ طلب کرتا ہے تو تُو کہتا ہے کہ جو اُس کی دُوسری جنس سے طلب کرے؟

پس تُو جان لے کہ یقیناً روٹی پانی اور تمام ماکُولات و مشروبات اور ملابس و مجالس ہیں ارواحِ لطیفہ غریبہ ہیں اور یہی اُس کی زندگی اور اُس کے علم کا راز ہے، اور یہی اُس کے خالق کے مشاہدہ کی حضُوری ہیں اُس

کی قدر و منزلت اور اُس کے پروردگار کے لئے اُس کی تسبیح کا سر ہے "

اور یہ ارواح اِن صُوَرِ محسوسہ کے نزدیک امانت ہے اور اسے اِس ودیعت کی گئی رُوح کی طرف جسم میں لوٹایا جاتا ہے "

کیا تو اُن سے بعض کی طرف نہیں دیکھتا کہ اُس کی امانت کی طرف کیسے کیسے ملایا جاتا ہے تو جب اُس کی امانت اُس کی طرف لوٹے گی تو وہ سرِ حیات ہے، رہا اُس کا داخل ہونے کے طریق سے نکلنا تو اُس کا نام قے کرنا ہو گا اور اگر دُوسرے طریق سے نکلے گی تو اُس کا نام عُذر قبول کرنا اور دوستی کے ساتھ ہو گا "

پس اُسے پہلا نام سوائے اِس بعید کے نہیں دیا جائے گا کہ وہ روح کی طرف لوٹ جائے اور دُوسرے اِسم کے ساتھ باقی رہے اور وہ اُس سے صاحبِ خضروات اور اسبابِ استحالات کا وعدہ طلب کرے "

پس ایسے ہی جس طرف اللہ علیم حکیم چاہے ملبُوس اور عریاں اطوارِ وجُود میں گراری کی طرح بار بار چکر کاٹتی ہے، پس رُوح اُس کے عشق میں اِن محسوسات کے ساتھ معذور ہے تو بیشک اِس میں معائنہ کرنے والا اُس کا مطلوب ہے پس یہی اُس کی منزلِ محبوب میں ہے

أمرّ على الديار ديار سلمى   أقبل ذا الجدار وذا الجدارا
وما حب الديار شغفن قلبي   ولكن حب من سكن الديارا

دیار سے دیارِ سلمٰی کی طرف جانے کا حکم ہُوا اور دیواروں والے تک جا پہنچا،

میرے دِل میں دیار کی محبّت کا گذر نہیں لیکن دیار میں سکونت رکھنے والے سے محبت ہے،

اور ابو اسحٰق زوالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا!

یادار انّ غزالا فیك تیمنی — للہ درّك ماتحویہ یادار
لو کنت أشکوالیها حب ساکنها — اذن رأیت بناء الدار یبهار

اے دو غزالوں کے گھر تجھ میں میری برکت ہے اللہ تعالیٰ کے لئے تجھ میں خوبی ہے اور اے گھر جو اس پر محیط ہے۔

اگر اس سے اُسکے ساکن کی محبت کی شکایت کرتا گھر کی تعمیر کی آئینہ بندی دیکھتا۔

حروف کی شرح

پس اس پر غور کریں اللہ تبارک و تعالیٰ! ہمیں اور آپ کو کلمہ کے رازوں کا فہم عطا فرمائے اور ہمیں اور آپ کو پوشیدہ غیبی حکمتوں پر مطلع فرمائے۔

رہا ہمارا وہ قول جو ہم نے ہر حرف کے بعد بیان کیا ہے تو ہم چاہتے ہیں کہ وہ آپ کے لئے ظاہر کر دیں اور آپ اُسے جان لیں جو تم میں سے اُس چیز کو نہیں جانتے، تو اسے بہت کم لوگ جانتے ہیں اور جو طریق تسلیم کے درجات میں ہے اور جو سچائی کے ساتھ اُس کی قطعی بلندی اور گنتی ہے اسے نہیں جانتے۔

یہ دو حرموں کے مقام ہیں جیسا کہ اِن دونوں مقامات سے سعادت مند متصف ہے۔

ایمان کا نور نکل جاتا ہے

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابو موسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرمایا! اے ابو موسیٰ! جب تجھے کوئی شخص اس طریقہ والوں

کے کلام کے ساتھ ملے تو اُسے اپنے لئے دُعا کے واسطے کہہ کیونکہ اُس کی دُعا قبول ہوتی ہے، اور فرمایا! اگر کوئی شخص صوفیاء کرام کی مجلس میں بیٹھ کر اُن سے اُس چیز کے بارے میں اختلاف کرے جس کی اُنہوں نے تحقیق کی ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُس شخص کے دل سے نُورِ ایمان لے جاتا ہے۔

شرح۔ جو کچھ ہمارے بیان میں حرف اُس کے نام اور اُس کے سقوط میں جو کچھ عالم غیب سے ہے؟

پس تُو جان لے کہ عالم بعض تقسیموں پر ہے ہمارے نزدیک نظر کے ساتھ جو حقیقت کی طرف معلوم ہے دو قسموں پر ہے۔

وُہ قسم جس کا نام عالمِ غیب ہے

اور وُہ ہر چیز ہے جو حس سے پوشیدہ ہے اور عادت جاریہ نہیں کہ حس اُس کا ادراک کر سکے اور وُہ حرفوں میں سے یہ ہیں۔

سین، صاد، کاف، خاء معجمہ اور تاء اُوپر کے دو کے ساتھ اور فاء شین، ہاء، ثاء شین کے ساتھ اور حاء تو یہ حرُوف رحمت والطاف، رافت وحنان سکینہ ووقار اور نزول وتواضع ہیں اور اِن میں یہ آیت نازل ہوئی ہے،

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا[1]	اور رحمان کے وُہ بندے کہ زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل اُن سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں بس سلام

---

[1] الفرقان آیت ۶۳

اور اس میں وہ جو رقیقہ محمدیہ علیٰ صاحبہا علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہُوا اور اُس کی کون سے ان کی طرف اِستداد ہے اور جو جوامع الکلم دیا گیا ان کی طرف اُن کے رسُولوں سے آیا پس اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے فرمایا،

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ [1]	اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگذر کرنے والے۔
قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ [2]	دل ڈر رہے ہیں یُوں کہ انہیں اپنے رب کی طرف پھرنا ہے۔
اَلَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ [3]	وُہ جو اپنی نمازوں میں گڑگڑاتے ہیں
وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ [4]	اور سب آوازیں رحمٰن کے حضور پست ہو جائیں گی،

اور یہ حروف کے قبیل سے ہے وُہ بھی جو اِس میں منقُول ہے، بیشک وُہ لُطف و مہربانی سے ہے اس لئے ہم نے اِس کا ذکر کیا تو یہ من جُملہ اُن معانی کے ہے جو اس پر اطلاق کرتے ہیں اُسی سے عالم غیب و لُطف ہے۔

دُوسری قسم عالمِ شہادت و قہر

اور وُہ ہر عالم عالمِ حروف سے عادت جاریہ پر ہے ان کے نزدیک اس کا ادراک حواس کے ساتھ ہو سکتا ہے اور وُہ جو باقی حروف سے ہے اور اِس میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے یہ ارشادات ہیں۔

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ [5]	تو جس بات کا تمہیں حکم ہے علانیہ کہہ دو

---

[1] آل عمران آیت ۱۳۴ [2] المومنون آیت ۶۰ [3] المومنون آیت ۲ [4] طٰہٰ آیت ۱۰۸ [5] حجر آیت ۹۴

وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ اور اُن پر سختی کرو

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ فرمان

وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ

بنی اسرائیل آیت ۶۴

اور اُن پر اپنے سواروں اور پیادوں کی فوج لا

تو یہ عالم ملک، تسلط وغلبہ، شدت وجہاد، تصادم وقرعہ اندازی ہے اور اِن حرفوں کی رُوحانیت سے صاحبِ وحی کے لئے غت وغط یعنی غوطزنی گھنٹی کی آواز اور پیشانی کا پسینہ ہے اور اُن کے لئے یَا اَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ اور یَا اَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ہے بیشک وہ حُروف ہیں عالم الغیب ہے، . . . جس کے ساتھ رُوح الامین تیرے دِل پر اُترتا ہے اور اُس کے ساتھ تعجیل کے لئے اپنی زبان کو حرکت نہ دے "

وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰى

اِلَيْكَ وَحْيُهٗ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا

طٰہٰ آیت ۱۱۴

اور قرآن میں جلدی نہ کرو جب تک اِس کی

وحی تمہیں پُوری نہ ہو جائے اور کہیں اے

میرے رب میرے علم کو زیادہ کر۔

اور ہمارا یہ قول کہ ملک وجبروت یا ملکوت تو اِس کا ذکر ہمارے قول مراتبِ حرُوف کا بیان باب کے آغاز میں پہلے ہو چکا ہے۔

دورۂ فلکِ حروف

رہا ایسے ہی ہمارا اُس کے مخرج کے بارے میں قول ؟ تو یہ تُر اُحضرات کو معلوم ہے اور ہمارے نزدیک اِس کے افلاک کو جاننا فائدہ مند ہے، تو بیشک اللہ تعالیٰ نے فلک کو وُجودِ حرف کا سبب بنایا ہے، جو اُس فلک سے نہیں ہوگا اُس سے اُس حرف کا دوسرا پایا جائے گا اگر فلک ایک ہے تو تقدیر کی طرف نظر کے ساتھ دورہ ایک نہیں ہوگا۔ اُسے چیزیں فرض کرے گا تو یہ فرض اُس کی حقیقت کا اِقتضاء کرے گا اور فلک کی ذات سے تیرے نزدیک فلک میں امرِ امتیاز ہوگا وُہ مقام فرض میں نشانی اور اُس کی کمین گاہ مقرر ہوگی۔

پہلے کی انتہا دوسرے کی ابتدا ہے

پس جب مفروضہ اوّل کی حد کی طرف نشانی لوٹے گی تو یہ پہلے دورے کی اِنتہاء اور دُوسرے دورے کی اِبتداء ہوگی اور حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے!

ان الزمان قد استدار کھیئتہ یوم خلق اللہ

ترجمہ

بیشک زمانہ اُسی طرح مُستدر ہے جس ہیئت پر اللہ تعالےٰ نے تخلیق کے دن پیدا کیا۔

اِس حدیث مُبارک کا بیان اِس کتاب کے گیارہویں باب میں آئے گا"

اعداد کے بیان میں

رہا ہمارا قول اِس کی گنتی کے بارے کہ ایسے اور ایسے یا ایسے اور اِس کے علاوہ ایسے تو بعض لوگوں کے نزدیک اُس کا نام جزم کبیر اور جزم صغیر ہے جب کے اُس کا نام جزم کی بجائے جمل ہے اور اُس کے دورہ کرنے والے افلاک اور بُرجوں کے افلاک میں عجیب راز ہے اور اِن افلاک کے نام لوگوں کو معلوم ہیں پس وُہ بُرجوں کے فلک کے لئے جزم کبیر مقرر کرتے ہیں اور جو اٹھائیس اٹھائیس کے ہندسہ سے جمع ہوتا ہے منفی کہتے ہیں۔ جزم صغیر دورہ کرنے والے افلاک کے لئے ہے اِس کے عدد نو نو کے طریقہ سے منفی کرتے ہیں، اِس کتاب میں اِس امر کی گنجائش نہیں اور نہ ہی یہ علم ہمارا مطلوب ہے اور ہمارے نزدیک اعداد کا فائدہ ہمارے اُس طریقہ میں ہے جس سے ہماری محقق و مرید سعادت کی تکمیل ہوتی ہے"

جب کسی حرف کو اس کی جزم صغیر سے جزم کبیر کی طرف نسبت سے اخذ کیا جائے گا مثل قاف کی طرف نسبت کے جو کبیر کے ساتھ سَو اور صغیر کیساتھ ایک ہے پس جزم صغیر کے اعداد ہمیشہ ایک سے نو تک ہیں تو وُہ اپنی ذات کی طرف لوٹتے ہیں۔

اگر ایک ہو گا

پس اگر ایک ہو گا تو وہ ہمارے نزدیک دو جزموں کے ساتھ الف، قاف شین اور یا، ہے اور ہمارے علاوہ کے نزدیک جزم صغیر کے ساتھ شین غین معجمہ کے ساتھ تبدیل ہو جاتا ہے، پس یہ اس سے ایک مطلوبہ لطیفہ مقرر کرتا ہے، اس کے ساتھ کونسی جزم ہو گی "!

پس اگر الف سے حتیٰ کہ طا تک تو یہ اعداد کے بسائط ہیں پس یہ جزموں میں کبیر و صغیر کے درمیان مشترک ہیں تو جو حیثیت اُس کے ہونے کی جزم صغیر کے ساتھ ہے اُس کا لوٹنا تیری طرف ہے اور جو حیثیت اس کی جزم کبیر کے ساتھ ہے اُس کا لوٹنا تیرے لئے واردات مطلوبہ کی طرف ہے"

پس تلاش کر الف میں یہ ایک ہے، یا، دس اور قاف سو ہے اور شین الف یا اُس کی غین میں اختلاف ہے، اور مراتب اعداد تمام ہوئے اور محیط کی انتہاء ہوئی اور دوروں کی ابتداء پر رجوع کرتے ہیں "

پس یہ چار نقطوں کے سوا نہیں، مشرق، مغرب، استواء یعنی سیدھا حفیض یعنی پستی، چار کی چوتھائی اور چار کا عدد محیط ہے کیونکہ یہ مجموعۂ بسائط ہے، جیسا کہ اس کا یہ انعقاد مرکبات عددیہ کا مجموعہ ہے "

اگر دو ہوں

اگر دو ہوں تو یہ دو جزموں کے ساتھ باء ہے اور جزم صغیر کے ساتھ قاف اور راء ہے باء تیرے لئے تیرا حال مقرر کرتا ہے اور اس کے ساتھ عالم غیب و شہادت مقابل ہے پس اس کے اسرار پر اس کے غیب و ظہور کے

ہونے سے واقفیت حاصل کر دُوسرے سے نہیں اور یہی الہیات میں ذاتُ صفات اور طبعیات میں علت و معلول ہے اور عقلیات میں نہیں کیونکہ عقلیات میں شرط و مشروط نہیں اور طبعیات میں شرعیات نہیں مگر الہیات میں ہیں "

اگر تین ہوں

اگر تین ہوں تو یہ ایک گروہ کے نزدیک دو جزموں کے ساتھ جیم اور لام اور سینِ مُہملہ ہے اور ایک گروہ کے نزدیک جزم صغیر کے ساتھ شین مُعجمہ ہے، اور جیم تجھ سے تیرا عالم مُقرر کرتی ہے اور عالم مُلک کی کائنات سے مُلک عالم جبرُوت کی کون ہے جبروت اور عالمِ ملکوت کے ہونے سے مَلکُوت اِس کے ساتھ مقابل ہے، اور جو عددِ صغیر سے جیم میں ساتھ ہے تجھ سے ظاہر ہوتا ہے اور جو اِس میں ساتھ ہے اور عددِ کبیر سے لام اور سین یا شین میں مغلوب سے ظہور و جوہ ہے۔

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا[1] جو کوئی ایک نیکی لاتا ہے تو اُس کیلئے دس گُناہ ہے

اور اللہ تبارک و تعالیٰ جسے چاہے اُس کی استعداد کے مطابق دُگنا کرتا ہے اور یہ اُس کا کم تر درجہ ہے جو مذکورہ عام دس پر مشتمل ہے اور تضعیف استعداد پر موقوف ہے اور اِس میں رجالِ اعمال کا تفاضل ہے، اور ہر عالم اس کے طریق میں اِسی پر ہے"

اِس کتاب میں ہماری غرض اِس سے نہیں جو اللہ تعالیٰ نے حقائق

---

[1] الانعام آیت ۱۶۱

سے حروف کو عطا کیا جب کہ اُن کے حقائق تجھ پر محقق ہیں اور ہماری غرض
اُس سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لفظ یا خط کے اِنشاء کے لئے عطا فرمایا
جبکہ اِن حروف کے حقائق کے ساتھ محقق ہو اور اس کے اسرار پر کاشف ہو
پس اسے جان لیں "

اگر چار ہوں

اگر یہ چار ہوں تو وُہ دو جزموں کے ساتھ دال اور میم اور صغیر کے ساتھ
تام ہے، دال تجھ سے تیرے قاعدے مقرر کرتا ہے اور اِس کے ساتھ ذات و
صفات اور افعال ور دابط مقابل ہیں "

اور جو دال میں صغیر کے ساتھ عدد سے ہے تیرے قبول کے اسرار
سے ظاہر کرتا ہے اور جو اِس کے ساتھ اِس میں ہے اور جو میم میں ہے
اور کبیر کے ساتھ تام مطلوب مقابل سے وُجوہ کو ظاہر کرتا ہے اور اِس میں
حسب استعداد کمال و اکمل ہے "

اگر پانچ ہوں

اگر پانچ ہوں تو وُہ دو جزموں کے ساتھ ہا، نُون اور صغیر کے ساتھ تام
ہیں، ہا حرُوف کے مقام میں تجھ سے تیری مملکت کو مقرر کرتا ہے اور باطل
سے تصادم اور مقارعت کرتا ہے اور اِس کے ساتھ ارواح خمسہ مقابل ہیں
حیوانی، خیالی، فکری، عقلی، قدسی، "

اور جو ہا میں صغیر سے ہے وُہ تیرے قبول کے اسرار سے ظاہر کرتا
ہے اور جو اِس کے ساتھ اِس میں ہے۔

اور نون میں اور ثاء کبیر سے مطلوب مقابل اور کامل واکمل سے ظہورِ وجوہ کا اثر استعداد سے حاصل ہوتا ہے۔

اگر چھ ہیں

اگر چھ ہیں تو وُہ دو جزموں سے واؤ اور صاد ہیں یا اختلافی صورت میں صاد کی بجائے سین ہے۔ اور صغیر کے ساتھ خاء ہے،

واؤ تجھ سے تیری معلوم جہتیں مقرر کرتی ہے، اور اس کے مقابل ایک وجہ سے حق کی نفی اور ایک وجہ سے اثبات ہے اور وُہ علم صُورت ہے اور جو واؤ میں اس کے ساتھ اسرارِ قبُول سے ہے۔ صغیر کے ساتھ ظاہر کرتا ہے، اور وُہ جو اس میں اس کے ساتھ ہے،

اور جو صاد یا سین میں اور خاء کبیر کے ساتھ ہے مطلوب مقابل سے وجُوہ کو ظاہر کرتا ہے اور اس تجلی میں اسرارِ استواء کھولنے والے علم کے ساتھ ہے اور جو نجوی ثلاثہ سے ہوگا،

وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ [1] — اور وہ تمہارے ساتھ ہے خواہ تم کہیں بھی ہو

وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ [2] — اور وُہ آسمان میں معبود ہے اور وُہ زمین میں معبود ہے۔

اور ہر آیت یا خبر اُس کے لئے جَلَّ وَعَلا جہت و تحدید اور مقدار کا اثبات ہے اور اس میں استعداد اور کوشش کے مطابق کمال واکمل ہے۔

---

[1] الحدید آیت ۴ [2] الزخرف آیت ۸۴

اگر سات ہیں

اگر سات ہوں اور وُہ دو جزموں سے زاء اور عین اور صغیر کے ساتھ ذال ہے یہ تجھ سے تیری صفات کو مقرّر کرتے ہیں اور اس کے ساتھ اس کی صفات مقابل ہیں اور جو صغیر سے زاء میں ساتھ ہے تیرے قبول کے اسرار سے ظاہر کرتا ہے اور جو اس کے ساتھ اِس میں ہے۔

اور جو عین میں اور ذال کبیر سے مطلوبِ مقابل سے وُجوہ ظاہر کرتا ہے اور اِس تجلی میں مکاشف بقدرِ کوشش و استعداد تمام مُسبعات یعنی ہر سات کے اسرار جان لیتا ہے بحیثیت اِس میں وقعت وکمال اور اکمل کے

اگر آٹھ ہیں

اگر آٹھ ہوں تو وُہ دو جزموں کے ساتھ حاء او ایک قول میں فاء ایک قول میں ضاد اور ایک قول میں ظاء ہے۔

حاء تجھ سے تیری ذات کو مقرر کرتا ہے اور وُہ جو اس کے ساتھ اِس میں ہے اور اِس کے ساتھ مقابل حضرتِ الٰہی ہے، صورت کے مقابل کے لئے شیشے کی صوُرت اور جو حاء میں صغیر سے اُس کے ساتھ ہے تیرے اسرارِ قبول سے ظاہر کرتا ہے، اور جو اِس کے ساتھ اِس میں ہے۔

اور جو فاء ضاد یا ظاء میں کبیر سے ہے مطلوبِ مقابل سے وجُوہ کو ظاہر کرتا ہے، اِس میں مکاشف جنت کے آٹھوں دروازوں کے اسرار جان لیتا ہے۔

اور اللہ تبارک و تعالےٰ جس کے لئے چاہے جنت کا دروازہ یہاں

کھول دیتا ہے اور ہر حضرتِ وجود میں آٹھ ہے اور کمال واکمل حسبِ استعداد ہے

اگر نو ہوں

اگر نو ہوں تو وہ دو جزموں سے طاء اور ضاد یا ایک قول میں صاد اور ایک قول میں ظاء، یا جزم صغیر کے ساتھ غین ہے، طاء تجھ سے وجود میں تیرے مرتبے مقرر کرتا ہے جس پر تو اِس تجلّی میں اپنی نظر کے وقت ہے، اور اِس کیساتھ مراتب حضرت مقابل ہیں اور وہ اُس کے لئے اور تیرے لئے ہمیشہ ہے اور جو طاء میں صغیر کے ساتھ ہے اسرارِ قبول سے ظاہر کرتا ہے اور جو اُس کے ساتھ اُس میں ہے،

اور ضاد میں یا صاد اور غین یا کبیر سے ظاء میں ہے وہ مطلوب مقابل سے وجوہ ظاہر کرتا ہے اس تجلّی میں مکاشف اسرارِ احدیت اور وحدانیت کے مقام ومنازل کے اسرار جان لیتا ہے۔ اور حسبِ استعداد کامل واکمل ہے۔

عدد اللہ تعالےٰ کا راز ہے

اگر تو اِس پر عمل کرے گا اور وہ پہلی کنجی ہے جو یہاں تیرے لئے اعداد کے اسرار اور اُن کی ارواح جو منازل کو کھولتی ہے، پس بیشک عددِ وجود میں اللہ تعالےٰ کے رازوں سے راز ہے اور حضرتِ الٰہی میں قوّت کے ساتھ ظاہر ہے۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

ان اللہ تسعۃ وتسعین اسماء مائۃ الا واحد من احصاھا

دخل الجنۃ"

وقال! ان اللہ سبعین الف حجاب الیٰ غیر ذالک وظہر فی العالم

بالفعل وانسحبت معہ القوۃ فہو فی العالم بالقوۃ والفعل"

بیشک اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسماء مبارک یعنی ایک کم سو کا احصاء کرنے والا جنت میں داخل ہو گا"

اور فرمایا! بیشک دوسرے کی طرف اللہ تعالیٰ کے ستر ہزار حجاب ہیں اور عالم میں بالفعل ظاہر ہے اور اُس کے ساتھ قوت ہے پس وہ عالم میں قوت وفعل کے ساتھ ہے"

اگر اللہ تبارک وتعالیٰ نے عُمر میں طوالت اور مُہلت عطا فرمائی تو میری خواہش ہے کہ عدد کے خواص میں موضوع قائم کروں"

اس کی طرف میرے علم میں سبقت نہیں اس میں میں اسرار اعداد سے ظاہر کرتا ہوں جو اُسے حضرت الٰہیہ میں اور عالم در وابط میں اُس کے حقائق سے عطا ہوتا ہے جو اِس کے اسرار کے ساتھ خوشحال کرتا ہے اور دار القرار میں سعادت کو پہنچاتا ہے"

بسائط سے مُراد

رہا اُس کے بسائط میں ہمارا قول! پس ہماری مرادِ بسائط شکل حرف نہیں مثلاً وہ من سے ہے، اور بیشک مرادِ بسائط لفظ ہے، وہ کلمہ جو اس پر دلالت کرتا ہو اور وہ اسم ہے یا تسمیہ ہے اور وہ تیرا ضاد کہنا ہے، پس اِس لفظ سے مُراد بسائط ہے"

رہا بسائطِ شکل تو اُس کے لئے حروف سے بسائط نہیں ولیکن اُس کیلئے کم اور پورا اور زیادہ ہے، مثلِ راء زاء نصف نوُن، واؤ، نصف قاف اور کاف کے چار طاء کا پانچواں اور چار ظاء کا چھٹا اور دال طاء کا پانچواں اور یاء، دو ذال اور لام، نوُن کے ساتھ الف پر اور نوُن پر الف کے ساتھ اور یہ تشبیہ ہے،

رہے اشکالِ حروف کے بسائط؟ بیشک جو اس سے نقطہ خاص ہے پس بقدر اپنے بسائط کے نقطہ پر اور اُس کی ذات یا نعت کی جہت سے عالم میں مرتبہ حروف کی مقدار پہ ہے وہ فی الحال اِس پر نقطہ کی منازل کی بلندی اور اس کے افلاک اور اِس کے نزول ہیں۔

پس افلاک سے تو حرفِ مذکور کے بسائط اجتماع اور تمام حرکات کیساتھ پائے گا، ہمارے نزدیک اِس کے ساتھ لفظ پایا جاتا ہے، اور یہ افلاک اُس کے اِتساع کے مطابق فلکِ اقصیٰ سے قطع ہوتا ہے۔

فلک سے کیا مُراد ہے

رہا ہمارا قول کہ اُس کا فلک اور اُس کے فلک کی ظاہر حرکت تو اِس سے مُراد فلک کے ساتھ اُس سے عضو کا پایا جانا ہے اُس میں اُس کے مخرج سے، تو بیشک اللہ تعالیٰ نے اِنسان کے سر کو مخصوص افلاک میں سے مخصوص حرکت کے وقت پیدا فرمایا ہے۔

اور گردن کو اُس فلک سے بنایا ہے جو فلکِ مذکور سے ملی ہوئی ہے اور سینے کو چوتھے فلک سے بنایا ہے جو پہلا فلک ذِکر کیا گیا ہے۔

سر، گردن اور سینے کے فلک کا دَورہ

ہر وُہ چیز جو معانی وارواح اور اسرار سے سر میں پائی جاتی ہے، اور حروف

وعروق اور ہر وہ چیز جو سر میں ہیئت سے اور اس فلک کے معنی سے پائی جاتی ہے۔ اور اُس کا دورہ بارہ ہزار سال ہے۔

اور گردن کے فلک کا دورہ اور جو اس میں ہیئت ومعنی اور جملہ حروف حلقیہ سے پایا جاتا ہے گیارہ ہزار سال ہے۔

اور سینے کے فلک کا دورہ اُسی حکم پر ہے جو ہم نے اُس کا ذکر نو ہزار سال کیا، اور اُس کی طبعیت اور اُس کا عنصر اور جو اُس سے اس فلک کی حقیقت کی طرف راجع پایا جائے۔

طبقات کا امتیاز

ایسے ہی ہمارا اوّل طبقہ میں امتیاز کرنا ہے! تو جان لیں کہ بیشک عالم حروف حضرت الٰہیہ کی طرف نسبت کے ساتھ طبقات پر ہے اور اس سے ہماری طرح تقرب ہے اور اس میں اُسے پہچان جس کے ساتھ تیرے لئے اُس کا ذکر کیا گیا ہے اور یہ ہمارے نزدیک شاہد میں حروف کے لئے حضرت الٰہیہ ہے، بیشک یہ کلام تلاوت اور قرآن مجید کے خط تحریر کے عالم میں ہے، اگرچہ تمام کلام میں رواں ہے تلاوت ہو یا دوسرا۔

وہ تیرا مطلب نہیں اگر تو جانے بیشک ہر لفظ لفظ کے ساتھ ہمیشگی کی طرف ہے، بیشک وہ قرآن ہے ولیکن وہ وجود میں اس طرح ہے جس طرح ہماری شرع میں حکم اباحت ہے اور یہ باب بہت بڑی طوالت کی طرف لوٹ کر کھلتا پس اگر اُسے کشادگی کی قوت ہے تو ہمارے لئے امر جزئی کی طرف گنتی کرنا اُسکے چھوٹے فلک مرقوم کی وجہ سے ہے اور وہ خصوصیت کے ساتھ مکتوب وملفوظ ہے، اور جاننا چاہیئے کہ ہمارے نزدیک یہ اُمور کشف کے باب سے ہیں جب

اس سے ہمارے وجود میں اظہار ہوتا ہے تو بیشک پہلا دُوسرے سے اشرف ہے اور ایسے ہی تتابع پر یہاں تک کہ نصف کی طرف اور نصف سے پہلے کی طرح تفاضل واقع ہوتا ہے یہاں تک کہ دُوسرے کی طرف اور بظاہر دُوسرا اُور پہلا اشرف ہے پھر دونوں اپنے وضع ہونے کے مطابق اور حسبِ مقام فضیلت والے ہیں پس اُس سے ہمیشہ افضل ہے اور مقام شرف میں مُقدم ہے۔"

اور اس کا بیان کرنا شرف میں بمنزلہ تیرہویں رات کے پندرہویں شب کا ہے، ایسے ہی پہلے مہینے کے طلُوع ہلال سے دُوسرے مہینے سے اُس کے طلُوع تک ہے،

ایسے ہی آخری تاریخوں کی رات مُطلق ہے اور چودھویں کے چاندوں کی رات مُطلق ہے" پس اِس پر غور کریں۔

ہم نے دیکھا کہ ہمارے نزدیک قرآن رقم کرنے کا مقام کیسے مُرتّب ہوتا ہے، اور اُس کے ساتھ جس کے حروف سے سُورتوں کا آغاز ہوتا ہے اور اُس کے ساتھ جس سے اِختتام ہوتا ہے، اور اس کے ساتھ جو علم نظری میں مجہولہ سورتوں سے مُختص ہے علم الدُنی کے ساتھ حرُوف سے"

حرُوف کا تقرر

ہم نے بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم کی تکرار کی طرف نظر کی اور ہم نے اُن حرُوف کی طرف نظر کی جو آغاز و اختتام کے ساتھ مخصوص نہیں اور نہ ہی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ساتھ مخصوص ہیں، اور ہم نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے طلب کیا کہ وُہ ہمیں وُہ اختصاص اِلٰہی سکھلائے جو ان حروف کا حامل ہے، کیا وُہ اختصاص تو دُوسری چیز سے ہے جو انبیائے کرام کے ساتھ نبوت اور تمام اشیاءِ اولیٰ کی

طرح ہے یا وہ اختصاص اُسے طریق اکتساب سے پہنچتا ہے؛ پس اِس سے ہمارے لئے کشفِ الٰہی منکشف ہوا تو ہم نے اُسے دو وجہوں پر دیکھا، ایک گروہ کے حق میں عنایت و معافی اور ایک گروہ کے حق میں بدلہ، اس لئے کہ اُن سے وضع اول میں تھا اور ہمارے لئے اور اُن کے لئے اور عالم کے لئے تمام عنایت اللہ تبارک و تعالےٰ سے ہے پس جب ہم نے اِس پر واقفیت حاصل کر لی تو ہم نے حروف مقرر کئے جنکا مراتب اوّلیہ پر اوّل و آخر ثابت نہیں، جیساکہ اُس کا ذکر عام حروف ہے اُس کے لئے اِس اختصاصِ قرآنی سے حصتہ نہیں اور وہ حرُوف یہ ہیں جیم، ضاد، خا، ذال، غَین اور شِین،

پہلا طبقہ

اور ہم نے خواص سے مجہول سُورتوں کے حرُوف سے پہلا طبقہ مقرر کیا اور وہ یہ حروف ہیں،

الف، لام، میم، صاد، را، کاف، ہا، یا، عین، طا، سین، حا، قاف، نون،

اور بایں صُورت لفظ میں اُن کا اشتراکِ معنیٰ ہے اور تحریر؟ تو تحریر میں اِس کا اشتراک صُورت میں ہے، اور اشتراکِ لفظی پر اسم واحد کا اطلاق ہے مثل زید کے اور زید دوسرا ہے تو بیشک صُورتِ اسم میں مُشترک ہے،

رہا ہمارے نزدیک مقرر و معلوم؟ اور بے شک مں المص سے کھیٰعص ہے اور مٓں سے ہے، ان سے ہر ایک مں واحد نہیں اِن سے دُوسری عَین ہے اور سورتوں کے احکام اور اُن کے احوال کے اختلاف کے ساتھ مختلف ہے، ایسے ہی تمام حرف ہیں اِس کے مرتبہ پر لفظ و خط عام ہیں،

دوسرا طبقہ خاص سے

رہا دوسرا طبقہ خاص سے اور وہ خاص الخاص ہیں پس یہ ہر حرف قرآن سے مجہولہ اور غیر مجہولہ سورت کے آغاز میں واقع ہوا ہے اور وہ یہ ہیں۔

الف، یا، با، سین، کاف، طا، قاف، تا، واؤ، صاد، حا، نون، لام، ہا، عین،

تیسرا طبقہ خواص سے

رہا خواص سے تیسرا طبقہ اور وہ خلاصہ ہیں پس یہ حروف سورتوں کے آخر پر واقع ہوئے ہیں مثلاً۔

نون، میم، را، با، دال، زا، الف، طا، یا، واو، ہا، ظا، ثا، لام، فا، سین،
اور اگرچہ الف کے ارتکاز و التزام میں خط و لفظ کو دیکھا، اور جو ہمیں اس میں کشف عطا کیا مگر اس سے پہلا الف ہے،

پس ہم اُس کے نزدیک واقفیت رکھتے ہیں اور اُس کا دوسرا نام رکھا ہے جیسا کہ یہاں ہم نے اُس کا مشاہدہ کیا اور الف کو ہم نے ثابت کیا ہے جیسا کہ یہاں دیکھا و لیکن اس فصل میں نہیں بلکہ دوسری فصل میں آئے گا پس ہم ان فصلوں کی پابندی میں زیادتی نہیں کرتے جس کا ہم مشاہدہ کر چکے ہیں۔

چوتھا طبقہ خواص سے

خواص سے چوتھا طبقہ صفاء الخلاصہ ہے اور وہ حروف ہیں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں اِس کا ذکر نہیں کرتے بلکہ اُس حیثیت سے جس سے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِس کا ذکر حد پر کیا ہے، اِس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے آپ سے دو وجہوں پر کیا ہے۔ وحیؑ سے اور وُہ وحی قرآن ہے اور وُہ پہلی وحی ہے۔

تو بیشک ہمارے نزدیک کشف کے طریق پر یہ ہے کہ فرقان حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں مجمل اور غیر مفصل آیات وسُوَر کی صُورت میں حاصل ہُوا ہے۔ اور اس لئے ہی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نزولِ قرآن کے وقت عُجلت فرماتے تھے جو آپ پر جبریل علیہ السلام قرآن کے ساتھ لاتے، پس آپ کو کہا گیا! وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرآن یعنی قرآن کے ساتھ عُجلت نہ کریں، وہ جو آپ کو اجمالاً اِلقاء کرتا ہے، آپ سے آپ کی طرف قرآن کی مُفصل وحی پُوری ہونے سے پہلے نہیں سمجھا جائے گا پس کہیں، رَبِّ زِدْنِی عِلْماً یعنی اے میرے رب میرا علم زیادہ کر تفصیل سے جو میری طرف معانی سے اُس کا اجمال ہے اور بیشک اسرار کے بارے میں اشارا ہے، تو فرمایا!

اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِی لَیْلَةٍ یعنی ہم نے اسے رات کو اُتارا اور اُس کا بعض حصہ نہیں فرمایا پھر فرمایا!

فِیهَا یُفْرَقُ کُلُّ اَمْرٍ حَکِیم

اور یہ وحی قرآن ہے اور دو وجہوں سے دُوسری وجہ ہے، اور

—

لے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا کلام اُس باب میں آئے گا جو اس کتاب میں اُس کے لئے مخصوص ہے،

بسم اللہ کا اجمالی بیان

اور جان لیں کے سورہ براۃ کی بسم اللہ ہی سورہ نمل میں ہے تو بے شک حق تعالیٰ جب کوئی چیز عطا فرماتا ہے تو اس میں رجوع نہیں کرتا یعنی اُسے واپس نہیں لیتا اور نہ اُسے عدم کی طرف لوٹاتا ہے، پس جب اُس نے براۃ سے رحمت کو نکالا تو یہ بسم اللہ اُس کے اہل سے برئیت کا حکم ہے،

اُن سے رحمت اٹھا لیتا ہے پس اُس کے ساتھ فرشتہ ٹھہر جاتا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ وہ کہاں ٹھہرا ہوا ہے، کیونکہ ہر اُمت انسانی اُمتوں سے ہے بیشک ہر اُمت اس پر اور اُس کے نبی پر ایمان کے ساتھ اُسکی رحمت اخذ کرتی ہے،

پس فرمایا یہ بسملہ جانوروں کے لئے عطا کردہ جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ ایمان لائے اور یہ اُس کا ایمان سوائے اس کے رسُول کے لازم نہیں پس جب اُس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی قدر کو پہچانا اور اُس کے ساتھ ایمان لایا تو اُسے رحمتِ انسانیہ کا حصّہ عطا کر دیا اور وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے، اس سورتِ جسانیہ میں مشرکین سے رحمت سلب کر لی گئی ہے،

پانچواں طبقہ عین الصفاء

رہا پانچواں طبقہ اور یہ عینِ صفاءِ خلاصہ ہے، پس یہ حرفِ باء ہے اور بیشک باء حرفِ مُقدّم ہے کیونکہ بسملہ شریف ہر سُورت میں پہلے ہے اور وہ سُورت جس میں بسملہ نہیں یعنی سُورت براۃ تو یہ باء سے شروع ہوتی ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا بَرَاۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ۔

ہمیں یہودیوں کے ایک عالم نے کہا تمہارے پاس توحید سے کیا حصہ ہے کیونکہ تمہاری کتاب کی سُورتیں بار کے ساتھ ہیں،

میں نے اُسے کہا اور تمہارے لئے نہیں، تو بے شک تورات کا اوّل بار ہے، یہودی عالم یہ سُن کر خاموش ہوگیا اور چلتا بنا، تو بیشک الف کے ساتھ ہرگز ابتداء نہیں پس سُورتوں کی ابتداء میں اِن حرفوں سے جو واقع ہوا اُس کے لئے ہم کہتے ہیں کہ اس میں طریق کی ابتداء ہے اور جو آخر پر واقع ہوا اُس میں ہم کہتے ہیں کہ اُس کے لئے طریق کی انتہاء ہے اور اگر عام سے ہے تو اُس کے لئے ہم طریق کا درمیان کہتے ہیں کیونکہ قرآن صراطِ مُستقیم ہے۔

مرتبہ دوم تا ہفتم

رہا ہمارا قول دُوسرے مرتبے سے ساتویں مرتبے تک تو اس کے ساتھ مُراد بسائط ہیں، یہ حرف اعداد میں مُشترک ہیں پس اُلوہیت میں نُون کے دو بسائط ہیں۔

میم کے اِنسان میں تین بسائط ہیں۔

جیم، واؤ، کاف اور قاف کے چار بسائط جنات میں ہیں۔

ذال، ناء، صاد، عین، ضاد، سین، ذال، غین، شین، کے پانچ بسائط جانوروں میں ہیں۔

الف، ہا اور لام کے چھ بسائط نباتات میں ہیں۔

باء، حاء، یاء، فاء، راء، تاء، ثاء، خاء، اور ظاء کے ساتھ بسائط جمادات میں ہیں۔

حرکت مُعوجہ و مستقیمہ کی وضاحت

ہم نے کہا کہ اُس کی حرکت معوجہ یا مُستقیمہ یا منکوسہ یا ممتزجہ یا اُفقیہ۔

مستقیمہ یعنی سیدھی حرکت سے مراد ہر وُہ متحرک حرف جو سلب کی جہت سے بطورِ خاص تیری ہمت حق کی طرف لگائے اگر تُو عالم ہے، اگر تو مشاہد یعنی مشاہدہ کرنے والا ہے تو جو تو نے مشاہدہ کیا۔

منکوسہ یعنی جُھکی ہوئی حرکت سے مُراد ہر وُہ حرف جو کون اور اُس کے رازوں کی طرف تیری ہمت کو مُتحرک کرے۔

معوجہ یعنی ٹیڑھی حرکت تو یہی اُفقیہ ہے ہر وُہ حرف جو مکوّن کے ساتھ مکوّن کی طرف ہمت کا محرک ہو۔

ممتزجہ یعنی امتزاجی حرکت ہر حرف جو دو امروں کی معرفت کی طرف ہمت کو لگائے جس چیز کا میں نے تیرے لئے ذکر کیا پس تحریر میں چڑھ اور ظاہر ہو الف اور میم معرق اور حاء اور نوُن میں اور یہ اُس کی تشبیہ نہیں۔

اعراف و خلق وغیرہ کا بیان

ہمارا یہ کہنا کہ اُس کے لئے اعراف، خلق، احوال، کرامات یا حقائق و مقامات اور منازلات ہیں؟

پس جان لیں کہ ہر چیز اپنی وجہ یعنی حقیقت کے سوا نہیں پہچانی جاتی پس ہر چیز جس کے ساتھ پہچانی جاتی ہے وُہ اس کا چہرہ ہے پس حرف کا چہرہ نقطہ ہے جس کے ساتھ وُہ پہچانا جاتا ہے اور نُقطہ دو قسموں پر ہے ایک قسم حرف کے اُوپر نقطہ دُوسری قسم حرف کے نیچے نقطہ ہے، تو جب

چیز کے لئے اُس کے ساتھ پہچان نہیں تو اُس کی ذات کے ساتھ مشاہدہ سے اور اُس کی ضد کے ساتھ نقل سے پہچان اور یہی حرُوف یابسہ ہیں،

پس جب دائرِ فلک یعنی فلکِ معارف اُس سے نُقطوں والے حروف اُوپر سے ظاہر کرتا ہے اور جب دائرِ فلکِ اعمال اُس سے حروفِ منقوطہ نیچے سے نکالتا ہے اور جب دائرِ فلکِ مشاہدہ اُس سے حرُوفِ یابسہ غیر منقوطہ نکالتا ہے؟

فلکِ معارف خلق واحوال اور کرامات عطا کرتا ہے،

فلکِ اعمال حقائق ومقامات اور منازلات عطا کرتا ہے۔

فلکِ مشاہدہ اِن سب سے براءۃ عطا کرتا ہے۔

کسی نے بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے پوُچھا آپ نے کیسے صُبح کی؟ آپ نے فرمایا! میرے لئے نہ صُبح ہے نہ شام بیشک صُبح اور شام کے لئے صِفت کی قید ہے اور میں وُہ ہوُں جس کے لئے صفت نہیں اور یہ مقام اعراف ہے"

خالص اور ممتزج کی وضاحت

ہمارا یہ کہنا کہ خالص اور ممتزج؟

پس خالص ایک عنصر سے موجود حرف ہے اور ممتزج دو عنصروں سے موجود حرف ہے پس پڑھنا ہے۔

کامل یا ناقص کی وضاحت

ہمارا یہ کہنا کہ کامل یا ناقص؟ تو کامل وُہ حرف ہے جس سے اُسکے فلک

کا پُورا دورہ پایا جائے اور ناقص وہ حرف ہے جس سے اُس کے فلک کا بعض دورہ پایا جائے اور فلک علت پر دوُر سے اچانک آجانا یا اُس کا ٹھہرنا تو جو حرف اُسے اُس کے دوُرے کا کمال عطا کرتی ہے اُس میں کمی واقع ہونا جیسا کہ عالم میں حیوان کا دورہ ہے جو اُس کے نزدیک احساس لمس کے علاوہ ہے، پس اُس کے لمس سے کم کر دینا جیسا کہ واؤ مع قاف اور زاے مع نُون ہے،

ہمارا یہ قول کہ جو وصل کے ساتھ اُٹھے ؟ ہم اُس پر حرف کو مُراد لیتے ہیں جو اپنے راز پر ٹھہرے اور اس کے ساتھ رزق متحقق ہو اور اتحادِ عالم علوی میں مُتغیّر ہو"

مُقدس کی وضاحت

رہا ہمارا قول مُقدس یعنی اُس کے غیر کے ساتھ تعلق سے پس خط میں دُوسرے حرف کے ساتھ اِتصال نہیں اور اُس کے ساتھ متّصل حروف ؟ تو وُہ منزّہ ذات ہے، اُس سے چھ بلند و عالی افلاک کا کھیچتا ہے یہ شش جہات پائی جاتی ہیں سوائے حرف بحرِ عظیم کے نہ اُس کی گہرائی کا ادراک کیا جا سکتا ہے نہ اُس کی حقیقت کو اللہ تعالٰی کے سوا کوئی پہچانتا ہے اور یہی مفتاح الغیب ہے اور بابِ کشف سے ہے اِس کا اثر اِس کے ساتھ لٹکا ہوا ہے اور یہ الف، واؤ، دال، ذال، راو زاے ہیں"

مفرد و مثنیٰ وغیرہ کی تشریح

مفرد، مثنیٰ، مثلث، مربع اور مونس و موحش، ؟

پس مفرد سے مُراد مربع کی طرف ہے جو اس کا ذکر ہوا اور یہ اُن افلاک

سے ہے جن سے یہ حروف پائے جاتے ہیں جو اُس کے لئے دورہ واحد ہے تو اسے ہم مفرد کہتے ہیں اور ایسے ہی مربع کی طرف دو دو سے مثنیٰ ہیں،

رہا مونس و موحش تو وہ اپنی ہمثل چیز سے مانوس ہوگا یا اُس کی شکل سے مالوف ہوگا اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے،

لِتَسْكُنُوْا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً[۲]
چین سے رہو ان کے پاس اور رکھا تمہارے مابین پیار اور مہربانی

پس عارف حال کے ساتھ اُلفت اور اُنس رکھتا ہے، حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو معراج کی رات اُن کے تحیّر کے عالم میں ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان میں آواز دی گئی تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز کے ساتھ مانُوس تھے، حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اور حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک طینت سے پیدا کیا گیا ہے پس محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم آگے ہوئے اور ابُوبکر صدیق نے نماز پڑھی،

ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا[۱]

صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے،

پس دونوں کا کلام اللہ سُبحانہٗ کا کلام تھا پس مرتبے کی گنتی نہیں اور دُوسرے مرتبے کی طرف خطاب کی گنتی ہے، پس کہا جیسا کہ وہ مبتدی ہے اور وہ اس کلام پر عاطف ہے یعنی اسے علیحدہ کرتا ہے،

---

[۱] سورۃ توبہ آیت ۴۰ [۲] سورہ روم آیت ۲۱.

مَا یَکُوْنُ مِنْ نَّجْوٰی ثَلٰثَۃٍ اِلَّا ھُوَ رَابِعُھُمْ[1] — جہاں کہیں تین شخصوں کی سرگوشی ہو تو چوتھا وہ موجود ہے۔

پس اُس نے بھیجا تو اُن میں سے بعض لوگوں نے اِس مقام اثبات و بقاء رسم وظہور العین اور سلطان الحقائق میں اُسے قطع کر دیا اور بعض نے ملا دیا اور عدل کا چلنا بابِ فضل سے ہے۔ اور طول و موحش صاحبِ عِلت ارتقاء کا مٹانا اور پھیرنا ہے پس جس کا ہم نے ذکر کیا وُہ متحقق ہے۔

ذات وصفات اور قول

ہمارا یہ کہنا کہ اُس کے لئے حسبِ وجوہ پر ذات وصفات اور افعال ہیں؟

پس اُس کے لئے کونسا حرف واحد وجہ ہے؟ اُس کے لئے اِن حضرات سے حضرتِ واحد ہے یعنی اپنی بلندی اور نزول کے اعتبار سے ایک چیز اور ایسے ہی جب متعدد وجوہ ہوں۔

حروف کی تشریح

رہا ہمارا یہ قول کہ اُس کے لئے حروف ہیں؟

تو بیشک جو اُس کی ذات کے لئے حقائقِ متممہ کا اُس کی جہت سے معنیٰ ہے

اسماء کی وضاحت

رہا ہمارا اُس کے اسماء کے بارے میں کہنا؟

---

[1] مجادلہ آیت ۷

تو اِس کے ساتھ اسماء الٰہیہ مُراد ہیں یہی حقائق قدیمہ ہیں جس سے بسائط کے حقائق کا ظہور ہے، یہ حرف ہے دُوسرا انہیں عارفوں کے نزدیک اِس کیلئے بہت سے عالی شان فوائد ہیں، جب وُہ اُس کے ساتھ تحقق چاہتے ہیں پہلے سے دوسرے کی طرف وجود کو حرکت دیتے ہیں، تو یہ اُن کے لئے اِس جہان میں خصوصیت ہے اور دارِ آخرت میں اِس کے ساتھ عمومیت ہے،

یقول المومن فی الجنة للشئ یرید ہ کن فیکون

یعنی مومن جنت میں جس چیز کا ارادہ کرے گا کہے گا ہو جا تو وُہ ہو جائے گی۔

پس یہ عالم حرُوف کے معانی سے ہر ممکن حد تک اختصار و اقتصار کرکے بیان کیا گیا ہے اور اِس میں اصحابِ ذوق و رداِئح کے لئے اطلاع و آگہی ہے،

الحمد للہ ساتویں جُز تمام ہُوئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصل دوم

کلمات میں امتیاز کرنے والی حرکات کی معرفت

یہ حروف صغار ہیں

حرکات الحروف ست ومنها — أظهر الله مثلها الكامات
هي رفع وثم نصب وخفض — حركات للاحرف المعربات
وهي فتح وثم ضم وكسر — حركات للاحرف الثابتات
وأصول الكلام حذف فوت — أو سكون يكون عن حركات
هذه حالة العوالم فانظر — لحياة غريبة في موات

حرکاتِ حُروف چھ ہیں اور اس سے اس کی مثل اللہ تعالےٰ نے کلمات ظاہر فرمائے"

معربِ حرُوف کے لئے یہ حرکات ہیں رفع، نصب، خفض یعنی پیش، زبر اور زیر،

حروف ثابتہ کیلئے یہ حرکات ہیں زبر اور پھر پیش اور زیر

حذف کا اصُول کلام حرکات سے فوت ہونا یا ساکن ہونا ہے

یہی عوالم کا حال ہے پس بے جان چیزوں میں حیات غریبہ کیلئے دیکھ

اللہ تبارک و تعالےٰ ہماری اور آپ کی رُوح سے مدد فرمائے جاننا

چاہیئے کہ ہم نے حرکات میں جو شرط کلام قائم کی ہے فصل حرُوف میں حرُوف مغار
کا اُس پر اطلاق نہیں ہوتا۔

پھر ہم نے دیکھا کہ وہ عالمِ حرُوف کے ساتھ عالمِ حرکات کے امتزاج میں
بے فائدہ ہے مگر بعد اِس کے کہ بعض حروف کو بعض حروف کے ساتھ ملایا
اور پرو دیا جائے تو اس کے ہاں کلمہ کلام و انتظام ہوگا۔

اللہ تبارک و تعالےٰ اپنی مخلوق کے بارے میں فرماتے ہیں!

فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ[1] تو جب میں اُسے ٹھیک کر لوں اور اپنی طرف سے
اُس میں رُوح پھونک دوں

اور وُہ اِن حرُوف پر حرکات کا وارد ہونا اِس کو ٹھیک اور برابر کرنے کے
بعد ہے، پس نشاۃِ ثانیہ کا نام کلمہ ہے جیسا کہ ہم میں سے کسی ایک شخص کا نام
اِنسان ہے،

ایسے ہی کلمات و الفاظ کے عالم کا عالمِ حرُوف سے پیدا ہونا ہے، پس
حرُوف کلمات کا مادہ ہیں جیسا کہ ہمارے جسموں کی نشاۃ کا قیام پانی، مٹی
آگ اور ہوا سے ہے پھر اُس میں میرے امر سے رُوح پھونکی گئی تو انسان ہوُا،
جیسا کہ ہواؤں سے قبل اُسکے مُستعد ہونے کے وقت میرے امر کی رُوح
پھونکی تو جن ہوُا،
جیسا کہ انوار سے پہلے اُسکی استعداد کے وقت رُوح پھونکی تو وُہ فرشتے ہوئے

جانداروں سے مشابہت کلام

اور کلام سے جو انسان سے مشابہت رکھتا ہے وہ بہت زیادہ ہے اور

---

[1] الحجر آیت ۲۹

اس میں سے وُہ کلام ہے جو فرشتوں اور جن دونوں سے مشابہت رکھتا ہے تو وُہ جن کے لئے بہت ہی کم ہے جیسا کہ بائے خافضہ، لام خافضہ موکدہ، واؤ قسمیہ اور اُس کی باء اور اُس کی تاء واؤ عاطفہ اور اُس کی فاء اور ق سے قاف، ش سے شین اور ع سے عین ہو گا جب اُس کے ساتھ وقایہ، دشی اور دعی کا حکم دیا جائے گا، اور یہ مفرد صنف گنتی میں نہیں تو وُہ انسان سے مشابہ کوئی چیز ہے اور اگر مفرد ہے تو انسان کے باطن سے مشابہ ہے، تو یقیناً انسان کا باطن حقیقتاً جن ہے،

پس جب عالم حرکات ہو گا تو اپنے ساتھ متحرک ذوات کے بعد پایا جائے گا اور یہ کلمات حروف سے پیدا ہوتے ہیں، اِس پر ہمارا دیگر کلام فصل حروف سے فصلِ الفاظ تک ہے اِس لئے ہم نے چاہا کہ اس باب میں جملہ الفاظ سے ان کلمات کا ذکر کریں"

الفاظ وغیرہ کا مطلق ذکر

ہم چاہتے ہیں کہ اِن الفاظ میں علی الاطلاق بیان کریں اور اِس کے عالم کا اور اس سے اِن حرکات کی نسبت کا اُس کلام کے بعد حصر کریں جو مطلقاً حرکت پر پہلے ہے پھر اس کے بعد کلمات کے ساتھ مخصوص حرکات کو بیان کریں یہی حرکات زبان اور اُس کی علامات ہیں اور یہی حرکات تحریر ہیں، پھر اس کے بعد اُن کلمات کا ذکر کریں جن سے تشبیہ کا وہم ہوتا ہے جیسا کہ ہم نے اُس کا ذکر کیا۔

ارواحِ حروف

ہو سکتا ہے کہ آپ کہیں۔ یہ عالم مفرد اُن حروف سے ترکیب کے علاوہ

حرکت سے پہلے ہے جیسا کہ باء خفض اور مفردات سے اُس کے مشابہ جو اپنی انفرادیت کے لئے حروف کے ساتھ اُس کا الحاق ہے، تو بیشک یہ باب ترکیب اور وُہ کلمات ہیں؛

ہم کہتے ہیں مفردات سے باء خفض اور اُس کی اِمثال میں رُوح نہیں پھونکی گئی۔ حروف سے اُن کے نفوس کے قیام کے لئے حرکات ارواح ہیں جیسا کہ عالم حروف اور اُس کی حد حرکات کے لئے قائم ہے اور بیشک جو اِس میں رُوح پھونکی گئی ہے وُہ اسکے علاوہ سے ہے پس وُہ مُرکب ہے اور اِسی لئے یہ عطا نہیں کرتی یہاں تک کہ دُوسرے کی طرف مضاف کی جائے۔

پس کہتے ہیں بِاللہ اور تَاللہ اور وَاللہ میں عبادت کروں گا، عنقریب عبادت کی جائیگی اُقْنُتِیْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِیْ۔ یعنی اپنے رب کی عبادت کر اور سجدہ کر (آل عمران آیت ۴۳)

اور یہ مشابہت نہیں اور نہ اس کے لئے معنیٰ ہے جب نفسہٖ بغیر معنیٰ کے اُس کا افراد ہو اور یہ حقائق وُہ ہیں جو ترکیب سے ہونگے وجود اُسکے وجُود کے ساتھ اور عدم اُس کے عدم کے ساتھ ہوگا تو بیشک حیوان کی حقیقت کبھی نہیں پائی جائے گی سوائے اُن کی ذوات میں مفردہ معقولہ حقائق کے ملاپ کے وقت کے، اور یہ جسمیہ، تغذیہ اور حسیّہ ہے۔ تو جب جسم و غذا اور حِس کا ملاپ ہوگا تو حقیقتِ حیوان ظاہر ہوگی اور یہ جسم اور اُس کی حد نہیں اور نہ غذا اور اُس کی حد ہے اور نہ حِس اور اُس کی حد ہے۔

پس جب حقیقتِ حِس ساقط ہو جائے اور جسم و غذا کا ملاپ ہو تو نباتات کہیں گے پہلی حقیقت نہیں اور اِس لئے جن حروفِ مفردہ کا ہم نے ذکر کیا اِس دُوسری ترکیبِ لفظی میں مُؤثر ہونگے وُہ جیسے ظہورِ حقائق کے لئے ہم نے ترکیب دیا ہے، سامع کے نزدیک اِس کے علاوہ اِس کا شعور نہیں، لہٰذا تمہارے لئے ہم نے عالم رُوحانی کے توصّل کے واسطے تشبیہ

دی ہے، جیسا کہ جن کیا انسان نے نہیں دیکھا کہ وہ چار حقائق کے درمیان پھرتا ہے؟ حقیقتِ ذاتیہ[1]، حقیقتِ ربانیہ[2]، حقیقتِ شیطانیہ[3] اور حقیقتِ ملکیہ[4]،

ضیافتِ طبع کے لئے اِن پُورے حقائق کا بیان اِس کتاب کے بابِ معرفت میں آئے گا۔"

اور یہ عالمِ کلمات میں اِن حروف سے کسی حرف کا عالمِ کلمات پر داخل ہونا ہے پس اِس میں جو اُس کی حقیقت سے عطا ہُوا بیان کیا گیا پس وُہ اِس پر غور کریں ہمیں اور آپ کو اللہ تبارک وتعالیٰ سرائرِ کلمہ کا فہم عطا فرمائے۔"

نکتہ اور اشارہ

حضُور رسالتآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

"اُوتیتُ جوامع الکلم ۔ یعنی مجھے جوامع کلم دیئے گئے ہیں"

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے

۱۔ وَکَلِمَتُہٗ اَلْقٰھَا اِلٰی مَرْیَمَ وَرُوْحٌ مِّنْہُ[1] — اور اُس کا ایک کلمہ مریم کی طرف بھیجا اور اُسے کے یہاں کی ایک روح۔

۲۔ وَصَدَّقَتْ بِکَلِمٰتِ رَبِّھَا وَکُتُبِہٖ[2] — اور اُس نے اپنے رب کے کلمات اور کتابوں کی تصدیق کی۔

اور کہا! امیر نے چور کا ہاتھ کاٹا اور امیر کی ضرب کا چور ہونا ہے پس جو چیز اُس کے حکم سے پہنچی تو وُہ اُس کا پہنچنا ہے، تو جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچا ہے وُہ کلمات کے عالم سے اُس کے راز کے ساتھ

---

[1] النساء آیت ۱۷۱ [2] التحریم آیت ۱۲

اُس سے بغیر کسی چیز کے ساتھ استشناء کے اللہ تعالیٰ سے پہنچا ہے، تو اُس سے جو بنفسہٖ ملا جیسا کہ فرشتوں کی رُوحیں اور بہت سا عالم علوی اور اُس سے بھی جو اُس کے حُکم سے پہنچا۔

فیحدث الشئ عن وسائط کبرہ ذراعۃ

تیرے اعضاء میں جو تسبیح و تحمید والی روح رواں ہے کی طرف نہیں پُہنچے گی مگر بہت سے ادوار اور عالم میں انتقالات کے بعد، اور ہر عالم میں اُس کی جنس سے اُس کے اشخاص کی شکل پر منقلب ہے تو اس میں ہر ایک کا رجوع اس طرف ہے جسے جوامع الکلم عطا کیا گیا پس حقیقت محمّدیہ سے حقیقت اسرافیلیہ پھونکی گئی جو حق تعالیٰ کے پھونکنے کی طرف مضاف ہو گی۔

جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے

یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ[1] — یعنی جس دن صور پھونکا جائے گا

صُورِ اسرافیل میں پھونک کس کی ہو گی

نُون کے ساتھ اور قری یاء کے ساتھ اور اُس کی پیش اور فاء کی زبر اور پھونکنے والے بیشک حضرت اسرافیل علیہ السلام ہیں اور بیشک اللہ تعالیٰ نے پھونک کا مضاف اُنکی طرف کیا ہے۔

پس اس کی پھونک حضرت اسرافیل علیہ السلام سے ہے اور اِس کا قبول صُور سے ہے اور دونوں کے درمیان حق تعالیٰ کا راز ہے اور وہ پھونکنے والے اور قبول کرنے والے کے درمیان معنیٰ ہے جیسا کہ دو کلموں

---

[1] الانعام آیت ۷۳

کے درمیان حروف سے رابطہ ہے اور یہ مقدس و منزہ فعل کا وہ راز ہے جس پر نہ پھونکنے والے کو اطلاع ہے نہ قبول کرنے والے کو، اور پھونکنے والے پر ہے کہ وہ پھونکے اور آگ پر ہے کہ وہ جلے اور چراغ پر ہے کہ وہ بجھے پس جلنا اور بجھنا سرالہٰی کے ساتھ ہے۔

پس اس میں پھونکا گیا تو اللہ تعالیٰ کے اذن کے ساتھ اُڑنا ہوگا اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰہُ ثُمَّ نُفِخَ فِیْہِ اُخْرٰی فَاِذَا ھُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ ۝[1]

اور صور پھونکا جائے گا تو بے ہوش ہو جائیں گے جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمینوں میں ہیں مگر جسے اللہ چاہے۔ پھر وہ دوبارہ پھونکا جائے گا۔ جبھی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے۔

پس پھونک ایک ہے اور پھونکنے والا ایک ہے، اور جس میں پھونکا گیا حکم استعداد کے ساتھ اس میں اختلاف ہے اور بیشک یہ ہر حالت میں دونوں کے درمیان اللہ تعالیٰ کا پوشیدہ راز ہے۔

ثبوت کا سبب حضورؐ ہیں

پس اے ہمارے بھائیو! اس امرِ الٰہی کے لئے غور و فکر کرو اور جان لو کہ بیشک غالب حکمت والے اللہ تعالیٰ کی معرفت کو کوئی نہیں پہنچ سکتا الوہیت کی کنہ ابدی ہے اور علو و کبیر کی عزت و بلندی تک ادراک کی پہنچ نہیں پس

---

[1] الزمر آیت ۶۸

ہر عالم اپنے اول سے اپنے آخر تک ایک دوسرے کا مقید ہے اور ایک دوسرے کا عابد ہے اُن کی معرفت اُن سے اُن کی طرف ہے اور اُن کے حقائق اُن سے بسترِ الٰہی کے ساتھ اُٹھائے جاتے ہیں اُس کا ادراک نہیں کر سکتے اور نہ اُن پر عائد ہے، پس پاک ہے وہ لایجاری فی سلطانہ ولایدانی فی احسانہٖ[1] نہیں کوئی معبود مگر وہ غالب حکمت والا، پس جوامع الکلم بعید از فہم ہے اور وہ علمِ محیط اور نورِ الٰہی ہے جس کے ساتھ وجود کا راز، قبے کا ستون، ساقِ عرش مختص ہے اور ہر ثابت کے ثبوت کا سبب حضور رسالتمآب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ترجمہ کی پہلی جلد تمام ہوئی انشا اللہ العزیز دوسری جلد کی تیاری کا آغاز جلد ہو جائے گا۔

والحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ

الطاھرین واصحبہ اجمعین

نیاز کیش

صائم چشتی

یکم ربیع الاول ۱۴۰۷ھ

---

[1] نہ کوئی اُس کی سلطنت میں جرأت کر سکتا ہے نہ کوئی اُس کے احسان کو روک سکتا ہے

الفتوحات المكية

التي فتح الله بها على الشيخ الإمام العامل الراسخ الكامل
خاتم الأولياء الوارثين برزخ البرازخ محيي الحق
والدين أبي عبد الله محمد بن علي المعروف بابن عربي
الحاتمي الطائي قدس الله روحه ونور ضريحه آمين .

ناشر

علی برادران نزد جامعہ رضویہ جھنگ بازار فیصل آباد

بسم الله الرحمن الرحيم

●(صلى الله على سيدنا محمد)●

الحمد لله الذى أوجد الاشياء عن عدم وعدمه وأوقف وجودها على توجه كلمه أتحقق بذلك سر حدوثها وقدمها من قدمه وتقف عند هذا التحقيق على ما أعلمنا به من صدق قدمه فظهر سبحانه وظهر وأظهر وما بطن ولكنه بطن وأبطن وأثبت له الاسم الاول وجود عين العبد وقد كان ثبت وأثبت له الاسم الآخر تقدير الفناء والفقد وقد كان قبل ذلك ثبت فلولا المصر والمعاصر والجاهل والخابر ما عرف أحد معنى اسمه الاول والآخر ولا الباطن والظاهر وان كانت أسماؤه الحسنى على هذا الطريق الاسنى ولكن بينها تباين فى المنازل يتبين ذلك عند ما تخف وسائل حلول النوازل فليس عبد الحليم هو عبد الكريم وليس عبد الغفور هو عبد الشكور فكل عبد له اسم هو ربه وهو جسم ذلك الاسم قلبه فهو العليم سبحانه الذى علم وعلم والحاكم الذى حكم وحكم والقاهر الذى قهر وأقهر والقادر الذى قدر وكسب ولم يقدر . الباقى الذى تقم به صفة البقاء والمقدس عند المشاهدة عن المواجهة والتلقاء بل العبد فى ذلك الوطن الازه لاحق بالتنز لانه سبحانه وتعالى فى ذلك المقام الانزه يلحقه التشبيه فتزول من العبد فى تلك الحضرة الجهات .. عدم عند قيام النظرة به منه الالتفات أحمده حمد من علم انه سبحانه علا فى صفاته وعلىٌ وجل فى ذاته وجلىٌ وان عد العزة دون سبحانه مسدل وباب الوقوف على معرفة ذاته مقفل ان خاطب عبده فهو المسمع السميع وان ما أمر بفعله فهو المطاع المطيع ولما حيرتنى هذه الحقيقة أنشدت على حكم الطريقة الخليفة

الرب حق والعبد حق ● ياليت شعرى من المكلف
ان قلت عبد وذاك ميت ● أو قلت رب أنى يكلف

فهو سبحانه يطيع نفسه اذا شاء بخلقه وينصف نفسه مما تعين عليه من واجب حقه فليس الأسباب خالية على عروشها خاويه وفى ترجيع الصدى سر ما أشرنا اليه لمن اهتدى وأشكره شكر من تحقق ان بالتكليف ظهر الاسم المعبود وبوجود حقيقة لا حول ولا قوة الا بالله ظهرت حقيقة الجود والا فاذا جعلت الجنة جزاء لما عملت فأين الجود الالهى الذى عقلت فأنت عن العلم بأنك لذاتك موهوب وعن العلم بأصل نفسك محجوب فاذا كان ما تطلب به الجزاء ليس لك فكيف ترى عملك فاترك الاشياء وخالقها والمرزوقات ورازقها هو سبحانه الواهب الذى لا يمل والملك الذى عز سلطانه وجل اللطيف بعباده الخبير الذى ليس كمثله شئ وهو السميع البصير والصلاة على سر العالم ونكتته ومطلب العالم وبغيته السيد الصادق المدلج الى ربه الطارق المخترق به السبع الطرائق ليريه من أسرى به ما أودع من الآيات والحقائق فيما أبدع من الخلائق الذى شاهدته عند انشائى هذه الخطبة فى عالم حقائق المثال فى حضرة الجلال مكاشفة قلبيه فى حضرة غيبيه ولما شهدته صلى الله عليه وسلم فى ذلك العالم سيدا معصوم المقاصد محفوظ المشاهد منصورا مؤيدا وجميع الرسل بين يديه مصطفون وأمته التى هى خير أمة عليه ملتفون وملائكة التسخير من حول عرش مقامه حافون والملائكة المولدة من الاعمال بين يديه صافون والصديق على يمينه الانفس والفاروق على يساره الاقدس والختم بين يديه قد جثى يخبره بحديث الانثى وعلى صلى الله عليه وسلم يترجم عن الختم بلسانه وذو النورين

مشتمل

مشتمل برداء حيائه مقبل على شانه فالتفت السيد الاعلى والمورد العذب الاحلى والنور الا كشف الا لى فرآنى وراء الختم لاشتراك بينى و بينه فى الحكم فقال له السيد هذا عديلك وابنك وخليلك انصب له منبر الطرفاء بين يدى ثم أشار الى أن قم يا محمد عليه فاثن على من أرسلنى وعلى فان فيك شعرة منى لا صبر لها عنى هى السلطانة فى ذاتيتك فلا ترجع الىّ الا بكليتك ولا بد لها من الرجوع الى اللقاء فانها ليست من عالم الشقاء فـ كان منى بعد بعثى شئ فى شئ الا سعد وكان ممن شكر فى الملأ الاعلى وحمد فنصب الختم المنبر فى ذلك المشهد الاخطر وعلى جبهة المنبر مكتوب بالنور الازهر هذا هو المقام المحمدى الاطهر من رقى فيه فقد ورثه وأرسله الحق حافظا لحرمة الشرع بعثه وبعثه ووهبت فى ذلك الوقت مواهب الحكم حتى كأنى أوتيت جوامع الكلم فشكرت الله عز وجل وصعدت أعلاه وحصلت فى موضع وقوفه صلى الله عليه وسلم ومستواه وبسط لى على الدرجة التى أنا فيها كم قميص أبيض فوقفت عليه حتى لا أباشر الموضع الذى باشره صلى الله عليه وسلم بقدميه تنزيها له وتشريفا وتنبيها لنا وتعريفا ان المقام الذى شاهده من ربه لا يشاهده الورثة الا من وراء ثوبه ولا ذلك لكشفنا ما كشف وعرفنا ما عرف ألا ترى من تقفو أثره لتعلم خبره لا تشاهد من طريقه ما شهده منه ولا تعرف كيف تخبر بسلب الاوصاف عنه فانه شاهد مثلا ترابا مستويا لا صفة له فتمشى عليه على أثره لا تشاهد الا أثر قدميه وهنا سر خفى ان بحثت عليه وصلت اليه وهو من أجل انه امام فقد حصل له الامام لا يشاهد أثرا ولا يعرفه فقد كشفت ما لا يكشفه وهذا المقام قد ظهر فى انكار موسى صلى الله على سيدنا وعليه وعلى الخضر فلما وقفت ذلك الموقف الاسنى بين يدى من كان من ربه فى ليلة اسرائه قاب قوسين أو أدنى قمت مقنعا خجلا ثم أيدت بروح القدس فافتتحت مرتجلا

يا منزل الآيات والانباء • انزل علىّ معالم الاسماء

حتى أكون لحمد ذاتك جامعا • بمحامد السراء والضراء

أشرت اليه صلى الله عليه وسلم [illegible]

ويكون هذا السيد العلم الذى • جردته من دورة الخلفاء

ويعلمه الاصل الكريم وآدم • ما بين طينة خلقه والماء

ونقلته حتى استدار زمانه • وعطفت آخره على الابداء

وأقمته عبدا ذليلا خاضعا • دهرا يناجيكم بغار حراء

حتى أتاه مبشرا من عندكم • جبريل المخصوص بالانباء

قال السلام عليك أنت محمد • سر العباد وخاتم النبآء

يا سيدى حقا أقول فقال لى • صدقا نطقت فانت ظل ردائى

فاحمد وزد فى حمد ربك جاهدا • فلقد وهبت حقائق الاشياء

وانزلنا من شأن ربك ما انجلى • لفؤادك المحفوظ فى الظلماء

من كل حق قائم بحقيقة • يأتيك مملوكا بغير شراء

ثم شرعت فى الكلام بلسان العلام فقلت وأشرت اليه صلى الله وسلم عليه حدث من أنزل عليك الكتاب المكنون الذى لا يمسه الا المطهرون المنزل بحسن شيمك وتنزيهك عن الآفات وتهديك فقال فى سورة ن (بسم الله الرحمن الرحيم) ن والقلم وما يسطرون ما أنت بنعمة ربك بمجنون وان لك لاجرا غير ممنون وانك لعلى خلق عظيم فستبصر ويبصرون ثم غمس قلم الارادة فى مداد العلم وخط بيمين القدرة فى اللوح المحفوظ المصون كل ما كان وما هو كائن وسيكون وما لا يكون مما لو شاء وهو لا يشاء أن يكون لكان كيف يكون من نحو المعلوم المورث وعلمه الا كريم الخزون فسبحان ربك رب العزة عما يصفون ذلك الله الواحد الا حد

فتعالى عما أشرك به المشركون فكان أول اسم كتبه ذلك القلم الاسمى دون غيره من الاسما انى أريد أن أخلق من أجلك يا محمد العالم الذى هو ملكك فاخلق جوهرة الما خلقتها دون حجاب العزة الاحمى وأنا على ما كنت عليه ولا شئ معى فى عما خلق الماء سبحانه بردة جامدة كالجوهرة فى الاستدارة والبياض وأودع فيها بالقوة ذوات الاجسام وذوات الاعراض ثم خلق العرش واستوى عليه اسمه الرحمن ونصب الكرسى وتدلت اليه القدمان فنظر بعين الجلال الى تلك الجوهرة فذابت حياء وتحللت أجزاؤها فسالت ماء وكان عرشه على ذلك الماء قبل وجود الارض والسماء وليس فى الوجود اذ ذاك الا الحقائق المستوى عليه والمستوى والاستواء فارسل النفس فتموج الماء من زعزعه وأزبد وصوت بحمد الحمد المحمود الحق عندما ضرب بساحل العرش فاهتز الساق وقال له أنا أحمد فخجل ... ورجع القهقرى بريد بنبجه وترك زبده بالساحل الذى أنتجه فهو مخضة ذلك الماء الحاوى على أكثر الاشياء فأنشأ سبحانه من ذلك الزبد الارض مستديرة الفش مدحية الطول والعرض ثم أنشأ الدخان من نار احتكاك الارض عند فتقها ففتق فيه السموات العلى وجعلها ... الانوار ونازل الملأ الاعلى وقابل بنجومها المزينة لها النيرات ما زين به الارض من ازهار النبات وتفرد تعالى لآدم ووليه بذاته جلت عن التشبيه وبديه فأقام نشأة جسديه وسواها بتسويتين تسوية انقضاء أمده وتبول بده وجعل مسكن هذه النشأة نقطة كرة الوجود وأخفى عينها ثم نبه عباده عليها بقوله تعالى بغير عمد ترونها فاذا انتقل الانسان الى برزخ الدار الحيوان مارت قبة السماء وانشقت فكانت شعلة نار سيال كالدهان فمن فهم حقائق الاضافات عرف ما ذكرناه من الاشارات فيعلم قطعا ان قبة لا تقوم من غير عمد كلا يكون واله من غير ان يكون لمولد فالعمد هو المعنى الماسك فان لم ترد ان يكون الانسان فاجعله قدرة مالك فتبين انه لابد من ماسك يمسكها وهى مملكة فلابد لها من مالك يملكها ومن يمسك من أجله فهو ماسكها ومن وجدت له بسببه فهو مالكها ولما ابصرت حقائق السعداء والاشقياء عند قبض قدرة عليها من العدم والوجود وهى حالة لانشاء حسن النهاية بعين الموافقة والهداية وسوء الاتة بعين المخالفة والغواية ... ثمت السعادة الى الوجود وظهر من الشقية الشقاوة والابايه ولهذا أخبر الحق عن حالة ... أولئك يسارعون فى الخيرات وهم لها سابقون يشير الى تلك السرعه وقال فى الاشقياء ... ثبطهم وقيل اقعدوا مع القاعدين يشير الى تلك الرجعه فلولا هبوب تلك النفحات على الاجساد ما ظهر فى ... ذلك غى ولا رشاد ... السرعة والتثبط أخبرنا صلى الله عليك ان رحمة الله سبقت غضبه هكذا ... الراوى الينا ثم أنشأ سبحانه الحقائق على عدد أسمائه حقه وأظهر ملائكة التسخير على عدد خلائقه ... لكل حقيقة اسما من أسمائه تعبده وتعبده وجعل لكل من حقيقة ملكا يخدمه ويلزمه فمن الحقائق من حجبته رؤية نفسه عن اسمه فخرج عن تكليفه وحكمه فكان له من الجاحدين ومنهم من ثبت الله أقدامه واتخذ اسمه امامه وحقق بينه وبينه العلامه وجعله امامه فكان له من الساجدين ثم استخرج من الاب الاول أنوار الاقطاب شموسا تسبح فى أفلاك المقامات واستخرج أنوار النجباء نجوما تسبح فى أفلاك الكرامات وثبت الاوتاد الاربعة ... أربعة اركان فانحفظ بهم الثقلان • فازالوا ميد الارض وحركتها فسكنت وزينت بحلى أزهارها وحسن نباتها وخرجت بركتها • فنعمت أبصار الخلق بمنظرها البهى ومشامهم بريحها العطرى واختبأ كهم بمطعومها الشهى ثم أرسل الابدال السبعة ارسال حكيم عالم • ملوكا على السبعة الاقاليم لكل بدل اقليم ووزر للقطب الامامين وجعلهما امامين الى الزمانين فلما أنشأ العالم على غاية الاتقان وميز أبدع منه كما قال الامام أبو حامد فى الامكان وابرز جسدك صلى الله عليك للعيان أخبر عنك الراوى انك قلت يوما فى محلك ان الله كان ولا شئ معه وهو على ما عليه كان وهكذا انت صلى الله عليك حقائق الاكوان فما ... الحقائق على جميع الحقائق الاكوان سابقة وهى لها لاحقة ادمن ليس مع شئ فليس معه شئ ولو خرجت

الحقائق

محوفوفة على رس مهبها خوفا من وضع الحكمة فى غير موضعها ثم رددت من ذلك المشهد النوى العلى الى العالم السفلى فجعلت ذلك الحمد المقدس خطبة الكتاب وأخذت فى تتميم صدره ثم أشرع بعد ذلك فى الكلام على ترتيب الابواب والحمد لله الغنى الوهاب هذه رسالة كتبت بها أما بعد فانه

لما انتهى للكعبة الحسناء • جسمى وحصل رتبة الامناء
وسعى وطاف وتم عند مقامها • صلى وأثبته من العتقاء
من قال هذا الفعل فرض واجب • ذاك المتوسل خاتم النبآء
ورأى بها الملأ الكريم وآدما • قبلى فكان لهم من القرناء
ولآدم ولدا تقيا طائعا • منهم السعيد أكرم الكرماء •
والكل بالبيت المكرم طائف • وهو اختص فى الحلة السوداء
يرجى ذلاذل برده لير يك فى • ذاك التبختر نخوة الخيلاء
وأبى على الملأ الكريم مقدم • يمشى باضعف مشية الزمناء
والعبد بين يدى أبيه مطرق • فعل الادب وجبرئيل ازائى
بيدى المعالم والمناسك خدمة • لابى ليورثها الى الابناء
فعجبت منهم كيف قال جميعهم • بفساد والدنا وسفك دماء
اذ كان يحجبهم بظلمة طينه • عما حوته من سنا الاسماء
وبدا بنور ليس فيه غيره • لكنهم فيه من الشهداء
ان كان والدنا محلا جامعا • للاولياء معا وللاعداء
ورأى الموت والنبوة جاءتا • كرها بغير هوى وغير صفاء
فبنفس ماقامت به أضداده • حكموا عليه بغلظة وبذاء
وأبى يقول أنا المسبح والذى • مازال يحمدكم صباح مساء
وأنا المقدس ذات نور جلالكم • وأتوا فى حق أبى بكل جفاء
لما رأوا جهة الشمال ولم يروا • منه يمين القبضة البيضاء
ورأوا نفوسهم عبيدا خشعا • ورأوه ربا طالب استيلاء
لحقيقة جمعت له اسماء من • خص الحبيب بليلة الاسراء
ورأوا منازعه العين بجنده • يرنو اليه بمقلة البغضاء
وبذات والدنا منافق ذاته • حفظ العصاة وشهوتنا حواء
علموا بان الحرب حتما واقع • منه بغير تردد واباء
فلذاك ما نطقوا بما نطقوا به • فاعذرهم فهم من الصلحاء
فطروا على الخبر الاعم جبلة • لايعرفون مواقع الشحناء
ومتى رأيت أبى وهم فى مجلس • كان الامام وهم من الخدماء
وأعاد موطنهم عليهم ربنا • عدلا ما زمطهم الى الاعداء
غربة الملأ الكريم عقوبة • [illegible] فى [illegible] الآباء
أوما ترى فى يوم بدر حربهم • وهيبا فى [illegible] •
بعر يبشره مقلقا متضرعا • لاطمعهم فى نصرة الضعفاء
لما رأى هذى الحقائق كلها • معصومة على من الاهواء

نادى فاسمع كل طالب حكمة • يطوى لها بشملة وجناء
طى الذى يرجو لقاه مراده • فيجوب كل مفازة بيداء
ياراحلا ينص المهامه قاصدا • نحوى ليلحق رتبة السمراء
قل للذى تلقاه من شجرائى • عنى مقالة أنصح النصحاء
واعلم بانك خاسر فى حيرة • لما جهلت رسالتى وندائى
ان الذى مازلت أطلب شخصه • ألفيته بالربوة الخضراء
البلدة الزهراء بلدة تونس • الحضرة المزدانة الغراء
بمحله الاسنى المقدس تربه • بحلوله ذى القبلة الزوراء
• فى عصبة مختصة مختارة • من صفة النجباء والنقباء
يمشى بهم فى نور علم هداية • من هديه بالسنة البيضاء
والذكر يتلى والمعارف تنجلى • فيه من الاصباح للامساء
• بدر الاربعة وعشر لا يرى • أبدا منور ليلة قمراء •
وابن المرابط فيه واحد شانه • جلت حقائقه عن الافشاء
و بنوه قد حفوا بعرش مكانه • فهو الامام وهم من البدلاء
فكأنه وكأنهم فى مجلس • بدر تحف به نجوم سماء •
واذا أتاك بحكمة علوية • فكأنه ينبى عن العنقاء
• فلزمته حتى اذا احلت به • أتى لها الجل من الغرباء
حبر من الاحبار عاشق نفسه • سر الجبانة سيد الظرفاء
فى عصبة النظار والفقهاء • لكنه فيهم من الفضلاء
وافى وعندى للتنفل نية • فى كل وقت من دجى وضحاء
فتركته ورحلت عنه وعنده • منى تغير غيرة الادباء
وبدا يخاطبنى بانك خنتنى • فى عترتى وصحابتى القدماء
وأخذت تائبنا الذى قامت به • دارى ولم تخبر به سجرائى
والله يعلم نيتى وطويتى • فى أمر تائبه وصدق وفائى
فانا على العهد القديم ملازم • فوداده صاف من الاقذاء
ومتى وقفت على مفتش حكمة • مستورة فى النشأة الحوراء
• مخبر متشوف قلناله • يا طالب الاسرار فى الاسراء
أسرع فقد ظفرت بذاك بجامع • لحقائق الاموات والاحياء
نظر الوجود فكان تحت نعاله • من مستواه الى قرار الماء
ما فوقه من غاية يسمو لها • الاهو فهو مصرف الاشياء
• لبس الرداء تنزها وازاره • لما أراد تكون الانشاء
• فاذا أراد تمتعا بوجوده • من غير ما نظر الى الرقباء
شال الرداء ولم يكن متكبرا • وازار تعظيم على القرناء •
• فبدا وجود لا تقيده لنا • صفة ولا اسم من الاسماء •
ان قيل من هذا ومن تعنى به • قلنا الحنفى آمر الامراء •

شمس الحقيقة قطبها ولبها • سر العباد وعالم العلماء
عبد تسود وجهه من مجده • نور البصائر خاتم الخلفاء •
سهل الخلائق طيب عنصر الجنى • غوث الخلائق أرحم ترحمه
جلت صفات جلاله وجماله • وبهاء عزته عن النظراء
يحمى الشريعة في البنين مقيما • بين العبيد الصم والاجراء
مازال سائس أمة كانت به • محفوظة الانحاء والارجاء
شرى لنا تنزعه فى ملكه • أرى لنا ما جتمعته •
صلب ولكن لين لعفاته • كالماء يجرى من صفاصفه
يغنى ويفقر من يشاء قامره • يحيى الولاة ويهلك الاعداء
لا انس اذ قال الامام مقالة • عنها يقصر أخطب الخطباء
كابناو رداه وصل بلمع • انوا تلقا تاعيش ردائى •
فانظر الى السر المكتم درة • مجلوة فى الجبة السمية
حتى يحار الخلق فى تكييفها • عينا كبيرة عودة الابداء
• عجبا لمالم تخفها اصدافها • الشمس تنى حندس الظلماء
فاذا أتى بالسر عبد حكنا • قيل اكتبوا عبدى من الامناء
ان كان يبدى السر مستورا لنا • نحرى به أرضى فكيف تسابقى
لما أتيت ببعض وصف جلاله • اذ كان عنى واتقا بعتاقى
قالوا لقد بدا لحقته بالحنا • فى الذات والاوصاف والاسماء
بأى معنى تعرف الحق الذى • سواك خلقا يحيى الاحشاء
قلنا صدقت وهل عرفت محققا • من موجد الخلق الاعم سواى
فاذا سمعت قائما أنى على • نفى فنفسى عين ذلك ثناى
واذا أردت تعرفا بوجوده • قسمت ما عندى على الفقراء
وعدمت من عينى فكان وجوده • فظهوره وقف على اخفاقى
جل الاله الحق أن يبدو لنا • فردا وعينى ظاهر وبقائى
لو كان ذاك لكان فردا لنا • متجسا متجسا لتنائى
هذا محال فليصح وجوده • فى غيبتى عن عينه وفنائى
فمتى ظهرت اليكم أخفيته • اخفاء عين الشمس فى الانواء
فالناظرون يرون أصب عيونهم • سحبا تصرفها يد الاهواء
والشمس خلف الغيم تبدى نورها • للسحب والابصار فى الظلماء
فيقول قد بخلت على واتها • مشغولة بتحلل الاجزاء
تجود بالمطر الغزير على الثرى • من غير ما نصب ولا اعياء
وكذاك عند شروقها فى نورها • تمحو طوالع نجم كل سماء
... بعد الغروب بساعة • ظهرت لعينك أنجم الجوزاء
... ا الينها وذاك حليها • فى ذاتها وتقول حسن رآه
... نا وظهوره • من أجله والرمز فى الاخفاء

يعقوب قضاها و أحسن فى من ذلك الجمع المكرم الا أبو عبد الله بن المرابط كانه هو المبرز المقدم ولكن بعض احساس والغالب عليه فى أمرى الالتباس وأما الشيخ المسن المرحوم جراح فكنت قد تكاشفت معه [illegible] فى حضرة عليه ولم أزل بعد مفارقتى حضرة الولى أبقاه الله ذاكرا ولاحواله شاكرا وبمناقبه ناطقا ولآدابه عاشقا وربما سطرت من ذلك فى الكتب ماسارت به الركبان وشهر فى بعض البلدان [illegible] وقف الولى عليه ورأى بعض ما لبه فقد ثبت له الود منى قبل سبب يقتضيه وغرض عاجل أو آجل يثبته فى النفس ويمضيه ثم كان الاجتماع بالولى تولاه الله بعد ذلك بأعوام فى محله الاسنى وكانت الاقامة معه تسعة أشهر دون أيام فى العيش الارغد الاهنى عيش روح وشبح وقد جاد كل واحد منا بذاته على صفيه وسمح ولى رفيق وله [illegible] وكلاهما صديق وصديق فرفيقه شيخ عاقل محصل ضابط يعرف بأبى عبد الله بن المرابط ذو نفس أبية وأخلاق رضية وأعمال زكية وخلال مرضية يقطع الليل تسبيحا وقرآنا ويذكر الله على أكثر أحيانه سرا واعلانا بطل فى ميدان المعاملات فهم لما يرد به صاحب المنازل والمنازلات منصف فى حاله مفرق بين حقه ومحاله وأما رفيقى فضياء خالص ونور صرف حبشى اسمه عبد الله بدر لا يلحقه خسف يعرف الحق لاهله فيؤديه ويوقفه عليهم ولا يعديه قد نال درجة التمييز وتخلص عند السبك كالذهب الابريز كلامه حق ووعده صدق فكنا الاربعة الاركان التى قام عليها شخص العالم والانسان فافترقنا ونحن على هذه الحال لانحراف قام ببعض هذه الحال فأنا كنت نويت الحج والعمرة ثم اسرع الى جدله [illegible] الكريم [illegible] فلما وصلت أم القرى بعد زيارتى الخليل الذى من القرى وبعد صلاتى بالصخرة والاقصى وزيارة سيدى سيد ولد آدم ديوان الاحاطة والاحصا أقام الله فى خاطرى ان أعرف الولى أبقاه الله بفنون من المعارف حصلتها فى غيبتى وأهدى اليه أكرم الله من جواهر العلم التى اقتنيتها فى غربتى فقيدت له هذه الرسالة اليتيمة التى أوجدها الحق لاعراض الجهل تميمة ولكل صاحب صفى ومحقق صوفى ولحبيبنا الولى وأخينا الف [illegible] وولدنا الرضى عبد الله بدر الحبشى اليمنى معتق أبى الغنائم ابن أبى الفتوح الحرانى وسميتها رسالة الفتوحات المكيه فى معرفة الاسرار المالكية والملكيه اذ كان الاغلب فيما أودعت هذه الرسالة مافتح الله به على عند طوافى بيته المكرم أو قعودى مراقبا له بحرمه الشريف المعظم وجعلتها أبوابا شريفه وأودعتها المعانى اللطيفه فان الانسان لا تسهل عليه شدائد البدايه الا اذا عرف شرف الغايه ولاسيما ان ذاق من ذلك عذوبة الجنى ووقع منه بموقع المنى فاذا أبصر الباب البصر تردد عليه عين بصيرة الحكيم فنظر فاستخرج اللآلئ والدرر ويعاين الباب عند ذلك مافيه من حكم روحانيه ونكت ربانيه على قدر نفوذه وفهمه وقوة عزمه وهمته واتساع نفسه من أجل غطسه فى أعماق بحار علمه

لما لزمت قرع باب الله • كنت المراقب لم أكن بالساهى
حتى بدت للعين سبحة وجهه • والى هلم لم تكن الاهى
فاحطت علما بالوجود فما لنا • فى قلبنا علم بغير الله
لو يسأل الخلق الغريب محجتى • لم يسألوك عن الحقائق ماهى

فلنقدم قبل الشروع فى الكلام على أبواب هذا الكتاب بابا فى فهرست أبوابه ثم أتلوه بمقدمة فى تمهيد مايتضمنه هذا الكتاب من العلوم الالهية الاسرارية وعلى أثرها يكون الكلام على الابواب على حسب ترتيبها فى باب الفهرست ان شاء الله تعالى والله يقول الحق وهو يهدى السبيل انتهى الجزء الاول والحمد لله يتلوه الجزء الثانى ان شاء الله تعالى وصلى الله على محمد وعلى آله الطاهرين

(بسم الله الرحمن الرحيم)

(مقدمة الكتاب)

فكان أول ما وقع عندي أن أجعل في هذا الكتاب أولا فصلا في العقائد المؤيدة بالأدلة القاطعة والبراهين الساطعة ثم رأيت أن ذلك تشغيب على المتأهب الطالب للمزيد المتعرض لنفحات الجود بأسرار الوجود فإن المتأهب إذا لزم الخلوة والذكر وفرغ المحل من الفكر وقعد فقيرا لا شيء له عند باب ربه حينئذ يمنحه الله تعالى ويعطيه من العلم به والأسرار الإلهية والمعارف الربانية التي أثنى الله سبحانه بها على عبده خضر فقال عبدا من عبادنا آتيناه رحمة من عندنا وعلمناه من لدنا علما وقال تعالى واتقوا الله ويعلمكم الله وقال إن تتقوا الله يجعل لكم فرقانا وقال ويجعل لكم نورا تمشون به قيل للجنيد بم نلت ما نلت فقال بجلوسي تحت تلك الدرجة ثلاثين سنة وقال أبو يزيد أخذتم علمكم ميتا عن ميت وأخذنا علمنا عن الحي الذي لا يموت فيحصل لصاحب الهمة في الخلوة مع الله وبه جلت هيبته وعظمت منته من العلوم ما يغيب عندها كل متكلم على البسيطة بل كل صاحب نظر وبرهان ليست له هذه الحالة فإنها وراء النظر العقلي إذ كانت العلوم على ثلاث مراتب (علم العقل) وهو كل علم يحصل لك ضرورة أو عقيب نظر في دليل بشرط العثور على وجه ذلك الدليل وشبهه من جنسه في عالم الفكر الذي يجمع ويختص بهذا الفن من العلوم ولهذا يقولون في النظر منه صحيح ومنه فاسد (والعلم الثاني) علم الأحوال ولا سبيل إليها إلا بالذوق فلا يقدر عاقل على أن يحدها ولا يقيم على معرفتها دليلا كالعلم بحلاوة العسل ومرارة الصبر ولذة الجماع والعشق والوجد والشوق وما شاكل هذا النوع من العلوم فهذه علوم من المحال أن يعلمها أحد إلا بأن يتصف بها ويذوقها وشبهها من جنسها في أهل الذوق كمن يغلب على محل طعمه المرة الصفراء فيجد العسل مرا وليس كذلك فإن الذي باشر محل الطعم إنما هو المرة الصفراء (والعلم الثالث) علوم الأسرار وهو العلم الذي فوق طور العقل وهو علم نفث روح القدس في الروع يختص به النبي والولي وهو نوعان نوع منه يدرك بالعقل كالعلم الأول من هذه الأقسام لكن هذا العالم به لم يحصل له عن نظر ولكن مرتبة هذا العلم أعطت هذا والنوع الآخر على ضربين ضرب منه يلتحق بالعلم الثاني لكن حاله أشرف والضرب الآخر من علوم الأخبار وهي التي يدخلها الصدق والكذب إلا أن يكون المخبر به قد ثبت صدقه عند المخبر وعصمته فيما يخبر به ويقوله كإخبار الأنبياء صلوات الله عليهم عن الله كإخبارهم بالجنة وما فيها فقوله إن ثم جنة من علم الخبر وقوله في القيامة إن فيها حوضا أحلى من العسل من علم الأحوال وهو علم الذوق وقوله كان الله ولا شيء معه ومثله من علوم العقل المدركة بالنظر فهذا الصنف الثالث الذي هو علم الأسرار العالم به يعلم العلوم كلها ويستغرقها وليس صاحب تلك العلوم كذلك فلا علم أشرف من هذا العلم المحيط الحاوي على جميع المعلومات وما بقي إلا أن يكون المخبر به صادقا عند السامعين له معصوما هذا شرطه عند العامة وأما العاقل اللبيب الناصح نفسه فلا يرمي به ولكن يقول هذا جائز عندي أن يكون صدقا أو كذبا وكذلك ينبغي لكل عاقل إذا أتاه بهذه العلوم غير المعصوم وإن كان صادقا في نفس الأمر فيما أخبر به ولكن كما لا يلزم هذا السامع له صدقه لا يلزمه تكذيبه ولكن يتوقف وإن صدقه لم يضره لأنه أتى في خبره بما لا تحيله العقول بل بما تجوزه أو تقف عنده ولا يهدم ركنا من أركان الشريعة ولا يبطل أصلا من أصولها فإذا أتى بأمر جوزه العقل وسكت عنه الشارع فلا ينبغي لنا أن نرده أصلا ونحن مخيرون في قبوله فإن كانت حالة المخبر به تقتضي العدالة لم يضرنا قبوله كما نقبل شهادته ونحكم بها في الأموال والأرواح وإن كان غير عدل في علمنا فننظر فإن كان الذي أخبر به حقا بوجه ما عندنا من الوجوه المصححة قبلناه وإلا تركناه في باب الجائزات ولم نتكلم في قائله فإنها شهادة مكتوبة نسأل عنها قال تعالى ستكتب شهادتهم ويسألون وأما أولى من نصح نفسه في ذلك ولو لم يأت هذا المخبر إلا بما جاء به المعصوم فهو حاك لنا ما عندنا من روايته عنه فلا فائدة زائدة عندنا بخبره وإنما يأتون رضي الله عنهم بأسرار وحكم من أسرار الشريعة مما هي خارجة عن قوة الفكر والكسب ولا تنال أبدا إلا بالمشاهدة والإلهام وما شاكل هذه الطرق ومن هنا تكون الفائدة

علیہ السلام ان یکن فی أمتی محدثون فہم عمر وقوله فی أبی بکر فی فضله بالسر غیره ولولم یقع الانکار لهذه العلوم فی الوجود لم یقل قول أبی هریرة حفظت من رسول الله صلی الله علیه وسلم وعاءین فاما أحدهما فبثثته وأما الآخر فلو بثثته قطع منی هذا البلعوم حدثنی به الفقیه أبو عبد الله محمد بن عبید الله الحجری بسبتة فی رمضان عام تسعة وثمانین وخمسمائة وحدثنی به أیضا أبو الولید أحمد بن محمد بن العربی بداره باشبیلیة سنة اثنتین وتسعین وخمسمائة فی آخرین کلهم قالوا حدثنا الا أبا الولید بن العربی فانه قال سمعت أبا الحسن شریح بن محمد بن شریح الرعینی قال حدثنی أبی أبو عبد الله وأبو عبد الله محمد بن احمد بن منظور القیسی سماعا منی علیهما عن أبی ذر سماعا منهما علیه عن أبی محمد هو عبد الله بن أحمد بن حمویه السرخسی الحموی وأبی اسحق المستملی وأبی الهیثم هو محمد بن مکی بن محمد الکشمیهنی قالوا أنا أبو عبد الله هو محمد بن یوسف بن مطر الفربری قال أنا أبو عبد الله البخاری وحدثنی به أیضا أبو محمد یونس بن یحیی بن أبی الحسین بن البرکات الهاشمی العباسی بالحرم الشریف المکی تجاه الرکن الیمانی من الکعبة المعظمة فی شهر جمادی الاولی سنة تسع وتسعین وخمسمائة عن أبی الوقت عبد الاول بن عیسی السجزی الهروی عن أبی الحسن عبد الرحمن بن المظفر الداودی عن أبی محمد عبد الله بن أحمد بن حمویه السرخسی عن أبی عبد الله الفربری عن البخاری وقال البخاری فی صحیحه حدثنی اسماعیل قال حدثنی أخی عن ابن أبی ذئب عن سعید المقبری عن أبی هریرة وذکر الحدیث وشرح البلعوم لابی عبد الله البخاری من روایة أبی ذر خرجه فی کتاب العلم وذکروا ان البلعوم مجری الطعام ولم یفقد ذلک عن ابن عباس قال فی قول الله عز وجل الله الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلهن یتنزل الامر بینهن لو ذکرت تفسیره لرجمتمونی و فی روایة لقلتم انی کافر اخبرنی بهذا الحدیث أبو عبد الله محمد بن عبد ... الامام محمد بن عبد الله ... عن أبی حامد محمد بن محمد الطوسی الغزالی ولم یکن لقول الرضی من ... طالب صلی الله علیه وسلم ... حتی قال

رب جوهر علم لو أبوح به ◆ لقیل لی أنت ممن یعبد الوثنا
ولاستحل رجال مسلمون دمی ◆ یرون أقبح ما یأتونه حسنا

و ... سادات أبرار ... وانتهر عنهم قد عرفوا هذا العلم وعرفوا منزلة اکثر العالم منه ران ... له ینبغی للعاقل العارف ان لا یبادر علیهم فی انکاره فانه فی قصة موسی مع خضر مندوحة لم وحجة للطائفة ان کان انکار موسی عن نسیان لشرطه ولتعدیل الله ایاه وبهذه القصة عینها نحتج علی المنکر ... خصامهم ولکن نقول کما قال العبد الصالح هذا فراق بینی وبینک

(وصل) ولا یعجبنک أیها الناظر فی هذا الصنف من العلم الذی هو العلم النبوی الموروث منهم صلوات الله علیهم اذا وقفت علی مسئلة من مسائلهم قد ذکرها فیلسوف أو متکلم أو صاحب نظر فی أی علم کان فتقول فی هذا القائل الذی هو الصوفی المحقق انه فیلسوف لکون الفیلسوف ذکر تلک المسئلة وقال بها واعتقدها وانه نقلها منهم أو انه لا دین له فان الفیلسوف قد قال بها ولا دین له فلا تفعل یا أخی فهذا القول قول من لا تحصیل له اذ الفیلسوف لیس کل علمه باطلا فعسی ان تکون تلک المسئلة فیما عنده من الحق ولا سیما ان وجدنا الرسول علیه السلام قد قال بها ولا سیما فیما وضعوه من الحکم والتبری من الشهوات ومکاید النفوس وما تنطوی علیه من سوء الضمائر فان کنا لا نعرف الحقائق ینبغی لنا أن نثبت قول هذا القائل فی هذه المسئلة المعینة وانها حق فان الرسول صلی الله علیه وسلم قد قال بها أو الصاحب أو مالک أو الشافعی أو سفیان الثوری وأما قولک ان قلت سمعتها من فیلسوف أو طالعتها فی کتبهم فانک ربما تقع فی الکذب والجهل أما الکذب فقولک سمعتها أو طالعتها وأنت لم تشاهد ذلک منه وأما الجهل فکونک لا تفرق بین الحق فی تلک المسئلة والباطل وأما قولک ان الفیلسوف لا دین له فلا یدل کونه لا دین له علی ان کل ما عنده باطل وهذا مدرک بأول العقل عند کل عاقل فقد خرجت باعتراضک علی الصوفی فی مثل هذه المسئلة عن العلم والصدق والدین وانخرطت فی سلک أهل الجهل والکذب والبهتان ونقص العقل والدین وفساد النظر والانحراف أرأیت لو أتاک بها رافع آهل کیف الاعتراض ها

وتطلب

وتطلب على معانيها كذلك حدما نالك به من الاصول واهتد على مسلك قليلا وفرغ لما أتاك به عملك حتى يبرز لك
معناها أحسن من أن تقول يوم القيامة من كان دولة من هذا بل كان طالبي وكل علم اذا بسطته العبارة حسن وفهم
معناه أو قارب وعذب عند السامع الفهم فهو علم العقل النظري لانه تحت ادراكه ومما يستقل به لو نظر الا علم الاسرار
فانه اذا أخذته العبارة سمج واعتاص على الافهام دركه وخشن وربما مجته العقول الضعيفة المتعصبة التى لم تتوفر
لتمييز حقيقته التى جعل الله فيها من النظر والبحث ولهذا صاحب العلم كثيرا ما يوصله الى الافهام بضرب الامثلة
والمخاطبات الشعرية . وأما علوم الاحوال فمتوسطة بين علم الاسرار وعلم العقول . وأكثر ما يؤمن بعلم الاحوال
أهل التجارب وهو الى علم الاسرار أقرب منه الى العلم النظري العقلي لكن يقرب من صنف العلم العقلي الضروري بل
هو هو لكن لما كانت العقول لا تتوصل اليه الا باخبار من علمه أو شاهده من نبي أو ولي لذلك تميز عن الضروري لكن
هو ضروري عند من شاهده ثم اتعلم انه ان حسن عندك وقبلته وآمنت به وأبشر انك على كشف منه ضرورة وأنت
لا تدري لا سبيل الا هذا أولا يثلج الصدر لانما يقطع بصحته وليس للعقل هنا مدخل لانه ليس من دركه الا ان أتى بذلك
معصوم حينئذ يثلج صدر العاقل وأما غير المعصوم فلا يلتذ بكلامه الا صاحب ذوق (فان قلت) فلخص لى هذه
الطريقة التى تدعى انها الطريقة الشريفة موصلة لسالك عليها الى الله تعالى وما تنطوى عليه من الحقائق والمقامات
بأقرب عبارة وأوجز لفظ وأتمه حتى أعمل عليه وأصل الى ما ادعيت انك توصلت اليه وبالله أقسم انى لا آخذ منك على
وجه التجربة والاختبار وانما آخذه منك على الصدق فانى قد حسنت الظن بك احسان قطع اذ قد نبهتني على حظ
ما أتيت به من العقل وان ذلك مما يقطع العقل بجوازه وامكانه أو يقف عنده من غير حكم بمين فشكر الله لك ذلك
وبلغك آمالك ونفعك ونفع بك . فاعلم أن الطريق الى الله تعالى الذى سلكت عليه الخاصة من المؤمنين الطالبين
نجاتهم دون العامة الذين شغلوا أنفسهم بغير ما خلقت له انه على أربع شعب بواعث ودواع وأخلاق وحقائق والذى
دعاهم الى هذه الدواعى والبواعث والاخلاق والحقائق ثلاثة حقوق تفرضت عليهم حق لله وحق لانفسهم وحق
للخلق فالحق الذى لله تعالى عليهم أن يعبدوه ولا يشركوا به شيأ والحق الذى للخلق عليهم كف الاذى كله عنهم ما
أمر به شرع من اقامة حد وصنائع المعروف معهم على الاستطاعة والايثار ما لم ينه عنه شرع فانه لا سبيل الى موافقة
الغرض الا بلسان الشرع والحق الذى لانفسهم عليهم أن لا يسلكوا بها من الطرق الا الطريق التى فيها سعادتها
ونجاتها وان أبت فلجهل قام بها أو سوء طبع فان النفس الابية انما يحملها على اتيان الاخلاق الفاضلة دين
أو مروءة فالجهل يضاد الدين فان الدين علم من العلوم وسوء الطبع يضاد المروءة ثم نرجع الى الشعب الاربع
فنقول الدواعى خمسة الهاجس السببى ويسمى نقر الخاطر ثم الارادة ثم العزم ثم الهمة ثم النية
والبواعث لهذه الدواعى ثلاثة أشياء رغبة أو رهبة وتعظيم والرغبة رغبتان رغبة فى المجاورة ورغبة فى المعاينة وان
شئت قلت رغبة فيما عنده ورغبة فيه والرهبة رهبتان رهبة من العذاب ورهبة من الحجاب والتعظيم افراده عنك
وجمعك به . والاخلاق على ثلاثة أنواع خلق متعد وخلق غير متعد وخلق مشترك . فالمتعدى على قسمين متعد
بمنفعة كالجود والفتوة ومتعد بدفع مضرة كالعفو والصفح واحتمال الاذى مع القدرة على الجزاء والتمكن منه وغير
المتعدى كالورع والزهد والتوكل . وأما المشترك فكالصبر على الاذى من الخلق وبسط الوجه . وأما الحقائق فعلى
أربعة حقائق ترجع الى الذات المقدسة وحقائق ترجع الى الصفات المنزهة وهى النسب وحقائق ترجع الى الافعال وهى
كن وأخواتها وحقائق ترجع الى المفعولات وهى الاكوان والمكونات وهذه الحقائق الكونية على ثلاث مراتب
علوية وهى المعقولات وسفلية وهى المحسوسات وبرزخية وهى المخيلات . فاما الحقائق الذاتية فكل مشهد يقيمك
الحق فيه من غير تشبيه ولا تكييف لا تسعه العبارة ولا تومى اليه الاشارة . وأما الحقائق الصفاتية فكل مشهد يقيمك
الحق فيه تطلع منه على معرفة كونه سبحانه عالما قادرا مريدا حيا الى غير ذلك من الاسماء والصفات المختلفة والمتقابلة
والمتماثلة . وأما الحقائق الكونية فكل مشهد يقيمك الحق فيه تطلع منه على معرفة الارواح والبسائط والمركبات

لا يبالى كيف كانت حالته فى النظر فى حدوث العالم هل هو ... وسلم أم لا وهل ... وثبت عنده أن محمدا رسول الله
اليه وأن الله موجود ومن كان معتقدا لهذا ... فهذه حاله العوام فليتركهم على ... عليه ولا يكفر أحدا وان لم يكن
معتقدا لهذا الاعتقاد بطريق علم الكلام ونعوذ بالله من هذا المذهب حيث ... النظر الى الخروج عن الايمان
وعلماء هذا العلم رضى الله عنهم ما وضعوه ومن ... ما صنفوه ليثبتوا فى أنفسهم ... بالله وانما وضعوه ردا على الخصوم
الذين جحدوا الالهية أو الصفات أو بعض الصفات أو الرسالة أو رسالة محمد صلى الله عليه وسلم خاصة أو حدوث العالم أو الاعادة
الى هذه الاجسام بعد الموت أو الحشر والنشر وما يتعلق بهذا الصنف وكانوا كافرين بالقرآن مكذبين به جاحدين له
فطلب علماء الكلام اقامة الادلة عليهم على الطريقة التى زعموا انها أدتهم الى ابطال ما ادعيناه خاصة حتى
لا يشوشوا على العوام عقائدهم فهم ابرز فى ميدان المجادلة بدعى معتزلى أو أشعرى أو من كان من أصحاب علم النظر ولم
يقتصروا على السيف رغبة منهم وحرصا على ان يردوا احدا الى الايمان والانتظام فى سلك أمة محمد صلى الله عليه وسلم
بالبرهان اذ الذى كان يأتى بالامر المعجز على صدق دعواه قد فقد وهو الرسول عليه السلام فالبرهان عندهم قائم مقام
تلك المعجزة فى حق من عرف فان الراجع بالبرهان أصح اسلاما من الراجع بالسيف فان الخوف يمكن أن يحمله على
النفاق وصاحب البرهان ليس كذلك . فلهذا رضى الله عنهم وضعوا علم الجوهر والعرض لا لغير ويكفى فى المقصر منه
واحد فاذا كان الشخص مؤمنا بالقرآن انه كلام الله قاطعا به فليأخذ عقيدته منه من غير تأويل ولا ميل فنزه سبحانه
نفسه ان يشبهه شىء من المخلوقات أو يشبه شيئا بقوله تعالى ليس كمثله شىء وهو السميع البصير وسبحان ربك رب العزة
عما يصفون . وأثبت رؤيته فى الدار الآخرة بظاهر قوله وجوه يومئذ ناضرة الى ربها ناظرة وكلا انهم عن ربهم يومئذ
لمحجوبون وانتفت الاحاطة بدركه بقوله لا تدركه الابصار وثبت كونه قادرا بقوله وهو على كل شىء قدير وثبت كونه عالما
بقوله أحاط بكل شىء علما وثبت كونه مريدا بقوله فعال لما يريد وثبت كونه سميعا بقوله لقد سمع الله وثبت كونه بصيرا
بقوله ألم يعلم بأن الله يرى وثبت كونه متكلما بقوله وكلم الله موسى تكليما وثبت كونه حيا بقوله الله لا اله الا هو الحى القيوم
وثبت ارسال الرسل بقوله وما أرسلنا من قبلك الا رجالا يوحى اليهم وثبت رسالة محمد صلى الله عليه وسلم بقوله تعالى محمد
رسول الله وثبت انه آخر الانبياء بقوله وخاتم النبيين وثبت ان كل ما سواه خلق له بقوله الله خالق كل شىء وثبت خلق الجن
والانس بقوله وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون وثبت حشر الاجساد بقوله منها خلقناكم وفيها نعيدكم ومنها نخرجكم
تارة أخرى الى أمثال هذا مما يحتاج اليه العقائد من الحشر والنشر والقضاء والقدر والجنة والنار والقبر والميزان
والحوض والصراط والحساب والصحف وكل ما لا بد للمعتقد أن يعتقده قال تعالى ما فرطنا فى الكتاب من شىء
وأثبت ان القرآن معجزته عليه السلام بطلب معارضته والعجز عن ذلك فى قوله قل فأتوا بسورة من مثله ثم قطع أن
المعارضة لا تكون أبدا بقوله قل لئن اجتمعت الانس والجن على ان يأتوا بمثل هذا القرآن لا يأتون بمثله ولو كان بعضهم
لبعض ظهيرا ثم أخبر بعجز من أراد معارضته واقراره بان الامر عظيم فيه فقال انه فكر وقدر الى قوله ان هذا الا سحر
يؤثر ففى القرآن العزيز للعاقل غنية كبيرة ولصاحب الداء العضال دواء وشفاء كما قال وننزل من القرآن ما هو شفاء
ورحمة للمؤمنين ومقنع شاف لمن عزم على طريق النجاة ورغب فى سمو الدرجات وترك العلوم التى تورد عليها الشبه
والشكوك فيضيع الوقت وتحف المقت اذا اشتغل بتلك الطريقة فلما يخلو من التشغيب أو يشتغل برياضة نفسه
وتهذيبها فانه مستغرق الاوقات فى ارداع الخصوم الذين لم يوجد لهم عين ودوم شبه يمكن ان وقعت للخصم ويمكن ان لم
تقع فقد تقع وقد لا تقع واذا وقعت فسيف الشريعة أردع وأقطع . أمرت أن أقاتل الناس حتى يقولوا لا اله الا الله
حتى يؤمنوا بى وبما جئت به هذا قوله صلى الله عليه وسلم ولم يقل حتى يجادلهم اذا حضروا انما هو الجهاد والسيف ان
عاند فما بال له فكيف نخاصم متوهما نقطع الزمان بمجادلته وما رأيناه عينا ولا قال ما شيئا وانما نحن مع ما وقع لنا فى
نفوسنا وتخيل أمام ... هذا أقامهم رضى الله عنهم اجتهدوا وخيرا قصدوا وان كان الذى تركوا أوجب عليهم
من الذى شغلوا نفوسهم به والله ينفع كل بقصده ولولا التطويل لتكلمت على مقامات العلوم ومراتبها وان علم

الكلام مع شرفه لا يحتاج اليه أكثر الناس بل شخص واحد يكفي منه في البلد مثل الطبيب والفقهاء العلماء بفروع
الدين ليسوا كذلك بل الناس محتاجون الى الكثرة من علماء الشريعة وفي الشريعة بحمد الله الغنية والكفاية
ولو مات الانسان وهو لا يعرف اصطلاح القائلين بعلم النظر مثل الجوهر والعرض والجسم والجسماني والروح والروحاني
لم يسأله الله تعالى عن ذلك وانما يسأل الله الناس عما أوجب عليهم من التكليف خاصة والله يرزقنا الحياء منه (وصل)
يتضمن ما ينبغي أن يعتقد في العموم وهي عقيدة أهل الاسلام مسلمة من غير نظر الى دليل ولا الى برهان فيا اخوتي
المؤمنين ختم الله لنا ولكم بالحسنى لما سمعت قوله تعالى عن نبيه هود عليه السلام حين قال لقومه المكذبين به
وبرسالته اني أشهد الله واشهدوا اني بريء مما تشركون فأشهد عليه السلام قومه مع كونهم مكذبين به على نفسه
بالبراءة من الشرك بالله والاقرار باحديته لما علم عليه السلام ان الله سبحانه سيوقف عباده بين يديه ويسألهم عما
هو عالم به لاقامة الحجة لهم أو عليهم حتى يؤدي كل شاهد شهادته وقد ورد أن المؤذن يشهد له مدى صوته من رطب
ويابس وكل من سمعه ولهذا يدبر الشيطان عند الاذان وله حصاص وفي رواية وله ضراط وذلك حتى لا يسمع نداء
المؤذن بالشهادة فيلزمه أن يشهد له فيكون بتلك الشهادة له من جملة من يسعى في سعادة المشهود له وهو عدو محض ليس
له اليه خير ألبتة لعنه الله واذا كان العدو لابد أن يشهد لك بما أشهدته به على نفسك فأحرى أن يشهد لك وليك
وحبيبك ومن هو على دينك وملتك وأحرى أن تشهده أنت في الدار الدنيا على نفسك بالوحدانية والايمان
فيا اخوتي ويا أحبائي رضي الله عنكم أشهدكم عبد ضعيف مسكين فقير الى الله تعالى في كل لحظة وطرفة وهو
مؤلف هذا الكتاب ومنشئه أشهدكم على نفسه بعد أن أشهد الله تعالى وملائكته ومن حضره من المؤمنين
وسمعه أنه يشهد قولا وعقدا ان الله تعالى اله واحد لا ثاني له في ألوهيته منزه عن الصاحبة والولد مالك لا شريك له ملك
لا وزير له صانع لا مدبر معه موجود بذاته من غير افتقار الى موجد يوجده بل كل موجود سواه مفتقر اليه تعالى
في وجوده فالعالم كله موجود به وهو وحده متصف بالوجود لنفسه لا افتتاح لوجوده ولا نهاية لبقائه بل وجود
مطلق غير مقيد قائم بنفسه ليس بجوهر متحيز فيقدر له المكان ولا بعرض فيستحيل عليه البقاء ولا بجسم
فتكون له الجهة والتلقاء مقدس عن الجهات والاقطار مرئي بالقلوب والابصار اذا شاء استوى على عرشه كما قاله
وعلى المعنى الذي أراده كما أن العرش وما سواه به استوى وله الآخرة والاولى ليس له مثل معقول ولا دلت عليه
العقول لا يحده زمان ولا يقله مكان بل كان ولا مكان وهو على ما عليه كان خلق المتمكن والمكان وأنشأ
الزمان وقال أنا الواحد الحي لا يؤوده حفظ المخلوقات ولا ترجع اليه صفة لم يكن عليها من صنعة المصنوعات تعالى أن
تحله الحوادث أو يحلها أو تكون بعده أو يكون قبلها بل يقال كان ولا شيء معه فان القبل والبعد من صيغ الزمان الذي
أبدعه فهو القيوم الذي لا ينام والقهار الذي لا يرام ليس كمثله شيء خلق العرش وجعله حد الاستواء وأنشأ
الكرسي وأوسعه الارض والسموات العلى اخترع اللوح والقلم الاعلى وأجراه كاتبا بعلمه في خلقه الى يوم الفصل
والقضاء أبدع العالم كله على غير مثال سبق وخلق الخلق وأخلق الذي خلق أنزل الارواح في الاشباح امناء
وجعل هذه الاشباح المنزلة اليها الارواح في الارض خلفاء وسخر لنا ما في السموات وما في الارض جميعا منه فلا
تتحرك ذرة الا اليه وعنه خلق الكل من غير حاجة اليه ولا موجب أوجب ذلك عليه لكن علمه سبق بأن يخلق
ما خلق فهو الاول والآخر والظاهر والباطن وهو على كل شيء قدير أحاط بكل شيء علما وأحصى كل شيء
عددا يعلم السر وأخفى يعلم خائنة الاعين وما تخفي الصدور كيف لا يعلم شيأ هو خلقه ألا يعلم من خلق وهو اللطيف
الخبير علم الاشياء منها قبل وجودها ثم أوجدها على حد ما علمها فلم يزل عالما بالاشياء لم يتجدد له علم عند تجدد
الانشاء بعلمه أتقن الاشياء وأحكمها وبه حكم عليها من شاء وحكمها علم الكليات على الاطلاق كما علم الجزئيات
باجماع من أهل النظر الصحيح واتفاق فهو عالم الغيب والشهادة فتعالى الله عما يشركون فعال لما يريد فهو المريد
الكائنات في عالم الارض والسموات لم تتعلق قدرته بشيء حتى أراده كما انه لم يرده حتى علمه اذ يستحيل في العقل

أن يريد ما لا يعلم أو يفعل المختار المتمكن من ترك ذلك الفعل ما لا يريد كما يستحيل أن توجد هذه الحقائق في غيره كما يستحيل أن تقوم الصفات بغير ذات موصوفة بها فما في الوجود طاعة ولا عصيان ولا ربح ولا خسران ولا عبد ولا حر ولا برد ولا حر ولا حياة ولا موت ولا حصول ولا فوت ولا نهار ولا ليل ولا اعتدال ولا ميل ولا بر ولا بحر ولا شفع ولا وتر ولا جوهر ولا عرض ولا صحة ولا مرض ولا فرح ولا ترح ولا روح ولا شبح ولا ظلام ولا ضياء ولا أرض ولا سماء ولا تركيب ولا تحليل ولا كثير ولا قليل ولا غداة ولا أصيل ولا بياض ولا سواد ولا رقاد ولا سهاد ولا ظاهر ولا باطن ولا متحرك ولا ساكن ولا يابس ولا رطب ولا قشر ولا لب ولا شيء من هذه النسب المتضادات منها والمختلفات والمتماثلات الا وهو مراد للحق تعالى وكيف لا يكون مراداً له وهو أوجده فكيف يوجد المختار ما لا يريد لا راد لأمره ولا معقب لحكمه يؤتي الملك من يشاء وينزع الملك ممن يشاء ويعز من يشاء ويذل من يشاء ويضل من يشاء ويهدي من يشاء ما شاء كان وما لم يشأ أن يكون لم يكن لو اجتمع الخلائق كلهم على أن يريدوا شيئاً لم يرد الله تعالى أن يريدوه ما أرادوه أو يفعلوا شيئاً لم يرد الله تعالى ايجاده وأرادوه عندما أراد منهم أن يريدوه ما فعلوه ولا استطاعوا على ذلك ولا أقدرهم عليه فالكفر والايمان والطاعة والعصيان من مشيئته وحكمه وارادته ولم يزل سبحانه موصوفاً بهذه الارادة أزلاً والعالم معدوم غير موجود وان كان ثابتاً في العلم في عينه ثم أوجد العالم من غير تفكر ولا تدبر عن جهل أو عدم علم فيعطيه التفكر والتدبر علم ما جهل جل وعلا عن ذلك بل أوجده عن العلم السابق وتعيين الارادة المنزهة الازلية القاضية على العالم بما أوجدته عليه من زمان ومكان وأكوان وألوان فلا مريد في الوجود على الحقيقة سواه اذ هو القائل سبحانه وما تشاؤن الا أن يشاء الله وانه سبحانه كما علم فأحكم وأراد فخصص وقدر فأوجد كذلك سمع ورأى ما تحرك أو سكن أو نطق في الورى من العالم الاسفل والاعلى لا يحجب سمعه البعد فهو القريب ولا يحجب بصره القرب فهو البعيد يسمع كلام النفس في النفس وصوت المماسة الخفية عند اللمس ويرى السواد في الظلماء والماء في الماء لا يحجبه الامتزاج ولا الظلمات ولا النور وهو السميع البصير تكلم سبحانه لا عن صمت متقدم ولا سكوت متوهم بكلام قديم أزلي كسائر صفاته من علمه وارادته وقدرته كلم به موسى عليه السلام سماه التنزيل والزبور والتوراة والانجيل من غير حروف ولا أصوات ولا نغم ولا لغات بل هو خالق الاصوات والحروف واللغات فكلامه سبحانه من غير لهاة ولا لسان كما ان سمعه من غير أصمخة ولا آذان كما ان بصره من غير حدقة ولا أجفان كما ان ارادته من غير قلب ولا جنان كما ان علمه من غير اضطرار ولا نظر في برهان كما ان حياته من غير بخار تجويف قلب حدث عن امتزاج الاركان كما ان ذاته لا تقبل الزيادة والنقصان فسبحانه سبحانه من بعيد دان عظيم السلطان عميم الاحسان جسيم الامتنان كل ما سواه فهو عن جوده فائض وفضله وعدله الباسط له والقابض أكمل صنع العالم وأبدعه حين أوجده واخترعه لا شريك له في ملكه ولا مدبر معه في ملكه ان أنعم فذلك فضله وان أبلى فذلك عدله لم يتصرف في ملك غيره فينسب الى الجور والحيف ولا يتوجه عليه لسواه حكم فيتصف بالجزع لذلك والخوف كل ما سواه تحت سلطان قهره ومتصرف عن ارادته وأمره فهو الملهم نفوس المكلفين التقوى والفجور وهو المتجاوز عن سيئات من شاء والآخذ بها من شاء هنا وفي يوم النشور لا يحكم عدله في فضله ولا فضله في عدله اخرج العالم قبضتين وأوجد لهم منزلتين فقال هؤلاء للجنة ولا أبالي وهؤلاء للنار ولا أبالي ولم يعترض عليه معترض هناك اذ لا موجود كان ثم سواه فالكل تحت تصريف أسمائه فقبضة تحت أسماء بلائه وقبضة تحت أسماء آلائه ولو أراد سبحانه أن يكون العالم كله سعيداً لكان أو شقياً لما كان من ذلك في شان لكنه سبحانه لم يرد فكان كما أراد فمنهم الشقي والسعيد هنا وفي يوم المعاد فلا سبيل الى تبديل ما حكم عليه القديم وقد قال تعالى في الصلاة هي خمس وهي خمسون ما يبدل القول لدي وما أنا بظلام للعبيد لتصرفي في ملكي وانفاذ مشيئتي في ملكي وذلك لحقيقة عميت عنها الابصار والبصائر ولم تعثر عليها الافكار ولا الضمائر الا بوهب الاهي وجود رحماني

لمن اعتنى الله به من عباده وسبق له ذلك بحضرة اشهاده فعلم حين علم ان الالوهة أعطت هذا التقسيم وانه من رقائق القديم فسبحان من لا فاعل سواه ولا موجود لنفسه الا اياه والله خلقكم وما تعملون ولا يسئل عما يفعل وهم يسئلون فلله الحجة البالغة فلو شاء لهداكم أجمعين/ الشهادة الثانية وكما أشهدت الله وملائكته وجميع خلقه واياكم على نفسي بتوحيده فكذلك أشهده سبحانه وملائكته وجميع خلقه واياكم على نفسي بالايمان بمن اصطفاه واختاره واجتباه من وجوده ذلك سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم الذى أرسله الى جميع الناس كافة بشيرا ونذيرا وداعيا الى الله باذنه وسراجا منيرا فبلغ صلى الله عليه وسلم ما أنزل من ربه اليه وأدى أمانته ونصح أمته ووقف فى حجة وداعه على كل من حضر من أتباعه فخطب وذكر وخوف وحذر وبشر وأنذر ووعد وأوعد وأمطر وأرعد وما خص بذلك التذكير أحدا من أحد عن اذن الواحد الصمد ثم قال ألا هل بلغت فقالوا بلغت يا رسول الله فقال صلى الله عليه وسلم اللهم اشهد وانى مؤمن بكل ما جاء به صلى الله عليه وسلم مما علمت وما لم أعلم فمما جاء به فقرر أن الموت عن أجل مسمى عند الله اذا جاء لا يؤخر فانا مؤمن بهذا ايمانا لا ريب فيه ولا شك كما آمنت وأقررت ان سؤال فتانى القبر حق وعذاب القبر حق وبعث الاجساد من القبور حق والعرض على الله تعالى حق والحوض حق والميزان حق وتطاير الصحف حق والصراط حق والجنة حق والنار حق وفريقا فى الجنة وفريقا فى النار حق وكرب ذلك اليوم حق على طائفة وطائفة أخرى لا يحزنهم الفزع الاكبر وشفاعة الملائكة والنبيين والمؤمنين واخراج أرحم الراحمين بعد الشفاعة من النار من شاء حق وجماعة من أهل الكبائر المؤمنين يدخلون جهنم ثم يخرجون منها بالشفاعة والامتنان حق والتأبيد للمؤمنين والموحدين فى النعيم المقيم فى الجنان حق والتأبيد لاهل النار فى النار حق وكل ما جاءت به الكتب والرسل من عند الله علم أو جهل حق فهذه شهادتى على نفسى أمانة عند كل من وصلت اليه أن يؤديها اذا استلها منه حيثما كان نفعنا الله واياكم بهذا الايمان وثبتنا عليه عند الانتقال من هذه الدار الى الدار الحيوان وأحلنا منها دار الكرامة والرضوان وحال بيننا وبين دار سرابيلها من القطران وجعلنا من العصابة التى أخذت الكتب بالايمان وممن انقلب من الحوض وهو ريان وثقل له الميزان وثبتت له على الصراط القدمان انه المنعم المحسان فالحمد لله الذى هدانا لهذا وما كنا لنهتدى لولا ان هدانا الله لقد جاءت رسل ربنا بالحق

﴿فهذه عقيدة العوام من أهل الاسلام أهل التقليد وأهل النظر ملخصة مختصرة﴾

ثم أتلوها ان شاء الله بعقيدة الناشئة الشادية ضمنتها اختصار الاقتصاد بأوجز عبارة نبهت فيها على مآخذ الادلة لهذه الملة مسجعة الالفاظ وسميتها برسالة المعلوم من عقائد أهل الرسوم ليسهل على الطالب حفظها ثم أتلوها بعقيدة خواص أهل الله من أهل طريق الله من المحققين أهل الكشف والوجود وجعلتها أيضا جزءا آخر سميته المعرفة وبه انتهت مقدمة الكتاب وأما التصريح بعقيدة الخلاصة فما أفردتها على التعيين لما فيها من الغموض لكن جئت بها مبددة فى أبواب هذا الكتاب مستوفاة مبينة لكنها كما ذكرنا متفرقة فمن رزقه الله الفهم فيها يعرف أمرها ويميزها من غيرها فانها العلم الحق والقول الصدق وليس وراءها مرمى ويستوى فيها البصير والاعمى تلحق الاباعد بالادانى وتلحم الاسافل بالاعالى والله الموفق لا رب غيره

﴿وصل الناشئ والشادى فى العقائد﴾

قال الشادى اجتمع أربعة نفر من العلماء فى قبة أرين تحت خط الاستواء الواحد مغربى والثانى مشرقى والثالث شامى والرابع يمنى فتجاروا فى العلوم والفرق بين الاسماء والرسوم فقال كل واحد منهم لصاحبه لا خير فى علم لا يعطى صاحبه سيادة الابد ولا يقدس حامله عن تأثير الامد فلنبحث فى هذه العلوم التى بين أيدينا عن العلم الذى هو أعز ما يطلب وأفضل ما يكتسب وأسنى ما يدخر وأعظم ما به يفتخر فقال المغربى عندى من هذا العلم العلم بالخالق القائم وقال المشرقى عندى منه العلم بالحامل المحمول اللازم وقال الشامى عندى من هذا العلم علم الابداع والتركيب وقال اليمنى عندى من هذا العلم علم التلخيص والترتيب ثم قالوا ليظهر كل واحد منا ما ادعاه وليكشف عن حقيقة ما ادعاه

﴿الفصل الاول فى معرفة الحامل القائم باللسان الغربى﴾ قام الامام المغربى وقال لى التقدم من أجل مرتبة على
فالحكم فى الاولويات حكمى فقال له الحاضرون تكلم وأوجز وكن البليغ المعجز ١ فقال اعلموا انه ما لم يكن ثم كان
واستوت فى حقه الازمان ان المكون لزمه فى الآن ٢ ثم قال كل ما لا يستغنى عن أمر ما فحكمه حكم ذلك الامر
ولكن اذا كان من تمام الخلق والامر فلينصرف الطالب النظر اليه وليعوّل الباحث عليه ٣ ثم قال من كان
الوجود يلزمه فانه يستحيل عدمه والكائن ولم يكن يستحيل قدمه ولو لم يستحل عليه العدم لصحبه المقابل فى
القدم فان كان المقابل لم يكن فالعجز فى المقابل مستكن وان كان كان يستحيل على هذا الآخر كان ومحال ان
يزول بذاته لصحة الشرط واحكام الرابط ٤ ثم قال وكل ما ظهر عينه ولم يوجب حكما فكونه ظاهرا محال فانه لا يفيد
عينا ٥ ثم قال ومن المحال عليه دعوى المواطن لان رحلته فى الزمن الثانى من زمان وجوده لنفسه وليس بقاطن ولو جاز
أن ينتقل لقام بنفسه واستغنى عن المحل ولا يعدمه ضد لاتصافه بالفقد ولا الفاعل فان قولك فعل لا شئ لا يقول به عاقل
٦ ثم قال من توقف وجوده على فنائه شئ فوجوده حتى يفنى فان وجد فقد فنى ذلك الشئ المتوقف عليه وحصل
المعنى من تقدمه شئ فقد حصره دونه وتقيد ولزمه هذا الوصف ولو تأبد فقد ثبت العين بلا مين ٧ ثم قال ولو كان حكم
المستند اليه حكم المستند لما تناهى العدد ولا صح وجود من وجد ٨ ثم قال ولو كان ما أثبتناه يخلى ويملى لكان يبلى
ولا يبلى ٩ ثم قال ولو كان يقبل التركيب لتحلل أو التأليف اضمحل واذا وقع التماثل سقط التفاضل ١٠ ثم
قال ولو كان يستدعى وجوده سواه فيتقوم به لم يكن ذلك السوى مستندا اليه وقد صح اليه استناده فباطل ان يتوقف
عليه وجوده وقد قيد ايجاده ثم انه يصف الوصف محال فلا سبيل الى هذا الاعتقاد بحال ١١ ثم قال الكر فوان كانت
فيه فليست ذات ناحية اذا كانت الجهات لى حكمها على وأنا منها خارج عنها وقد كان ولا أنا ففيم التشغيب
والعنا ١٢ ثم قال كل من استوطن موطنا جازت عليه رحلته ونفت نقلته من حاذى بذاته شيأ فان التثليث يحده
ويقدره وهذا يناقض ما كان العقل من قبل يقرره ١٣ ثم قال لو كان لا يوجد شئ الا عن مستقلين اتفاقا واختلافا
لما رأينا فى الوجود افتراقا ولا ائتلافا والمقدر حكمه حكم الواقع فاذن التقدير هنا النازع ليس بنافع ١٤ ثم قال اذا وجد
الشئ فى عينه جاز أن يراه ذو العين بعينه المقيدة بوجهه الظاهر وجفنه وما ثم علة توجب الرؤية فى مذهب أكثر
الاشعرية الا الوجود بالبنية وغير البنية ولا بد من البنية ولو كانت الرؤية تؤثر فى المرئى لاحلناها فقد بانت المطالب
بأدلتها كما ذكرناها ثم صلى وسلم بعد ما حمد وقعد فشكره الحاضرون على ايجازه فى العبارة واستيفائه المعانى فى دقيق
الاشارة

﴿الفصل الثانى فى معرفة الحامل المحمول اللازم باللسان المشرقى﴾ ١٥ ثم قام المشرقى وقال تكوين الشئ من الشئ
ميل وتكوينه لا من شئ اقتدار الاول ومن لم يتسم عنك فقدرتك نافذة فيه ولم تزل ١٦ ثم قال ايجاد أحكام فى محكم
يثبت بحكمه وجود تلك الحكم ١٧ ثم قال والحياة فى العالم شرط لازم ووصف قائم ١٨ ثم قال الشئ اذا قبل التقدم
والتاخر فلا بد من مخصص لوقوع الاختصاص وهو عين الاراده فى حكم العقل والعاده ١٩ ثم قال ولو أراد المريد
ما لم يكن لكان ما لم يكن من ارادته ما لم يكن ٢٠ ثم قال من المحال أن توجب المعانى أحكامها فى غير من قامت به فانتبه
٢١ ثم قال من تحدث فى نفسه بما مضى فذلك المحدث ليس بارادة به حكم الدليل على الكلام وقضى ٢٢ ثم قال
القديم لا يقبل الطارئ بلا نزاع ولو أحدث فى نفسه ما ليس منها لكان بعدم تلك الصفة ناقصا عنها ومن ثبت كماله بالعقل

---

(١) باب الحادث لسبب (٢) باب حكم ما لا يخلو عن الحوادث (٣) باب اثبات البقاء واستحالة عدم القديم
(٤) باب الكمون والظهور (٥) باب ابطال انتقال العرض وعدمه لنفسه (٦) باب ابطال حوادث لا أول لها
(٧) باب القدم (٨) باب ليس بجوهر (٩) باب ليس بجسم (١٠) باب ليس بعرض (١١) باب نفى الجهات
(١٢) باب الاستواء (١٣) باب الأحدية (١٤) باب فى الرؤية (١٥) باب القدرة (١٦) باب العلم (١٧) باب الحياة
(١٨) باب الارادة (١٩) باب الارادة [illegible] (٢٠) باب ارادة لا فى محل (٢١) باب الكلام (٢٢) باب قدم العالم

والنص فلا ينسب اليه النقص ١ ثم قال لولم يبصرك ولم يسمك لجهل كثيرا منك ونسبة الجهل اليه محال فلا سبيل الى نفى هاتين الصفتين عنه بحال ومن ارتكب القول بنفيهما ارتكب عزوفا لما يؤدى الى كونه مؤوفا ٢ ثم قال من ضرورة الحكم أن يوجبه معنى كما من ضرورة المعنى الذى لا يقوم بنفسه استدعاء مغنى فيا أيها المجادل كم ذا تتمنى ما داك الا لخوفك من العدد وهذا لا يبطل حقيقة الواحد والاحد ولو علمت ان العدد هو الاحد ما شرعت فى منازعة أحد فهذا قد أبنت عن الحامل المحمول العارض واللازم فى تقاسيم هذه المعالم ثم قعد

《الفصل الثالث فى معرفة الابداع والتركيب باللسان الشامى》 ٣ ثم قام الشامى وقال اذا تماثلت المحدثات وكان تعلق القدرة بها لمجرد الذات فبأى دليل يخرج منها بعض الممكنات ٤ ثم قال لما كانت الارادة تتعلق بمرادها حقيقة ولم تكن القدرة الحادثة مثلها الاختلال فى الطريقة فذلك هو الكسب فكسب العبد وقدر الرب وتبين ذلك بالحركة الاختيارية والرعدة الاضطرارية ٥ ثم قال القدرة من شرطها الايجاد اذا ساعدها العلم والارادة فاياك والعادة كل ما أدى الى نقص الالوهة فهو مردود ومن جعل فى الوجود الحادث ما ليس بمراد الله فهو من المعرفة مطرود وباب التوحيد فى وجهه مسدود وقد يراد الامر ولا يراد المأمور به وهو الصحيح وهذا غاية التصريح ٦ ثم قال من أوجب على الله أمرا فقد أوجب عليه حد الواجب وذلك على الله محال فى صحيح المذاهب ومن قال بالوجوب لسبق العلم فقد خرج عن الحكم المعروف عند العلماء فى الواجب وهو صحيح الحكم ٧ ثم قال تكليف ما لا يطاق جائز عقلا وقد عاينا ذلك مشاهدة ونقلا ٨ ثم قال من لم يخرج شئ على الحقيقة عن ملكه فلا يتصف بالجور والظلم فيما يجريه من حكمه فى ملكه ٩ ثم قال من هو مختار فلا يجب عليه رعاية الاصلح وقد ثبت ذلك وصح التقبيح والتحسين بالشرع والغرض ومن قال ان الحسن والقبح لذات الحسن والقبيح فهو صاحب جهل عرض ١٠ ثم قال اذا كان وجوب معرفة الله وغير ذلك من شرطه ارتباط الضرر بتركه فى المستقبل فلا يصح الوجوب بالعقل لانه لا يعقل ١١ ثم قال اذا كان العقل يستقل بنفسه فى أمر وفى أمر لا يستقل فلا بد من موصل اليه مستقل فلم تستحل بعثة الرسل وانهم أعلم الخلق بالغايات والسبل ١٢ ثم قال لو جاز أن يجيء الكاذب بما جاء به الصادق لانقلبت الحقائق ولتبدلت القدرة بالعجز ولاستند الكذب الى حضرة العز وهذا كله محال وغاية الضلال بما نبت الواحد الاول يثبت الثانى فى جميع الوجوه والمعانى

《الفصل الرابع فى معرفة التخليص والترتيب باللسان اليمنى》 ١٣ ثم قام اليمنى وقال من أعدم شيأ بعد ما أنشأه جاز أن يعيده كما بدأه ١٤ ثم قال اذا قامت اللطيفة الروحانية بجزء ما من الانسان فقد صح عليه اسم الحيوان النائم يرى ما لا يراه اليقظان وهو الى جانبه لاختلاف مذاهبه من قامت به الحياة جازت عليه اللذة والالم فلذلك لا نلتزم ١٥ ثم قال البدل من الشئ يقوم مقامه ويوجب له أحكامه ١٦ ثم قال من قدر على امساك الطير فى الهواء وهى أجسام قدر على امساك جميع الاجرام ١٧ ثم قال قد كملت النشاة واجتمعت أطراف الدائرة قبل حلول الدائرة ١٨ ثم قال اقامة الدين هو المطلوب ولا يصح الا بالامان فاتخاذ الامام واجب فى كل زمان ١٩ ثم قال اذا كملت الشرائط صح العقد ولزم العالم الوفاء بالعهد وهى الذكورية والبلوغ والعقل والعلم والحرية والورع والنجدة والكفاية ونسب قريش وسلامة حاسة السمع والبصر وهذا قال بعض أهل العلم والنظر ٢٠ ثم قال اذا تعارض

---

(١) باب السمع والبصر (٢) باب اثبات الصفات (٣) باب العالم خلق الله (٤) باب الكسب (٥) باب الكسب مراد الله (٦) باب لا يجب خلق العالم (٧) باب تكليف ما لا يطاق (٨) باب ايلام البرى وليس بظلم فى حق الله (٩) باب الحسن والقبح (١٠) باب وجوب معرفة الله (١١) باب بعث الرسل (١٢) باب اثبات رسالة رسول بعينه (١٣) باب الاعادة (١٤) باب سؤال القبر وعذابه (١٥) باب الميزان (١٦) باب الصراط (١٧) باب خلق الجنة والنار (١٨) باب وجوب الامامة (١٩) باب شروط الامامة (٢٠) باب اذا تعارض امامان

اما مان فالعقد للا كثر اتباعه واذا تعدد رخلع امام ناقص لتحقق وقوع فساد شامل فابقاء العقد له واجب ولا يجوز ارداعه قال الشادي وفى كل واحد من الاربعة ما بالشرط والتعلم الوجود وارتبط

﴿وصل فى اعتقاد أهل الاختصاص من أهل الله بين نظر وكشف﴾

الحمد لله جاعل العقول فى نتائج الهمم وصلى الله على محمد وعلى آله وسلم ﴿مسئلة﴾ أما بعد فان المعقول حد تقف عنده من حيث ما هي مفكرة لا من حيث ما هي قابلة فنقول فى الامر الذى يستحيل عقلا قد لا يستحيل نسبة الهية كما نقول فيما يجوز عقلا قد يستحيل نسبة الهية ﴿مسئلة﴾ أية مناسبة بين الحق الواجب الوجود بذاته وبين الممكن وان كان واجبا به عند من يقول بذلك لافتقاره الى الذات ولا اقتضاء لعلم وما آخذها الفكرية انما تقوم صحيحة من البراهين الوجودية ولا بد بين الدليل والمدلول والبرهان والمبرهن عليه من وجه به يكون التعلق له نسبة الى الدليل ونسبة الى المدلول عليه بذلك الدليل ولولا ذلك الوجه ما وصل دال الى معرفة مدلول دليله أبدا فلا يصح أن يجتمع الخلق والحق فى وجه أبدا من حيث الذات لكن من حيث ان هذه الذات منعوتة بالالوهة فهذا حكم آخر تستقل العقول بادراكه وكل ما يستقل العقل بادراكه عندما يمكن أن يتقدم العلم به على شهوده وذات الحق تعالى بائنة عن هذا الحكم فان شهودها يتقدم على العلم بها بل لا تعلم وان شهدت ولا نعلم كان الالوهة نعلم ولا تشهد والذات تقابلها وكم من عاقل ممن يدعى العقل الرصين من العلماء النظار يقول انه حصل على معرفة الذات من حيث النظر الفكرى وهو غالط فى ذلك وذلك لانه متردد بفكره بين السلب والاثبات فالاثبات راجع اليه فانه ما أثبت للحق الا ما هو الناظر عليه من كونه عالما قادرا مريدا الى جميع الاسماء والسلب راجع الى العدم والنفى والنفى لا يكون صفة ذاتية لان الصفات الذاتية للموجودات انما هى ثبوتية فما حصل لهذا المفكر المتردد بين الاثبات والسلب من العلم بالله شئ ﴿مسئلة﴾ أنى للمقيد بمعرفة المطلق وذاته لا تقتضيه كيف يمكن أن يصل الممكن الى معرفة الواجب بالذات وما من وجه للممكن الا ويجوز عليه العدم والدثور والافتقار ولو جمع بين الواجب بذاته وبين الممكن وجه لجاز على الواجب ما جاز على الممكن من ذلك الوجه من الدثور والافتقار وهذا فى حق الواجب محال فاثبات وجه جامع بين الواجب والممكن محال فان وجوه الممكن تابعة له وهو فى نفسه يجوز عليه العدم فتوابعه أحرى وأحق وهذا الحكم ثبت للممكن ما ثبت للواجب بالذات من ذلك الوجه الجامع وما ثم شئ ثبت للممكن من حيث ما هو ثابت للواجب بالذات فوجود وجه جامع بين الممكن والواجب بالذات محال ﴿مسئلة﴾ لكنى أقول ان الذى هنا أحكاما وان كانت حكما وفى صور هذه الاحكام يقع التجلى فى الدار الآخرة حيث كان فانه قد اختلف فى رؤية النبى عليه السلام ربه كما ذكر وقد جاء حديث النور الاعظم فى رفرف الدر والياقوت وغير ذلك ﴿مسئلة﴾ أقول بالحكم الارادى لكنى لا أقول بالاختيار فان الخطاب بالاختيار الوارد انما ورد من حيث النظر الى الممكن مجرى فى علته وسببيته ﴿مسئلة﴾ فأقول من عقد الكشف الاعتصامى ان الله كان ولا شئ معه الى هنا انتهى لفظه عليه السلام وما أتى بعده فهو مدرج ممن هو فوقهم وهو الآن على ما عليه كان يريدون فى الحكم فالآن وكان أمران يأتيان على الذات اذ ما ظهرا وأشبههما وقد انتفت المناسبة والمقول عليه كان الله ولا شئ معه انما هو الالوهة لا الذات وكل حكم ثبت فى باب العلم الالهى للذات انما هو للالوهة وهى أحكام نسب واضافات وسلوب فالكثرة فى النسب لا فى العين وهنا زلت أقدام من شرك بين من يقبل التشبيه وبين من لا يقبله عند كلامهم فى الصفات واعتمدوا فى ذلك على الامور الجامعة التى هى الدليل والحقيقة والعلة والشرط وحكموا بها غائبا وشاهدا فأما شاهدا فقد يسلم وأما غائبا فغير مسلم ﴿مسئلة﴾ بحر العماء برزخ بين الحق والخلق فى هذا البحر اتصف الممكن بعالم وقادر وجميع الاسماء الالهية التى بأيدينا واتصف الحق بالتعجب والتبشبش والضحك والفرح والمعية وأكثر النعوت الكونية فرد ماله وخذ مالك فله النزول ولنا المعراج ﴿مسئلة﴾ من أراد أن يصل الى [illegible] لم تصل اليه [illegible] وما لك من حيث ذلك وبه لانه موضع قصدك فالالوهة تطلب ذلك والذات لا [illegible] ﴿مسئلة﴾ التوحيد على استناد كل ما سوى الله تعالى الى هو الالوهة بأحكامها ونسبها [illegible] وجودا وقوة وفعلا لا محال

﴿مسئلة﴾ النعت الخاص الاخص الذي انفردت به الالوهية كونها قادرة اذ لا قدرة للممكن أصلا وانما له التمكن من قبول تعلق الاثر الالهي به ﴿مسئلة﴾ الكسب تعلق ارادة الممكن بفعل ما دون غيره فيوجده الاقتدار الالهي عند هذا التعلق فسمي ذلك كسبا للممكن ﴿مسئلة﴾ الجبر لا يصح عند المحقق لكونه ينافي صحة الفعل للعبد فان الجبر حمل الممكن على الفعل مع وجود الاباية من الممكن فالجماد ليس بمجبور لانه لا يتصور منه فعل ولا له عقل عادي فالممكن ليس بمجبور لانه لا يتصور منه فعل ولا له عقل محقق مع ظهور الآثار منه ﴿مسئلة﴾ الالوهة تقتضي أن يكون في العالم بلاء وعافية فليس ازالة المنتقم من الوجود بأولى من ازالة الغافر وذي العفو والنعم ولو بقي من الاسماء ما لا حكم له لكان معطلا والتعطيل في الالوهة محال فعدم أثر الاسماء محال ﴿مسئلة﴾ المدرك والمدرك كل واحد منهما على ضربين مدرك بعلم وله قوة التخيل ومدرك بعلم وما له قوة التخيل والمدرك بفتح الراء على ضربين مدرك له صورة يعلمه بصورته من ليس له قوة التخيل ولا يتصوره ويعلمه ويتصوره من له قوة التخيل ومدرك ما له صورة يعلم فقط ﴿مسئلة﴾ العلم ليس تصور المعلوم ولا هو المعنى الذي يتصور المعلوم فانه ما كل معلوم يتصور ولا كل عالم يتصور فان التصور للعالم انما هو من كونه متخيلا والصورة للمعلوم أن تكون على حالة يمسكها الخيال وثم معلومات لا يمسكها خيال فلا قلت انها لا صورة لها ﴿مسئلة﴾ لو صح الفعل من الممكن لصح أن يكون قادرا ولا فعل له فلا قدرة له فاثبات قدرة للممكن دعوى بلا برهان وكلامنا في هذا الفصل مع الاشاعرة المثبتين لها مع نفي الفعل عنها ﴿مسئلة﴾ لا يصدر عن الواحد من كل وجه الا واحد وهل ثم من هو على هذا الوصف أم لا في ذلك نظر للمنصف ألا ترى الاشاعرة ما جعلوا الايجاد للحق الا من كونه قادرا والاختصاص من كونه مريدا والاحكام من كونه عالما وكون الشيء مريدا ما هو عين كونه قادرا فليس قولهم بصحيح انه واحد من كل وجه صحيحا في التعلق العام وكيف وهم مثبتو الصفات زائدة على الذات قائمة به تعالى وهكذا القائلون بالنسب والاضافات وكل فرقة من الفرق ما تخلصت لهم الوحدة من جميع الوجوه الا انهم بين ملزم من مذهبه القول بعدمها وبين قائل بها فاثبات الوحدة انما ذلك في الالوهية أي لا اله الا هو وذلك صحيح مدلول عليه ﴿مسئلة﴾ كون البارى عالما حيا قادرا الى سائر الصفات نسب واضافات له لا اعيان زائدة لما يؤدي الى نعتها بالنقص اذ الكامل بالزائد ناقص بالذات عن كماله بالزائد وهو كامل لذاته فالزائد بالذات على الذات محال وبالنسب والاضافة ليس بمحال وأما قول القائل لا هي هو ولا هي اغيار له فكلام في غاية البعد فانه قد دل صاحب هذا المذهب على اثبات الزائد وهو الغير بلا شك الا انه أنكر هذا الاطلاق لا غير ثم تحكم في الحد بأن قال الغيران هما اللذان يجوز مفارقة أحدهما الآخر مكانا أو زمانا أو وجودا وعدما وليس هذا بحد للغيرين عند جميع العلماء به ﴿مسئلة﴾ لا يؤثر تعدد التعلقات من المتعلق في كونه واحدا في نفسه كما لا يؤثر تقسيم المتكلم به في أحدية الكلام ﴿مسئلة﴾ الصفات الذاتية للموصوف بها وان تعددت فلا تدل على تعدد الموصوف في نفسه لكونها مجموع ذاته وان كانت معقولة في التمييز بعضها من بعض ﴿مسئلة﴾ كل صورة في العالم عرض في الجوهر وهي التي يقع عليها الخلع واللبس والجوهر واحد والقسمة في الصورة لا في الجوهر ﴿مسئلة﴾ قول القائل انما وجد عن المعلول الاول الكثرة وان كان واحدا لاعتبارات ثلاثة وجدت فيه وهي علته ونفسه وامكانه فنقول لهم ذلكم يلزمكم في العلة الاولى اعني وجود اعتبارات فيه وهو واحد وقد منعتم أن لا يصدر عنه الا واحد فاما ان تلتزموا صدور الكثرة عن العلة الاولى أو صدور واحد عن المعلول الاول ثم تشعبون الى آخر ما قلتم في الامرين ﴿مسئلة﴾ من وجب له الكمال الذاتي والغنى الذاتي لا يكون علة لشيء لانه يؤدي كونه علة توقفه على المعلول والذات منزهة عن التوقف على شيء فكونها علة محال الا ان الالوهة قد تقبل الاضافات فان قيل انما يطلق الاله على من هو كامل الذات غني الذات لا يريد الاضافة ولا النسب فلا مشاحة في اللفظ ... علة فانه ... صح ... الا ان أريد بالعلة ما أراد هذا بالاله ... ولا يبقى نزاع في هذا اللفظ الا من جهة الشرع هل يمنع أو يبيح أو يسكت ﴿مسئلة﴾ الالوهة مرتبة للذات لا يستحقها الا الله فطلبت مستحقها ... والمألوه يطلبها وهي تطلبه والذات غنية عن كل شيء فلو ظهر هذا السر

الرابط لما ذكرنا لبطلت الالوهة ولم يبطل كمال الذات وظهر هنا بمن زال كما يقال ظهروا عن البلد أى ارتفعوا عنه وهو قول الامام فلا لو ظهر لبطلت الالوهية «مسئلة» العلم لا يتغير بتغير المعلوم لكن التعلق يتغير والتعلق نسبة الى معلوم ما مثاله تعلق العلم بان زيدا سيكون فكان فتعلق العلم بكونه كائنا فى الحال وزال تعلق العلم باستئناف كونه ولا يلزم من تغير التعلق تغير العلم وكذلك لا يلزم من تغير المسموع والمرئى تغير الرؤية والسمع «مسئلة» ثبت ان العلم لا يتغير فالمعلوم أيضا لا يتغير فان معلوم العلم انما هو نسبة لامرين معلومين محققين فالجسم معلوم لا يتغير أبدا والقيام معلوم لا يتغير ونسبة القيام للجسم هى المعلومة التى الحق بها التغيير والنسبة أيضا لا تتغير وهذه النسبة الشخصية أيضا لا تكون لغير هذا الشخص فلا تتغير وما ثم معلوم أصلا سوى هذه الامور الثلاثة الامور المتفقة النسبة والمنسوب والمنسوب اليه والنسبة الشخصية فان قيل انما ألحقنا التغير بالمنسوب اليه لكونه رأيناه على حالة ما ثم رأيناه على حالة أخرى قلنا ما نظرت للمنسوب اليه أمرا ما لم تنظر اليه من حيث حقيقته فحقيقته غير متغيرة ولا من حيث ما هو منسوب اليه فتلك حقيقة لا تتغير أيضا وانما نظرت اليه من حيث ما هو منسوب اليه حال ما فاذن ليس المعلوم الآخر هو المنسوب اليه تلك الحالة التى قلت انها زالت فانها لا تفارق منسوبها وانما هذا منسوب آخر اليه نسبة أخرى فاذن فلا يتغير علم ولا معلوم وانما العلم له تعلقات بالمعلومات أو تعلق بالمعلومات كيف شئت «مسئلة» ليس شئ من العلم التصورى مكتسبا بالنظر الفكرى فالعلوم المكتسبة ليس الا نسبة معلوم تصورى الى معلوم تصورى والنسبة المطلقة أيضا من العلم التصورى فاذا نسبت الاكتساب الى العلم التصورى فليس ذلك الا من كونك تسمع لفظا قد اصطلحت عليه طائفة ما لمعنى ما يعرفه كل أحد لكن لا يعرف كل أحد أن ذلك اللفظ يدل عليه فلذلك يسأل عن المعنى الذى أطلق عليه هذا اللفظ أى معنى هو فيعينه له المسؤل بما يعرفه فلولم يكن عند السائل العلم بذلك المعنى من حيث معنويته والدلالة التى توصل بها الى معرفة مراد ذلك الشخص بذلك الاصطلاح لذلك المعنى ما قبله وما عرف ما يقول فلا بد أن تكون المعانى كلها مركوزة فى النفس ثم تكشفها مع الانات حالا بعد حال «مسئلة» ٧ وصف العلم بالاحاطة للمعلومات يقضى بتناهيها والتناهى فيها محال فالاحاطة محال لكن يقال العلم محيط بحقيقة كل معلوم والا فليس معلوما بطريق الاحاطة فانه من علم أمرا ما من وجه ما الا من جميع الوجوه فما أحاط به «مسئلة» رؤية البصيرة علم ورؤية البصر طريق حصول علم فيكون الاله سميعا بصيرا لتعلق تفصيلى فهما حكمان للعلم ووقعت التثنية من أجل المتعلق الذى هو المسموع والمبصر «مسئلة» الازل نعت سلبى وهو نفى الاولية فاذا قلنا أول فى حق الالوهة فليس الا المرتبة «مسئلة» دلت الاشاعرة على حدوث كل ما سوى الله بحدوث المتحيزات وحدوث اعراضها وهذا لا يصح حتى يقيموا الدليل على حصر كل ما سوى الله تعالى فيما ذكروه ونحن نسلم حدوث ما ذكروا حدوثه «مسئلة» كل موجود قائم بنفسه غير متحيز وهو ممكن لا يجرى مع وجوده الازمنة ولا تطلبه الامكنة «مسئلة» دلالة الاشعرى فى الممكن الاول انه يجوز تقدمه على زمان وجوده وتأخره عنه والزمان عنده فى هذه المسئلة مقدر لا موجود فالاختصاص دليل على المخصص فهذه دلالة فاسدة لعدم الزمان فبطل أن يكون هذا دليلا فلو قال نسبة الممكنات الى الوجود أو نسبة الوجود الى الممكنات نسبة واحدة من حيث ما هى نسبة لا من حيث ما هو ممكن فاختصاص بعض الممكنات بالوجود دون غيره من الممكنات دليل على ان له مخصصا فهذا هو عين حدوث كل ما سوى الله «مسئلة» قول القائل ان الزمان مدة متوهمة تقطعها حركة الفلك خلف من الكلام لان المتوهم ليس بموجود محقق وهم ينكرون على الاشاعرة تقدير الزمان فى الممكن الاول فحركات الفلك تقطع فى لا شئ فان قال الآخر ان الزمان حركة الفلك والفلك متحيز فلا تقطع الحركة الا فى متحيز «مسئلة» عجبت من طائفتين كبيرتين الاشاعرة والمجسمة فى غلطهم فى اللفظ المشترك كيف جعلوه للتشبيه ولا يكون التشبيه الا بالمثل وكاف الصفة بين الامرين فى الشأن وهذا عزيز الوجود فى كل ما جعلوه تشبيها من آية وخبر ثم ان الاشاعرة تخيلت انها لما تأولت خرجت من التشبيه وهى ما فارقته الا انها انتقلت من التشبيه بالاجسام الى التشبيه بالمعانى المحدثة المفارقة لمدوث القديم فى الحقيقة هو له فا

---

٧ ايضاح هذه المسئلة فى باب ١٧٧ من كتابنا هذا اه

سلموا من التشبيه بالمحدثات أصلا ولو قلنا بقولهم لم نعدل منه من الاستواء الذي هو الاستقرار الى الاستواء الذي هو
الاستيلاء كما عدلوا ولا سيما والعرش مذكور في نسق هذا الاستواء ويبطل معنى الاستيلاء مع ذكر السرير ويستحيل
صرفه الى معنى آخر بينا في الاستقرار فكنت أقول ان التشبيه مثلا انما وقع بالاستواء والاستواء معنى لا بالمستوى الذي
هو الجسم والاستواء حقيقة معقولة معنوية تنسب الى كل ذات بحسب ما تعطيه حقيقة تلك الذات ولا حاجة لنا الى
التكلف في صرف الاستواء عن ظاهره فهذا غلط بين لا خفاء به وأما المجسمة فلم يكن ينبغي لهم أن يتجاوزوا بالالفاظ
الوارد الى أحد محتملاته مع ايمانهم ووقوفهم مع قوله تعالى ليس كمثله شيء «مسئلة» كما انه تعالى لم يأمر بالفحشاء
كذلك لا يريدها لكن قضاها وقدرها بيان كونه لا يريدها لان كونها فاحشة ليس عينها بل هو حكم الله فيها وحكم
الله في الاشياء غير مخلوق وما لم يجر عليه الخلق لا يكون مرادا فان ألزمناه في الطاعة التزمناه وقلنا الارادة للطاعة ثبتت
سمعا لا عقلا فأثبتوها في الفحشاء ونحن قبلناها ايمانا كما قبلنا وزن الاعمال والصور هامع كونها اعراضا فلا يقدح ذلك
فيما ذهبنا اليه لما اقتضاه الدليل «مسئلة» العدم للممكن المتقدم على وجوده ليس بمراد لكن العدم الذي
يقارنه حكما حال وجوده ان لو لم يكن الوجود لكان ذلك العدم منسحبا عليه هو مراد حال وجود الممكن لجواز
استصحاب العدم له وعدم الممكن الذي ليس بمراد هو الذي في مقابلة وجود الواجب لذاته لان مرتبة الوجود المطلق
تقابل العدم المطلق الذي للممكن اذ ليس له جواز وجود في هذه المرتبة وهذا في وجود الالوهة لا غير «مسئلة»
لا يستحيل في العقل وجود قديم ليس باله فان لم يكن فمن طريق السمع لا غير «مسئلة» كون المخصص مريد
الوجود ممكن ما ليس تخصيصه لوجوده من حيث هو وجود لكن من حيث نسبته لممكن ما يجوز نسبته لممكن آخر
فالوجود من حيث الممكن مطلقا لا من حيث ممكن ما ليس بمراد ولا بواقع أصلا الا بممكن ما واذا كان بممكن ما فليس
هو بمراد من حيث هو لكن من حيث نسبته لممكن ما لا غير «مسئلة» دل الدليل على ثبوت المخصص ودل
الدليل مثلا على التوقيف فيما ينسب الى هذا المخصص من نفي أو اثبات كما قال لنا بعض النظار في كلام جرى بيني وبينه
فكما نقف كما زعم لكن دل الدليل على ثبوت الرسول من جانب المرسل فأخذنا النسب الالهية من الرسل فحكمنا بها
كذا أو ليس كذا فكيف والدليل الواضح على وجوده وان وجوده عين ذاته وليس بعلة لانه لثبوت الافتقار الى الغير
وهو الكامل بكل وجه فهو موجود ووجوده عين ذاته لا غيرها «مسئلة» افتقار الممكن الواجب بالذات
والاستغناء الذاتي للواجب دون الممكن يسمى الها وتعلقها بنفسها وبحقائق كل محقق وجودا كان أو عدما يسمى
علما تعلقها بالممكنات من حيث ما هي الممكنات عليه يسمى اختيارا تعلقها بالممكن من حيث تقدم العلم قبل كون
الممكن يسمى مشيئة تعلقها بتخصيص أحد الجائزين للممكن على التعيين يسمى ارادة تعلقها بايجاد الكون يسمى
قدرة تعلقها باسماع المكون لكونه يسمى أمرا وهو على نوعين بواسطة وبلا واسطة فبارتفاع الوسائط لا بد من
نفوذ الامر وبالواسطة لا يلزم النفوذ وليس بأمر في عين الحقيقة اذ لا يقف لامر الله شيء تعلقها باسماع المكون لصرفه
عن كونه أو كون ما يمكن أن يصدر منه يسمى نهيا وصورته في التقسيم صورة الامر تعلقها بتحصيل ما هي عليه هي أو
غيرها من الكائنات أو ما في النفس يسمى أخبارا فان تعلقت بالكون على طريق أي شيء يسمى استفهاما فان تعلقت
به على جهة النزول اليه بصيغة الامر يسمى دعاء ومن باب تعلق الامر الى هذا يسمى كلاما تعلقها بالكلام من غير اشتراط
العلم به يسمى سمعا فان تعلقت وتبع التعلق الفهم بالمسموع يسمى فهما تعلقها بكيفية النور وما يحمله من المرئيات يسمى
بصرا أو رؤية تعلقها بادراك كل مدرك الذي لا يصح تعلق من هذه التعلقات كلها الا به يسمى حياة والعين في ذلك
كله واحدة تعددت التعلقات لحقائق المتعلقات والاسماء المسميات «مسئلة» العقل نور يدرك به أمور مخصوصة
وللايمان نور به يدرك كل شيء ما لم يقم مانع فبنور العقل نصل الى معرفة الالوهة وما يجب لها ويستحيل وما يجوز مما
لا يستحيل ولا يجب وبنور الايمان يدرك العقل معرفة الذات وما نسب الحق الى نفسه من النعوت «مسئلة»
لا يمكن عندنا معرفة كيفية ما ينسب الى الذوات من الاحكام الا بعد معرفة الذوات المنسوبة والمنسوب اليها وحينئذ

تعرف كيفية النسبة المخصوصة لذات المخصوصة كالاستواء والمعية واليد والعين وغير ذلك ﴿مسئلة﴾
الاعيان لاتنقلب والحقائق لاتتبدل فالنار تحرق بحقيقتها لا بصورتها فقوله تعالى يانار كونى بردا وسلاما خطاب
للصورة وهى الجمرات واجزاء الجمرات محرقة بالنار فلما قام النار بها سميت نارا فقبل البرد كما قبلت الحرارة ﴿مسئلة﴾
البقاء استمرار الوجود مثلا على الباقى لاغير ليس صفة زائدة فيحتاج الى بقاء ويتسلسل الا على مذهب الاشاعرة فى
المحدث فان البقاء عرض فلا يحتاج الى بقاء وكذلك فى بقاء الحق تعالى ﴿مسئلة﴾ الكلام من حيث ماهو كلام
واحد والقسمة فى المتكلم به لا فى الكلام فالامر والنهى والخبر والاستخبار والطلب واحد فى الكلام ﴿مسئلة﴾
الاختلاف فى الاسم والمسمى والتسمية اختلاف فى اللفظ فاما قول من قال تبارك اسم ربك وسبح اسم ربك فكالنهى
بالسفر بالمصحف الى أرض العدو وأما القول فى الحجة بأسماء سميتموها على ان الاسم هو المسمى فالمعبود الاشخاص
ونسبة الالوهة عبدوا فلا حجة فى ان الاسم هو المسمى ولو كان لكان بحكم اللغة والوضع لا بحكم المعنى ﴿مسئلة﴾
وجود الممكنات لكمال مراتب الوجود الذاتى والعرفانى لاغير ﴿مسئلة﴾ كل ممكن منحصر فى أحد قسمين فى سر
أزلى فقد وجد الممكن على أقصى غاياته وأكملها فلا أكمل منه ولو كان الاكمل لا يتناهى لما تصور خلق الكمال وقد
وجد مطابقا للحضرة الكيانية فقد كمل ﴿مسئلة﴾ المعلومات منحصرة من حيث ماندرك به فى حس ظاهر
وباطن وهو الادراك النفسى أو بديهة وما تركب من ذلك عقلا ان كان معنى وخيالا ان كان صورة فالخيال لا يركب الا
فى الصور خاصة فالعقل يعقل ما ركب الخيال وليس فى قوة الخيال أن يصور بعض ما ركبه العقل ونفوذ الاقتدار الالهى منزه
خارج عن هذا كله يقف عنده ﴿مسئلة﴾ الحسن والقبح ذاتى للحسن والقبيح لكن منه ما يدرك حسنه
وقبحه بالنظر الى كمال أو نقص أو غرض أو ملائمة طبع أو منافرته أو وضع ومنه ما لا يدرك قبحه ولا حسنه الا من جانب
الحق الذى هو الشرع فنقول هذا قبيح وهذا حسن وهذا من الشرع خبر لا حكم وهذا نقول بشرط الزمان والحال
والشخص وانما شرطنا هذا من أجل من يقول فى القتل ابتداء أو قودا أو حدا أو فى ايلاج الذكر فى الفرج سفاحا
ونكاحا من حيث هو ايلاج واحد لسنا نقول كذلك فان الزمان مختلف ولوازم النكاح غير موجودة فى السفاح
وزمان تحليل الشئ ليس زمان تحريمه ان لو كان عين المحرم واحدا فالحركة من زيد فى زمان ما ليس هى الحركة منه فى
الزمان الآخر ولا الحركة التى من عمرو هى الحركة التى من زيد فالقبيح لا يكون حسنا أبدا لان تلك الحركة الموصوفة
بالحسن أو القبح لا تعود أبدا فقد علم الحق ما كان حسنا وما كان قبيحا ونحن لا نعلم ثم انه لا يلزم من الشئ اذا كان
قبيحا أن يكون أثره قبيحا قد يكون أثره حسنا والحسن أيضا كذلك قد يكون أثره قبيحا كحسن الصدق وفى مواضع
يكون أثره قبيحا وكقبح الكذب وفى مواضع يكون أثره حسنا فتحقق ما نبهناك عليه تجد الحق ﴿مسئلة﴾
لا يلزم من انتفاء الدليل انتفاء المدلول فعلى هذا لا يصح قول الحلولى لو كان الله فى شئ كما كان فى عيسى لأحيا الموتى
﴿مسئلة﴾ لا يلزم الراضى بالقضاء الرضى بالمقضى فالقضاء حكم الله وهو الذى أمرنا بالرضى به والمقضى المحكوم به فلا
يلزمنا الرضى به ﴿مسئلة﴾ ان أريد بالاختراع حدوث المعنى المخترع فى نفس المخترع وهو حقيقة الاختراع فذلك
على الله محال وان أريد بالاختراع حدوث المخترع على غير مثال سبقه فى الوجود الذى ظهر فيه فقد يوصف الحق على
هذا بالاختراع ﴿مسئلة﴾ ارتباط العالم بالله ارتباط ممكن بواجب ومصنوع بصانع فليس للعالم فى الازل مرتبة
فانها مرتبة الواجب بالذات فهو الله ولا شئ معه سواء كان العالم موجودا أو معدوما ومن توهم بين الله والعالم بونا يقدر
تقدم وجود الممكن فيه وتأخره فهو توهم باطل لا حقيقة له ولهذا نازعنا فى الدلالة على حدوث العالم خلاف ما زعمت اليه
الاشاعرة وقد ذكرناه فى هذا التعليق ﴿مسئلة﴾ لا يلزم من تعلق العلم بالمعلوم حصول المعلوم فى نفس العالم ولا مثاله
وانما العلم يتعلق بالمعلومات على ما هى المعلومات عليه فى حقيقتها وجودا وعدما فقول القائل ان بعض المعلومات له فى
الوجود أربع مراتب ذهنى وعينى ولفظى وخطى فان أراد بالذهن العلم فغير مسلم وان أراد بالذهن الخيال فمسلم لكن
فى كل معلوم متخيل خاصة وفى كل عالم متخيل ولكن لا يصح هذا الا فى الذهنى خاصة لانه يطابق العين فى الصورة

واللفظي والخطي ابدا كذلك فان اللفظ والخط موضوعان للدلالة والتفهيم ولا يتنزل من حيث الصورة على الصورة
فان زيد اللفظي والخطي اعلاه زاي وياء ودال ورقما أو لفظا ماله يمين ولا شمال ولا جهات ولا عين ولا سمع فافهم هذا فلا
لا ينزل عليه من حيث الصورة لكن من حيث الدلالة ولذلك اذا وقعت فيه المشاركة التي تبطل الدلالة افتقرنا الى النعت
والبدل وعطف البيان ولا يدخل في الذهني مشاركة أصلا فافهم ﴿مسئلة﴾ كما حصرنا في كتاب المعرفة الاول
ما للعقل من وجوه المعارف في العلوم ولم ننبه من أين حصل لنا ذلك الحصر فاعلم ان للعقل ثلاثمائة وستين وجها يقابل كل
وجه من جناب الحق العزيز ثلاثمائة وستين وجها يمده كل وجه منها بعلم لا يعطيه الوجه الآخر فاذا ضربت وجوه العقل
في وجوه الامداد فالخارج من ذلك هي العلوم التي للعقل المسطرة في اللوح المحفوظ الذي هو النفس وهذا الذي ذكرناه
كشف الهي لا يحصل لذي عقل فيتلقى تسليما من قائله أعني هذا كما تلقى من القائل الحكيم الثلاثة الاعتبارات التي للعقل
الاول من غير دليل لكن مصادرة فهذا أولى من ذلك فان الحكيم يدعي في ذلك النظر فيدخل عليه بما قد ذكرناه في
عيون المسائل في مسئلة لدرة البيضاء الذي هو العقل الاول وهذا الذي ذكرناه لا يلزم عليه دخل فاما ما ادعيناه نظرا
وانما ادعيناه تعريفا فغاية المنكر أن يقول للقائل نكذب ليس له غير ذلك كما يقول له المؤمن به صدقت فهذا فرقان
بيننا وبين القائلين بالاعتبارات الثلاثة وبالله التوفيق ﴿مسئلة﴾ ما من ممكن من عالم الخلق الا وله وجهان وجه الى
سببه ووجه الى الله تعالى فكل حجاب وظلمة تطرأ عليه فمن سببه وكل نور وكشف فمن جانب حقه وكل ممكن من عالم
الامر فلا يتصور في حقه حجاب لانه ليس له الا وجه واحد فهو النور المحض ألا لله الدين الخالص ﴿مسئلة﴾ دل
الدليل العقلي على ان الايجاد متعلق القدرة وقال الحق عن نفسه ان الوجود يقع عن الامر الالهي فقال انما قولنا لشيء
اذا أردناه أن نقول له كن فيكون فلا بد أن تنظر في متعلق الامر ما هو وما هو متعلق القدرة حتى أجمع بين السمع
والعقل ونقول الامتثال قد وقع بقوله فيكون والمأمور به انما هو الوجود فتعلقت الارادة بتخصيص أحد الممكنين
وهو الوجود وتعلقت القدرة بالممكن فأثرت فيه الايجاد وهي حالة معقولة بين العدم والوجود فتعلق الخطاب بالامر لهذه
العين المخصصة أن تكون فامتثلت فكانت فلولا ما كان للممكن عين ولا وصف لها بالوجود يتوجه على تلك العين الامر
بالوجود لما وقع الوجود والقائل بشيئية المراد في شرح كن غير مصيب ﴿مسئلة﴾ معقولية الاولية للواجب الوجود
بالغير نسبة سلبية عن وجود كون الوجوب المطلق فهو أول لكل مقيد اذ يستحيل أن يكون له هناك قدم لانه لا يخلو
أن يكون بحيث الوجوب المطلق فيكون اما هو نفسه وهو محال واما قائما به وهو محال لو جوه منها انه قائم بنفسه ومنها
ما يلزم الواجب المطلق لو قام به هذا من الافتقار فيكون اما مفتقرا لذاته وهو محال أو مفتقرا لمرتبته وهو محال
﴿مسئلة﴾ معقولية الاولية للواجب المطلق نسبة وضعية لا يعقل لها العقل سوى استناد الممكن اليه فيكون أولا بهذا
الاعتبار ولو قدر أن لا وجود للممكن قوة وفعلا لانتفت النسبة الاولية اذ لا تجد متعلقا ﴿مسئلة﴾ أعلم الممكنات لا يعلم
موجده الا من حيث هو فنفسه علم ومن هو موجود عنه غير ذلك لا يصح لان العلم بالشيء يؤذن بالاحاطة به والفراغ منه
وهذا في ذلك الجانب محال فعلمه به محال ولا يصح أن يعلم منه لانه لا يتبعض فلم يبق العلم الا بما يكون منه وما يكون
منه هو أنت فانت المعلوم فان قيل علمنا ليس هو كذا علمه فانا نعلم انك موجود فيتبعه ما يقتضيه الدليل من نفي المشاركة
فتميزت عندك عن ذات مجهولة لك من حيث ما هي معلومة لنفسها اما هي تميزت بعدم الصفات الثبوتية التي لها
في نفسها فافهم ما علمت وقل رب زدني علما ولو علمته لم يكن هو ولو جهلك لم تكن أنت فبعلمه أوجدك وبعجزك
عبدته فهو هو لهو لا لك وأنت أنت لا انت وله فانت مرتبط به ما هو مرتبط بك الدائرة مطلقة مرتبطة بالنقطة النقطة
مطلقة ليست مرتبطة بالدائرة نقطة الدائرة مرتبطة بالدائرة كذلك الذات مطلقة ليست مرتبطة بك الوهية الذات
مرتبطة بالمألوه كنقطة الدائرة ﴿مسئلة﴾ متعلق رؤيتنا الحق ذاته سبحانه ومتعلق علمنا به اثباته الها بالاضافات
والسلوب ومختلف المتعلق ولا يقال في الرؤية انها مزيد وضوح في العلم لاختلاف المتعلق وان كان وجوده عين ماهيته
فلا نكر أن معقولية الذات غير معقولية كونها موجودة ﴿مسئلة﴾ ان العدم هو الشر المحض لم يعقل بعض الناس

حقيقة هذا الكلام لغموضه وهو قول المحققين من العلماء المتقدمين والمتأخرين لكن اطلقوا هذه اللفظ ولم يوضحوا معناها وقد قال لنا بعض سفراء الحق في منازلة في الظلمة والنور ان الخير في الوجود والشر في العدم في كلام طويل علمنا ان الحق تعالى له اطلاق الوجود من غير تقييد وهو الخير المحض الذي لا شر فيه فيقابله اطلاق العدم الذي هو الشر المحض الذي لا خير فيه فهذا هو معنى قولهم ان العدم هو الشر المحض ﴿مسئلة﴾ لا يقال من جهة الحقيقة ان الله جائز أن يوجد أمرا وجائز أن لا يوجده فان فعله للاشياء ليس بممكن بالنظر اليه ولا بايجاب موجب ولكن يقال ذلك الأمر جائز أن يوجد وجائز أن لا يوجد فيفتقر الى مرجح وهو الله تعالى وقد تقصينا الشريعة فما رأينا بها ما يناقض ما قلناه فالذي نقول في الحق انه تعالى يجب له كذا ويستحيل عليه كذا ولا نقول يجوز عليه كذا فهذه عقيدة أهل الاختصاص من أهل الله وأما عقيدة خلاصة الخاصة في الله تعالى فأمر فوق هذا جعلناه مبددا في هذا الكتاب لكون أكثر العقول المحجوبة بأفكارها تقصر عن ادراكه لعدم تجريدها وقد انتهت مقدمة الكتاب وهي عليه كالعلاوة فمن شاء كتبها فيه ومن شاء تركها والله يقول الحق وهو يهدي السبيل انتهى الجزء الثالث والحمد لله

﴿ بسم الله الرحمن الرحيم ﴾

(الباب الاول) في معرفة الروح الذي أخذت من تفصيل نشأته ما سطرته في هذا الكتاب وما كان بيني وبينه من الاسرار عن ذلك نظم

قلت عند الطواف كيف أطوف • وهو عن درك سرنا مكفوف
جلمد غير عاقل حركاتي • قيل أنت المحير المتلوف
انظر البيت نوره يتلالا • لقلوب تطهرت مكشوف
نظرته بالله دون حجاب • فبدا سره العلي المنيف
وتجلى لها من افق جلالي • قمر الصدق ما اعتراه خسوف
لو رأيت الولي حين يراه • قلت فيه مدله ملهوف
يلثم السر في سواد يميني • أي سر لو انه معروف
جهلت ذاته فقيل كثيف • عند قوم وعند قوم لطيف
قال لي حين قلت لم جهلوه • انما يعرف الشريف الشريف
عرفوه فلازموه زمانا • فتولاهم الرحيم الرؤف
واستقاموا فما يرى قط فيهم • عن طواف بذاته تحريف
قم فبشر عني مجاوريتي • بأمان ما عنده تخويف
ان أتيتهم فرحتهم بلقائي • أو يعيشوا فالثوب منهم نظيف

اعلم أيها الولي الحميم والصفي الكريم اني لما وصلت الى مكة البركات ومعدن السكنات الروحانية والحركات وكان من شأني فيها ما كان طفت ببيته العتيق في بعض الاحيان فبينا أنا أطوف مسبحا وممجدا ومكبرا ومهللا تارة أتمم (؟) أستلم وتارة للملتزم التزم اذ لقيت وأنا عند الحجر الاسود باهت الفتى الفائت المتكلم الصامت الذي ليس بحي ولا ميت المركب البسيط المحاط المحيط فعندما أبصرته يطوف بالبيت طواف الحي بالميت عرفت حقيقته ومجازه وعلمت ان طواف بالبيت كالصلاة على الجنازه وأنشدت الفتى المذكور ما سمعه من الابيات عندما رأيت الحي طائفا بالاموات

شعر •

ولما رأيت البيت طاف بذاته • شخوص لهم سر الشريعة تعمى
وطاف به قوم هم الشرع والحجا • وهم لحلي بين الكشف ماهم به عمي
عجبت من ميت يطوف به حي • عزيز وحيد الدهر ماذا له يغني
تجلى لنا من نور ذات حجابه • وليس من الاملاك بل هو انسي

تيقنت أن الامر غيب وأنه • لدى الكشف والتحقيق حي ومرئي

قلت فعندما وقفت مني هذه الابيات وأحطت بيته المكرم من جهة ما يجانب الاموات خطفني من خطفة قاهر وقال لي بقولة رادع زاجر انظر الى سر البيت قبل الفوت تجده مزاهيا بالطائفين والطائفين بأحجاره ناظرا اليهم من خلف حجبه وأستاره فرأيته يزهو كما قال فأفصحت له في المقال وأنشدته في عالم المثال على الارتجال

أرى البيت يزهو بالمطيفين حوله • وما الزهو الا من حكيم له صنع
وهذا جماد لا يحس ولا يرى • وليس له عقل وليس له سمع
فقال شخيص هذه طاعة لنا • فقد ثبتها طول الحياة لنا الشرع
فقلت له هذا بلاغك فاستمع • مقالة من أبدى له الحكمة الوضع
رأيت جمادا لا حياة بذاته • وليس له ضر وليس له نفع
ولكن لعين القلب فيه مناظر • اذا لم يكن بالعين ضعف ولا صدع
يراه عزيزا ان تجلى بذاته • فليس لمخلوق على حمله وسع
فبكت أبا حفص وكنت عاينا • فنلت العطاء الجزل والقبض والمنع

(وصل) ثم انه أطلعني على منزلة ذلك الفتى وتنزيهه عن أين ومتى فلما عرفت منزلته وانزاله وعاينت مكانته من الوجود وأحواله قبلت يمينه ومسحت من عرق الوحي جبينه وقلت له انظر من طالب مجالستك وراغب مؤانستك فأشار الى ايماء ولغزا انه فطر على أن لا يكلم أحدا الا رمزا وان رمزي اذا علمته وتحققته وفهمته علمت أنه لا تدركه فصاحة الفصحاء ونطقه لا تبلغه بلاغة البلغاء فقلت له يا أيها البشير وهذا خير كثير عرفني باصطلاحك وأوقفني على كيفية حركات مفتاحك فاني أريد مسامرتك وأحب مصاهرتك فان عندك الكفؤ والمطلع وهو النازل بذاتك والامير ولولا ما كانت لك حقيقة ظاهرة ما تطلعت اليه وجوه ناضرة ناظرة فأشار فعلمت وجلى لي حقيقة جماله فهمت فسقط في يدي وغلبني الحين علي فعندما أفقت من الغشية وأرعدت فرائصي من الخشية علم أن العلم به قد حصل وألقى عصا سيره ونزل فتلا حاله علي ما جاءت به الانباء وتنزلت به الملائكة الامناء انما يخشى الله من عباده العلماء فجعلها دليلا واتخذها الى معرفة العلم الحاصل به سبيلا فقلت له أطلعني على بعض أسرارك حتى أكون من جملة أحبارك فقال انظر في تفاصيل نشأتي وفي ترتيب هيأتي تجد ما سألتني عنه مرقوما فاني لا أكون مكلما ولا كليما فليس علمي سواي وليست ذاتي مغايرة لاسمائي فأنا العلم والمعلوم والعليم وأنا الحكمة والمحكم والحكيم ثم قال لي طف على أثري وانظر الي بنور قمري حتى تأخذ من نشأتي ما تسطره في كتابك وتمليه على كاتبك وعرفني ما أشهدك الحق في طوافك من اللطائف مما لا يشهده كل طائف حتى أعرف همتك ومعناك فأذكرك على ما علمت منك هناك فقلت أنا أعرفك أيها الشاهد المشهود ببعض ما شهدته من أسرار الوجود المتنزلات في غلائل النور والمتجليات للعين من وراء الستور التي أنشأها الحق حجابا موضوعا وسماء موضوعا والفعل بالنظر الى الذات لطيف والاسم بحركه على شريف

فوصفه ألطف من ذاته • وفعله ألطف من وصفه
وأودع الكل بذاتي كما • أودع معنى الشئ في حرفه
فالخلق مطلوب لمعنى كما • يطلب ذات الملك من عرفه

ولولا ما أودع في ما أقمته حقيقتي ووصلت البسط بيني لم أجد انشر به نيلا ولا بمعرفته ميلا ولذلك نعود على عند النهاية ولهذا يرجع عنها كل شيء ويفتح الدائرة عند الوصول الى غاية وجودها الى نقطة البداية فيرتبط آخر الامر بأوله وامتلأ عند الى أزله فما ثم الا وجود منزه ومشهودات متفرقة واما طال الطريق من أجل رؤية المخلوق فلو صرف العبد وجهه الى الذي ما به من غير أن يحل ويلتفت الى السالكين اذا وصلوا بعين نفس ...

ماعلوا ولو عرفوا من كانهم ما انتقلوا لسكن حجروا بتغيه الحقائق عن ورثة الحق الخالق الذى خلق الله به
الارض والطرائق فطاروا مدارج الاسماء وطلبوا معارج الاسراء وتخيلوها أعظم منزلة تطلب وأسنى حالة تقصد
المانى بعال فعلوا ورغب فسيرهم على براق الصدق ورفارفه وحققهم بما عاينوه من آياته ولطائفه وذلك لما كانت
النطرة شمالية وكانت الفطرة على النشأة الكمالية تقابل بوجهها فى أصل الوضع نقطة الدائرة فتشطر مهجتها من
الجانب الايمن منقبة ومن الجانب الغربى سافرة فلو سفرت عن اليمين لنالت من أول طرفتها مقام التمكين فى
مشاهدة التعيين ويا عجبا لمن هو فى أعلى عليين ويتخيل انه فى أسفل سافلين أعوذ بالله أن أكون من الجاهلين
فتنها لما بين مدبرها ووقوفها فى موضعها الذى وجدت فيه غاية سيرها فاذا ثبت عند العاقل ما أشرت اليه وصح
وعلم ان اليه المرجع فمن موقفه لم يبرح لكن يتخيل المسكين الفرج والفتح ويقول وهل فى مقابلة الضيق والحرج
الا السعة والشرح ثم يتلو ذلك قرآنا على الحسباء فمن يرد الله أن يهديه يشرح صدره للاسلام ومن يرد أن يضله
يجعل صدره ضيقا حرجا كأنما يصعد فى السماء فكان الشرح لا يكون الا بعد الضيق كذلك المطلوب لا يحصل
الا بعد سلوك الطريق وغفل المسكين عن تحصيل ما حصل له بالالهام مما لا يحصل الا بالفكر والدليل عند أهل النهى
والافهام وانه صدق فيما قال فانه ناظر بعين لشمال فسلموا له حاله وثبتوا له محاله وضعفوا منه محاله وقولوا له
عليك بالاستقامة ان أردت الوصول الى مامنه خرجت لاعاله واستروا عنه مقام المجاورة وعظموا له أجر التزاور
والمزاورة والموازرة فسيحزن عند الوصول الى مامنه سار وسيفرح بما حصل فى طريقه من الاسرار وصار ولولا
ما طلب الرسول صلى الله عليه وسلم بالمعراج ما رحل ولا صعد الى السماء ولا نزل وكان أينما شاء الملأ الاعلى وآيات
ربه فى موضعه كما زويت له الارض وهو فى مضجعه ولكنه سر الهى لينكره من شاء لانه لا يعطيه الانشاء ويؤمن به
من شاء لانه جامع للأشياء فعندما أنبت على هذا العلم الذى لا يبلغه العقل وحده ولا يحصله على الاستيفاء الفهم قال
لقد أسمعتنى سرا غريبا وكشفت لى معنى عجيبا ما سمعته من ولى قبلك ولا رأيت أحدا تمت له هذه الحقائق مثلك
على انها عندى معلومة وهى بذاتى مرقومة ستبدو لك عند رفع ستاراتى واطلاعك على اشاراتى ولكن
أخبرنى ما أشهدك عند ما أنزلك بحرمه وأطلعك على حرمه (مشاهدة مشهد البيعة الالهية) قلت اعلم يا فصيحا
لا يتكلم وسائلا عما يعلم لما وصلت اليه من الايمان ونزلت عليه فى حضرة الاحسان أنزلنى فى حرمه وأطلعنى
على حرمه وقال انما أكثرت المناسك رغبة فى التماسك فان لم تجدنى هنا وجدتنى هنا وان احتجبت عنك فى
جمع تجليت لك فى منى مع انى قد أعلمتك فى غير ما موقف من مواقفك وأشرت به اليك غير مرة فى بعض لطائفك انى
وان احتجبت فهو تجل لا يعرفه كل عارف الا من أحاط علما بما أحطت به من المعارف ألا ترانى أتجلى لهم فى القيامه
فى غير الصورة التى يعرفونها والعلامة فينكرون ربوبيتى ومنها يتعوذون وبها يتعوذون ولكن لا يشعرون
ولكنهم يقولون لذلك المتجلى نعوذ بالله منك وها نحن لربنا منتظرون فحينئذ أخرج عليهم فى الصورة التى لديهم
فيقرون لى بالربوبيه وعلى أنفسهم بالعبوديه فهم لعلامتهم عابدون وللصورة التى تقررت عندهم مشاهدون
فمن قال منهم انه عبدنى فقوله زور وقد باهتنى وكيف يصح منه ذلك وعند ما تجليت له أنكرنى فمن قيدنى بصورة دون
صورة فتخيله عبد وهو الحقيقة الممكنة فى قلبه المستوره فهو يتخيل انه يعبدنى وهو يجحدنى والعارفون ليس فى
الامكان خفائى عن أبصارهم لانهم غابوا عن الخلق وعن أسرارهم فلا يظهر لهم عندهم سوائى ولا يعقلون من
الموجودات سوى أسمائى فكل شئ ظهر لهم وتجلى قالوا أنت المسبح الاعلى فليسوا سواء فالناس بين غائب
وشاهد وكلاهما عندهم شئ واحد فلما سمعت كلامه وفهمت اشاراته واعلامه جذبنى جذبة غيور اليه
وأوقفنى بين يديه (مخاطبات التعليم والالطاف بسر الكعبة من الوجود والطواف) ومد اليمين فقبلتها ووصلتنى
الصورة التى اعتنقتها فتحول لى فى صورة الحياة فتحولت له فى صورة الممات فطلبت الصورة تبايع الصوره فقالت
لها لم تحسنى السيره وقبضت يمناها عنها وقالت لها ما اعتقدها فى عالم الشهادة كنها ثم تحول لى فى صورة البصر

فتحولت له فى صورة من عمى عن النظر وذلك بعد انقضاء شوط وتخيل نقض شرط فطلبت الصورة تتابع الصوره فقالت لها مثل المقالة المذكوره ثم تحولت لى فى صورة العلم لاعم فتحولت له فى صورة الجهل الاتم فطلبت الصورة تتابع الصوره فقالت لها مقالة تلك الصوره ثم تحولت لى فى صورة سماع النداء فتحولت له فى صورة اصم عن الدعاء فطلبت الصورة تتابع الصوره فأسدل الحق بينهما ستوره ثم تحولت لى فى صورة الخطاب فتحولت له فى صورة الخرس عن الجواب فطلبت الصورة تتابع الصوره فأرسل الحق بينهما رقوم اللوح وسطوره ثم تحولت لى فى صورة الاراده فتحولت له فى صورة قصور الحقيقة والماده فطلبت الصورة تتابع الصوره فأفاض الحق بينهما ضياءه ونوره ثم تحولت لى فى صورة القدرة والطاقه فتحولت له فى صورة العجز والفاقه فطلبت الصورة تتابع الصوره فأبدى الحق للعبد تقصيره فقلت لما رأيت ذلك الاعراض وما حصل لى من تمام الآمال والاغراض لم يبت على ولم تف بعهدى فقال لى أنت أبيت على نفسك يا عبدى لو قبلت الجبر فى كل شوط أيها الطائف لقبلت يمينى هنا فى هذه الصور اللطائف فان يمينى هناك بمنزلة الذات وأشواط الطواف بمنزلة السبع الصفات صفات الكمال لا صفات الجلال لانها صفات الاتصال بك والانفصال فسبعة أشواط لسبع صفات وبيت قائم يدل على ذات غير أنى أنزلته فى فرشى وقلت للملائكة هذا عندكم بمنزلة عرشى وخليفتى فى الارض هو المستوى عليه والمحتوى فانظر الى الملائكة ممك طائفا والى جانبك واقفا فنظرت اليه فعاد الى عرشه وما على بصمته نعشه فتبسمت جذلا وقلت مرتجلا

يا كعبة طاف بها المرسلون ٭ من بعد ما طاف بها مكرمون

ثم أتى من بعدهم عالم ٭ طافوا بها من بين عال ودون

أنزلها مثلا الى عرشه ٭ ونحن حافون بها مكرمون

فان يقل أعظم حاف به ٭ انى أنا خبر فهل تسمعون

والله ما جاء بنص ولا ٭ أتى لنا الا بما لا يبين

هل ذاك الا نور حفت به ٭ أنوارهم ونحن ماء مهين

فانجذب الشئ الى مثله ٭ وكلنا عبد لديه مكين

هلا رأوا ما لم يروا انهم ٭ طافوا بما طفنا وليسوا بطين

لو جود الالطف منا استوى ٭ على الذى حفوا به طائفين

قد سهموا أن يجهلوا حق من ٭ قد سخر الله له العالمين

كيف لهم وعلمهم انني ٭ ان الذى خروا له ساجدين

واعترفوا بعد اعتراض على ٭ والدنا بكونهم جاهلين

وأبلس الشخص الذى قد أبى ٭ وكان للفضل من الجاحدين

قد سهموا قد سهموا انهم ٭ قد نصحوا من خطأ المخطئين

قلت ثم صرفت عنه وجه قلبى وأقبلت به على ربى فقال لى انتصرت لابيك حبا زكنى فيك اسمع منزلة من أثنيت عليها وما قدمته من الخبر بين يديها وأين منزلتك من منازل الملائكة المقربين صلوات الله عليكم وعليهم أجمعين كعبتى هذه قلب الوجود وعرشى لهذا القلب جسم محدود وما وسعنى واحد منهما ولا أخبرعنى بالذى أخبرت عنهما وبيتى الذى وسعنى قلبك المقصود المودع فى جسدك المشهود فالطائفون بقلبك الاسرار فهم بمنزلة أجسادكم عند طوافها بهذه الاحجار فالطائفون الحافون بعرشنا المحيط كالطائفين منك بعالم التخطيط فكان الجسم منك فى الرتبة دون قلبك البسيط كذلك هى الكعبة مع العرش المحيط فالطائفون بالكعبة بمنزلة الطائفين بقلبك لاشتراكهما فى القالبيه والطائفون بجسمك كالطائفين بالعرش لاشتراكهما فى صفة الاحاطيه فكان عالم الاسرار الطائفين بالقلب الذى وسعنى أسنى منزلة من غيرهم وأعلى كلمات شمت الشرف والسيادة على

الطائفين بالعرش المحيط أولى فانكم الطائفون بقاب وجود العالم فانتم بمنزلة أسرار العلماء وهم الطائفون بمنزلة فهم بمنزلة الماء والهواء فكيف تكونون سواء وما وسعني سواكم وما تجليت في صورة كمال الا في ... فاعرفوا قدر ما وهبتكموه من الشرف العالي ... فانا الكبير المتعالي لا يحدني الحد ولا يعرفني العبد تقدست الالوهة فتنزهت أن تدرك وفي منزلها أن تشرك أنت الانا وانا أنا فلا تطلبني فيك فتتعنى ولا من خارج فما تنتهي ولا تترك طلبي فتشقى فاطلبني حتى تلقاني فترقى ولكن تأدب في طلبك واحضر عند شروعك في منهجك وميز بيني وبينك فانك لا تشهدني وانما تشهد عينك فقف في صفة الاشتراك والا فكن عبدا وقل العجز عن درك الادراك ادراك تلحق في ذلك عتيقا وتكن المكرم الصديقا ثم قال لي ارجع عن حضرتي فلك لا يصلح لخدمتي فخرجت طريدا فصح الحاضر فقال ذرني ومن خلقت وحيدا ثم قال ردوه فرددت وبين يديه من ساعتي وجدت وكأني ما زلت عن بساط شهوده وما برحت من حضرة وجوده فقال كيف يدخل على في حضرتي من لا يصلح لخدمتي لو لم تكن عندك الحرمة التي توجب الخدمة ما قبلتك الحضرة ولرمت بك في أول نظرة وها أنت فيه ... قد رأيت من رهانك وتخفيها ما يزيدك احتراما وعند تجليها احتشاما ثم قال لم تسألني حين أسرت بأخوانك وردتك على معراجك وأعرفك صاحب حجة ولسان ما أسرع ما نسيت أنهم لا ... وتلبيهم في عظيم ... فاتك وسقط في يدي لقبضك بين البيعة في تجلياتك وبقيت أرد النظر ما الذي عرف ... من الخبر ... في ذلك الوقت الى أعلمت ان مني أتى على ولكن الحضرة تعطي أن لا يشهد سواها وان لا ينظر الى محياه ... فقال صدقت يا محمد فاثبت في المقام الاوحد واياك والعدد فان فيه هلاك الابد ثم انفقت ... بار ... أذكر ... في باب الحجر ومكنه مع جملة أسرار (وصل) فقال الفتى الولي يا أكرم ولي وصفي ما ذكرت لي ... حال وهو بذاتي مسطر قائم قال لقد شوقتني الى التطلع اليك منك حتى أخبرتك فقل نعم أيها الغريب الوارد والطالب القاصد أدخل معي كعبة الحجر وهو البيت المتعالي عن الحجاب والستر وهو مدخل العارفين وفيه ... الطائفين فدخلت معه بيت الحجر في الحال وألقى يده على صدري وقال أنا السابع في مرتبة الاحاطة بالكون ... وجود العين والاين * أوجدني الحق قطعة نور حوائي سادجه وجعلني للكائنات ممازجه فبينا أنا مستطلع ... بابي لدي أو ينزل علي واذا بالعلم القلمي الاعلى قد نزل بذاتي من منازله العلى راكبا على جواد قائم على ثلاث قوائم فنكس رأسه الى ذاتي فانتشرت الانوار والظلمات ونفث في روعي جميع الكائنات فعنق أرضي وسمائي وأطلعني على جميع أسمائي فعرفت نفسي وغيري وميزت بين شري وخيري وفصلت ما بين خلائقي وحقائقي ثم انصرف عني ذلك الملك وقال نعم انك حضرة الملك فتهيأت للنزول وورود الرسول فتجارت الاملاك الي ودارت الافلاك علي والكل لجيبني مقبلون وعلى حضرتي مقبلون وما رأيت ما كان زل ولا ملكا من الوقوف بين يدي انتقل ولحظت في بعض جواني فرأيت صورة الازل فعلمت ان العزول محال وثبت على ذلك الحال وأعلمت بعض الخاصة ما شهدت وأطلعتهم مني على ما وجدت فأنا الروضة اليانعة والثمرة الجامعة فارفع ستوري واقرأ ما تضمنته سطوري فما وقفت عليه مني فاجعله في كالك وخاطب به جميع أحبابك فرفعت ستوره ولحظت مسطوره فأبدى اعيني نوره المودع فيه ما يتضمنه من العلم المكنون ويحويه فأول سطر قرأته واول سر من ذلك السطر علمته ما أذكره الآن في هذا الباب الثاني والله سبحانه يهدي الى العلم والى طريق مستقيم

(الباب الثاني) في معرفة مراتب الحروف والحركات من العالم وما لها من الاسماء الحسنى ومعرفة الكلمات ومعرفة العلم والعالم والمعلوم اعلم ان هذا الباب على ثلاثة فصول ﴿الفصل الاول في معرفة الحروف﴾ ﴿الفصل الثاني في معرفة الحركات التي تتميز بها الكلمات﴾ ﴿الفصل الثالث في معرفة العلم والعالم والمعلوم﴾

﴿الفصل الاول في معرفة الحروف ومراتبها والحركات وهي الحروف الصغار وما لها من الاسماء الالهية﴾

ان الحروف أئمة الالفاظ ● شهدت بذلك ألسن الحفاظ

دارت بها الادوار فى ما كونه ◦ بين النيام الخرس والايقاظ
ألحظتها الاسماء من مكونها ◦ فبدت تعز لذلك الالحاظ
وتقول ان لا يبص حودى مابدت ◦ عند الكلام حقائق الالفاظ

اعلم أيدنا الله وإياك انه لما كان الوجود مطلقا من غير تقييد يتضمن المكلف وهو الحق تعالى والمكلفين وهم العالم والحروف جامعة لما ذكرنا أردنا أن نبين مقام المكلف من هذه الحروف من المكلفين من وجه دقيق محقق لا يتبدل عند أهل الكشف اذا وقفوا عليه وهو مستخرج من البسائط التى عنها تركبت هذه الحروف التى تسمى حروف المعجم بالاصطلاح العربى فى أسمائها وانما سميت حروف المعجم لانها عجمت على الناظر فيها معناها ولما كوشفنا على بسائط الحروف وجدناها على أربع مراتب (حروف) مرتبتها سبعة افلاك وهى الالف والزاى واللام (وحروف) مرتبتها ثمانية أفلاك وهى النون والصاد والضاد (وحروف) مرتبتها تسعة افلاك وهى العين والغين والسين والشين (وحروف) مرتبتها عشرة افلاك وهى باقى حروف المعجم وذلك ثمانية عشر حرفا كل حرف منها مركب عن عشرة كما ان كل حرف من تلك الحروف منها ما هو عن تسعة افلاك وعن ثمانية وعن سبعة لا غير كما ذكرناه فعدد الافلاك التى عنها وجدت هذه الحروف وهى البسائط التى ذكرناها مائتان وأحد وستون فلكا أما المرتبة السبعية فالزاى واللام منها دون الالف فطبعها الحرارة واليبوسة (وأما) الالف فطبعها الحرارة والرطوبة واليبوسة والبرودة ترجع مع الحار حارة ومع الرطب رطبة ومع البارد باردة ومع اليابس يابسة على حسب ما يجاوره من الحروف (وأما) المرتبة الثمانية فحروفها حارة يابسة (وأما) المرتبة التسعية فالعين والغين طبعهما البرودة واليبوسة (وأما) السين والشين فطبعهما الحرارة واليبوسة (وأما) المرتبة العشرية فحروفها حارة يابسة الا الحاء المهملة والخاء المعجمة فانهما باردتان يابستان والا الهاء والهمزة فانهما باردتان رطبتان فعدد الافلاك التى عن حركتها توجد الحرارة مائة فلك وثلاثة أفلاك وعدد الافلاك التى عن حركتها توجد اليبوسة مائتا فلك وأحد وأربعون فلكا وعدد الافلاك التى عن حركتها توجد البرودة خمسة وستون فلكا وعدد الافلاك التى عن حركتها توجد الرطوبة سبعة وعشرون فلكا مع التوالج والتداخل الذى فيها على حسب ما ذكرناه آنفا فسبعة افلاك توجد عن حركتها العناصر الاول الاربعة وبها توجد حرف الالف خاصة ومائة وستة وتسعون فلكا توجد عن حركتها الحرارة واليبوسة خاصة لا يوجد عنها غيرهما البتة وعن هذه الافلاك يوجد حرف الباء والجيم والدال والواو والزاى والطاء والياء والكاف واللام والميم والنون والصاد والفاء والضاد والقاف والراء والسين والتاء والثاء والذال والظاء والشين وثمانية وثمانون فلكا يوجد عن حركتها البرودة واليبوسة خاصة وعن هذه الافلاك يوجد حرف العين والحاء والغين والخاء وعشرون فلكا توجد عن حركتها البرودة والرطوبة خاصة وعن هذه الافلاك يوجد حرف الهاء والهمزة وأما لام ألف فممتزج من السبعة والمائة والستة والتسعين اذا كان مثل قوله لا يمسهم السوء ولا هم يحزنون فان كان مثل قوله تعالى لانتم أشد رهبة فامتزاجه من المائة والستة والتسعين ومن العشرين وليس فى الافلاك فلك يوجد عنه الحرارة والرطوبة خاصة دون غيرهما فاذا نظرت فى طبع الهواء عثرت على الحكمة التى منعت أن يكون له فلك مخصوص كما انه ما ثم فلك يوجد عنه واحد من هذه العناصر الاول على انفراده فالهاء والهمزة يدور بهما الفلك الرابع ويقطع الفلك الاقصى فى تسعة آلاف سنة وأما الحاء والخاء والعين والغين فيدور بها الفلك الثانى ويقطع الفلك الاقصى فى احدى عشرة ألف سنة وباقى الحروف يدور بها الفلك الاول ويقطع الفلك الاقصى فى اثنى عشرة ألف سنة وهو على منازل فى أفلاكها فمنها ما هو على سطح الفلك ومنها ما هو فى مقعر الفلك ومنها ما هو بينهما ولولا التطويل لبينا منازلها وحقائقها ولكن سنأتى من ذلك ما يشفى فى الباب الستين من أبواب هذا الكتاب ان ألهمنا الحق ذلك عند كلامنا فى معرفة العناصر وسلطان العالم العلوى على العالم السفلى وفى أى دورة كان وجود هذا العالم الذى نحن فيه الآن من دورات الفلك الاقصى وأى روحانية تنظر الينا فلنقبض العنان حتى نصل الى

موضعها أو يحصل موضعها ان شاء الله (فلنرجع ونقول) ان المرتبة السبعية التي لها الزاى والالف واللام جعلناها للحضرة الالهية المكلفة أى نصيبها من الحروف وان المرتبة الثمانية التي هى النون والصاد والضاد جعلناها حظ الانسان من عالم الحروف وان المرتبة التسعية التي هى العين والغين والسين والشين جعلناها حظ الجن من عالم الحروف وان المرتبة العشرية وهى المرتبة الثانية من المراتب الاربعة التي هى باقى الحروف جعلناها حظ الملائكة من عالم الحروف وانما جعلنا هذه الموجودات الاربعة لهذه الاربع مراتب من الحروف على هذا التقسيم لحقائق عسيرة المدرك يحتاج ذكرها وبيانها الى ديوان بنفسه ولكن قد ذكرناه حتى تممه فى كتاب المبادى والغايات فيما تحوى عليه حروف المعجم من العجائب والآيات وهو بين أيدينا ما كمل ولا قيد منه الا أوراق متفرقة يسيرة ولكن سأذكر منه فى هذا الباب لمحة بارق ان شاء الله تخصصات الاربعة للجن البارى لحقائق هم عليها وهى التى أدتهم لقولهم فيما أخبر الحق تعالى عنهم ثم لآتينهم من بين أيديهم ومن خلفهم وعن أيمانهم وعن شمائلهم وفرغت حقائقهم ولم تبق لهم حقيقة خامسة يطالبون بها مرتبة زائدة وإياك أن تعتقد أن ذلك جائز لهم وهو أن يكون لهم العلو وما يقابله اللذان تتم بهما الجهات الستة فان الحقيقة تأبى ذلك عليهم قررناه فى كتاب المبادى والغايات وبينا فيه لم اختصوا بالعين والغين والسين والشين دون غيرها من الحروف والمناسبة التى بين هذه الحروف وبينهم وانهم موجودون عن الافلاك التى عنها وجدت هذه الحروف وحصل للحضرة الالهية من هذه الحروف ثلاثة لحقائق هى عليها أيضا وهى الذات والصفة والرابط بين الذات والصفة وهى القبول أى بها كان القبول لان الصفة لها تعلق بالموصوف بها وبمتعلقها الحقيقى لها كالعلم يربط نفسه بالعالم به وبالمعلوم والارادة تربط نفسها بالمريد بها وبالمراد لها والقدرة تربط نفسها بالقادر بها وبالمقدور لها وكذلك جميع الاوصاف والاسماء وان كانت نسبا وكانت الحروف التى اختصت بها الالف والزاى واللام تدل على معنى نفى الاولية وهو الازل وبسائط هذه الحروف واحدة فى العدد فانها أعجب الحقائق لمن وقف عليها فانه يتنزه فيما يجهله الغير وتضيق صدور الجهلاء به وقد تكلمنا أيضا فى المناسبة الجامعة بين هذه الحروف وبين الحضرة الالهية فى الكتاب المذكور وكذلك حصل للحضرة الانسانية من هذه الحروف ثلاثة أيضا كما حصل للحضرة الالهية فاتفقا فى العدد غير أنها حروف النون والصاد والضاد ففارقت الحضرة الالهية من جهة موادها فان العبودية لا تشرك الربوبية فى الحقائق التى بها يكون الها كان بحقائقه يكون العبد مألوها وبما هو على الصورة اختص بثلاثة كهو فلو وقع الاشتراك فى الحقائق لكان الها واحدا أو عبدا واحدا أعنى عينا واحدة وهذا لا يصح فلا بد أن تكون الحقائق متباينة ولو نسبت الى عين واحدة ولهذا باينهم بقدمه كما باينوه بحدوثهم ولم يقل باينهم بعلمه كما باينوه بعلمهم فان ذلك العلم واحد قديم [illegible] فى المحدث واجتمعت الحضرتان فى أن كل واحدة منهما معقولة من ثلاث حقائق ذات وصفة ورابطة بين الصفة والموصوف بها غير أن العبد له ثلاثة أحوال حالة مع نفسه لا غير وهو الوقت الذى يكون فيه نائم القلب عن كل شئ وحالة مع الله وحالة مع العالم والبارى سبحانه مباين لنا فيما ذكرناه فان له حالين حال من أجله وحال من أجل خلقه وليس فوقه موجود فيكون له تعالى وصف تعلق به فهذا بحر آخر لو خضنا فيه لجاءت أمور لا يطاق سماعها وقد ذكرنا المناسبة التى بين النون والصاد والضاد التى للانسان وبين الالف والزاى واللام التى هى للحضرة الالهية فى كتاب المبادى والغايات وان كانت حروف الحضرة الالهية عن سبعة أفلاك والانسانية عن ثمانية أفلاك فان هذا لا يقدح فى المناسبة لتبين الاله والمألوه ثم انه فى نفس النون الرقمية التى هى شطر الفلك من العجائب ما لا يقدر على سماعها الا من شد عليه مئزر التسليم وتحقق بروح الموت الذى لا يتصور ممن قام به اعتراض ولا تطلع وكذلك فى نفس نقطة النون أول دلالة لنون الروحانية المعقولة فوق شكل النون السفلية التى هى النصف من الدائرة والنقطة الموصولة بالنون المرقومة الموضوعة أول الشكل التى هى مركز الالف المعقولة التى بها يتميز قطر الدائرة والنقطة الاخيرة التى ينقطع بها شكل النون وينتهى بها هى رأس هذا الالف المعقولة المتوهمة فتقدر قيامها من رقدتها فتركزه على النون فيظهر من ذلك حرف اللام والنون نصفها ازاى مع وجود الالف المذكورة فتكون النون بهذا الاعتبار تعطيك الازل الانسانى كما أعطاك الالف والزاى واللام فى

الحق غيرأنه فى الحق ظاهر لانه بذاته أزلى لا اول له ولا مفتتح لوجوده فى ذاته بلا ريب ولا شك ولبعض المحققين كلام فى الانسان الازلى فنسب الانسان الى الازل فالانسان خفى فيه الازل لجهل لان الازل ليس ظاهرا فى ذاته وانما صح فيه الازل لوجه تما من وجوه وجوده منها ان الموجود يطلق عليه الوجود فى أربع مراتب وجود فى الذهن ووجود فى العين ووجود فى اللفظ ووجود فى الرقم وسيأتى ذكرهذا فى هذا الكتاب ان شاء الله فمن جهة وجوده على صورته التى وجد عليها فى عينه فى العلم القديم الازلى المتعلق به فى حال ثبوته فهو موجود أزلا أيضا كأنه بعناية العلم المتعلق به كالتحيز للعرض بسبب قيامه بالجوهر فصار متحيزا بالتبعية فلهذا خفى فيه الازل وحقائقه أعنى الازلية المجردة عن الصورة المعينة المعقولة التى تقبل القدم والحدوث على حسب ماشرحنا ذلك فى كتاب انشاء الدوائر والجداول فانظر هنالك تجده مستوفى وسنذكر منه طرفا فى هذا الكتاب فى بعض الابواب اذا مست الحاجة اليه وظهور ماذكرناه من سر الازل فى النون هو فى الصاد والضاد أتم وأمكن لوجود كمال الدائرة وكذلك ترجع حقائق الالف والزاى واللام التى للحق الى حقائق النون والصاد والضاد التى للعبد ويرجع الحق بتصفحنا بالاسرار التى منعنا عن كشفها فى الكتب ولكن يظهرها العارف بين أهله فى علمه ومشربه ومسلم فى أكمل درجات المقام وهى حرام على غير هذين الصنفين فتحقق ماذكرناه وتبينه يبدو لك من العجائب التى تبهر العقول حسن جمال الموفى للملائكة باقى حروف المعجم وهى ثمانية عشر حرفا وهى الباء والجيم والدال والهاء والواو والحاء والطاء والياء والكاف والميم والفاء والقاف والراء والتاء والثاء والخاء والذال والظاء فقل الحضرة الانسانية كالحضرة الالهية لابل هى عينها على ثلاث مراتب ملك وملكوت وجبروت وكل واحد من هذه المراتب تنقسم الى ثلاث فهى تسعة فى العدد فتأخذ ثلاثة الشهادة فتضرب فى الستة المجموعة من الحضرة الالهية والانسانية أو فى الستة الايام المقدرة التى فيها وجدت الثلاثة الحقية الثلاثة الخلقية يخرج لك ثمانية عشر وهو وجود الملك وكذلك تعمل فى الحق بهذه المثابة فالحق له تسعة افلاك للالقاء والانسان له تسعة أفلاك للتلقى فتمتد من كل حقيقة من التسعة الحقية رقائق الى التسعة الخلقية وتنعطف من التسعة الخلقية رقائق على التسعة الحقية فحيثما اجتمعت كان الملك ذلك الاجتماع وحدث هنالك فذلك الامر الزائد الذى حدث هو الملك فان أراد أن يميل بكله نحو التسعة الواحدة جذبته الاخرى فهو يتردد ما بينهما حاجب بل ينزل من حضرة الحق على النبى عليه السلام وان حقيقة الملك لا يصح فيها الميل فانه منشأ الاعتدال بين التسعتين والميل انحراف ولا انحراف عنده ولكنه يتردد بين الحركة المنكوسة والمستقيمة وهو عين لرفيقه فان جاء وهو فاقد فالحركة منكوسة ذاتية وعرضية وان جاء وهو واجد فالحركة مستقيمة عرضية لا ذاتية وان رجع عنه وهو فاقد فالحركة ذاتية وعرضية وان رجع عنه وهو واجد فالحركة منكوسة عرضية لا ذاتية وقد تكون الحركة من العارف مستقيمة أبدا ومن العابد منكوسة أبدا وسيأتى الكلام عليها فى داخل الكتاب وانحصارها فى ثلاث منكوسة وأفقية ومستقيمة ان شاء الله فهذه نكت غيبية عجيبة ثم أرجع وأقول ان التسعة هى سبعة وذلك ان عالم الشهادة هو فى نفسه برزخ فذلك واحد وله ظاهر فذلك اثنان وله باطن فذلك ثلاثة ثم عالم الجبروت برزخ فى نفسه فذلك واحد وهو الرابع ثم له ظاهر وهو باطن عالم الشهادة ثم له باطن وهو الخامس ثم بعد ذلك عالم الملكوت هو فى نفسه برزخ وهو السادس ثم له ظاهر وهو باطن عالم الجبروت وله باطن وهو السابع وما ثم غير هذا وهذه صورة السبعية والتسعية فتأخذ الثلاثة وتضربها فى السبعة فيكون الخارج أحدا وعشرين فتخرج الثلاثة الانسانية فتبقى ثمانية عشر وهو مقام الملك وهى الافلاك التى منها يتلقى الانسان الوارد وكذلك تفعل بالثلاثة الحقية نضربها أيضا فى السبعة فتكون عند ذلك الافلاك التى منها يلقى الحق على عبده ما يشاء من الواردات فان أخذناها من جانب الحق فهى أفلاك الالقاء وان أخذناها من جانب الانسان فهى أفلاك التلقى وان أخذناهما منهما معا جعلنا تسعة الحق للالقاء والأخرى للتلقى وباجتماعهما حدث الملك ولهذا أوجد الحق تسعة افلاك السموات السبع والكرسى والعرش وان شئت قلت فلك الكواكب والفلك الاطلس وهو الصحيح ﴿تتميم﴾ منعنا فى أول هذا الفصل أن يكون للحرارة والرطوبة فلك ولم نذكر السبب فلنذكر منه طرفا

فى هذا الباب حتى نستوفيه فى داخل الكتاب ان شاء الله تعالى وسأذكر فى هذا الباب بعد هذا التتميم ما يكون من الحروف حارا رطبا وذلك لانه داربه فلك غير الفلك الذى ذكرناه فى أول الباب فاعلم ان الحرارة والرطوبة هى الحياة الطبيعية فلو كان لها فلك كالاخوات فى الامزجة لانقضت دورة ذلك الفلك وزال سلطانه كما يظهر فى الحياة العرضية وكانت تعدم أو تنتقل وحقيقتها تقضى بأن لا تنعدم فليس لها فلك ولهذا أنبأنا البارى تعالى ان الدار الآخرة هى الحيوان وان كل شئ يسبح بحمده فصار فلك الحياة الابدية الحياة الازلية تمدها وليس لها فلك فتنقضى دورته فالحياة الازلية ذاتية للحى لا يصح لها انقضاء فالحياة الابدية المعلولة بالحياة الازلية لا يصح لها انقضاء ألا ترى الارواح لما كانت حياتها ذاتية لها لم يصح فيها موت البتة ولما كانت الحياة فى الاجسام بالعرض قام بها الموت والفناء فان حياة الجسم الظاهرة من آثار حياة الروح كنور الشمس الذى فى الارض من الشمس فاذا مضت الشمس تبعها نورها وبقيت الارض مظلمة كذلك الروح اذا رحل عن الجسم الى عالمه الذى جاء منه تبعته الحياة المنتشرة منه فى الجسم الحى وبقى الجسم فى صورة الجماد فى رأى العين فيقال مات فلان وتقول الحقيقة رجع الى أصله منها خلقناكم وفيها نعيدكم ومنها نخرجكم تارة أخرى كما رجع أيضا الروح الى أصله حتى البعث والنشور يكون من الروح تجل للجسم الطريق العشق فتلتئم أجزاؤه وتتركب أعضاؤه بحياة لطيفة جدا تحرك الاعضاء للتأليف اكتسبته من التفات الروح فاذا استوت البنية وقامت النشأة الترابية تجلى له الروح بالرقيقة الامرافيلية فى الصور المحيط فتسرى الحياة فى أعضائه فيقوم شخصا سويا كما كان أول مرة ثم نفخ فيه أخرى فاذا هم قيام ينظرون وأشرقت الارض بنور ربها كما بدأكم تعودون فريقا هدى فالذى أنشأها أول مرة فالشقى شقى والسعيد سعيد واعلم أن فى امتزاج هذه الاصول عجائب فان الحرارة والبرودة ضدان فلا يجتمعان واذا لم يجتمعا لم يكن عنهما شئ وكذلك الرطوبة واليبوسة وانما يجتمع ضد الضد بضد الضد الآخر فلا يتولد عنها الا الاربعة لانها أربعة ولهذا كانت اثنان ضدين لاثنين فلو لم تكن على هذا لكان التركيب منها أكثر مما تعطيه حقائقها ولا يصح أن يكون التركيب أكثر من أربعة أصول فان الاربعة هى أصول العدد فالثلاثة التى فى الاربعة مع الاربعة سبعة والاثنان التى فيها مع هذه السبعة تسعة والواحد الذى فى الاربعة مع هذه التسعة عشر وركب ما شئت بعد هذا وما تجد عددا يعطيك هذا الا الاربعة كما لا تجد عددا تاما الا الستة لان فيها النصف والسدس والثلث فامتزجت الحرارة واليبوسة فكان النار والحرارة والرطوبة فكان الهواء والبرودة والرطوبة فكان الماء والبرودة واليبوسة فكان التراب فانظر فى تكون الهواء عن الحرارة والرطوبة وهو النفس الذى هو الحياة الحسية وهو المحرك لكل شئ بنفسه للماء والارض والنار وبحركته تتحرك الاشياء لانه حياة اذ كانت الحركة أثر الحياة فهذه الاربعة الاركان المولدة عن الامهات الاول ثم لتعلم ان تلك الامهات الاول تعطى فى المركبات حقائقها لا غير من غير امتزاج فالتسخين عن الحرارة لا يكون عن غيرها وكذلك التجفيف والتقبض عن اليبوسة فاذا رأيت النار قد أيبست البلل من الماء فلا تتخيل ان الحرارة جففته فان النار مركبة من حرارة ويبوسة كما تقدم فبالحرارة التى فيها تسخن الماء وباليبوسة وقع التجفيف وكذلك التليين لا يكون الا عن الرطوبة والتبريد عن البرودة فالحرارة تسخن والبرودة تبرد والرطوبة تلين واليبوسة تجفف فهذه الامهات متنافرة لا تجتمع أبدا الا فى الصورة ولكن على حسب ما تعطيه حقائقها ولا يوجد منها فى صورة أبدا واحد لكن يوجد اثنان اما حرارة ويبوسة كما تقدم من تركيبها وأما أن توجد الحرارة وحدها فلا لانها لا يكون عنها على انفرادها الاهى (وصل) فان الحقائق على قسمين حقائق توجد مفردات فى العقل كالحياة والعلم والنطق والحس وحقائق توجد بوجود التركيب كالسماء والعالم والانسان والحجر فان قلت فما السبب الذى جمع هذه الامهات المتنافرة حتى ظهر من امتزاجها ما ظهر فهذا سر عجيب ومركب صعب يحرم كشفه لانه لا يطاق حمله لان العقل لا يعقله ولكن الكشف يشهده فلنسكت عنه وربما نشير اليه من بعيد فى مواضع من كتابى هذا يتفطن اليه الباحث اللبيب ولكن أقول أراد المختار سبحانه أن يؤلفها لما سبق فى علمه خلق العالم وانها أصل أكثره أو أصله ان شئت فألفها ولم تكن موجودة فى أعيانها ولكن أوجدها مؤلفة لم

وجدها مفردة ثم جمعها فان حقائقها تأبى ذلك فأوجد الصورة التي هي عبارة عن تأليف حقيقتين من هذه الحقائق
فصارت كأنها كانت موجودة متفرقة ثم ألفت فظهرت لها أعيان حقيقة لم تكن في وقت الافتراق فالحقائق تعطي ان
هذه الامهات لم يكن لها وجود في عينها البتة قبل وجود الصور المركبة عنها فلما أوجد هذه الصور التي هي الماء والنار
والهواء والارض وجعلها سبحانه يستحيل بعضها الى بعض فيعود النار هواء والهواء نارا كانقلاب التاء طاء والسين
صادا لان الفلك الذي وجدت عنه الامهات الاول عنها وجدت هذه الحروف فالفلك الذي وجد عنه الارض وجد
عنه حرف الثاء والباء وما عدا رأس الجيم ونصف تعريقة اللام ورأس الحاء وثلثا الهاء والدال اليابسة
والنون والميم والفلك الذي وجد عنه الماء وجد عنه حرف الشين والغين والفاء والخاء والضاد ورأس
الهاء بالنقطة الواحدة ومدة بعد الفاء دون رأسها ورأس القاف وشيء من تعريقه ونصف دائرة الظاء المعجمة الاسفل
والفلك الذي وجد عنه الهواء وجد عنه طرف الهاء الاخير الذي يعقد دائرتها ورأس الفاء وتعريق الخاء على حد
نصف الدائرة ونصف دائرة الظاء المعجمة الاعلى مع قائمته وحرف الذال والعين والزاي والصاد والواو والفلك
الذي وجد عنه النار وجد عنه حروف الهمزة والكاف والباء والسين والراء ورأس الجيم ووجد الياء باثنتين من
أسفل دون رأسها ووسط اللام ووجد القاف دون رأسه وعن حقيقة الالف صدرت هذه الحروف كلها وهو فلكها
كلها وسار كذلك ثم وجود خامس هو أصل هذه الاركان وفي هذا خلاف بين أصحاب علم الطبائع عن النظر ذكره
الحكيم في الاسطقسات ولم يأت فيه بشيء يقف الناظر عنده ولم اعرف هذا من حيث قراءتي علم الطبائع على أهله وانما
دل به على صاحب لي وهو في يده وكان يشتغل بتحصيل علم الطب فسألني ان أمشيه من جهة علمنا بهذه الاشياء من
جهة الكشف لا من جهة القراءة والنظر فقرأه علينا فوقفت منه على هذا الخلاف الذي أشرت اليه فمن هناك علمته
ولولا ذلك ما عرفت هل خالف فيه أحد أم لا فانه ما عندنا فيه الا الشيء الحق الذي هو عليه وما عندنا خلاف فان الحق
هو الذي نأخذ العلوم عنه بخلو القلب عن الفكر والاستعداد لقبول الواردات هو الذي يعطينا الامر على أصله من
غير اجمال ولا حيرة فنعرف الحقائق على ما هي عليه سواء كانت المفردات أو الحادثة بحدوث التأليف والحقائق الالهية
ولا نمتري في شيء منها فمن هناك هو علمنا والحق سبحانه معلمنا ورثا نبويا محفوظا معصوما من الخلل والاجمال والظاهر
قال تعالى وما علمناه الشعر وما ينبغي له فان الشعر محل الاجمال والرموز والالغاز والتورية أي ما رمزنا له شيئا ولا
لغزناه ولا خاطبناه بشيء ونحن نريد شيئا آخر ولا أجملنا له الخطاب ان هو الا ذكر لما شاهده حين جذبناه وغيبناه عنه
وأحضرناه بنا عندنا فكنا سمعه وبصره ثم رددناه اليكم لتهتدوا به في ظلمات الجهل والكون فكنا لسانه الذي يخاطبكم
ثم أنزلنا عليه مذكرا يذكره بما شاهده فهو ذكر لذلك وقرآن أي جمع أشياء كان شاهدها عندنا مبين ظاهر له
لعلمه بأصل ما شاهده وعاينه في ذلك التقريب الانزه الاقدس الذي ناله منه صلى الله عليه وسلم ولنا منه من الحظ على قدر
الوفاء بالعمل والتهيؤ والتقوى فمن علم ان الطبائع والعالم المركب منها في غاية الافتقار والاحتياج الى الله تعالى في وجود
أعيانها وتأليفها علم أن السبب هو حقائق الحضرة الالهية الاسماء الحسنى والاوصاف العلى كيف تشاء على حسب
ما تعطيه حقائقها وقد بينا هذا الفصل على الاستيفاء في كتاب انشاء الجداول والدوائر وسنذكر من ذلك طرفا في هذا
الكتاب فهذا هو سبب الاسباب القديم الذي لم يزل مؤلف الامهات ومولد البنات فسبحانه سبحانه خالق الارض
والسموات ﴿وصل﴾ انتهى الكلام المطلوب في هذا الكتاب على الحروف من جهة المكاتب والمكافين وحظها
من العالم وحركتها في الافلاك السداسية المضاعفة وعينا منتهى دورتها في تلك الافلاك وحظها من الطبيعة من حركة تلك
الافلاك ومراتبها الاربعة في المكاتب والمكافين على حسب فهم العامة ولهذا كانت افلاكها بسائطها على نوعين
والبسائط التي يقتصر بها على حقائق عامة العقلاء على أربعة حروف الحق التي عن الافلاك السبعية وحروف الانس
عن الثمانية وحروف الملك عن التسعة وحروف الجن الناري عن العشرة والانس ثم قسم زائد عندهم لقصورهم عن
ادراك ما ثم لانهم تحت قهر عقولهم والمحققون تحت قهر سيدهم الملك الحق سبحانه وتعالى وانما عددهم من المكاتب

ما ليس عند الغير فبسائط المحققين على ست مراتب مرتبة للمكان الحق تعالى وهي النون وهي ثنائية فان الحق لا نعلمه الا منا وهو معبودنا ولا يعلم على الكمال الا بنا فلهذا كان له النون التي هي ثنائية فان بسائطها اثنان الواو والالف فالالف له والواو لنا فانك وما في الوجود غير الله وأنت اذا أنت الخليفة ولهذا الالف عام والواو ممتزجة كما سيأتي ذكرها في هذا الباب ودورة هذا الفلك المخصوصة التي بها تقطع الفلك المحيط الكلي دورة جامعة تقطع الفلك الكلي في اثنين وثمانين ألف سنة وتقطع فلك الواو الفلك الكلي في عشرة آلاف سنة على ما نذكرها بعد في هذا الباب عند كلامنا على الحروف مفردة وصحة ثقها وما بقي من المراتب فعلى عدد المكلفين وأما المرتبة الثانية فهي للانسان وهو أكمل المكلفين وجودا وأعمهم وأتمه خلقا وأقومه وله حرف واحد وهي الميم وهي ثلاثية وذلك ان بسائطها ثلاثة الياء والالف والهمزة وسيأتي ذكرها في داخل الباب ان شاء الله وأما المرتبة الثالثة فهي للجن مطلقا النوري والناري وهي رباعية ولها من الحروف الجيم والواو والكاف والقاف وسيأتي ذكرها وأما المرتبة الرابعة فهي للبهائم وهي خماسية لها من الحروف الدال اليابسة والزاي والصاد اليابسة والعين اليابسة والضاد المعجمة والسين اليابسة والذال المعجمة والغين والشين المعجمتان وسيأتي ذكرها ان شاء الله وأما المرتبة الخامسة فهي للنبات وهي سداسية لها من الحروف الالف والهاء واللام وسيأتي ذكرها ان شاء الله وأما المرتبة السادسة فهي للجماد وهي سباعية لها من الحروف الباء والحاء والطاء والياء والفاء والراء والتاء والثاء والخاء والظاء وسيأتي ذكرها ان شاء الله والغرض في هذا الكتاب اظهار لمع ولوائح اشارات من أسرار الوجود ولو فتحنا الكلام على سرائر هذه الحروف وما تقتضيه حقائقها لكلت اليمين وحفي القلم وجف المداد وضاقت القراطيس والالواح ولو كان الرق المنشور فانها من الكلمات التي قال الله تعالى فيها لو كان البحر مدادا وقال ولو أن ما في الارض من شجرة أقلام والبحر يمده من بعده سبعة أبحر ما نفدت كلمات الله وهنا سر واشارة عجيبة لمن تفطن لها وعثر على هذه الكلمات فلو كانت هذه العلوم نتيجة عن فكر ونظر لانحصر الانسان في أقرب مدة ولكنها موارد الحق تعالى تتوالى على قلب العبد وأرواحه البررة تنزل عليهم من عالم غيبه برحمته التي من عنده وعلمه الذي من لدنه والحق تعالى وهاب على الدوام فياض على الاستمرار والمحل قابل على الدوام فاما يقبل الجهل واما يقبل العلم فان استعد وتهيأ وصفى مرآة قلبه وجلاها حصل له الوهب على الدوام وحصل له في اللحظة ما لا يقدر على تقييده في أزمنة لاتساع ذلك الفلك المعقول وضيق هذا الفلك المحسوس فكيف ينقضي ما لا يتصور له نهاية ولا غاية يقف عنده وقد صرح بذلك في أمر رسوله عليه السلام وقل رب زدني علما والمراد بهذه الزيادة من العلم المتعلق بالاله ليزيد معرفة بتوحيد الكثرة فتزيد رغبته في تحميده فيزاد فضلا على تحميده دون انتهاء ولا انقطاع فطلب منه الزيادة وقد حصل من العلوم والاسرار ما لم يبلغه أحد ومما يؤيد ما ذكرناه من انه أمر بالزيادة من علم التوحيد لا من غيره انه كان صلى الله عليه وسلم اذا أكل طعاما قال اللهم بارك لنا فيه وأطعمنا خيرا منه واذا شرب لبنا قال اللهم بارك لنا فيه وزدنا منه لانه أمر بطلب الزيادة فكان يتذكر عند ما يرى اللبن اللبن الذي شرب به ليلة الاسراء فقال له جبريل أصبت الفطرة أصاب الله بك أمتك والفطرة علم التوحيد التي فطر الله الخلق عليها حين أشهدهم حين قبضهم من ظهورهم ألست بربكم قالوا بلى فشاهدوا الربوبية قبل كل شيء ولهذا تأول صلى الله عليه وسلم اللبن لما شرب به في النوم وناول فضله عمر قيل ما أولته يا رسول الله قال العلم ولولا حقيقة مناسبة بين العلم واللبن جامعة ما ظهر بصورته في عالم الخيال عرف ذلك من عرفه وجهله من جهله فمن كان يأخذ عن الله لا عن نفسه كيف ينتهي كلامه أبدا فشتان بين مؤلف يقول حدثني فلان رحمه الله عن فلان رحمه الله وبين من يقول حدثني قلبي عن ربي وان كان هذا رفيع القدر فشتان بينه وبين من يقول حدثني ربي عن ربي أي حدثني ربي عن نفسه وفيه اشارة الاول الرب المعتقد والثاني الرب الذي لا يتقيد فهو بواسطة لا بواسطة وهذا هو العلم الذي يحصل للقلب من المشاهدة الذاتية التي منها يفيض على السر والروح والنفس فمن كان هذا مشربه كيف يعرف مذهبه فلا تعرفه حتى تعرف الله وهو لا يعرف تعالى من جميع وجوه المعرفة كذلك هذا لا يعرف فان العقل لا يدري أين هو فان مطلبه

الا كوان بلا كون لهذا كقيل .

ظهرت لما أبقيت بعد فنائه ● فكان بلا كون لانك كنته

فالحمد لله الذى جعلنى من أهل الالقاء والتلقى فنسأله سبحانه أن يجعلنا واياكم من أهل التدانى والترقى ثم ارجع وأقول ان فصول حروف المعجم تزيد على أكثر من خمسمائة فصل وفى كل فصل مراتب كثيرة فتركنا الكلام عليها حتى نستوفيه فى كتاب المبادى والغايات ان شاء الله ولنقتصر منها على ما لابد من ذكره بعد ما نسمى من مراتبها ما يليق بكتابنا هذا ورعما نتكلم على بعضها او بعد ذلك نأخذها حرفا حرفا حتى نكمل الحروف كلها ان شاء الله ثم نتبعها باشارات من أسرار تعانق اللام بالالف ولزومه اياه وما السبب لهذا التعشق الروحانى بينهما خاصة حتى ظهر ذلك فى عالم الكتابة والرقم فان فى ارتباط اللام بالالف سرا لا ينكشف الا لمن أقام الالف من رقدتها وحل اللام من عقدتها والله يرشدنا واياكم لعمل صالح يرضاه منا انتهى الجزء الرابع والحمد لله

●(بسم الله الرحمن الرحيم)●

﴿ذكر بعض مراتب الحروف﴾

اعلم وفقنا الله واياكم ان الحروف أمة من الامم مخاطبون ومكلفون وفيهم رسل من جنسهم ولهم أسماء من حيث هم ولا يعرف هذا الا أهل الكشف من طريقنا وعالم الحروف أفصح العالم لسانا وأوضحه بيانا وهم على أقسام كأقسام العالم المعروف فى العرف فمنهم عالم الجبروت عند أبى طالب المكى ونسميه نحن عالم العظمة وهو الهاء والهمزة ومنهم العالم الاعلى وهو عالم الملكوت وهو الحاء والخاء والعين والغين ومنهم العالم الوسط وهو عالم الجبروت عندنا وعند أكثر أصحابنا وهو التاء والثاء والجيم والدال والذال والراء والزاى والطاء والكاف واللام والنون والصاد والضاد والقاف والسين والشين والياء الصحيحة ومنهم العالم الاسفل وهو عالم الملك والشهادة وهو الباء والميم والواو الصحيحة ومنهم العالم الممتزج بين عالم الشهادة والعالم الوسط وهو الفاء ومنهم عالم الامتزاج بين عالم الجبروت الوسط وبين عالم الملكوت وهو الكاف والقاف وهو امتزاج المرتبة ويمازجهم فى الصفة الروحانية الطاء والظاء والصاد والضاد ومنهم عالم الامتزاج بين عالم الجبروت الاعظم وبين الملكوت وهو الحاء المهملة ومنهم العالم الذى يشبه العالم منا الذين لا يتصفون بالدخول فينا ولا بالخروج عنا وهو الالف والياء والواو المعتلتان فهؤلاء عوالم ولكل عالم رسول من جنسهم ولهم شريعة تعبدوا بها ولهم لطائف وكثائف وعليهم من الخطاب الامر ليس عندهم نهى وفيهم عامة وخاصة وخاصة الخاصة وصفا خلاصة خاصة الخاصة فالعامة منهم الجيم والضاد والخاء والدال والغين والشين ومنهم خاصة الخاصة وهو الالف والياء والباء والسين والكاف والطاء والقاف والتاء والواو والصاد والحاء والنون واللام والغين ومنهم خلاصة خاصة الخاصة وهو الباء ومنهم الخاصة التى فوق العامة بدرجة وهو حروف أوائل السور مثل الم والمص وهى أربعة عشر حرفا الالف واللام والميم والصاد والراء والكاف والهاء والياء والعين والطاء والسين والحاء والقاف والنون ومنهم حروف صفاء خلاصة خاصة الخاصة وهو النون والميم والراء والباء والدال والزاى والالف والطاء والياء والواو والهاء والظاء والثاء واللام والفاء والسين ومنهم العالم المرسل وهو الجيم والحاء والخاء والكاف ومنهم العالم الذى تعلق بالله وتعلق به الخلق وهو الالف والدال والذال والراء والزاى والواو وهو عالم التقديس من الحروف الكروبيين ومنهم العالم الذى غلب عليه التخلق بأوصاف الحق وهو التاء والثاء والجاء والذال والزاى والظاء المعجمة والنون والضاد المعجمة والغين المعجمة والقاف والشين المعجمة والفاء عند أهل الانوار ومنهم العالم الذى قد غلب عليهم التحقق وهو الباء والفاء عند أهل الاسرار والجيم ومنهم العالم الذى قد تحقق بمقام الاتحاد وهو الالف والحاء والدال والراء والطاء اليابسة والكاف واللام

والميم والصاد اليابســة والعين والســين اليابستان والطاء والواو الاتى أقول انهم على مقامين فى الاعداد عال وأعلى فالعالى الالف والكاف والميم والعين والسين والاعلى مابقى ومنهم العالم الممتزج الطبائع وهو الجيم والهاء والياء واللام والفاء والقاف والحاء والظاء خاصة وأجناس عوالم الحروف أربعة جنس مفرد وهو الالف والكاف واللام والميم والهاء والنون والواو وجنس ثنائى مثل الدال والذال وجنس ثلاثى مثل الجيم والحاء والخاء وجنس رباعى وهو الباء والتاء والثاء والياء فى وسط الكلمة والنون كذلك فهو خماسى بهذا الاعتبار وان لم نعتبرهما فتكون الباء والتاء والثاء من الجنس الثلاثى ويسقط الجنس الرباعى فبهذا قد قصصنا عليك من عالم الحروف ما ان استعملت نفسك فى الامور الموصلة الى كشف الله لموالاطلاع على حقائقه وتحقق قوله تعالى وان من شئ الا يسبح بحمده ولكن لا تفقهون تسبيحهم فلو كان تسبيح حال كما زعم بعض علماء النظر لم تكن فائدة فى قوله ولكن لا تفقهون وصلت اليها ووقفت عليها وكنت قد ذكرت انه ربما أتكلم على بعضها فنظرت فى هؤلاء العالم ما يمكن فيه بسط الكلام أكثر من غيره فوجدناه العالم المختص وهو عالم أوائل السور المجهولة مثل الم البقرة والمص والر يونس واخواتها فلنتكلم على الم البقرة التى هى أول سورة مبهمة فى القرآن كلاما مختصرا من طريق الاسرار وربما ألحق بذلك الآيات التى تليها وان كان ذلك ليس من الباب ولكن فعلته عن أمر ربى الذى عهدته فلا أتكلم الا على طريق الاذن كما أنى سأقف عندما يحد لى فان تأليفنا هذا وغيره لا يجرى مجرى التواليف ولا نجرى نحن فيه مجرى المؤلفين فان كل مؤلف انما هو تحت اختياره وان كان مجبورا فى اختياره أو تحت العلم الذى يبثه خاصة فيلقى ما يشاء ويمسك ما يشاء أو يلقى ما يعطيه العلم وتحكم عليه المسئلة التى هو بصددها حتى تبرز حقيقتها ونحن فى تواليفنا لسنا كذلك انما هى قلوب عاكفة على باب الحضرة الالهية مراقبة لما ينفتح له الباب فقيرة خالية من كل علم لو سئلت فى ذلك المقام عن شئ ما سمعت لفقدها احساسها فمهما برز لها من وراء ذلك الستر أمر ما بادرت لامتثاله وألفته على حسب ما يحد لها فى الامر فقد يلقى الشئ الى ما ليس من جنسه فى العادة والنظر الفكرى وما يعطيه العلم الظاهر والمناسبة الظاهرة للعلماء لمناسبة خفية لا يشعر بها الا أهل الكشف بل ثم ما هو أغرب عندنا انه يلقى الى هذا القلب أشياء يؤمر بايصالها وهو لا يعلمها فى ذلك الوقت لحكمة الهية غابت عن الخلق فلهذا لا يتقيد كل شخص يؤلف عن الالقاء بعلم ذلك الباب الذى يتكلم عليه ولكن يدرج فيه غيره فى علم السامع العادى على حسب ما يلقى اليه ولكنه عندنا قطعا من نفس ذلك الباب بعينه لكن بوجه لا يعرفه غيرنا مثل الحمامة والغراب اللذين اجتمعا لعرج قام بأرجلهما وقد أذن لى فى تقييد ما ألقيه بعد هذا فلا بد منه ﴿وصل﴾ الكلام على هذه الحروف المجهولة المختصة على عدد حروفها بالتكرار وعلى عدد حروفها بغير تكرار وعلى جملتها فى السور وعلى افرادها فى ص وق ون وتثنيتها فى طس وطه وأخواتها وجمعها من ثلاثة فصاعدا حتى بلغت خمسة حروف متصلة ومنفصلة ولم تبلغ أكثر ولم وصل بعضها وقطع بعضها ولم كانت السور بالسين ولم تكن بالصاد ولم جهل معنى هذه الحروف عند علماء الظاهر وعند كشف أهل الاحوال الى غير ذلك مما ذكرناه فى كتاب الجمع والتفصيل فى معرفة معانى التنزيل فلنقل على بركة الله والله يقول الحق وهو يهدى السبيل (اعلم) ان مبادى السور المجهولة لا يعرف حقيقتها الا أهل الصور المعقولة ثم جعل سور القرآن بالسين وهو التعبد الشرعى وهو ظاهر السور الذى فيه العذاب وفيه يقع الجهل بها وباطنه بالصاد وهو مقام الرحمة وليس الا العلم بحقائقها وهو التوحيد فجعلها تبارك وتعالى تسعا وعشرين سورة وهو كمال الصورة والقمر قدرناه منازل والتاسع والعشرون القطب الذى به قوام الفلك وهو علة وجوده وهو سورة آل عمران الم الله ولولا ذلك ما ثبتت الثمانية والعشرون وجملتها على تكرار الحروف ثمانية وسبعون حرفا فالثمانية حقيقة البضع قال عليه السلام الايمان بضع وسبعون وهذه الحروف ثمانية وسبعون حرفا فلا يكمل عبد أسرار الايمان حتى يعلم حقائق هذه الحروف فى سورها (فان قلت) ان البضع مجهول فى اللسان فانه من واحد الى تسعة فمن أين قطعت بالثمانية عليه فان شئت قلت لك من طريق الكشف وصلت اليه فهو الطريق الذى عليه

أملك والركن الذى اليه استند فى علومى كلها وان شئت أبديت لك منه طرفا من باب العدد وان كان أبو الحكم عبد السلام بن برجان لم يذكره فى كتابه من هذا الباب الذى نذكره وانما ذكره رحمه الله من جهة علم الفلك وجعله سترا على كشفه حين قطع بفتح بيت المقدس سنة ثلاث وثمانين وخمسمائة فكذلك ان شئنا نحن كشفناه وان شئنا جعلنا العدد على ذلك حجابا فنقول ان البضع الذى فى سورة الروم ثمانية وخذ عدد حروف الم بالجزم الصغير فتكون ثمانية فتجمعها الى ثمانية البضع فتكون ستة عشر فتزيل الواحد الذى للالف للاس فيبقى خمسة عشر فتمسكها عندك ثم ترجع الى العمل فى ذلك بالجمل الكبير وهو الجزم فتضرب ثمانية البضع فى أحد وسبعين واجعل ذلك كله سنين يخرج لك فى الضرب خمسمائة وثمانية وستون فتضيف اليها الخمسة عشر التى أمرتك ان ترفعها فتصير ثلاثة وثمانين وخمسمائة سنة وهو زمان فتح بيت المقدس على قراءة من قرأ غلبت الروم بفتح الغين واللام سيغلبون بضم الياء وفتح اللام وفى سنة ثلاث وثمانين وخمسمائة كان ظهور المسلمين فى أخذهم من الكفار وهو فتح بيت المقدس وانما فى علم العدد من طريق الكشف أسرار عجيبة من طريق ما يقتضيه طبعه ومن طريق ماله من الحقائق الالهية وان طال بنا العمر فسأفرد لمعرفة العدد كتابا ان شاء الله فلنرجع الى ما كنا بسبيله فنقول فلا يكمل عبد الاسرار التى تتضمنها شعب الايمان الا اذا علم حقائق هذه الحروف على حسب تكرارها فى السور كما انه اذا علمها من غير تكرار علم تنبيه الله فيها على حقيقة الايجاد وتفرد القديم سبحانه بصفاته الازلية فأرسلها فى قرآنه أربعة عشر حرفا مفردة مبهمة فجعل الثمانية لمعرفة الذات والسبع الصفات منها وجعل الاربعة للطبائع المؤلفة التى هى الدم والسوداء والصفراء والبلغم فجاءت اثنى عشر موجودة وهذا هو الانسان من هذا الفلك ومن فلك آخر يتركب من أحد عشر ومن عشرة ومن تسعة ومن ثمانية حتى الى فلك الاثنين ولا يتحلل الى الاحدية أبدا فانها مما انفرد بها الحق فلا تكون لموجود الا له ثم انه سبحانه جعل أولها الألف فى الخط والهمزة فى اللفظ وآخرها النون فالالف لوجود الذات على كمالها لانها غير مفتقرة الى حركة والنون لوجود الشطر من العالم وهو عالم التركيب وذلك نصف الدائرة الظاهرة لنا من الفلك والنصف الآخر النون المعقولة عليها التى لو ظهرت للحس وانتقلت من عالم الروح لكانت دائرة محيطة ولكن أخفى هذه النون الروحانية الذى بها كمال الوجود وجعلت نقطة النون المحسوسة دالة عليها فالالف كاملة من جميع وجوهها والنون ناقصة فالشمس كاملة والقمر ناقص لانه محو فصفة صونه معارة وهى الامانة التى حملها وعلى قدر محوه وسراره اثباته وظهوره ثلاثة لثلاثة فثلاثة غروب القمر القلبى الالهى فى الحضرة الاحدية وثلاثة طلوع قمر القلب الالهى فى الحضرة الربانية وما بينهما فى الخروج والرجوع قدما بقدم لا يختل أبدا ثم جعل سبحانه هذه الحروف على مراتب منها موصول ومنها مقطوع ومنها مفرد ومثنى ومجموع ثم نبه ان فى كل وصل قطعا وليس فى كل قطع وصل فكل وصل يدل على فصل وليس كل فصل يدل على وصل فالوصل والفصل فى الجمع وغير الجمع والفصل وحده فى عين الفرق فما أفرده من هذه فاشارة الى فناء رسم العبد أزلا وما ثناه فاشارة الى وجود رسم العبودية حالا وما جمعه فاشارة الى الابد بالموارد التى لا تتناهى فالأفراد للبحر الازلى والجمع للبحر الابدى والمثنى للبرزخ المحمدى الانسانى مرج البحرين يلتقيان بينهما برزخ لا يبغيان فبأى آلاء ربكما تكذبان هل بالبحر الذى أوصله به فأفناه عن الاعيان أو بالبحر الذى فصله عنه وسماه بالاكوان أو بالبرزخ الذى استوى عليه الرحمن فبأى آلاء ربكما تكذبان يخرج من بحر الازل اللؤلؤ ومن بحر الابد المرجان فبأى آلاء ربكما تكذبان وله الجوارى الروحانية المنشآت من الحقائق الانسانية فى البحر الذاتى الأقدسى كالاعلام فبأى آلاء ربكما تكذبان يسأله العالم العلوى على علوه وقدسه والعالم السفلى على نزوله ونحسه كل خطرة فى شأن فبأى آلاء ربكما تكذبان كل من عليها فان وان لم تعدم الاعيان ولكنها رحلة من دنا لى دان فبأى آلاء ربكما تكذبان سنفرغ لكم أيها الثقلان فبأى آلاء ربكما تكذبان فهكذا لو اعتبر القرآن ما اختلف اثنان ولا ظهر خصمان ولا تناطح عنزان فدبروا آياتكم ولا تخرجوا عن ذاتكم فان كان ولا بد فالى صفاتكم فانه اذا اسلم العالم من نظركم وتدبيركم كان على الحقيقة تحت تسخيركم ولهذا خلق قال

لى وسخر لكم ما فى السموات وما فى الأرض جميعا منه والله يرشد أولياءكم لما فيه صلاح أحوالكم فى الدنيا والآخرة انه ولى كريم ﴿وصل﴾ الالف من الم اشارة الى التوحيد والميم للملك الذى لا يهلك واللام بينهما واسطة لتكون رابطة بينهما فانظر الى السطر الذى يقع عليه الخط من اللام فتجد الالف اليه ينتهى أصلها وتجد الميم منه يبتدئ نشوها ثم تنزل من أحسن تقويم وهو السطر الى أسفل سافلين منتهى تعريق الميم قال تعالى لقد خلقنا الانسان فى أحسن تقويم ثم رددناه أسفل سافلين ونزول الالف الى السطر مثل قوله ينزل ربنا الى السماء الدنيا وهو أول عالم التركيب لانه سماء آدم عليه السلام ويليه فلك النار فلذلك نزل الى أول السطر فانه نزل من مقام الاحدية الى مقام ايجاد الخليقة نزول تقديس وتنزيه لا نزول تمثيل وتشبيه وكانت اللام واسطة وهى نائبة مناب المكوّن والكون فهى القدرة التى عنها وجد العالم فأشبهت الالف فى النزول الى أول السطر ولما كانت ممتزجة من المكوّن والكون فانه لا يتصف بالقدرة على نفسه وانما هو قادر على خلقه فكان وجه القدرة مصروفا الى الخلق ولهذا لا يثبت للخالق الا بالخلق ولا بد من تعلقها بهم علوا وسفلا ولما كانت حقيقتها لا تتم بالوصول الى السطر فتكون والالف على مرتبة واحدة طلبت بحقيقتها النزول تحت السطر أو على السطر كما نزل الميم فنزلت الى ايجاد الميم ولم يتمكن ان تنزل على صورة الميم فكان لا يوجد عنها أبدا الا الميم فنزلت نصف دائرة حتى بلغت الى السطر من غير الجهة التى نزلت منها فصارت نصف فلك محسوس يطلب نصف فلك معقول فكان منهما فلك دائر فتكوّن العالم كله من أوله الى آخره فى ستة أيام أجناسا من أول يوم الاحد الى آخر يوم الجمعة وبقى يوم السبت للانتقالات من حال الى حال ومن مقام الى مقام والاستحالات من كون الى كون ثابت على ذلك لا يزول ولا يتغير ولذلك كان الوالى على هذا اليوم بدء نحس وهو من الكواكب زحل فصار الم وحده فلكا محيطا من دار به علم الذات والصفات والافعال والمفعولات فمن قرأ الم بهذه الحقيقة والكشف حضر بالكل للكل مع الكل ولا يبقى شئ فى ذلك الوقت الا يشهده لكن منه ما يعلم ومنه ما لا يعلم فتنزه الالف عن قيام الحركات بها يدل أن الصفات لا تعقل الا بالافعال كما قال عليه السلام كان الله ولا شئ معه وهو على ما عليه كان فلهذا أصرفنا الامر الى ما يعقل لا الى ذاته المنزهة فان الاضافة لا تعقل أبدا الا بالمتضايفين فان الابوة لا تعقل الا بالاب والابن وجودا وتقديرا وكذلك المالك والخالق والبارئ والمصور وجميع الاسماء التى تطلب العالم بحقائقها وموضع التنبيه من حروف الم عليها فى اتصال اللام الذى هو الصفة بالميم الذى هو أثرها وفعلها فالالف ذات واحدة لا يصح فيها اتصال شئ من الحروف اذا وقعت أولا فى الخط فهى الصراط المستقيم الذى سألته النفس فى قولها اهدنا الصراط المستقيم صراط التنزيه والتوحيد فلما أمّن على دعائها ربها الذى هو الكلمة الذى أمرت بالرجوع اليه فى سورة الفجر قبل تعالى تأمينه على دعائها فأظهر الالف من الم عقيب ولا الضالين وأخفى آمين لانه غيب من عالم الملكوت من وافق تأمينه تأمين الملائكة فى الغيب المتحقق الذى يسمونه العامة من الفقهاء الاخلاص وتسميه الصوفية الحضور وتسميه المحققون الهمة ونسميه أنا وأمثالنا العناية ولما كانت الالف متحدة فى عالم الملكوت والشهادة ظهرت فوقع الفرق بين القديم والمحدث فانظر فيما سطرناه تر عجبا ومما يؤيد ما ذكرناه من وجود الصفة المد الموجود فى اللام والميم دون الالف فان قال صوفى وجدنا الالف مخطوطة والنطق بالهمزة دون الالف فلا ينطق بالالف فنقول وهذا أيضا مما يعضد ما قلناه فان الالف لا تقبل الحركة فان الحرف مجهول ما لم يحرك فاذا حرك ميز بالحركة التى تتعلق به من رفع ونصب وخفض والذات لا تعلم أبدا على ما هى عليه فالالف الدال عليها الذى هو فى عالم الحروف خليفة كالانسان فى العالم مجهول أيضا كالذات لا تقبل الحركة فلما لم تصلها لم يبق الا ان تعرف من جهة سلب الاوصاف عنها ولما لم يمكن النطق بساكن نطقنا باسم الالف لا بالالف فنطقنا بالهمزة بحركة الفتحة فقامت لنا مقام المبدع الاول وحركتها صفته العلمية وعلى ايجاده فى اتصال الكاف بالنون فان قيل وجدنا الالف التى فى اللام منطوقا بها ولم نجد هذا فى الالف قلنا صدقت لا يقع النطق بها الا بمتحرك مشبع التحرك قبلها موصولة به اما فعلا واما تقديرا كالالف المقطوعة التى لا يشبع الحرف الذى قبلها حركته فلا يظهر فى النطق وان رقمت مثل ألف انما الذى [illegible] بين ميم انما وبين لام

المؤمنين موجود ان خطا غير ملفوظ به فانما اعنا الالف الموصولة التي تقع بعد الحرف مثل لام هاء حاء وشبهها
فانه لولا وجودها ما كان المد لواحد من هذه الحروف فهذا هو سر الاستمداد الذي وقع به ايجاد الصفات في محل
الحروف ولهذا لا يكون المد الا بالوصل فاذا وصل الحرف بالالف من اسمه الآخر امتد الالف بوجود الحرف الموصول به
ولما وجد الحرف الموصول به افتقر الى الصفة الرحمانية فاعطى حركة الفتح التي هي الفتحة فلما أعطيها طلب منه الشكر
عليها فقال وكيف يكون الشكر عليها قيل له ان تعلم السامعين بان وجودك ووجود صفتك لم يكن بنفسك وانما كان
من ذات القديم تعالى فاذ كره عند ذكرك نفسك فقد جعلك بصفة الرحمة خاصة دليلا عليه ولهذا قال ان الله خلق آدم
على صورة الرحمن فنطقت بالثناء على موجدها فقالت لام ياء هاء حاء طاء فاظهرت نطقا ما خفي خطا لان الالف التي
في طه وحم وطس موجودة نطقا غيبت خطا لدلالة الصفة عليها وهي الفتحة صفة افتتاح الوجود فان قال
وكذلك نجد المد في الواو المضموم ما قبلها والياء المكسور ما قبلها فهي أيضا ثلاث ذوات فكيف يكون هذا وما ثم
الا ذات واحدة فنقول نعم أما المد الموجود في الواو المضموم ما قبلها في مثل ن والقلم والياء المكسور ما قبلها مثل الياء
من طس وياء الميم من حم من حيث ان الله تعالى جعلهما حرفي علة وكل علة تستدعي معلولها بحقيقتها واذا
استدعت ذلك فلا بد من سر بينهما يقع به الاستمداد والامداد فلهذا اعطيت المد وذلك لما أودع الرسول الملكي الوحي
ولم يكن بينه وبين الملقى اليه نسبة ما قبل شيأ لكنه خفي عنه ذلك فلما حصل له الوحي ومقامه الواو لانه روحاني علوي
والرفع يعطي العلو وهو باب الواو والمتلة فعبرنا عنه بالرسول الملكي الروحاني جبريل كان أو غيره من الملائكة ولما أودع
الرسول البشري ما أودع من أسرار التوحيد والشرائع أعطي من الاستمداد والامداد الذي عدبه عالم التركيب وخفي
عنه سر الاستمداد ولذلك قال ما أدري ما يفعل بي ولا بكم وقال انما أنا بشر مثلكم ولما كان موجودا في العالم السفلي
عالم الجسم والتركيب أعطينا الياء المكسور ما قبلها المعتلة وهي من حروف الخفض فلما كانا علتين لوجود الاسرار
الالهية من توحيد وشرع وهما سر الاستمداد لذلك مدنا وأما الفرق الذي بينهما وبين الالف فان الواو والياء قد
يسلبان عن هذا المقام فيحركان بجميع الحركات كقوله ووجدك ونؤوي وولوا الادبار يأتون يغنيه انك ميت وقد
يسكنان بالسكون الحي كقوله وما هو بميت ويأتون وشبههما والالف لا تحرك أبدا ولا يوجد ما قبلها أبدا الا مفتوحا
فاذن فلا نسبة بين الالف وبين الواو والياء فهما حركت الواو والياء فمن ذلك مقامهما ومن صفاتهما وتهمما لحقتا بالالف في
العلية فذلك ليس من ذاتها وانما ذلك من جانب القدم سبحانه لا يحتمل الحركة ولا يقبلها ولكن ذلك من صفة المقام
وحقيقته الذي نزلت به الواو والياء فدلول الالف قديم والواو والياء محركتان كانتا أو لا محركتان فهما حادثان
فاذا ثبت هذا فكل ألف أو واو أو ياء ارتقمت أو حصل النطق بها فانما هي دليل وكل دليل محدث يستدعي محدثا
والمحدث لا يحصره الرقم ولا النطق انما هو غيب ظاهر وكذلك يس ون فنجده نطقا وهو ظهوره ولا نجده رقما وهو
غيبه وهذا سبب حصول العلم بوجود الخالق لا بذاته وبوجود ليس كمثله شيء لا بذاته واعلم أيها المتلقي انه كل ما دخل
تحت الحصر فهو مبدع أو مخلوق وهو محلك فلا تطلب الحق لا من داخل ولا من خارج اذ الدخول والخروج من صفات
الحدوث فانظر الكل في الكل تجد الكل فالعرش مجموع والكرسي مفروق

يا طالبا لوجود الحق يدركه • ارجع لذاتك فيك الحق فالتزم

ارجعوا وراءكم فالتمسوا نورا فلو لم يرجعوا لوجدوا النور فلما رجعوا باعتقاد القطع ضرب بينهم بالسور والا لو عرفوا
من ناداهم بقوله ارجعوا وراءكم لقالوا أنت مطلوبنا ولم يرجعوا فكان رجوعهم سبب ضرب السور بينهم فبهتت جهنم
فكبكبوا فيها هم والغاوون وبقي الموحدون يعدون أهل الجنان بالولدان والحور الحسان من حضرة العيان
فالوزير محل صفات الامير والصفة التي انفرد بها الامير وحده هي سر التدبير الذي خرجت عنه الصفات فعلم ما يصدر له
من صفته وفعله جملة ولم يعلم ذلك الوزير الا تفصيلا وهذا هو الفرق فتأمل ما قلناه تجد الحق ان شاء الله فاذا تبين هذا
وتقرر أن الالف هي ذات الكلمة واللام ذات عين الصفة والميم عين الفعل وسرهم الخفي هو الواو جد ايامهم ﴿وصل﴾

فنقول وقوله ذلك الكتاب بعد قوله الم اشارة الى موجود بين أن فيه بعدا وسبب البعد لما أشار الى الكتاب وهو
المفروق محل التفصيل وأدخل حرف اللام فى ذلك وهى تؤذن بالبعد فى هذا المقام والاشارة نداء على رأس البعد عند
اهل الله ولانها أعنى اللام من العالم الوسط فهى محل الصفة اذ بالصفة تميز المحدث من القديم وخص خطاب المفرد
الكاف مفردة لئلا يقع الاشتراك بين المبدعات وقد أشبعنا القول فى هذا الفصل عند ما تكلمنا على قوله تعالى اخلع
نعليك من كتاب الجمع والتفصيل أى اخلع اللام والميم تبق الالف المنزهة عن الصفات ثم حال بين الذال الذى هو
الكتاب محل الفرق الثانى وبين اللام التى هى الصفة محل الفرق الاول التى بها يقرأ الكتاب بالالف التى هى محل الجمع
لئلا يتوهم الفرق الخطاب من فرق آخر فلا يبلغ الى حقيقة أبدا فانفصل بالالف بينهما فصار حجابا بين الذال واللام
فاذا ارادت الذال الوصول الى اللام فقام لها الالف فقال لن تصل واذا ارادت اللام ملاقاة الذال لتؤدى اليها أمانتها اعترض
لها أيضا الالف فقال لها لن تلقاه فمهما نظرت الوجود جمعا وتفصيلا وجدت التوحيد يصحبه لا يفارقه البتة صحبة
الواحد الاعداد فان الاثنين لا توجد أبدا ما لم تضف الى الواحد مثله وهو الاثنين ولا تصح الثلاثة ما لم تزد واحدا على
الاثنين وهكذا الى ما لا يتناهى فالواحد ليس العدد وهو عين العدد أى به ظهر العدد فالعدد كله واحد لو نقص من الالف
واحد انعدم اسم الالف وحقيقته وبقيت حقيقة أخرى وهى تسعمائة وتسعة وتسعون لو نقص منها واحد لذهب عينها
فمتى انعدم الواحد من شئ عدم ومتى ثبت وجد ذلك الشئ هكذا التوحيد ان حققته وهو معكم أينما كنتم فقال ذا وهو
حرف مبهم فبين ذلك المبهم بقوله الكتاب وهو حقيقة ذا وساق الكتاب بحرفى التعريف والعهد وهما الالف واللام
من الم غير أنهما هنا من غير الوجه الذى كانا عليه فى الم فانهما هناك فى محل الجمع وهما هنا فى أول باب من
أبواب التفصيل ولكن من تفصيل سرار هذه السورة خاصة لا فى غيرها من السور وهكذا ترتيب الحقائق فى الوجود
فذلك الكتاب هو الكتاب المرقوم لان أمهات الكتب ثلاثة الكتاب المسطور والكتاب المرقوم والكتاب المجهول
وقد شرحنا معنى الكتاب والكاتب فى كتاب التدبيرات الالهية فى اصلاح المملكة الانسانية فى الباب التاسع منه
فانظره هناك فنقول ان الذوات وان اتحد معناها فلا بد من معنى به يفرق بين الذاتين يسمى الوصف فالكتاب
المرقوم موصوف بالرقم والكتاب المسطور موصوف بالتسطير وهذا الكتاب المجهول الذى سلب عنه الصفة لا يخلو من
أحد وجهين اما أن يكون صفة ولذلك لا يوصف واما أن يكون ذاتا غير موصوفة وقد أعطى الكشف أنه صفة تسمى العلم
وقلوب كلمات الحق محله الا تراه يقول الم تنزيل الكتاب قل أنزله بعلمه فخاطب الكاف من ذلك بصفة العلم
الذى هو اللام المخفوضة بالنزول لانه يتنزه عن ان تدرك ذاته فقال الكاف التى هى الكلمة الالهية ذلك الكتاب المنزل
عليك هو علمى لا علمك لا ريب فيه عند أهل الحقائق أنزله فى معرض الهداية لمن تقى وأنت المنزل فأنت مجهول لابد
لكل كتاب من أم وأمه ذلك الكتاب المجهول لا تعرفه أبدا لانه ليس بصفة لك ولا لاحد ولا ذات وان شئت ان تحقق
هذا فانظر الى كيفية حصول العلم فى العالم أو حصول صورة المرئى فى الرائى فلست ولبس غيرها فانظر الى درجات
حروف لا ريب فيه هدى للمتقين ومنازلها على حسب ما ذكره بعد الكلام الذى نحن بصدده وتدبر ما تشتمل عليه
عقدة لام الالف من لا ريب تصير ألفان لان تعريفة اللام ظهرت صورتها فى نون المتقين وذلك انا أخذ الالف من اللام
من اسمه الآخر وهى المعرفة التى تحصل العبد من نفسه فى قوله عليه السلام من عرف نفسه عرف ربه فقدم معرفة اللام
على معرفة الالف فصارت دليلا عليه ولم يمتزجا حتى يصيرا ذاتا واحدة بل بان كل واحد منهما بذاته ولهذا لا يجتمع الدليل
والمدلول ولكن وجه الدليل هو الرابط وهو موضع اتصال اللام بالالف فاضرب الالفين أحدهما فى الآخر تصح
لك فى الخارج ألف واحدة أو حقيقة الاتصال كذلك اضرب المحدث فى القديم حسا يصح لك فى الخارج المحدث
يخفى القديم عن وجهه وهذا حقيقة الاتصال والاتحاد واذ قال ربك للملائكة انى جاعل فى الارض خليفة وهذا
يقيس اشارة الجنيد فى قوله للعاطس ان المحدث اذا قورن بالقديم لم يبق له أثر لاختلاف المقام ألا ترى كيف اتصل لام
الالف من لا ريب فيه من الكرسى فبدت ذاتان لآ جهل سر العقد بينهما ثم فصلها العرش عند الرجوع اليه والوصول

فدارت على [illegible] حل آل وامتزجت اللام بحقيقتها لانه لم يتم بها مقام الاتصال والاتحاد من برزتها على صورته فاخرجها
نصف الدائرة من اللام التى خفيت فى لام الالف الى عالم التركيب والحس فبقيت الفان [illegible] فى الفرق فصيرتا الواحد
فى الواحد وهو ضرب الشئ فى نفسه فصار واحدا آ فالبس الواحد الآخر فكان الواحد رداء وهو الذى ظهر وهو الخليفة
المبدع بفتح الدال وكان الآخر مرتديا وهو الذى خفى وهو القديم المبدع فلا يعرف المرتدى الا باطن الرداء وهو الجمع
وصير الرداء على شكل المرتدى فان قلت واحد صدقت وان قلت ذاتان صدقت عينا وكشفا ولله در من قال

رق الزجاج ورقت الخمر • فتشابها فتشاكل الامر
فكأنما خمر ولا قدح • وكأنما قدح ولا خمر

وأما ظاهر الرداء فلا يعرف المرتدى أبدا وانما يعرف باطن ذاته وهو حجابه فكذلك لا يعلم الحق الا العلم كما لا عمدة
على الحقيقة الا الحد وأما أنت فتعلمه بواسطة العلم وهو حجابك فانك ما تشاهد الا العلم القائم بك وان كان مطابقا للمعلوم
وعلمك قائم بك وهو مشهودك ومعبودك فاياك ان تقول ان جريت على اسلوب الحقائق انك علمت المعلوم وانما
علمت العلم والعلم هو العالم بالمعلوم وبين العلم والمعلوم بحور لا يدرك قعرها فان سر التعلق بينهما مع تباين الحقائق عسير
عسير مركبه بل لا تركبه العبارة أصلا ولا الاشارة ولكن يدركه الكشف من خلف حجب كثيرة دقيقة لا يحس بها انها
على عين صاحبها لرقتها وهى عسيرة المدرك فاحرى من خلقها فانظر أين هو من يقول انى علمت الشئ من ذلك [illegible]
محدثا كان أو قديما هذا ذلك فى المحدث واما القديم فابعد وابعد اذ لا مثل له فمن أين يتوصل الى العلم به أو كيف [illegible]
وسيأتى الكلام على هذه المسئلة السنية فى الفصل الثالث من هذا الباب فلا يعرف ظاهر الرداء المرتدى الا [illegible]
الوجود بشرط أن يكون فى مقام الاستسقاء ثم يزول ويرجع لا بها معرفة علم لا معرفة جذب وهذه رؤية أصحاب الجنة
الآخرة وهو تجل فى وقت دون وقت وسيأتى الكلام عليه فى باب الجنة من هذا الكتاب وهذا هو مقام التفرقة [illegible]
أهل الحقائق باطن الرداء فلا يزالون مشاهدين له دوام كونهم مشاهدين فظاهرهم فى كرسى الصفات ينعم وأما [illegible]
الباطن ينعم اتصال وانظر الى حكمته فى كون ذلك مبتدأ ولم يكن فاعلا ولا مفعولا لم يسم فاعله لانه لا يصح أن يكون
فاعلا لقوله لا ريب فيه فلو كان فاعلا لوقع الريب لان الفاعل انما هو منزله لا هو فكيف ينسب اليه ما ليس منه لا [illegible]
مقام الدال أيضا يمنع ذلك فانه من الحقائق التى كانت ولا شئ معها ولهذا لا يتصل بالحروف اذا تقدم عليها كالالف
واخوته الدال والراء والزاى والواو ولا يقول فيه أيضا مفعول لم يسم فاعله لانه من ضرورته أن يتقدمه كلام على
بنية مخصوصة عند أهل النحو والكتاب هنا نفس الفعل والفاعل لا يقال فيه فاعل ولا مفعول وهو مرفوع فلم يبق الا أن
يكون مبتدأ ومعنى مبتدأ لم يعرف غيره من أول وهلة ألست بربكم قالوا بلى فان قيل من ضرورة كل مبتدأ ان [illegible]
فيه ابتداء قلنا نعم عمل فيه أم الكتاب فهو الابتداء العامل فى الكتاب والعامل فى الكل حقا وخلقا الله الرب وهذا
[illegible] تبارك وتعالى بقوله أن اشكر لى ولوالديك فشرك ثم قال الى المصير فوحد فالشكر من مقام التفرقة
فكذلك ينبغى لك أن تشكر الرداء لما كان سببا موصلا الى المرتدى والمصير من الرداء ومنك الى المرتدى كل على
[illegible] كلته يصل فتفهم ما قلناه وفرق بين مقام الدال والالف وان اشتركا فى مقام الوحدانية المقدسة قبلية حالا ومقاما
وبعدية مقاما لا حالا ﴿تنبيه﴾ قال ذلك ولم يقل تلك آيات الكتاب فالكتاب [illegible] جمع والآيات للتفرقة وذلك مذكر
مفرد وتلك مفرد مؤنث فاشارته الى بذلك الكتاب أى لا لوجود الجمع أصلا [illegible] ثم أوجد الفرق فى الآيات كما [illegible]
العدد كله فى الواحد كما قدمناه فاذا أسقطناه انعدمت حقيقة ذلك [illegible] كما فى الالف أنه فى الوجود واذا أبرزناه
برزت الالف فى الوجود فانظر الى هذه القوة العجيبة التى أعطاها حقيقة الواحد الذى منه ظهرت هذه الكثرة الى ما لا
يتناهى وهو فرد فى نفسه ذاتا واسما ثم أوجد الفرق فى الآيات قال تعالى انا أنزلناه فى ليلة مباركة ثم قال فيها يفرق كل
أمر حكيم فبدأ بالجمع الذى هو كل شئ قال تعالى وكتبنا له فى الالواح من كل شئ فى الالواح مقام الفرق من كل شئ
اشارة الى الجمع موعظة وتفصيلا رد الى الفرق لكل شئ رد الى الجمع فكل موجود أى موجود كان عموما لا يخلو أن [illegible]

يكون اماني عين الجمع أو عين الفرق لا غير ولا سبيل ان يعرى عن هاتين الحقيقتين موجود ولا يجمعهما أبدا فالحق والانسان في عين الجمع والعالم في عين التفرقة لا يجتمع كما لا يفترق الحق أبدا كما لا يفترق الانسان فانه سبحانه لم يزل في أزله بذاته وصفاته وأسمائه لم يتجدد عليه حال ولا ثبت له وصف من خلق العالم لم يكن قبل ذلك عليه بل هو الآن على ما كان عليه قبل وجود الكون كما وصفه صلى الله عليه وسلم حين قال كان الله ولا شئ معه وزيد في قوله وهو الآن على ما عليه كان فاندرج في الحديث ما لم يقله صلى الله عليه وسلم ومقصودهم أي الصفة التي وجبت له قبل وجود العالم هو عليها والعالم موجود وهكذا هي الحقائق عند من أراد أن يقف عليها فالتذكير في الاصل وهو آدم قوله ذلك والتأنيث في الفرع وهو حواء قوله تلك وقد أشبعنا القول في هذا الفصل في كتاب الجمع والتفصيل الذي صنفناه في معرفة أسرار التنزيل فآدم لجميع الصفات وحواء لتفريق الذوات اذ هي محل الفعل والبذر وكذلك الآيات محل الاحكام والقضايا وقد جمع الله تعالى معنى ذلك وتلك في قوله تعالى وآتيناه الحكمة وفصل الخطاب فحروف الم رقمها ثلاثة وهو جامع عالمها فان فيها الهمزة وهي من العالم الاعلى واللام وهي من العالم الوسط والميم وهي من العالم الاسفل فقد جمع الم البرزخ والدارين والرابط والحقيقتين وهي على الصفة من حروف لفظه من غير تكرار وعلى الثلاث بغير تكرار وكل واحد منهما ثلث كل ثلاث وهذه كلها اسرار تنبهنا في كتاب المبادى والغايات وفي كتاب الجمع والتفصيل فليكف هذا القدر من الكلام على الم البقرة في هذا الباب بعد ما رغبنا في ترك تقييد ما تجلى لنا في الكتاب والكاتب فلقد تجلت لنا فيه أمور جسام مهولة رمينا الكراسة من أيدينا عند تجليها وربما الى العالم حتى خف عنا ذلك وحينئذ رجعنا الى التقييد في اليوم الثاني من ذلك التجلي وقبلت الرغبة فيه وامسك علينا ورجعنا الى الكلام على الحروف حرفا حرفا كما شرطناه أولا في هذا الباب رغبة في الايجاز والاختصار والله يقول الحق وهو يهدي السبيل انتهى الجزء الحادي عشر والحمد لله رب العالمين

(بسم الله الرحمن الرحيم)

(فمن ذلك حرف الالف)

ألف الذات تنزهت فهل • لك في الاكوان عين ومحل
قال لا غير التفاتي فأنا • حرف تأبيد تضمنت الازل
فانا العبد الضعيف المجتبى • وأنا من عز سلطاني وجل

الالف ليس من الحروف عند من شم رائحة من الحقائق ولكن قد سمته العامة حرفا فاذا قال المحقق انه حرف فانما يقول ذلك على سبيل التجوز في العبارة ومقام الالف مقام الجمع له من الاسماء اسم الله وله من الصفات القيومية وله من أسماء الافعال المبدئ والباعث والواسع والحافظ والخالق والبارئ والمصور والوهاب والرزاق والفتاح والباسط والمعز والمعيد والرافع والمحيي والوالي والجامع والمغني والنافع وله من أسماء الذات الله والرب والظاهر والواحد والاول والآخر والصمد والغني والرقيب والمتين والحق وله من الحروف المنقطعة الهمزة واللام والفاء وله من البسائط الزاي والميم والهاء والفاء واللام والهمزة وله من المراتب كلها وظهوره في المرتبة السادسة وظاهر سلطانه في الصفات وأخوته في هذه المرتبة الهاء واللام وله مجموع عالم الحروف ومراتبها ليس فيها ولا خارج عنها نقطة الدائرة ومحيطها ومركب العوالم وبسيطها

(ومن ذلك حرف الهمزة)

همزة تقطع وقتا وتصل • كل ما جاورها من متصل
فهي الدهر عظيم قدرها • جل أن يحصره ضرب المثل

الهمزة من الحروف التي من عالم الشهادة والملكوت لها من المخارج أقصى الحلق ليس لها مرتبة في العدد لها من

البسائط الفاء والميم والزاى والالف والياء ولها من العالم الملكوت ولها الفلك الرابع ودورة فلكها تسع آلاف سنة ولها من المراتب الرابعة والسادسة والسابعة وظهور سلطانها فى الجن والنبات والجماد ولها من الحروف الهاء والميم والزاى والهاء فى الوقف والتاء بالنقطتين من فوق فى الوصل والتنوين فى القطع ولها من الاسماء مالالف والواو والياء فأغنى عن التكرار وتختص من أسماء الصفات بالقهار والقاهر والمقتدر والقوى والقادر وطبعها الحرارة واليبوسة وعنصرها النار واختلفوا هل هى حرف أو نصف حرف فى الحروف الرقمية وأما فى التلفظ بها فلا خلاف انها حرف عند الجميع

﴿ومن ذلك حرف الهاء﴾

هاء الهوية كم تشير لكل ذى • انية خفيت له فى الظاهر

هل لا اختفت وجود رسمك عندما • تبدو لاوله عيون الآخر

اعلم أن الهاء من حروف الغيب ولها من المخارج أقصى الحلق ولها من العدد الخمسة ولها من البسائط الالف والهمزة واللام والهاء والميم والزاى ولها من العالم الملكوت ولها الفلك الرابع وزمان حركة فلكها تسع آلاف سنة ولها من الطبقات الخاصة وخاصة الخاصة ولها من المراتب السادسة وظهور سلطانها فى النبات ويوجد منه بآخرها ما كان حارا رطبا يخيله بعد ذلك الى البرودة واليبوسة ولها من الحركات المنفتحة والموجة وهى من حروف الاعراق ولها الامتزاج وهى من الكوامل وهى من عالم الافراد وطبعها البرودة واليبس والحرارة والرطوبة [illegible] عطارد وعنصرها الاعظم التراب وعنصرها الاقل الهواء ولها من الحروف الالف والهمزة ولها من الاسماء [illegible] الله والاول والآخر والماجد والمؤمن والمهيمن والمتكبر والمتين والاحد والملك ولها من [illegible] المقتدر والمحصى ولها من أسماء الافعال اللطيف والفتاح والمهدى والمجيب والمقيت والمصور والمذل والمعز والمعيد والمحيى والمميت والمنتقم والمقسط والمغنى والمانع ولها غاية الطريق

﴿ومن ذلك حرف العين المهملة﴾

عين العيون حقيقة الايجاد • فانظر اليه بمنزل الاشهاد

تبصره ينظر نحو موجد ذاته • نظر السقيم محاسن العوّاد

لا يلتفت أبدا لغير الهه • برجوع عذر شجة الصاد

اعلم أن العين من عالم الشهادة والملكوت وله من المخارج وسط الحلق وله من عدد الجمل عقد السبعين وله من البسائط الياء والنون والالف والهمزة والواو وله الفلك الثانى وزمان حركة فلكه احدى عشرة ألف سنة وله من طبقات العالم الخاصة وخاصة الخاصة وله من المراتب الخامسة وظهور سلطانه فى البهائم ويوجد عنه كل حار رطب وله من الحركات الافقية وهى المعوجة وهو من حروف الاعراف وهو من الحروف الخالصة وهو كامل وهو من عالم الانس الثنائى وطبعه الحرارة والرطوبة وله من الحروف الياء والنون وله من الاسماء الذاتية الغنى والاول والآخر وله من أسماء الصفات القوى والمحصى والحى ومن أسماء الافعال النصير والنافع والواسع والوهاب والوالى

﴿ومن ذلك حرف الحاء المهملة﴾

حاء الحواميم سر الله فى السور • أعمى حقيقته عن رؤية البشر

فان ترحلت من كون وعن شبح • فارحل الى عالم الارواح والصور

وانظر الى حاملات العرش قد نظرت • الى حقائقها جاءت على قدر

تجد لحائك سلطانا وعزته • أن لا يبالى ولا يخشى من الغير

اعلم أيها الولى ان الحاء من عالم الغيب وله من المخارج وسط الحلق وله من العدد الثمانية وله من البسائط الالف

والهمزة واللام والهاء والفاء والميم والزاى وله من العالم الملكوت وله الفلك الثانى وسنى حركة فلكه احدى عشرة ألف سنة وهو من الخاصة رخاصة الخاصة وله من المراتب السابعة وظهور سلطانه فى الجماد و يوجد عنه ما كان باردا رطبا اوعنصره الماء وله من الحركات الموجية وهو من حروف الاعراق وهو خالص غير ممتزج وهو كامل يرفع من اتصل به هو من عالم الانس الثلاثى وطبعه البرودة والرطوبة وله من الحروف الالف والهمزة وله من أسماء الذات الله والاول والآخر والملك والمؤمن والمهيمن والمتكبر والمجيد والمتين والمتعالى والعزيز وله من أسماء الصفات المقتدر والمحصى وله من أسماء الافعال اللطيف والفتاح والمبدئ والمجيب والمقيت والمصور والمذل والمعز والمعيد والمحيى والمميت والمنتقم والمقسط والمغنى والمانع وله بداية الطريق

﴿ومن ذلك حرف الغين المنقوطة﴾

الغين مثل العين فى أحواله • الا تجليه الاطم الاخطر
فى الغين أسرار التجلى الافهر • فاعرف حقيقة قبضه وتستر
وانظر اليه من ستارة كونه • حذرا على الرسم الضعيف لاحقر

اعلم أيدك الله بروح منه ان الغين المنقوطة من عالم الشهادة والملكوت ومخرجه الحلق أدنى مايكون منه الى الفم عدده عند نا سبعمائة وعند أهل الاسرار وأما عند أهل الانوار فعدده ألف كل ذلك فى حساب الجمل الكبير وبسائطه الياء والنون والالف والهمزة والواو وفلكه الثانى وسنى فلكه فى حركته احدى عشرة ألف سنة يتميز فى طبقة العامة مرتبته الخامسة ظهور سلطانه فى البهائم طبعه البرودة والرطوبة عنصره الماء يوجد عنه كل ما كان باردا رطبا حركته معوجة له الخلق والاحوال والكرامات خالص كامل مثنى مؤنس له الافراد الذاتى له من حروف الياء والنون له من الاسماء الذاتية الغنى والعلى والله والاول والآخر والواحد وله من أسماء الصفات الحى والمحصى والقوى وله من أسماء الافعال النصير والواقى والواسع والوالى والوكيل وهو ملكوتى

﴿ومن ذلك حرف الخاء المنقوطة﴾

الخاء مهما أقبلت أو أدبرت • أعطتك من أسرارها وأخرت
علوها يهوى الكيان وسفلها • يهوى المكون حكمه قد أظهرت
أبدى حقيقتها خطاط ذاتها • • فتسدنت وقتا وثم تطهرت
فعجبت من جنة قد زلفت • فى سفلها وجحيم نار سعرت

اعلم أيدك الله ان الخاء من عالم الغيب والملكوت مخرجه الحلق مما يلى الفم عدده ستمائة بسائطه الالف والهمزة واللام والفاء والهاء والميم والزاى فلكه الثانى سنى فلكه احدى عشرة ألف سنة يتميز فى العامة مرتبته السابعة ظهور سلطانه فى الجماد طبع رأسه البرودة واليبوسة والحرارة والرطوبة بقية جسده عنصره الاعظم الهواء والاقل التراب يوجد عنه كل ما اجتمعت فيه الطبائع الاربع حركته معوجة له الاحوال والخلق والكرامات ممتزج كامل يرفع من اتصل به على نفسه مثلث مؤنس له علامة له من الحروف الهمزة والالف له من الاسماء الذاتية والصفاتية والفعلية كل ما كان فى أوله زاى أو ميم كالملك والمقتدر والمعز أو هاء كالهادى أو فاء كالفتاح أولام كاللطيف أو همزة كالاول

﴿ومن ذلك حرف القاف﴾

القاف سر كماله فى رأسه • وعلوم أهل العرش عند أفطره
والشوق ينفيه ويجعل عيبه • فى شطره وشهوده فى شطره
وانظر الى تعريقه كهلاله • وانظر الى شكل الرئيس كبدره

عالآخر وانشاه هو مبــــدأ • لوجود مبدئه ومبـــدأ عصره

اعلم أيدنا الله ان القاف من عالم الشهادة والجبروت مخرجه من أقصى اللسان وما فوقه من الحنك عدده مائة بسائطه الالف والفاء والهمزة واللام وله الثاني سنى حركة فلكه احدى عشرة ألف سنة يميز في الخاصة وخاصة الخاصة مرتبته الرابعة ظهور سلطانه في الجن طبعه الامهات الاول آخره حار يابس وسائره بارد رطب عنصره الماء والنار يوجد عنه الانسان والعنقاء له الاحوال حركته ممتزجة ممتزج مؤنس مثنى علامته مشتركة له من الحروف الالف والفاء وله من الاسماء على مراتبها كل اسم في أوله حرف من حروف بسائطه له الذات عند أهل الاسرار وعند أهل الانوار الذات والصفات

﴿ومن ذلك حرف الكاف﴾

كاف الرجاء يشاهد الاجلالا • من كاف خوف شاهد الافضالا

فانظر الى قبض وبسط فيهما • يعطيك ذا صدا وذاك وصالا

الله قد جلى لنا اجلاله • ولذاك جلى من سناه جمالا

اعلم أيدنا الله واياك ان الكاف من عالم الغيب والجبروت له من المخارج مخرج القاف وقد ذكرنا انه أسفل منه عدده عشرون بسائطه الالف ولها والهمزة واللام له الفلك الثاني حركة فلكه احدى عشرة ألف سنة يميز في الخاصة وخاصة الخاصة مرتبته الرابعة ظهور سلطانه في الجن يوجد عنه كل ما كان حارا يابسا عنصره النار طبعه الحرارة واليبوسة مقامه البداية حركته ممتزجة هو من الاعراق خالص كامل برزخ من اتصل به عند أهل الانوار ذو رفع عند أهل الاسرار مفرد موحش له من الحروف ما للقاف وله من الاسماء كل اسم في أوله حرف من حروف بسائطه وحروفه

﴿ومن ذلك حرف الضاد المعجمة﴾

في الضاد سر لو نبوح بذكره • لرأيت سر الله في جبروته

فانظر اليه واخذا بكاله • من غيره في حضرتي رحموته

وامامه اللفظ الذى بوجوده • أسرى به الرحمن من ملكوته

اعلم أيدنا الله واياك ان الضاد المعجمة من حروف الشهادة والجبروت ومخرجه من أول حافة اللسان وما يليها من الاضراس عدده تسعون عسنا وعند أهل الانوار ثمانمائة بسائطه الالف والدال اليابسة والهمزة واللام والفاء فلكه الثاني حركة فلكه احدى عشرة ألف سنة يميز في العامة له وسط الطريق مرتبته الخامسة ظهور سلطانه في البهائم طبعه البرودة والرطوبة عنصره الماء يوجد عنه ما كان باردا رطبا حركته ممتزجة له الخلق والاحوال والكرامات خالص كامل مثنى مؤنس علامته الفردانية له من الحروف الالف والدال وله من الاسماء كما اعلمناك في الحرف الذى قبله رغبة في الاختصار والله المعين الهادى

﴿ومن ذلك حرف الجيم﴾

الجيم برزخ من يريد وصاله • لمشاهد الابرار والاخيار

فهو العبيد الفن الانه • متحقق بحقيقة الايثار

ربو بقا بنسبه الى معبوده • وببعده يمشي على الآثار

هو من ثلاث حقائق معلومة • ومزاجه برد ولفح النار

اعلم أيدنا الله واياك ان الجيم من عالم الشهادة والجبروت ومخرجه من وسط اللسان بينه وبين الحنك عدده ثلاثة بسائطه الياء والميم والالف والهمزة فلكه الثاني سنيه احدى عشرة ألف سنة يميز في العامة له وسط الطريق مرتبته الرابعة ظهور سلطانه في الجن حده بارد يابس رأسه حار يابس طبعه البرودة والحرارة واليبوسة عنصره

الاعظم التراب والاقل النار يوجد عنه مايشا كل طبعه حركته ممزوجة له الحقائق والمقامات والمنازلات ممتزج كامل يرفع من اتصل به عند أهل الانوار والاسرار الاالكوفيون مثلث مؤنس علامته الفردانية له من الحروف الياء والميم ومن الاسماء كاتقدم

﴿ومن ذلك حرف الشين المعجمة بالثلاث﴾

في الشين سبعة أسرار لمن عقلا • وكل من نالها يوما فقد وصلا
نعطيك ذاتك والاجسام ساكنة • اذا الامين على قلب بها نزلا
لو عاين الناس ماتحويه من عجب • رأوا هلال امحاق الشهر قد كملا

اعلم أيدنا الله نطقا وفهما ان الشين من عالم الغيب والجبروت الاوسط منه مخرجه مخرج الجيم عدده عندنا ألف وعند أهل الانوار ثلاثمائة بسائطه الياء والنون والالف والهمزة والواو فلكه الثاني سني هذا الفلك قد تقدم يتميز في العامة له وسط الطريق مرتبته الخامسة سلطانه في البهائم طبعه بارد رطب عنصره الماء يوجد عنه طبعه مرتبته ممتزجة كامل خالص مثنى مؤنس له الذات والصفات والافعال له من الحروف الياء ومن الاسماء على نحو ماتقدم له الخلق والاحوال والكرامات

﴿ومن ذلك حرف الياء﴾

ياء الرسالة حرف في الثرى ظهرا • كالواو في العالم العلوي مستترا
فهو الممد جسوما ماالحافظال • وهو الممد قلوبا عانقت صورا
اذا أراد يناجيكم بحكمته • يتلو فيسمع سر الاحرف السورا

اعلم أيدنا الله واياك بروح منه ان الياء من عالم الشهادة والجبروت مخرجه مخرج الشين عدده العشرة للافلاك الاثنى عشر وواحد للافلاك السبعة بسائطه الالف والهمزة واللام والفاء والهاء والميم والزاى فلكه الثاني سنيه قد ذكرت يتميز في الخاصة وخاصة الخاصة له الغاية وللرتبة السابعة ظهور سلطانه في الجماد طبعه الامهات الاول عنصره الاعظم النار والاقل الماء يوجد عنه الحيوان حركته ممتزجة له الحقائق والمقامات والمنازلات ممتزج كامل سباعي مؤنس له من الحروف الالف والهمزة ومن الاسماء كاتقدم

﴿ومن ذلك حرف اللام﴾

اللام للازل السني الاقدس • ومقامه الاعلى البهي الانفس
مهما يقم تبدي المكون ذاته • والعالم الكوني مهما يجلس
يعطيك روحا من ثلاث حقائق • يمشي ويرفل في ثياب السندس

اعلم أيدنا الله واياك بروح القدس ان اللام من عالم الشهادة والجبروت مخرجه من حافة اللسان أدناها الى منتهى طرفه عدده في الاثنى عشر فلكا ثلاثون وفي الافلاك السبعة ثلاثة بسائطه الالف والميم والهمزة والفاء والياء فلكه الثاني سنيه تقدمت يتميز في الخاصة وخاصة الخاصة له الغاية مرتبته الخامسة سلطانه في البهائم طبعه الحرارة والبرودة واليبوسة عنصره الاعظم النار والاقل التراب يوجد عنه مايشا كل طبعه حركته مستقيمة وممتزجة له الاعراف ممتزج كامل مفرد موحش له من الحروف الالف والميم ومن الاسماء كاتقدم

﴿ومن ذلك حرف الراء﴾

راء الجبينة في مقام وصاله • أبدا بدار نعيمه لن يخذلا
وقتا يقول أنا الوحيد ولا أرى • غيري ووقتا يا أنا لن يجهلا
لو كان ذلك عند ربك هكذا • كنت المقرب والحبيب الاكملا

اعلم أيدنا الله واياك بروح منه ان الراء من عالم الشهادة والجبروت ومخرجها من ظهر اللسان وفوق الثنايا عدده في

الاثنى عشر فلكا مائتان وفى الافلاك السبعة اثنان بسائطه الالف والهمزة واللام والفاء والهاء والميم والزاى ملكه الثانى من فلكه معلومة له الغاية مرتبته السابعة ظهور سلطانه فى الجماد يتميز فى الخاصة وخاصة الخاصة طبعه الحرارة واليبوسة عنصره النار يوجد عنه مايشا كل طبعه حركته ممتزجة له الاعراف خالص ناقص مقدس مثنى مؤنس له من الحروف الالف والهمزة ومن الاسماء كما تقدم

﴿ومن ذلك حرف النون﴾

نون الوجود تدل نقطة ذاتها • فى عينها عينا على معبودها

فوجودها من جوده وبعينه • وجميع أكوان العلى من جودها

فانظر بعينك نفسه عين وجودها • من جودها تعثر على مفقودها

اعلم أيد الله القلوب بالارواح ان النون من عالم الملك والجبروت مخرجه من حافة اللسان وفوق الثنايا عدده خمسون وخمسة بسائطه الواو والالف فلكه الثانى سنى حركته قد ذكرت يتميز فى الخاصة وخاصة الخاصة غاية الطريق مرتبته المرتبة المنزهة الثانية ظهور سلطانه فى الحضرة الالهية طبعه البرودة واليبوسة عنصره التراب يوجد عنه مايشا كل طبعه حركته ممتزجة له الخلق والاحوال والكرامات خالص ناقص مفرد موحش له الذات له من الحروف الواو والاسماء كما تقدم

﴿ومن ذلك حرف الطاء المهملة﴾

فى الطاء خمسة أسرار مخبأة • منها حقيقة عين الملك فى الملك

والحق فى الخلق والاسرار نائبة • والنور فى النار والانسان فى الملك

فهذه خمسة مهما كلفت بها • علمت ان وجود الملك فى الفلك

اعلم أيدنا الله به ان الطاء من عالم الملك والجبروت مخرجه من طرف اللسان وأصول الثنايا عدده تسعة بسائطه الالف والهمزة واللام والفاء والميم والزاى والهاء فلكه الثانى سنيه مذكورة يتميز فى الخاصة وخاصة الخاصة وله غاية الطريق مرتبته السابعة سلطانه فى الجماد طبعه البرودة والرطوبة عنصره الماء يوجد عنه مايشا كل طبعه حركته مستقيمة عند أهل الانوار ومعوجة عند أهل الاسرار وعند أهل التحقيق وعند نا معا وممتزجة له الاعراف خالص كامل مثنى مؤنس له من الحروف الالف والهمزة ومن الاسماء كما تقدم

﴿ومن ذلك حرف الدال المهملة﴾

للدال من عالم الكون الذى انتقلا • عن الكيان فلا عين ولا أثر

مرت ستائنسى كل ذى بصر • سبحانه جل أن يعطى به بشر

فيه الدوام لجود الحق منزله • فيه المثانى ففيه الآى والسور

اعلم أيدنا الله باسمائه ان الدال من عالم الملك والجبروت مخرجه مخرج الطاء عدده أربعة بسائطه الالف واللام والهمزة والفاء والميم فلكه الاول سنى حركته اثنتا عشرة ألف سنة له غاية الطريق مرتبته الخامسة سلطانه فى البهائم طبعه البرودة واليبوسة عنصره التراب يوجد عنه مايشا كل طبعه حركته ممتزجة بين أهل الانوار والاسرار له الاعراق خالص ناقص مقدس مثنى مؤنس له من الحروف الالف واللام ومن الاسماء كما تقدم

﴿ومن ذلك حرف التاء باثنتين من فوق﴾

التاء يظهر أحيانا ويستتر • خلف من وجود القوم تلوين

يحوى على الذات والاوصاف حضرته • وماله فى جناب الفعل تمكين

يبدو فيظهر من أسراره عجبا • وملكه اللوح والاقلام والنون

الليل والشمس والاعلى وطارقه • فى ذاته والضحى والشرح والتين

اعلم

اعلم أيها الولي الحميم ان التاء من عالم الغيب والجبروت مخرجه مخرج الدال والطاء عدده أربعمائة بسائطه الالف والهمزة واللام والفاء والهاء والميم والزاي فلكه الاول ستة فقد ذكرت يتميز في خاصة الخاصة مرتبته السابعة سلطانه في الجماد طبعه البرودة واليبوسة عنصره التراب يوجد عنه ما يشاكل طبعه حركته ممتزجة له الخلق والاحوال والكرامات خالص كامل رباعي مؤنس له الذات والصفات له من الحروف الالف والهمزة ومن الاسماء كما تقدم

(ومن ذلك حرف الصاد اليابسة)

في الصاد نور لقلب بات يرقبه • عند المنام وسر السهد يحجبه
فنم فانك تلقى نور سجدته • بسر صدرك والاسرار ترقبه
فذلك النور نور الشكر فارتقب الـ • ـمشكور فهو على العادات يعقبه

اعلم أيها الصفي الكريم ان الصاد من عالم الغيب والجبروت مخرجه ما بين طرف اللسان وفويق الثنايا السفلى عدده تسعون عندنا وتسعون عند أهل الانوار بسائطه الالف والدال والهمزة واللام والفاء فلكه الاول ستة فقد ذكرت يتميز في الخاصة وخاصة الخاصة لاهل الطريق مرتبته الخامسة سلطانه في البهائم طبعه الحرارة والرطوبة عنصره الهواء يوجد عنه ما يشاكل طبعه حركته ممتزجة مجهولة له الاعراف خالص كامل مثنى مؤنس له من الحروف الالف والدال ومن الاسماء كما تقدم [illegible] جعلت سر هذه الصاد اليابسة لا ينال الا في النوم لقوة [illegible] ولا أعطانيه الحق تعالى الا في المنام [illegible] عليه بذلك وثبتت حقيقته ذلك والله يعطيه في النوم واليقظة ولما وقفت عنده بالتقييد جعلت بعض الاصحاب [illegible] على أسرار الحروف لاصلح ما اختل منها عند التقييد لسرعة القلم فما وصل بالقراءة الى هذا الحرف قلت لهم [illegible] عنوان النوم ليس لا يرمى نيله [illegible] هكذا أخذته فوقعت حالي وامض الجمع [illegible] كان من الغد [illegible] قعدنا على سبيل العادة في المجلس بالمسجد الحرام تجاه الركن اليماني من الكعبة المعظمة وكان يحضره عندنا الشيخ الفقيه المجاور أبو يحيى بكر بن أبي عبد الله الهاشمي التونسي الطرابلسي رحمه الله فجاء على عادته فسافر عنا من الغد فقال لي رأيت البارحة في النوم كأني قاعد وأنت أمامي مستلق على ظهرك تذكر الصاد فأنشدتك مرتجلا

الصاد حرف شريف • والصادق الصاد أصدق

فقلت لي في النوم ما دليلك فقلت [illegible]

لانه شكل دور • ومثل الدور أصدق

ثم استيقظت • وحكى لي هذه الرؤيا ففرحت بجوابه [illegible] كره ففرحت بهذه المبشرة التي رآها في حق وهيئة الاضطجاع وذلك رقاد الانبياء عليهم السلام وهي هيئة المستريح الفارغ من شغله والمتأهب لما يرد عليه من أخبار السماء بالمقابلة فاعلم ان الصاد حرف من حروف الصدق والصون والصورة وهو كرى الشكل قابل لجميع الاشكال فيه أسرار عجيبة فتعجبت من كشفه لي في نومه قرة عينه [illegible] حالتي التي ذكرتها للاصحاب بالامس في المجلس فتفرنا له ذلك وان له عندنا الزلفى وحسن مآب حرف شريف عظيم أقسم عند ذكره بمقام جوامع الكلم وهو المشهد المحمدي في أوج الشرف بلسان التمجيد وتضمنت هذه السورة من أوصاف الانبياء عليهم السلام ومن أسرار العالم كله الخفية عجائب وآيات وهذه الرؤيا فيها من الاسرار على حسب ما في هذه السورة من الاسرار فهي تدل على خير كثير جسيم يناله الرائي ومن بشرت له وكل من شوهد فيها من الله تعالى ويحصل لهما من بركات الانبياء عليهم السلام المذكورين في هذه السورة ويلحق الاعداء من الكفار ما في هذه السورة من البؤس لا من المؤمنين نسأل الله لنا ولهم العافية في الدنيا والآخرة فهذه بشرى حصلت واسرار أرسلها الحق الينا على يد هذا الرائي وذكر لي الرائي صاحبنا أبو يحيى انه لما استيقظ نم على البيتين اللذين أنشدهما لي في النوم فرجاه سألته أن يرسل الي به حتى أقيده في كتابي هذا عقيب هذه

الرؤيا وفى هذا الحرف فان ذلك لقربهن من امداد هذه الحقيقة الروحانية التى رآها فى النوم فأردت أن لا أفصل بينهما

فبعث بهذه صاحبنا أبا عبد الله محمد بن خالد الصوفى التلمسانى نفعه الله بها وهى هذه

الصاد حرف شريف ● والصادق الصاد أصدق

قل ما الدليل أجده ● فى داخل القلب ملصق

لانها شكل دور ● وما من الدور أسبق

ودل هذا بأنى ● على الطريق موفق

حققت فى الله قصدى ● والحق يقصد بالحق

ان كان فى البحر عمق ● فساحل القلب أعمق

ان ضاق قلبك عنى ● فقلب غيرك أضيق

دع الفروغة واقبل ● من صادق يتصدق

ولا تخالف فتشقى ● فالقلب عندى معلق

أفتحه أشرحه وافعل ● فعل الذى قد تحقق

الى متى قاسى القلب باب قلبك مغلق

وفعل غيرك صاف ● ووجه فعلك أزرق

انا رفقنا فسرفقا ● فالرفق فى الرفق أرفق

وان أتيت كونا ● لك ثوب لطف معتق

ولا تكن كجرير ● اذظل يهجو الفرزدق

والهج بمدحى فمدحى ● من مشرق الشمس أشرق

انا الوجود بذاتى ● ولى الوجود المحقق

من غير قيد كحلى ● على الحقيقة مطلق

فهل ترى الشاه يوما ● بكيدها فرد بيدق

من قال فى برأى ● فقائل الرأى أحمق

ان ظل يهذى لوهم ● رأيته يتشدق

وكل من قال قولا ● فالذكر من ذاك أصدق

أنا المهيمن ذو العر ● ش لا أبيد وأخلق

بعثت للخلق رسلى ● وجاء أحمد بالحق

فقام فى صدق ● بجبين أرعف أبرق

مجاهدا فى الاعادى ● وناصحا ما تفتق

لولم أغثهم بجندى ● أعرقت من ليس يغرق

ان السموات والار ● ض من عذابى تفرق

وان أطعتم فانى ● لكم ما يتدرق

واجمع الكل فى الخلد ● فى حسد ائن نعبق

كل القلوب على ذا ● وانى الله أصدق

ففهمت من حال نومى ● ورأحتاى نصدق

٧٢

ومن

(ومن ذلك حرف الزاى)

فى الزاى سر اذا حققت معناه • كانت حقائق روح الامر معناه
ذا عند لى قلب بحكمته • عند الفناء عن التنزيه أغناه
قدس فى أحرف الذات التزيه من • يحقق العلم أو يدريه الاهو

اعلم أيدك الله بروح ... من عالم الشهادة والجبروت والقهر مخرجه مخرج الصاد والسين عدده سبعة بسائطه الالف والياء والهمزة ... والفاء فلكه الفلك الاول سنى حركته تقدم ذكرها يتميز فى خلاصة خاصة الخاصة له ... سلطانه فى البهائم طبعه الحرارة واليبوسة عنصره النار يوجد عنه مايشا كل طبعه ... الاحوال والكرامات خالص ناقص مقدس مثنى مؤنس له من الحروف الالف ... كما تقدم

(ومن ذلك حرف السين المهملة)

... أسرار الوجود الاربع • وله التحقق والمقام الارفع
من عالم الغيب الذى ظهرت به • آثار كون شمسها تتبرقع

اعلم ان السين من عالم الغيب والجبروت واللطف مخرجه مخرج الصاد والزاى عدده عند أهل الانوار ستون وستة وعند الثلاثمائة وثلاثة بسائطه الياء والنون والالف والهمزة والواو فلكه الاول سنيه مذكورة يتميز فى الخاصة وخاصة الخاصة وخلاصة خاصة الخاصة وصفاء خلاصة صفا الخاصة له الغاية مرتبته الخامسة ظهور سلطانه فى البهائم طبعه الحرارة واليبوسة عنصره النار يوجد عنه مايشا كل طبعه حركته ممتزجة له الاعراف ... كامل مثنى مؤنس له من الحروف الياء والنون ومن الاسماء الالهية كما تقدم

(ومن ذلك حرف الظاء المعجمة)

فى الظاء ستة أسرار مكتمة • خفية مالها فى الخلق تعيين
الا اذا جادت بفاضلها • يرى لها فى ظهور العين تحسين
يرجو الاله ويخشى عدله واذا • ماغاب عن كونه لم يبد تكوين

اعلم أيها العاقل ان الظاء من عالم الشهادة والجبروت والقهر مخرجه ممابين طرفى اللسان واطراف الثنايا عدد ثمانية وثمانمائة عندنا وعند أهل الانوار تسعمائة بسائطه الالف واللام والهمزة والفاء والهاء والميم والزاى فلكه الاول سنيه مذكورة يتميز فى خلاصة خاصة الخاصة له غاية الطريق مرتبته السابعة سلطانه فى الجماد طبع دائرته بارد رطب وقائمته حارة رطبة فله الحرارة والبرودة والرطوبة عنصره الاعظم الماء والاقل الهواء يوجد عنه ماشاكل طبعه حركته ممتزجة له الخلق والاحوال والكرامات ممتزج كامل مثنى مؤنس له الذات له من الحروف الالف والهمزة ومن الاسماء كما تقدم

(ومن ذلك حرف الذال المعجمة)

الذال ينزل أحيانا على جسدى • كره و ينزل أحيانا على خلدى
طوعا به دم من هذا وذاك فما • يرى له أثر الزلفى على أحد
هو الامام الذى مامثله أحد • تدعو أسماؤه بالواحد الصمد

اعلم أيها الامام ان الذال من عالم الشهادة والجبروت والقهر مخرجه مخرج الظاء عدده سبعمائة وسبعة بسائطه الالف واللام والهمزة والفاء والميم فلكه الاول سنى حركته مذكورة يتميز فى العامة له وسط الطريق مرتبته الخامسة سلطانه فى البهائم طبعه الحرارة والرطوبة عنصره الهواء يوجد عنه مايشا كل طبعه حركته معوجة ممتزجة له الخلق والاحوال والكرامات خالص كامل مقدس مثنى مؤنس له الذات وله من

حروف الالف واللام ومن الاسماء كما تقدم

﴿ومن ذلك حرف التاء بالثلاثة﴾

التاء ذاتيــــة الاوصاف عاليـــة • فى الوصف والفعل والافلام توحدها
فان تحلت سر الذات واحـــــدة • يوم البداية صار الخلق بعدها
وان تحلت سر اوصف ثانيـــة • يوم التوسط صار الحق يحمدها
وان تحلت سر فعل ثالثـــة • يوم الثلاث صار الكون يعبدها

اعلم ايها السيدان التاء من عالم الغيب والجبروت واللطف مخرجه بساطه الالف والهمزة واللام والفاء والهاء والميم والزى خاصة الخاصة له نهاية الطريق مرتبته السابعة سلطانه فى الجبلا عنه مابشا كل طبعه حركته ممتزجة له الخلق والاحوال والصفات والافعال له من الحروف الالف والهمزة ومن الاسماء كما والذال عدده خمسة وخمسمائة سره مذكورة تميز فى خلاصة يبوسة عنصره التراب يوجد كامل مربع مؤنس له الذات

﴿ومن ذلك حرف الثاء﴾

الثاء من عز التحقيق مذكر • وانظر الى سرها يأتى على قدر
لما مع الياء مزجت الوجود بها • تنفك بالمزج عن محق وعن نشر
فان صحت وصال الياء دار لها • من وجهه عالم الارواح والصور

اعلم ايدك الله القلب الالهى ان الثاء من عالم الشهادة والجبروت والغيب واللطف مخرجه من باطن الشفة السفلى واطراف الثنايا العليا عدده خمسمائة وثمانية بساطه الالف والهمزة واللام والفاء والهاء والميم والياء له فلك الاول حنيه فذكرت تميز فى الخلاصة له غاية الطريق مرتبته السابعة سلطانه فى الجماد طبع رأسه الحرارة والرطوبة وجسده مارد رطب فطبعه الحرارة والبرودة والرطوبة عنصره الاعظم الماء والافل الهواء يوجد عنه مابشا كل ضبعه حركته ممتزجة له الحقائق والمقامات والمنازلات عند اهل الاسرار وله الخلق والاحوال والكرامات عند اهل الانوار ممزج كامل مفرد مثنى مؤنس موحش له الذات له من الحروف الالف والهمزة ومن الاسماء كما تقدم

﴿ومن ذلك حرف الباء بواحدة﴾

الباء للعارف الشبلى معتبر • وفى نقيطتها للقلب مذكر
سر العبودية العلياء مازجها • لذاك ناب مناب الحق فاعتبروا
الباء حذف من بسم حقيقته • لانه بدل منـــه فـذا وزر

اعلم ايها الوالى المتعالى ان الباء من عالم الملك والشهادة والقهر مخرجه من الشفتين عدده اثنان بساطه الالف والهمزة واللام والهاء والميم والزى فلكه الاول له الحركة المذكورة تميز فى عين صفاء الخلاصة وفى خاصة الخاصة له بداية الطريق وغايته مرتبته السابعة سلطانه فى الجماد طبعه الحرارة واليبوسة عنصره النار يوجد عنه مابشا كل ضبعه حركته ممتزجة له الحقائق والمقامات والمنازلات خالص كامل مربع مؤنس له الذات ومن الحروف الالف والهمزة ومن الاسماء كما تقدم

﴿ومن ذلك حرف الميم﴾

الميم كالنون ان حققت سرهما • فى غاية الكون عينا والبدايات
والنون للحق والميم الكريمة له • بدء لبـــدء وغايات لغايات
فبرزخ النون روح فى معارفه • وبرزخ الميم روح فى البريات

اعلم

اعلم أيدك الله المؤمن ان الميم من عالم الملك والشهادة والقهر مخرجه مخرج الباء عدده أربعون بسائطه الياء والالف والهمزة فلكه الاول سفيه ذكرت يميز فى الخاصة والخلاصة وصفاء الخلاصة له لغاية مرتبته الثالثة ظهور سلطانه فى الانسان طبعه البرودة واليبوسة عنصره التراب يوجد عنه ما يشاكل طبعه له الاعراف خالص كامل مقدس مفرد مؤنس له من الحروف الباء ومن الاسماء كما تقدم

﴿ومن ذلك حرف الواو﴾

واوايالك أقـــدس ❊ من وجودى وأنفس

فهـو روح مكمل ❊ وهو سر مسـدس

حيث ملاح عينـه ❊ فيثل بيت مقدس

بينه السدرة الطلشية فينا المؤسس

الواو من عالم الملك والشهادة والقهر مخرجه من الشفتين عدده ستة بسائطه الالف والهمزة واللام والفاء فلكه الاول سفيه مذكورة يميز فى خاصة الخاصة وفى الخلاصة له غاية الطريق مرتبته الرابعة سلطانه فى الجن طبعه الحرارة والرطوبة عنصره الهواء يوجد عنه ما يشاكل طبعه حركته ممتزجة له الاعراق خالص ناقص مقدس مفرد موحش له من الحروف الالف ومن الاسماء كما تقدم فهذه حروف المعجم قد كملت بذكرنا ما عنده لنا من الاشارات والتنبيهات لاهل الكشف والخلوات والاطلاع على اسرار الموجودات فاذا أردت أن يسهل عليك ما أخفيها بطلب العبارة عنها فاعلم اشتراكها فى افلاك البسائط تعلم حقائق الاسماء الممدة لها فالالف قد تقدم لى كلام فيها وكذلك الهمزة تدخل مع الالف والواو والياء المعتلتين خرجنا أيضا عن حكم الحروف بهذا الله.

فالجيم والزاى واللام والميم والنون بسائطها مختلفة والدال والذال متماثلة والصاد والضاد متماثلة والعين والغين والسين والشين متماثلة والواو والكاف والقاف متماثلة والباء والهاء والحاء والطاء والياء والفاء والراء والتاء والثاء والخاء والظاء متماثلة البسائط أيضا وكل متماثل البسائط متماثل الاسماء فاعلم وكنا ذكرنا أن نذكر لام ألف عقيب الحروف الذى هو نظير الجوزهر فنذكره فى الرقم مفردا عن الحروف فانه حرف زائد مركب من ألف ولام ومن همزة ولام.

﴿ذكر لام ألف وألف اللام﴾

ألف اللام ولام الالف ❊ نهر طالوت فلا تعترف

واشرب النهر الى آخره ❊ وعن التهمة لا تنحرف

ولتقم مادمت ريانا فان ❊ ظمئت نفسك قم فانصرف

واعلم ان الله قد أرسله ❊ نهر بلوى لفؤاد المشرف

فاصبر بالله واحذره فقد ❊ يخذل العبد اذا لم يقف

﴿معرفة لام ألف لا﴾

تعانق الالف العلام واللام ❊ مثل الحبيبين فالاعوام احلام

والتفت الساق بالساق التى عظمت ❊ فجاءنى منهما فى الالف اعلام

ان الفؤاد اذا أمعناه عاشقه ❊ بدا له فيه ايجاد واعدام

اعلم انه لما اصطحب الالف واللام صحب كل واحد منهما ميل وهو الهوى والغرض والميل لا يكون الاعن حركة شوقية فحركة اللام حركة ذاتية وحركة الالف حركة عرضية فظهر سلطان اللام على الالف لاحداث الحركة فيه فكانت اللام فى هذا الباب أقوى من الالف لانها أعشق فهمتها أكمل وجودا أتم فعلا والالف أقل عشقا همتها أقل تعلقا باللام فلم تستطع أن تقيم أودها فصاحب الهمة له الفعل بالضرورة عند المحققين هذا حظ الصوفى ومقامه ولا يقصر

بجاوزه الى غيره ... العقيق فمعرفة المحقق فوق ذلك وذلك ان الالف ابسر ميلا من جهة فعل اللام فيه همته وانه ماميل نزوله او اللام بالالف لتمكن عشق اللام فيه الاثر اوقد لوى ساقه بغاية الالف وانه لف عليه حذرا من الفوت فميل الالف اليه نزول كنزول الحق الى السماء الدنيا وهم أهل الليل فى الثلث الباقى وميل اللام معلوم عندهما معلول مضطر لا اختلاف عندنا فيه الا من جهة الباعث خاصة فالصوفى يجعل ميل اللام ميل الواجدين والمتواجدين لتحققه عندهم بمقام العشق والتعشق وحاله وميل الالف ميل التواصل والاتحاد ولهذا اشتبها فى الشكل هكذا لا فأيهما جعلت الالف أو اللام قبل ذلك الجعل ولذلك اختلف فيه أهل اللسان أين يجعلون حركة اللام أو الهمزة لم تكون على الالف فطائفة راعت اللفظ فقالت فى الاسبق والالف بعد وطائفة راعت الخط فبأى خط ابتدأ الخطاط فهو اللام والثانى هو الالف وهذا كله تعطيه حالة العشق والصدق فى العشق يورث التوجه فى طلب المعشوق وصدق التوجه يورث الوصال من المعشوق الى العاشق والمحقق يقول باعث الميل المعرفة عندهما وكل واحد على حسب حقيقته وأما نحن ومن رقى معنا فى معالى درج التحقيق الذى ما فوقه درج فلسنا نقول بقولهما ولكن لنا فى المسئلة تفصيل وذلك أن نلحظ فى أى حضرة اجتمعا فان العشق حضرة جزئية من جملة الحضرات فقول الصوفى حق والمعرفة حضرة أيضا كذلك فقول المحقق حق ولكن كل واحد منهما قاصر عن التحقيق فى هذه المسئلة ناظر بعين واحدة ونحن نقول أول حضرة اجتمعا فيها حضرة الايجاد وهى لا الا ه الا الله فهذه حضرة الخلق والخالق وظهرت كلمة لا فى النفى مرتين وفى الاثبات مرتين فلا لا لا والاه لله فميل الوجود المطلق الذى هو الالف فى هذه الحضرة الى الايجاد وميل الموجود المقيد الذى هو اللام الى الايجاد عند الايجاد ولذلك خرج على الصورة فكل حقيقة منهما مطلقة فى منزلتها فافهم ان كنت تفهم والا فالزم الخلوة وعلق الهمة بالله الرحمن حتى تعلم فاذا تقيد بعد ما تعين وجوده وظهر لعينه عينه فانه

> للحق حق وللانسان انسان • عند الوجود وللقرآن قرآن
>
> وللعيان عيان فى الشهود كما • عند مناجاة للآذان آذان
>
> فانظر الينا بعين الجمع تحظ بنا • فى ... فالزمه فالقرآن فرقان

فلابد من صفة تقوم به ويكون بها يقابل مثلها أو ضدها من الحضرة الالهية وانما قلت الضد ولم نقتصر على المثل الذى هو الحق الصدق رغبة فى اصلاح قلب الصوفى والحاصل فى أول درجات التحقيق فشعر بهما هذا ولا يعرفان ما فوقه ولا ما نومى اليه حتى يأخذ الله بأيديهما ويشهدهما ما أشهدناه وسأذكر طرفا من ذلك فى الفصل الثالث من هذا الباب فاطلب عليه هناك ان شاء الله تعالى فاغطس فى بحر القرآن العزيز ان كنت واسع النفس والا فاقتصر على مطالعة كتب المفسرين لظاهره ولا تغطس فتهلك فان بحر القرآن عميق ولولا الغاطس ما يقصد منه المواضع القريبة من الساحل ما خرج لكم أبدا فالانبياء والورثة الحفظة هم الذين يقصدون هذه المواضع رحمة بالعالم وأما الواقفون الذين وصلوا ومسكوا ولم يردوا ولا ينتفع بهم أحد ولا ينفعوا أحدا فقصدوا بل قصد بهم ثبج البحر فغطسوا الى الابد لا يخرجون يرحم الله العبادانى شيخ سهل بن عبد الله التسترى حيث قال لسهل الى الابد حين قال له سهل أيسجد القلب فقال الشيخ الى الابد بل صلى الله على رسول الله حين قيل له صلى الله عليه وسلم فى دخول العمرة فى الحج ألعامنا هذا أم للابد فقال صلى الله عليه وسلم بل لابد الابد فهى روحانية باقية فى دار الخلد يجدها أهل الجنان فى كل سنة مقدرة فيقولون لم ماهذا فيجابون العمرة فى الحج روح ونعيم ووارد نزيه شريف تشرق به أسارير الوجوه وتزيده به حسنا وجمالا فاذا غطست وفقك الله فى بحر القرآن فاطلب وابحث على صدفتى هاتين الياقوتين الالف واللام وصدفتهما هى الكلمة أو الآية التى تحملهما فان كانت كلمة فعلية على طبقاتها نسبتهما من ذلك المقام وان كانت كلمة أسمائية على طبقاتها نسبتهما من ذلك المقام وان كانت كلمة ذاتية نسبتهما من ذلك كما أشار عليه السلام وان لم تكن فى الحرف أعوذ برضاك من سخطك برضاك ميل الالف من سخطك ميل اللام كلمة أسمائية وبمعافاتك ميل الالف من عقوبتك ميل اللام كلمة

فعلية

والرأفة والحنان والسكينة والوقار والنزول والتواضع وفيهم نزلت هذه الآية وعباد الرحمن الذين يمشون على الارض هونا واذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلاما وفيهم نزل أيضا على الرقيقة المحمدية التي تمتد اليهم منه من كونه [illegible] الكلم أتى اليهم أنهار سولهم فقال تعالى والكاظمين الغيظ والعافين عن الناس وفيهم وقلوبهم وجلة وفيهم والذين هم في صلاتهم خاشعون وفيهم وخشعت الاصوات للرحمن وهذا القبيل من الحروف هو أيضا الذي نقول فيه انه من اللطف لما ذكرناه فهذا من جملة المعاني التي نطلق عليه منه عالم الغيب واللطف (والقسم الآخر يسمى عالم الشهادة والقهر) وهو كل عالم من عالمي الحروف جرت العادة عندهم ان يدركوه بجوارحهم وهو ما بقي من الحروف وفيهم قوله الى [illegible] بما توعدون وقوله تعالى واغلظ عليهم وقوله وأجلب عليهم بخيلك ورجلك فهذا عالم الملك والسلطان والانفة والشدة والجهاد والمصادمة والمقارعة ومن روحانية هذه الحروف يكون اصحاب الوحي الغث والفظ وصلصلة الجرس ورشح الجبين ولهم يا أيها المزمل ويا أيها المدثر كما انه في حروف عالم الغيب نزل به الروح الامين على قلبك لا تحرك به لسانك لتعجل به ولا تعجل بالقرآن من قبل أن يقضى اليك وحيه وقل رب زدني علما * واما قولنا والملك والجبروت أو الملكوت فقد تقدم ذكره في أول هذا الباب عند قولنا ذكر مراتب الحروف * واما قولنا مخرجه كذا فمعلوم عند القراء وفائدته عندنا ان تعرف أولا كون الفلك الذي جعله الله سبب الوجود حرف ما ليس هو الفلك الذي وجد عنه حرف غيره وان توحدت الفلك فليست الدورة واحدة بالنظر الى النقطة المفروضة كانت في شيء نقطة حقيقته ثم الفرض ويكون في الفلك أمر يتميز عندك عن نفس الفلك تجعله علامة في موضع الفرض ورصده فاذا عادت العلامة الى حد الفرض الاول فقد انتهت الدورة وابتدأت أخرى قال عليه السلام ان الزمان قد استدار كهيئته يوم خلقه الله وسيأتي بيان هذا البحث في الباب الحادي عشر من هذا الكتاب * واما قولنا عدده كذا وكذا أو كذا ادون كذا فهو الذي يسميه بعض الناس الجزم الكبير والجزم الصغير وقد يسمونه الجمل عوضا من الجزم وله مراتب أفلاك الدراري وهي أفلاك البروج وأسماؤها معلومة عند الناس فيجعلون الجزم الكبير لافلاك البروج ويطرحون ما اجتمع من العدد ثمانية وعشرين ثمانية وعشرين والجزم الصغير لافلاك الدراري ويطرح عدده تسعة تسعة وطريقه ليس هذا الكتاب موضعها وعلم ليس هو مطلوبنا وفائدة الاعداد عندنا في طريقنا الذي تكمل به سعادتنا ان الذي والمريد اذا اخذ حرفا من هذه أضاف الجزم الصغير الى الجزم الكبير مثل ان يضيف الى القاف الذي هو مائة بالكبير وواحد بالصغير فيجعل ابدا عدد الجزم الصغير وهو من واحد الى تسعة فيرده الى ذاته فان كان واحدا الذي هو حرف الالف بالجزمين والقاف والشين والياء عندنا وعند غيرنا بدل الشين الغين المعجمة بالجزم الصغير فيجعل ذلك الواحد لطيفته المطلوبة منه بأي جزم كان فان كان الالف حتى الى الطاء التي هي بسائط الاعداد فهي مشتركة بين الكبير والصغير في الجزمين فمن حيث كونها للجزم الصغير رده اليك ومن حيث كونه للجزم الكبير رده الى الواردات المطلوبة لك فتطلب في الاسماء التي هي الواحد ياء العشرة وقاف المائة وشين الالف أربعته على الالاف وتمت مراتب العدد وانتهى المحيط ورجع الدور على بدئه فليس للأربع نقط شرق وغرب ومستوى وحضيض أو بعقارب والاربعة عدد محيط لانها مجموع البسائط كما ان العشرة مجموع المركبات العددية وان كان اثنان الذي هو الباء بالجزمين والكاف والراء بالجزم الصغير تعلق الهمة حامت وقابلت بها عالم الغيب والشهادة فوقفت على أسرارها من كونها عبارة شهادة لا غير وهي الذات والصفات في الالهيات والعلة والمعلول في الطبيعيات لا في العقليات والشرط والمشروط في العقليات والشرعيات لا في الطبيعيات لكن في الالهيات وان كان ثلاثة الذي هو الجيم بالجزمين واللام والسين المهملة عند قوم والشين المعجمة عند قوم بالجزم الصغير جاءت الجيم منه كالملك وقابلت به عالم الملك من كونه ملكا وعالم الجبروت من كونه جبروتا وعالم الملكوت من كونه ملكوتا وجاءت الجيم من العدد الصغير بجبروته وملكه بما يقابله في اللام والسين والشين من العدد الكبير بروحه ومن الذنوب من جاء بالحسنة فله عشر أمثالها والله يضاعف لمن يشاء في حسب استعداده وأول درجة

الذي يشمل العامة العشر المذكور والتضعيف موقوف على الاستعداد وفيه تفاضل رجال الاعمال وكل عالم في طريقه
على ذلك وليس غرضنا في هذا الكتاب ما يعطيه الله الحروف من الحقائق اذا تحقق بحقائقها وانما غرضنا أن نسوق
ما يعطي الله لمتشبها لفظا أو خطا اذا تحقق بحقائق هذه الحروف وكوشف على أسرارها فاعلم ذلك وان كان أربعة الذي
هو الدال بالجزمين والجيم والتاء بالصغير جعلت الدال منك قواعدك وقابلت بها لذات والصفات والافعال والروابط
وبماقي الدال من العدد بالصغير يبرز عن أسرار قبولك وبما فيه وفي الجيم والتاء بالكبير تبرز وجوه من المطلوب المقابل
والكمال فيها والا كمل بحسب الاستعداد وان كانت خمسة الذي هو الهاء بالجزمين والنون والتاء بالصغير جعلت
الهاء منك مملكتك في مواطن الحروف ومقارعة الابطال وقابلت بها الارواح الخمسة الحيواني والخيالي
والفكري والعقلي والقدسي وبماقي الهاء من الصغير تبرز من أسرار قبولك وبما فيه وفي النون والتاء
من الكبير تبرز وجوه من المطلوب المقابل والكامل والا كمل أثر حاصل عن الاستعداد وان كان ستة الذي هو الواو
بالجزمين والصاد أو السين على الخلاف والخاء بالصغير جعلت الواو منك جهاتك المعلومة وقابلت بها نفيها عن الحق
بوجه واثباتها بوجه وهو علم الصورة وبماقي الواو من أسرار القبول بارز بالصغير وبما فيه وفي الصاد أو السين والخاء
بالكبير تبرز وجوه من المطلوب المقابل وفي هذا التجلي بعلم المكاشف أسرار الاستواء وما يكون من نجوى ثلاثة
وهو معكم أينما كنتم وهو الذي في السماء اله وفي الارض اله وكل آية وخبر تثبت له جل وعلا الجهة والتحديد والمقدار
والكمال والا كمل فيه على قدر الاستعداد والتأهب وان كان سبعة وهو الزاي بالجزمين والعين والذال بالصغير
جعلت الذي منك صفاتك وقابلت بها صفاته وبماقي الزاي من الصغير يبرز من أسرار قبولك وبما فيه وفي العين والذال
من الكبير تبرز وجوه من المطلوب المقابل وفي هذا التجلي بعلم المكاشف أسرار المسبعات كلها حيث وقعت والكمال
والا كمل فيه على قدر الاستعداد والتأهب وان كان ثمانية الذي هو الحاء بالجزمين والفاء في قول والصاد في قول
والضاد في قول والظاء في قول جعلت الحاء منك ذاتك بما فيها وقابلت بها الحضرة الالهية مقابلة الصورة صورة المرآة
وبماقي الحاء من الصغير يبرز من أسرار قبولك وبما فيه وفي الفاء والظاء أو الضاد من الكبير تبرز وجوه من المطلوب
المقابل وفي هذا التجلي يعلم المكاشف أسرار أبواب الجنة الثمانية وفتحها لمن شاء الله هنا وكل حضرة مثمنة في الوجود
والكمال والا كمل بحسب الاستعداد وان كان تسعة وهو الطاء بالجزمين والضاد أو الصاد في قول وفي المثين الظاء
أو الغين في قول بالجزم الصغير جعلت الطاء منك مراتبك في الوجود التي أنت عليها في وقت نظرك في هذا التجلي
وقابلت بها مراتب الحضرة وهو الابد لها ولك وبماقي الطاء من الصغير يبرز من أسرار القبول وبما فيه وفي الضاد
أو الصاد والغين أو الظاء من الكبير تبرز وجوه من المطلوب المقابل وفي هذا التجلي يعلم المكاشف أسرار المنازل
والمقامات الروحانية وأسرار الاحدية والكامل والا كمل على حسب الاستعداد فهذا وجه من الوجوه التي سقناها عدد
الحرف من أجله فاعمل عليه وان كان ثم وجوه أخر فليتك لو عملت على هذا وهو المفتاح الاول ومن هنا تنفتح لك
أسرار الاعداد وأرواحها ومنازلها فان العدد سر من أسرار الله في الوجود ظهر في الحضرة الالهية بالقوة فقال صلى الله
عليه وسلم ان لله تسعة وتسعين اسما مائة الا واحدا من أحصاها دخل الجنة وقال ان لله سبعين ألف حجاب الى غير ذلك
وظهر في العالم بالفعل وانسحبت معه القوة فهو في العالم بالقوة والفعل وغرضنا ان مد الله في العمر وتراخى الاجل ان نضع
في خواص العدد موضوعا لم نسبق اليه في علمي نبدي فيه من أسرار الاعداد ما تعطيه حقائقه في الحضرة الالهية وفي
العالم والروابط ما تنضبط به الاسرار وتنال به السعادة في دار القرار وأما قولنا بسائطه فلسنا نريد بسائط شكل الحرف
مثلا الذي هو ص وانما نريد بسائط اللفظ الذي هو الكلمة الدالة عليه وهو الاسم أو تسميته وهو قولك صاد فبسائط
هذه اللفظة نريد وأما بسائط الشكل فليس له بسائط من الحروف ولكن له النقص والتمام والزيادة مثل الراء
والزاي نصف النون والواو نصف القاف والكاف أربعة أخماس الطاء وأربعة أسداس الظاء والدال خمسي الطاء
والياء ذالان واللام يزيد على الالف بالنون وعلى النون بالالف وشبه هذا وأما بسائط اشكال الحروف انما ذلك من

النقط خاصة فعلى قدر نقطه بسائطه وعلى قدر مرتبة الحرف فى العالم من جهة ذاته أو من نعت هو عليه فى الحال على
منازل نقطه وافلاكه وزوجها فالافلاك التى عنها وجدت بسائط ذلك الحرف المذكور باعتنائها وحركاتها كلها
وجد اللفظ به عندنا وتلك الافلاك تقطع فى فلك أقصى على حسب اتساعها وأما قولنا ولكل فلك حركة فلكه فتريد
به الفلك الذى عنه وجد العضو الذى فيه مخرجه فان الرأس من الانسان أوجده الله تعالى عند حركة مخصوصة من فلك
مخصوص من افلاك مخصوصة والعنق عن الفلك الذى يلى هذا الفلك المذكور والصدر عن الفلك الرابع من هذا
الفلك الاول المذكور فكل ما يوجد فى الرأس من المعانى والارواح والاسرار والحروف والعروق وكل ما فى الرأس من
هيئة ومعنى عن ذلك الفلك ودورته اثنتا عشرة ألف سنة ودورة فلك العنق وما فيه من هيئة ومعنى والحروف الحلقية
من جملتها احدى عشرة ألف سنة ودورة فلك الصدر على حكم ما ذكرناه تسع آلاف سنة وطبعه وعنصره وما يوجد
عنه راجع الى حقيقة ذلك الفلك وأما قولنا يتميز فى طبقة كذا فاعلموا ان عالم الحروف على طبقات بالنسبة الى
الحضرة الالهية والقرب منها أمثالنا ونعرف ذلك فيهم بما أذكره لك وذلك ان الحضرة الالهية التى للحروف عندنا فى
الشاهد انما هى فى عالم الرقم خط المصحف وفى الكلام التلاوة وان كانت سارية فى الكلام كله تلاوة أو غيرها فهذا
ليس هو عشك ان تعرف أن كل لافظ بلفظة الى الآباد أنه قرآن ولكنه فى الوجود بمنزلة حكم الاباحة فى شرعنا وفتح
هذا الباب يؤدى الى تطويل عظيم فان مجاله رحب فعدلنا الى أمر جزئى من وجه صغر ولكنه المرقوم وهو المكتوب
والملفوظ به خاصة واعلم ان الامور عندنا من باب الكشف اذا ظهر منها فى الوجود ما ظهر ان الاول أشرف من الثانى
وهكذا على التتابع حتى الى النصف ومن النصف يقع التفاضل مثل الاول حتى الى الآخر والآخر والاول أشرف ما ظهر
ثم يتفاضلان على حسب ما وضعا له وعلى حسب المقام فالاشرف منهما أبدا يقدم فى الموضع الاشرف وتبيين هذا ان ليلة
خمسة عشر فى الشرف بمنزلة ليلة ثلاثة عشر وهكذا حتى الى ليلة طلوع الهلال من أول الشهر وطلوعه من آخر الشهر وليلة
المحاق المطلق ليلة الابدار المطلق فافهم فنظرنا كيف ترتب مقام رقم القرآن عندنا وبماذا بدئت به السور من الحروف
وبماذا ختمت وبماذا اختصت السور المجهولة فى العلم النظرى المعلومة بالعلم اللدنى من الحروف ونظرنا فى تكرار
بسم الله الرحمن الرحيم ونظرنا فى الحروف التى لم تختص بالبداية ولا بالختام ولا ببسم الله الرحمن الرحيم وطلبنا من
الله تعالى أن يعلمنا بهذا الاختصاص الالهى الذى حصل لهذه الحروف هل هو اختصاص اعتنائى من غير شئ
كاختصاص الانبياء بالنبوة والاشياء الاول كلها أو هو اختصاص نالته من طريق الاكتساب وكشف لنا عن ذلك
كشف الهام فرأيناه على الوجهين معا فى حق قوم عناية وفى حق قوم جزاء لما كان منهم فى أول الوضع والشكل الاول لهم
والعالم عناية من الله تعالى فلما وقفنا على ذلك جعلنا الحروف التى لم تثبت أولا ولا آخرا على مراتب الاولية كما ذكره
عامة الحروف ليس لها من هذا الاختصاص القرآنى حظ وهم الجيم والضاد والخاء والذال والغين والشين
وجعلنا الطبقة الاولى من الخواص حروف السور المجهولة وهم الالف واللام والميم والصاد والراء والكاف
والهاء والياء والعين والطاء والسين والحاء والقاف والنون وأعنى بهذا صورة اشتراكهم فى اللفظ والرقم
فاشتراكها فى الرقم اشتراكها فى الصورة والاشتراك المعنى اطلاق اسم واحد عليهما مثل زيد وزيد آخر فقد اشتركا
فى الصورة الاسم وأما المقرر عندنا والمعلوم ان الصاد من المص ومن كهيعص ومن ص ليس كل واحد منهن
عين الآخر منهن ويختلف باختلاف أحكام السورة وأحوالها ومنازلها وكذا جميع هذه الحروف على هذه الرتبة
وهذه تعمها لفظا وخطا وأما الطبقة الثانية من الخاصة وهم خاصة الخاصة فكل حرف وقع فى أول سورة من القرآن
مجهولة وغير مجهولة وهو حرف الالف والياء والباء والسين والكاف والطاء والقاف والتاء والواو والصاد
والحاء والنون واللام والهاء والعين وأما الطبقة الثالثة من الخواص وهم الخلاصة فهم الحروف الواقعة فى
أواخر السور مثل النون والميم والراء والباء والدال والزاى والالف والطاء والياء والواو والهاء
والظاء والتاء واللام والفاء والسين وان كان الالف فيما يرى خطا ولفظا ركزا ولزاما ومن اهتدى فلا

أعطاه الكشف الا الذى قبل ذلك الالف فصاعدا وسميناه آخرا كما شهدناه لك . إثبات الالف كما رأيناها ولكن فى فصل آخر لا فى هذا الفصل ولا نزيد فى التقييد فى هذه الفصول على ما ثبت أصلا بل ربما نرغب فى نقص شئ منه مخافة التطويل فنضعف فى ذلك من جهة الرقم واللفظ ونعطى لفظا بما تلك المعانى التى كثرت ألفاظها فنلقيه فلا يخل بشئ من الالقاء ولا تنقص ولا يظهر لذلك الطول الاول عين فيقتضى المرغوب ولله الحمد وأمّا الطبقة الرابعة من الخواص وهم صفا الخلاصة وهم حروف بسم الله الرحمن الرحيم وما ذكرت الاحيث ذكرها رسول الله صلى الله عليه وسلم الا بعد ما ذكرها الله له بالوجهين من الوحى وهو وحى القرآن وهو الوحى الاول فان عندنا من طريق الكشف ان الفرقان حصل عند رسول الله صلى الله عليه وسلم قرآنا مجملا غير مفصل الآيات والسور ولهذا كان عليه السلام يعجل به حين كان ينزل عليه به جبريل عليه السلام بالفرقان فقيل له ولا تعجل بالقرآن الذى عندك فتلقيه مجملا فلا يفهم عنك من قبل أن يقضى اليك وحيه فرقانا مفصلا وقل رب زدنى علما بتفصيل ما أجملته فىّ من المعانى وقد أشار من باب الاسرار فقال انا أنزلناه فى ليلة ولم يقل بعضه ثم قال فيها يفرق كل أمر حكيم وهذا هو وحى الفرقان وهو الوجه الآخر من الوجهين وسيأتى الكلام على بسم الله الرحمن الرحيم فى بابه الذى أفردت له فى هذا الكتاب واعلموا ان بسملة سورة براءة هى التى فى النمل فان الحق تعالى اذا وهب شيئا لم يرجع فيه ولا يرده الى العدم فلما خرجت رحمة براءة وهى البسملة حكم التبرى من أهلها برفع الرحمة عنهم فوقف الملك بها لا يدرى أين يضعها لان كل أمة من الامم الانسانية قد أخذت رحمتها بايمانها بنبيها فقال أعطوا هذه البسملة البهائم التى آمنت بسليمان عليه السلام وهى لا يلزمها ايمان الا برسولها فلما عرفت قدر سليمان وآمنت به أعطيت من الرحمة الانسانية حظا وهو بسم الله الرحمن الرحيم الذى سلب عن المشركين وفى هذه السورة البسملة . وأما الطبقة الخامسة وهى عين صفاء الخلاصة فذلك حرف الباء فانه الحرف المقدم لانه أول البسملة فى كل سورة وفى السورة التى لم تكن فيها بسملة ابتدئت بالباء فقال تعالى براءة قال لى بعض الاسرائيليين من أحبارهم ما لكم فى التوحيد حظ لان سور كتابكم بالباء فأجبته ولا أنتم فان أول التوراة باء فأفحم ولا تمكن الاهتداء فان الالف لا يبتدأ بها أصلا فما وقع من هذه الحروف فى مبادى السور قلنا فيه له بداية الطريق وما وقع آخرا قلنا له غاية الطريق وان كان من تمامة قلنا له وسط الطريق لان القرآن هو الصراط المستقيم وأما قولنا من تحته الثانية حتى الى السابعة فنريد بذلك بسائط هذه الحروف المشتركة فى الاعداد فالنون بسائطه اثنان فى الالوهية والميم بسائطه ثلاثة فى الانسان والجيم والواو والكاف والقاف بسائطه أربعة فى الجن والدال والزاى والصاد والعين والضاد والسين والذال والغين والشين بسائطه خمسة فى البهائم والالف والهاء واللام بسائطه ستة فى النبات والباء والحاء والطاء والياء والفاء والراء والتاء والثاء والخاء والظاء بسائطه سبعة فى الجماد وأما قولنا حركته معوجة أو مستقيمة أو منكوسة أو ممتزجة أو أفقية فاريد بالمستقيمة كل حرف حرك همتك الى جانب الحق خاصة من جهة الباب ان كنت عالما ومن جهة ما يشهد ان كنت مشاهدا والمنكوسة كل حرف حرك الهمة الى الكون وأسراره والمعوجة وهى الافقية كل حرف حرك الهمة الى تعلق المكون بالمكون والممتزجة كل حرف حرك الهمة الى معرفة أمرين وذلك كرت الك تصاعدا وتظهر فى الرقم فى الالف والميم المعرق والحاء والنون وما أشبه هؤلاء وأما قولنا له الاعراف والخلق والاحوال والكرامات أو الحقائق والمقامات والمنازلات فاعلموا أن الشئ لا يعرف الا بوجهه أى بحقيقته فكل ما لا يعرف الشئ الا به فذلك وجهه ونقط الحرف وجهه الذى يعرف به والنقط على قسمين نقط فوق الحرف ونقط تحته فاذا لم يكن للشئ ما يعرف به عرف بنفسه مشاهدة وبضده عقلا وهى الحروف اليابسة فاذا دار الفلك أى فلك المعارف حدثت عنه الحروف المنقوطة من فوق واذا دار فلك الاعمال حدثت عنه الحروف المنقوطة من أسفل واذا دار فلك المشاهدة حدثت عنها الحروف اليابسة غير المنقوطة فنعنى بالمعارف الخلق والاحوال والكرامات ونعنى بالاعمال الحقائق والمقامات والمنازلات وفلك المشاهدة يعطى البراءة من هذا كله قيل لابى يزيد كيف أصبحت قال لا صباح لى ولا مساء انما الصباح والمساء لمن تقيد بالصفة وأنا لا صفة لى

والالفاظ من عالم الحروف فالحروف للكلمات مواد كالماء والتراب والنار والهواء لاقامة نشأة أجسامنا ثم نفخ الروح فيه الامرى فكان انسانا كما قبلت الرياح عند استعدادها نفخ الروح الامرى فكان جانا كما قبلت الانوار عند استعدادها نفخ الروح فكانت الملائكة ومن الكلم ما يشبه الانسان وهو أكثرها ومنها ما يشبه الملائكة والجن وكلاهما جن وهو أقلها كالباء الخافضة واللام الخافضة والمؤكدة وواو القسم وبائه وتائه وواو العطف وفائه والقاف من ق والشين من ش والعين من ع اذا أمرت بها من الوقاية والوشى والوعى وما عدا هذا الصنف المفرد فهو أشبه شئ بالانسان وان كان المفرد يشبه باطن الانسان فان باطن الانسان جان فى الحقيقة فلما كان عالم الحركات لا يوجد الا بعد وجود الذوات المتحركة بها وهى الكلمات المنشآت من الحروف أخرنا الكلام عليها عن فصل الحروف الى فصل الالفاظ ولما كانت الكلمات التى أردنا أن نذكرها فى هذا الباب عن جملة الالفاظ أردنا أن نتكلم فى الالفاظ على الاطلاق وحصر عالمها ونسبة هذه الحركات منها امدما نتكلم أولا على الحركات على الاطلاق ثم بعد ذلك نتكلم على الحركات المختصة بالكلمات التى هى حركات اللسان وعلامتها التى هى حركات الشفتين ثم بعد ذلك نتكلم على الكلمات التى توهم التشبيه كما ذكرناه واعلم أنا نقول هذا العالم المفرد من الحروف الذى قبل الحركة دون تركيب كباء الخفض وشبهه من المفردات كنت ألحقه بالحروف لانفراده فان هذا هو باب التركيب وهو الكلمات فنها ما نفخ فى باء الخفض الروح وأمثاله من مفردات من الحروف أرواح الحركات ليقوموا بأنفسهم كما قام عالم الحروف و... دون الحركات وانما نفخ فيه الروح من أجل غيره فهو مركب ولذلك لا يعطى ذلك حتى يضاف الى غيره فيقال بالله وتالله ووالله لاعبدن وما عدا ذلك أقنتى لربك واسجدى وما أشبه ذلك ولا معنى له اذا أفردته بغير معنى نفسه وهذا ... التى تكون عن التركيب توجد بوجوده وتعدم بعدمه فان الحيوان حقيقته لا توجد أبدا الا عن ... حقائق ... معقولة فى ذواتها وهى الجسمية والتغذية والحس فاذا تألف الجسم والغذاء والحس ظهرت حقيقة الحيوان ... الجسم وحده ولا الغذاء وحده ولا الحس وحده فاذا أسقطت حقيقة الحس وألفت الجسم والغذاء قلت نبات ... لست الاولى ولما كانت الحروف المفردة التى ذكرناها مؤثرة فى هذا التركيب الآخر اللفظى الذى ... حقائق لا تعقل عند السامع الا بهذا فشبهناها بالكلمات متوصل بالعالم الروحانى كالجن الا ترى الانسان ... حقائق حقيقة ذاتية وحقيقة ربانية وحقيقة شيطانية وحقائق ملكية وسيأتى ذكرها ... باب المعرفة للخواطر من هذا الكتاب وهذا فى عالم الكلمات دخول حرف من هذه الحروف على ... فتحدث فيه ما تعطيه حقيقتها فافهم هذا فهمنا الله واياكم أسراره كلها (نكتة وسابقة) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أوتيت جوامع الكلم وقال تعالى وكلمته ألقاها الى مريم وقال وصدقت بكلمات ربها وكتابه ويقال طرق الامير بدا السارق وضرب الامير اللص فمن ألقى عن أمره شئ فهو ألقاه فكان الملقى محمد عليه السلام ألقى عن الله كلمات العالم بأسره من غير استثناء شئ منه البتة فمنه ما ألقاه بنفسه كأرواح الملائكة وأكثر العالم العلوى ومنه أيضا ما ألقاه عن أمره فيحدث الشئ عن وسائط كثيرة الزراعة ما تصل الى أن تجرى فى أعضائك روحا سبحا ومجد الابعد أدوار كثيرة وانتقالات فى عالم وتنقلب فى كل عالم من جنسه على شكل أشخاصه فرجع الكل فى ذلك الى من أوتى جوامع الكلم فنفخ الحقيقة الاسرافيلية من المحمدية المضافة الى الحق نفخها كما قال تعالى ويوم ننفخ فى الصور بالنون وقرئ بالياء وضمها وفتح الفاء والنافخ انما هو اسرافيل عليه السلام والله قد أضاف النفخ الى نفسه فالنفخ من اسرافيل والقبول من الصور وسر الحق بينهما هو المعنى بين النافخ والقابل كالرابط من الحروف بين الكلمتين وذلك هو سر الفعل الاقدس الانزه الذى لا يطلع عليه النافخ ولا القابل فعلى النافخ أن ينفخ وعلى النار أن تتقد والسراج أن ينطفئ والاتقاد والانطفاء بالسر الالهى فينفخ فيها فتكون طائرا باذن الله قال تعالى ونفخ فى الصور فصعق من فى السموات ومن فى الارض الا من شاء الله ثم نفخ فيه أخرى فاذا هم قيام ينظرون والنفخ واحد والنافخ واحد واختلف المنفوخ فيه بحكم الاستعداد وقد خفى السر الالهى بينهما فى كل حالة فتفطنوا يا اخواننا لهذا الامر الالهى واعلموا أن الله

من بينهم لا تشهد أحد إلى معرفة كنه الالوهة أبدا ولا ينبغي له أن تدرك عزت وتعالت علوا كبيرا فالعالم كله من
ازل الى آخر مقيد بعضه ببعض عابد بعضه بعضا معرفتهم منهم اليهم وحقائقهم منبعثة عنهم بالسر "الالهي" الذي لا يدرك كونه
وماهية عابهم فسبحان من لا يجاري في سلطانه ولا يداني في احسانه لا اله الا هو العزيز الحكيم فبعد فهم جوامع
الكلام الذي هو العلم الاحاطي" والنور الالهي" الذي اختص به سر" الوجود وعمد القبة وساق العرش وسبب ثبوت
كل ثابت محمد صلى الله عليه وسلم

کتاب ہذا کے مترجم جناب صائم چشتی کی دیگر ایمان افروز تصانیف

تراجم

نام متن	موضوع	نام ترجمہ
کتاب المغازی علامہ واقدی (عربی)	غزوات رسول پر دنیا کی پہلی اور عظیم تفصیلی دستاویز ہدیہ/ روپے	**کتاب المغازی** غزوات رسول حجازی
سیرۃ النبویہ علامہ دحلان مکی (عربی)	سیرت رسول عربی پر مفصل جامع اور ثقہ شہکار عظیم ہدیہ/ روپے	**سیرت دحلانیہ** ولادت تا بعثت
خصائص نسائی امام ابو عبد الرحمٰن نسائی (عربی)	حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم و دیگر اہل بیت رسول کی شان میں ثقہ احادیث مبارکہ کا بہترین ذخیرہ ہدیہ/ ۱۱ روپے	**خصائص نسائی** مع متن
شرف المؤبد لآل محمد علامہ نبہانی	آل رسول کے دائمی شرف کے بارے میں لازوال تحقیقی شہکار ہدیہ/	**شرف سادات** مع متن

ملنے کا پتہ: چشتی کتب خانہ ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد

نام متن	موضوع	نام ترجمہ
والدی مصطفیٰ علامہ سیوطی (عربی)	حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے والدین کریمین کے ایمان پر ہدیہ/ ۳۰ روپے	والدین مصطفیٰ مع متن
روضۃ الشہدا علامہ کاشفی (فارسی) جلد اول	ابتلائے انبیاء اور اہل بیت کا دردناک بیان ہدیہ/ روپے	روضۃ الشہدا
ہدیۃ المہدی علامہ وحید الزمان (عربی)	وہابیہ کے امام کی وہ تحقیقی تحریر جو وہابیہ کے عقائد پر ضرب شدید کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہدیہ/	ہدیۃ المہدی مع متن
ردِ شطحیات شاہ عبدالحق محدث دہلوی (فارسی)	حضرت مجدد الف ثانی کے چند مکتوبات کا محققانہ تجزیہ ہدیہ/ روپے	ردِ شطحیات مع متن
دفع الوسواس فی قال بعض الناس علامہ علی قاری	امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر امام بخاری کے مطاعن کا جواب لاجواب ہدیہ/ روپے	دفع الوسواس مع متن

امام الاولیاء، تاجدار ہل اتی شیر خدا امیر المومنین خلیفۃ المسلمین، کاسر الاصنام، فاتح خیبر اخئی و وصی رسول زوجِ بتول سیدنا حیدر کرار حضرت علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی حیاتِ طیبہ پر بے مثال تحقیقی شہکار

مشکل کشاء

جلد اول /. جلد دوم /.

شہزادیٔ رسولِ مختار بانوئے حیدرِ کرار والدہ سید الشہداء مالکِ ردائے تطہیر طیبہ، طاہرہ، عابدہ زاہدہ سیدۃ نساء العلمین سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی حیاتِ طیبہ پر بے مثال صحیفۂ نور بچیوں کو جہیز میں دینے والا بے مثال تحفہ کتاب لاجواب

البتول

ہدیہ /

نواسۂ رسول، جگر گوشۂ بتول، شہزادہ گلگوں قبا سید الشہدا، امام مظلوم سیدنا امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے جانگداز واقعات کتاب مستطاب

شہید ابن شہید

جلد اول ہدیہ /

حامیانِ یزید اور دشمنان حسینؑ کی خرافات کا تحقیقی جواب۔ یزید اور یزیدیوں کے منہ پر حقائق کا وہ زوردار تھپڑ جس نے باطل نوازوں کے چھکے چھڑا دیئے کتاب لاجواب

شہید ابن شہید

جلد دوم ہدیہ /

وہابیہ کے خود ساختہ عقائد کا قلع قمع کرنے والی لاجواب کتاب

وہابیہ کی غیر منظم پنجابی نظموں کا ترکی بہ ترکی جواب، الزامی اور تحقیقی جوابات کا حسین مرقع، پنجابی نظم اور اُردو حاشیہ کا خوبصورت امتزاج

پھُل تے کنڈے

ہدیہ /

بنتِ رسول خاتونِ جنت سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی مبارک زندگی پر پنجابی کے پُرسوز اشعار میں خوبصورت کتاب

خاتونِ جنت

ہدیہ /

ہزاروں الفاظ پر مشتمل پنجابی اُردو لغات

لُغاتِ چشتیہ

جلد اول (الف) /=

جلد دوم (ب) /=

یعنی ہمتوں کی بلندیاں

تصنیف لطیف

رہبر شریعت وطریقت۔ رموز دقیق حقیقت ومعرفت عارف باللہ

جناب حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

ملنے کا پتہ

علمی برادران تاجران کتب

نزد جامعہ رضویہ رشید مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد

Futuhat -ul- Makkiyyat

By

MUHYIUDDIN IBN-UL-ARABI

(II6[illegible]-1240)

Translated By

ALLAMA SAIM CHISHTEE
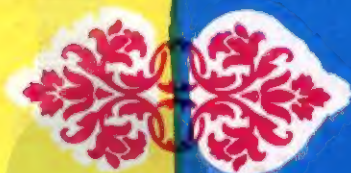
ALI BROTHERS

Book Sailors Jhang Bazar, Faisalabad